

روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام



روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

Ruhani Khazain

Collection of The Books of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani,
The Promised Messiah and Mahdi (1835-1908) Peace be on him.

Computerized Edition

Published in 2008

Published by:

Nazarat Ishaat Rabwah, Pakistan

Printed by:

Zia-ul-Islam Press, Rabwah

ISBN: 81 7912 175 5



حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب
کے مطالعہ کے متعلق

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس
ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا
احباب جماعت کے نام

پیغام

روحانی خزائن کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ۲۰۰۸ء
کی اشاعت کے موقع پر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
وَعَلَى عَالِيهِ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
هوالتاصر



پیغام

لندن
10-8-2008

وہ خزان جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار اللہ تعالیٰ نے وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور نشر و اشاعت سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلانے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچانے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۴۷۳)

ایک اور کتاب میں آپ فرماتے ہیں:

”کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے..... ایسا ہی آیت وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنْهُمْ کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا..... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور بڑی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ اور حسب منطوق آیت قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور

مطالع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے۔“

(تحفہ گوڑویہ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۶۳-۲۶۰)

سوا س زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتر اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ”مضمون بالا رہا“ کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوید عطا ہوئی کہ:

”در کلام تو چیزے است کہ شعراء را در اں دخل نیست۔ کلام اُفصح مِنْ لَدُنْ رَبِّ کَرِیم“۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحات ۵۵۸، ۵۰۸)

ترجمہ: ”تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶۔ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

”میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشی ہے۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

”میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آب حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔“ (ازالہ اوہام ، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمہ رواں ہے کہ جو اس سے پئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یفیض المال حتی لا یقبلہ احد (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزانے ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ:

”وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تاکہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دیئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

حزب مسیح

خليفة المسيح الخامس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ”روحانی خزائن“ پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فسط ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اول کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ ایڈیشن اول میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔ یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تاکہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس ٹڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون ”ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات“ جو پہلے ”تصدیق النبی“ کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبر امین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔ اس کے بعد مراسلت نمبر ۲ امین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل

ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر ۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ”التبلیغ“ کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ ایڈیشن اول میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔ نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کر دی گئی ہے۔

(ه) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے جو خلافت لائبریری میں موجود ہے نقل کر کے جلد نمبر ۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹ جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اس میں صفحہ ۳۴ تا ۳۹ پر مشتمل ”گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟“ کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول مسیح کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ”عصمت انبیاء“ کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو میں ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۷ تا ۲۰۹ میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔ اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

اس جلد کی تیاری میں عزیزم محترم حبیب الرحمن صاحب زیروی نائب ناظر اشاعت کے ساتھ مکرم محمد یوسف صاحب شاہد، مکرم عمر علی صاحب طاہر، مکرم رشید احمد صاحب طیب، مکرم ظہور احمد صاحب مقبول، مکرم کلیم احمد طاہر صاحب، مکرم ظفر علی صاحب، مکرم ایاز احمد طاہر صاحب، مکرم کاشف عدیل صاحب اور مکرم سلطان احمد شاہد صاحب مر بیان سلسلہ نے کام کیا۔ احباب ان سب واقفین زندگی کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام

سید عبدالحی

ناظر اشاعت

اکتوبر ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ تصانیف منیفہ روحانی خزائن کے نام سے 23 جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔ اس کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن میں بعض مقامات پر کتابت کے سہو اور اغلاط کی نشاندہی ہوئی تھی۔

امانا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے نئے ایڈیشن کی تیاری کا ارشاد فرماتے ہوئے بعض ہدایات سے نوازا۔

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی صحت کو قائم اور برقرار رکھنے کے لیے لازم ہے کہ ان کو اول ایڈیشن کے عین مطابق اور اسی حال میں برقرار رکھا جائے۔ اگر اول ایڈیشن میں کہیں سہو کتابت ہے تو اس کو بعینہ قائم رکھا جائے۔ البتہ واضح سہو اور غلطی کی ناشر کی طرف سے حاشیہ میں وضاحت دی جائے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشنز شائع ہوئے تھے تو آپ کی زندگی میں مطبوعہ آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا جائے۔

غرضیکہ اول ایڈیشن سے تقابل کر کے اگر مابعد کسی سہو یا کتابت کی غلطی کی درستگی کی گئی ہے تو اسے نظر انداز کر کے اول ایڈیشن کے بالکل مطابق کر دیا جائے اور متن میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔“

اول ایڈیشن کے وقت اس زمانہ کی طرز کتابت کے مطابق ”ے“ اور ”ی“ کو اکثر و بیشتر ”ی“ لکھا گیا ہے۔ پہلے قارئین خود سمجھ جاتے تھے کہ فقرہ کی ترکیب کے لحاظ سے یہاں یائے معروف ہے یا یائے مجهول۔ لیکن اب اس تفریق کو سمجھنے میں قاری کو دقت اور مشکل درپیش ہوتی ہے۔ اس لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ

فقرہ کی مناسبت سے یائے معروف اور یائے مجهول کو ظاہر کر دیا جائے۔

حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ ”روحانی خزائن کے پہلے ایڈیشن کے مطابق صفحات نمبر اور عبارات رکھی جائیں۔“ چنانچہ اس ہدایت کی پابندی کی گئی ہے اس لئے ناشر کی طرف سے اگر کوئی وضاحت ضروری سمجھی گئی تو اس کو بارڈر سے باہر رکھا گیا ہے۔

ایسے انگریزی الفاظ، اسماء وغیرہ جو اردو رسم الخط میں تحریر شدہ ہیں اور جن کو صحیح تلفظ سے پڑھنا مشکل ہے سہولت کی غرض سے ان کو انگریزی طرز میں بھی حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔

الحق مباحثہ دہلی کا ایک حصہ ”مراسلت نمبر ۲“ جو روحانی خزائن کی تدوین کے وقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہو سکا۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کے وقت یہ مراسلت مل گئی اور اسے جلد ۴ کے آخر پر صفحہ ۴۸۳ پر دے دیا گیا۔ اس ایڈیشن میں حضور انور کے ارشاد پر اسے الحق مباحثہ دہلی کے آخر پر مراسلت نمبر ۱ کے بعد شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

محمود کی آمین تو جلد ۱۲ میں آچکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی آمین بھی لکھی۔ یہ نظم ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی جو روحانی خزائن کی کسی جلد میں شامل نہیں۔ اب روحانی خزائن کی نظر ثانی کے دوران حضور انور کے ارشاد پر اسے اپنے زمانی اعتبار سے روحانی خزائن جلد ۱۷ میں شامل کیا گیا ہے مگر جلد کے آخر پر تاکہ صفحات کی ترتیب میں فرق نہ آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر محترم منیر احمد صاحب بسمل ایڈیشنل ناظر اشاعت نے اس خدمت کی توفیق پائی۔ محترم ظفر علی طاہر صاحب اور محترم طاہر احمد شریف صاحب مربیان سلسلہ نے ان کی معاونت کی۔ جزا ہم اللہ احسن الجزاء

والسلام

ملک خالد مسعود

ناظر اشاعت

فروری ۲۰۱۷ء

ترتیب

روحانی خزائن جلد ۱۴

۱	نجم الہدیٰ
۱۵۱	رازِ حقیقت
۱۷۷	کشف الغطاء
۲۲۷	ایام الصلح
۴۲۷	حقیقت المہدی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تعارف

(از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

روحانی خزائن کی یہ چودھویں جلد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل پانچ تالیفات پر مشتمل ہے۔ (۱) نجم الہدیٰ (۲) راز حقیقت (۳) کشف الغطاء (۴) ایام الصلح (۵) حقیقت المہدی

نجم الہدیٰ

اس کتاب کی تاریخ اشاعت ۲۰ نومبر ۱۸۹۸ء ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کتاب صرف ایک دن میں لکھی جمہرات کو آپ نے لکھنی شروع کی اور جمعہ کی صبح کو آپ نے اسے مکمل کر دیا۔ (صفحہ ۱۸ جلد ۱)
یہ کتاب بڑی تقطیع پر شائع کی گئی۔ اس میں چار زبانوں عربی، اردو، فارسی اور انگریزی کے لئے چار کالم رکھے گئے۔ اصل کتاب حضرت اقدس نے عربی میں لکھی اور اس کا اردو ترجمہ بھی خود ہی کیا۔ لیکن فارسی ترجمہ دوسرے دوستوں نے کیا (صفحہ ۱۹) ابھی انگریزی ترجمہ نہیں ہوا تھا کہ آپ نے یہ کتاب شائع فرما دی۔ نجم الہدیٰ کا انگریزی ترجمہ خلافتِ ثانیہ کے عہد میں خان بہادر چوہدری ابوالہاشم خان صاحب نے کیا اور "The Lead Star" کے نام سے شائع کیا۔

ہم نے روحانی خزائن کی جلدوں کے سائز $\frac{26 \times 20}{8}$ پر شائع کرنے کے لئے عربی اور اردو کو دو کالموں میں اور فارسی ترجمہ کو حاشیہ میں درج کر دیا ہے۔

اس کتاب کی تالیف کی غرض آپ نے منکرین پر اتمامِ حجت اور امت کے غافل اور لاپرواہوں کو

سے اظہار ہمدردی فرمائی ہے اس لئے کہ آپ کی دعوت کے قبول کرنے میں ان کی بھلائی ہے اور یہ اُن تحریروں کا بدل ہے جو اُن دنوں مخالفوں کی طرف سے نکلیں اور اس میں عمدہ عمدہ ملت اسلامی کے نکتے اور دقائق بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ رسالہ مخالفوں کے لئے ایک فریادرس ہے۔ (صفحہ ۱۸، ۱۹ جلد ہذا)

اس رسالہ میں حضرت اقدس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ ”احمد“ اور ”محمد“ کی حقیقت نہایت دلکش انداز میں بیان فرمائی ہے اور آپ کے ایسے کمالات اور محاسن کا ذکر فرمایا ہے جن سے آنحضور کا سب انبیاء سے بالا و برتر ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ نیز دجالی فتن اور ان فتن کے ازالہ کے لئے اپنا خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مبعوث ہونا بدلائل قاطعہ ثابت فرمایا ہے۔

رازِ حقیقت

یہ رسالہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع ہوا۔ اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح حالات زندگی درج فرمائے ہیں اور ان کے صلیب پر سے زندہ اتارے جانے اور سفر کشمیر اختیار کرنے اور سری نگر محلہ خان یار میں اُن کی قبر کے موجود ہونے پر روشنی ڈالی ہے اور اُن کے مزار کا نقشہ بھی دیا ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی عربی دانی کا سہلہ جمانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک عربی الہام اتعجب لامری پر جو یہ اعتراض کیا تھا کہ عجب کا صلہ لام نہیں آتا اس کا نہایت معقول اور مدلل جواب احادیث نبویہ اور زبان عرب کے محاورات کی مثالیں پیش کر کے دیا ہے جس سے مولوی محمد حسین بٹالوی کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق تختِ ذلت اور علمی پردہ دری ہوئی۔

نیز اشتہارِ مباہلہ کی حقیقت بیان فرمائی ہے جس کی وجہ سے بٹالوی نے آپ کے خلاف گورنمنٹ کے پاس بہت سی شکایات کر کے اور گمراہ کن اطلاعات پہنچا کر غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔

کشف الغطاء

یہ رسالہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء کو شائع ہوا۔ چونکہ مولوی محمد حسین بٹالوی آپ کے اور آپ کے سلسلہ کے خلاف غلط واقعات گورنمنٹ کو پہنچا رہے تھے اس لئے حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ رسالہ بایں غرض لکھا کہ تا گورنمنٹ آپ کے اور آپ کی جماعت کے صحیح خیالات اور آپ کے مشن کے اصولوں

سے واقف ہو جائے اور عام خیال کے مسلمان اور اُن کے مولوی جو فرقہ احمدیہ سے دلی عناد اور حسد رکھتے ہیں اگر حسد کی وجہ سے خلاف واقعہ امور گورنمنٹ تک پہنچائیں تو گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر اس حقیقت کی بنا پر صحیح رائے قائم کر سکیں۔ اس لئے آپ نے اس رسالہ میں مختصر طور پر پہلے اپنے خاندانی حالات کا تذکرہ کیا ہے اور پھر اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایات اور تعلیم کا ملخص بیان فرمایا ہے۔ اور ان غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے جو آپ کے اور آپ کے سلسلہ سے متعلق معاندین سلسلہ پھیلا رہے تھے۔ خصوصاً مولوی محمد حسین بٹالوی کے اس الزام کا کہ آپ گورنمنٹ انگریزی کے بدخواہ ہیں اور درپردہ باغیانہ ارادے رکھتے ہیں۔ تفصیل سے جواب دیا ہے۔

نیز محمد حسین بٹالوی سے اس مباہلہ سے متعلق سیرکن بحث کی ہے جو مولوی محمد حسین بٹالوی کے دوشاگردوں مولوی ابوالحسن تپتی اور مولوی محمد بخش جعفر زٹلی کے اشتہارات مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۸ء اور ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو پڑھ کر ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں شائع کیا تھا اور اس کی تشریح ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں کی تھی اور ضمیمہ رسالہ کشف الغطاء میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے اس انگریزی رسالہ کے متعلق ذکر فرمایا ہے جس میں اس نے عام مولویوں کے عقیدہ کے برخلاف گورنمنٹ کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ وہ ایسے مہدی کے قائل نہیں جو مسیح کے آسمان سے اُترنے کے وقت کافروں سے برسرِ پیکار ہوگا اور کافروں کو قتل کرے گا۔ حضرت اقدس نے اس کے اس عقیدہ کو بوجہ قاطعہ منافقانہ ثابت کیا۔ (صفحہ ۲۱۷ تا ۲۲۱ جلد ۱) اور اس کے اس الزام کا بھی جواب دیا ہے کہ گویا آپ نے اس مضمون کا کوئی الہام شائع کیا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی سلطنت آٹھ سال کے عرصہ میں تباہ ہو جائے گی۔ اور گورنمنٹ سے التماس کی ہے کہ وہ اس خلاف واقعہ مجری کا اس شخص سے مطالبہ کرے۔ (صفحہ ۲۱۶ جلد ۱)

ایامِ اصلاح

حضرت اقدس علیہ السلام کے اشتہار مورخہ ۶ فروری ۱۸۹۸ء دربارہ طاعون کے پڑھنے کے بعد بعض نے یہ اعتراض کیا کہ لوگوں کو اول یہ بتانا کہ طاعون کے استیصال کے لئے فلاں تدبیر یا فلاں دوا ہے اور پھر یہ کہنا کہ شامتِ اعمال سے یہ مرض پھیلتی ہے۔ ان دونوں باتوں میں تناقض ہے۔ اس کتاب کے شروع

میں آپ نے اس اعتراض کا نہایت شرح و بسط سے جواب دیا ہے۔ دُعا اور تدبیر اور تدبیر اور تقدیر کا فلسفہ اور ان میں باہمی موافقت اور مطابقت اور اجابت دُعا کی حقیقت اور فرضیت دعا کے اسباب اور یہ کہ دنیا کی تمام حکمتیں دُعا کے ذریعہ سے ظاہر ہوئیں۔ ان جملہ امور پر محققانہ اور حکیمانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ اور سورہ فاتحہ کی مختصر تفسیر بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت سے ضرورت دعا اور اس کے ثمرات اور فیوض کے یقینی ہونے پر استدلال فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کی صداقت پر نہایت مدلل اور موثر پیرایہ میں بحث کی ہے اور آخر میں شہزادہ عبدالمجید صاحب مرحوم کے ایک قریبی رشتہ دار شہزادہ والا گوہر اکسٹراسٹنٹ کے وسوسوں کا جواب دیا ہے۔

وجہ تسمیہ:

اس کتاب کا ایام الصلح نام رکھنے کی وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ چونکہ مسیح موعود کے زمانہ میں یضع الحرب کی پیشگوئی کے مطابق مذہبی جنگیں نہیں ہوں گی اور تو میں ہلاک نہیں ہوں گی بلکہ ایک نئی تبدیلی سے جو دلوں میں پیدا ہوگی باطل ہلاک ہوگا۔

”اور سلامتی اور امن کے ساتھ حق اور توحید اور صدق اور ایمان کی ترقی ہوگی۔ اور عداوتیں اٹھ جائیں گی۔ اور صلح کے ایام آئیں گے تب دنیا کا اخیر ہوگا۔ اسی وجہ سے ہم نے اس کتاب کا نام بھی ایام الصلح رکھا۔“
(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۶)

اہمیت کتاب:

یہ کتاب ایک نہایت شاندار اور اہم کتاب ہے اور اس کی اہمیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ:-

”بالآخر میں ناظرین کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس کتاب کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں۔ میں نے ان کو وہ پیغام پہنچایا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ میں نے سب پر حجت پوری کر دی ہے۔“
(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۴۲۴)

زمانہ اشاعت:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کتاب اردو میں لکھی اور اس کا فارسی ترجمہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے کیا۔ یہ فارسی ایڈیشن جیسا کہ مولوی دوست محمد صاحب مؤلف تاریخ احمدیت (جلد سوم صفحہ ۲۴) نے لکھا ہے۔ اگرچہ اگست ۱۸۹۸ء میں تیار ہو چکا تھا اور اس کا اعلان بھی الحکم ۱۳ اگست ۱۸۹۸ء میں شائع ہو گیا تھا مگر ایک خصوصی ضمیمہ کے ذریعہ اس کی اشاعت ایام اصلاح اردو کی اشاعت تک (جس میں بعض اضافے کئے جانے ضروری سمجھے گئے تھے مثلاً چند نئے وساوس کا ازالہ۔ شمس) مصلحتاً روک دی گئی اور یہ دونوں کتابیں جنوری ۱۸۹۹ء میں ایک ساتھ منظر عام پر آئیں۔ (دیکھئے الحکم ۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۱)

حقیقت المہدی

ایک عرصہ سے مولوی محمد حسین بٹالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف انگریزی گورنمنٹ کو بدظن کرنے کی مہم تیز کر رکھی تھی۔ دلائل کے مقابلہ سے عاجز آ کر اُس نے گورنمنٹ کو آپ کے خلاف اُکسانا اور اس مقصد براری کے لئے جھوٹی خبریاں کرنا اپنا شیوہ بنالیا تھا۔ اُس نے بارہا حکام کے پاس آپ پر یہ جھوٹا الزام لگایا کہ درپردہ یہ شخص باغی ہے اور مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور گورنمنٹ کا ہرگز خیر خواہ نہیں ہے۔ اُسے ڈھیل دینا اور تبلیغ کرنے کی آزادی دینا ہرگز مناسب نہیں۔ اور ایک رسالہ انگریزی زبان میں چھپوایا جس میں اپنا خیر خواہ حکومت برطانیہ ہونا ظاہر کیا اور لکھا کہ وہ غازی مہدی کا جو بنی فاطمہ سے ہوگا اور مذہبی جنگیں کرے گا اور سب کافروں کو مسلمان بنائے گا عقیدہ نہیں رکھتا اور نہ ہی انگریزی گورنمنٹ سے جہاد کو جائز خیال کرتا ہے اور وہ ان سب روایات کو جو غازی فاطمی مہدی کے بارہ میں آئی ہیں مجروح، ضعیف اور وضعی خیال کرتا ہے اور وہ امیر کابل کے پاس بھی پہنچا اور اس سے ملاقات کے بعد اُس نے یہ دھمکی دینا شروع کی کہ وہاں چلو تو پھر زندہ نہ آؤ گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ حقیقت المہدی میں بٹالوی کے ایسے الزامات اور بہتانات کی مدلل طور پر تردید فرمائی ہے اور اس کے عقیدہ دربارہ مہدی کو جو اُس نے گورنمنٹ کے پاس ظاہر کیا ایک منافقانہ فعل ثابت کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس رسالہ کے شروع میں فرقہ اہل حدیث کا جن کا مولوی محمد حسین سرگروہ تھا بحوالہ حجج الکرامہ مؤلفہ نواب صدیق حسن خاں جنہیں مولوی محمد حسین بٹالوی اس صدی کا

مجدد تسلیم کر چکا تھا مہدی کے متعلق عقیدہ کا ذکر کیا ہے اور ان کے مقابلہ میں مہدی کی نسبت اپنا اور اپنی جماعت کا عقیدہ تحریر فرمایا ہے اور پھر گورنمنٹ کے سامنے مخلص اور منافق اور خیر خواہ اور بد خواہ کے جاننے کے لئے ایک یہ طریق آزمائش پیش کیا ہے کہ ہم دونوں فریق جہاد اور مہدی کی نسبت جو عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ عرب یعنی مملہ مدینہ وغیرہ عربی بلاد میں اور کابل اور ایران وغیرہ میں شائع کرنے کے لئے عربی اور فارسی میں لکھ کر اور چھاپ کر سرکار انگریزی کے حوالے کریں تاکہ وہ اپنے اطمینان کے موافق اُسے شائع کرے۔ اس طریق سے جو شخص منافقانہ طور پر برتاؤ رکھتا ہے اس کی حقیقت کھل جائے گی۔ اور وہ کبھی اپنے عقائد صفائی سے نہیں لکھے گا۔ کیونکہ مسلمانوں کے عام خیالات کے خلاف اپنے خیالات کا اسلامی ممالک میں شائع کرنا اس بہادر کا کام ہے جس کا دل اور زبان ایک ہی ہو (صفحہ ۴۴۷، ۴۴۸ جلد ۱) چنانچہ آپ نے حسب وعدہ عربی زبان میں اپنے عقائد لکھ کر اور اس کا فارسی میں ترجمہ کر کے اس رسالہ کے آخر میں لگا دیئے لیکن منافقانہ کارروائی کرنے والے کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور یہ رسالہ آپ نے ۲۱ فروری ۱۸۹۹ء کو شائع کر دیا۔

خاکسار

جلال الدین بنٹس



مقام

درمطبع نیا، الاسلام قایمان بہنام یک فضل الدین خطاب شہر
جس کتاب پر ہمارا دستخط توفیق ہو گیا وہ مشورہ ہو

تعداد ۱۲۰۰

نجم الہدیٰ

الحمد لله الذي خلق الأشياء
كلها فأودع من جمال خلقها،
وبرء نفوس الناس لنفسه فسوّاها
وعالج بوجهه قلقها. وأتقن كل ما
صنع وحسن وأبدع وأحكم،
وأضاء الشمس وأنار القمر وأنعم
على الإنسان وأعزّه وأكرم. والصّلوة
والسّلام على رسوله النّبىّ الأمّى
محمد أحمد نالذى كان إسماه
هذان أول أسماء عُرضت على آدم
بما كانا علّة غائية للنشأة الاولى

نجم الہدیٰ (اردو)

اُس خدا کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس نے
تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ اور ہر ایک چیز میں ایک قسم
کی خوبصورتی رکھی۔ اس نے انسانوں کے نفسوں کو
اپنے لئے بنایا۔ اور اپنی ذات کے ساتھ ان کی
بے آرامی کو دور کیا۔ اور جو کچھ بنایا نہایت استوار اور
خوب اور نئی طرز کا اور محکم بنایا۔ اور سورج کو روشن کیا
اور چاند کو چمکایا اور انسان کو عزت اور شرف اور
مرتبہ بخشا۔ اور اس کے رسول اُمّی پر درود اور سلام
ہو جس کا نام محمد اور احمد ہے۔ یہ دونوں نام اس کے
وہ ہیں کہ جب حضرت آدم کے سامنے تمام چیزوں
کے نام پیش کئے گئے تھے تو سب سے اوّل یہی دو
نام پیش ہوئے تھے کیونکہ اس دنیا کی پیدائش



نجم الہدیٰ فارسی | جملہ ستائشہا مر خدا راست کہ ہمہ چیز ہا را بیا فرید۔ و دران گوئہ خوبی و
آرایش سپرد۔ و روان آدمیان را محض خاطر خود از نیستی بہ ہستی کشید۔ و رنج و آزار آنہا را با ذات
خویش از ہم پاشید۔ و ہر چہ را ساخت چنانچہ شاید خوب و استوارش پر داخت نیسر گیتی افروز را
چہرہ همان پالود۔ و ماہ را بزم آرائے شب ہماں نمود۔ و انسان را بزرگی و مزیت کرامت فرمود۔ و
درود بر نبی امّی وے کہ نام گرامی اش محمد و احمد و این دو نام اول نامہائے است کہ بر آدم عرض شد۔
زیرا کہ علّت غائی آفرینش ہمیں دو نام و در نزد خدا بیشی و پیشی ہمیں دو نام راست۔

میں وہی دو نام علّت غائی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے علم میں وہی اشرف اور اقدم ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ ان دونوں ناموں کے تمام انبیاء علیہم السلام سے اول درجہ پر ہیں اور باعث اس کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام نبوت کے علم ختم ہو گئے اور آپ پر کامل اور جامع طور پر وحی نازل کی گئی اور آخری معارف اور وہ سب کچھ جو پہلوں اور پچھلوں کو دیا گیا تھا آپ کو عطا ہوا۔ ان تمام وجوہ سے آپ خاتم الانبیاء ٹھہرے اور ہر ایک سفید اور سیاہ کی طرف آپ کو بھیجا اور ہر ایک اندھے اور بہرے اور گونگے کی اصلاح کیلئے آپ کو پسند فرمایا اور خدا تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے عطر سے اس قدر آغوش کو معطر کیا کہ اس سے پہلے کوئی نبی اور رسول نہیں کیا گیا۔ خدا نے اپنے پاس سے آپ کو علم دیا اور اپنے پاس سے فہم عطا کیا۔ اور اپنے پاس سے معرفت بخشی۔

وكانا في علم الله أشرف وأقدم.
فهو أول النبيين درجة لهذين
الاسمين و آخرهم بما ختم الله عليه
كل ما علم النبيين وفهم، وأكمل
كل ما أوحى إليه وألهم. وبما أعطاه
الله آخر المعارف و جمع فيه ما آخر
وقدم، وأرسله إلى كل أسود وأبيض،
واختاره لإصلاح كل أعمى وأصم وأبكم
وضمّحه بعطر نعمه أزيد مما ضمّح أحدا
من الأنبياء، وعلمه من لدنه، وفهمه
من لدنه، وعرفه من لدنه،

پس اواز جہت این دو نام بر جمیع انبیاء درجہ اولی دارد و وحی کامل و جامع بر او نازل شد و دانشہائے پسین و ہمہ آنچه بہ پیشینان و پسینان دادہ شدہ بوئے ارزانی داشتند۔ و خدا اورا بہ ہمہ سپید و سیاہ فرستاد۔ و برائے رہنمائی ہر نابینا و کرونگ و برگزیدہ اورا بہ عطر نعمت ہائے خود آغوش خوشبوگر دانید کہ پیش از وے کسے از انبیاء بایں مثبت نرسید۔ از قبل خودش آموخت و از خودش بفہمائید۔ و از خودش معرفت بخشید و از خودش پاک ساخت و خودش آداب

اور اپنے پاس سے پاک کیا اور اپنے پاس سے ادب سکھایا اور برگزیدگی کے پانی سے اپنے پاس سے نہلایا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس خدا کی تعریف کرنا واجب ہو گیا جو اس کے ہر ایک کام کا آپ متکفل ہوا۔ اور اپنی پناہ کی چادر کے نیچے جگہ دی اور ہر ایک کام آنحضرت کا اپنی توجہ خاص سے بغیر توسط استادوں اور باپوں اور امیروں کے بنایا اور اپنے پاس سے اُس پر ہر ایک قسم کی نعمت پوری کی۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح نے خدائے تعالیٰ کی وہ تعریف کی جو کوئی فکر اس کے بھیدوں تک نہیں پہنچ سکتا اور کوئی آنکھ اس کے نوروں کی حدود کو پا نہیں سکتی اور اس نے خدا کی تعریف کو کمال تک پہنچایا یہاں تک کہ اس کے ذکر میں گم اور فنا ہو گیا۔ اور اس کے اس قدر تعریف کرنے اور خدا تعالیٰ کو

وطہرہ من لدنہ، وادبہ من لدنہ، وغسلہ من لدنہ بماء الاصفاء، فوجب علیہ حمد هذا الرب الذی کفل کل أمرہ بالاستیفاء، وادخلہ تحت رداء الایواء، وأصلح کل شأنہ بنفسہ من غیر منّة الاساتذۃ والاباء والأمراء، وأتمّ علیہ من لدنہ جمیع أنواع الآلاء والنعماء. فحمدہ روح النبی بحمد لا یبلغ فکر الی أسرارہ، ولا تدرك ناظرۃ حدود أنوارہ، وبالغ فی الحمد حتی غاب وفنا فی أذکارہ. وأمّا سبب هذا الحمد الكثير و

تعلیم داد۔ و خودش از آب برگزیدگی و برچیدگی شت و شور فرمود۔ لہذا واجب آمد بر آنجناب ستایش پروردگار یکہ سازگار و کفیل کل امر او شد و در زیر چادر پناہ خودش جائے بداد۔ و جملہ کاروے را بذات خویش بے میانجی گری استادان و پدران و تو نگران درست کرد۔ و تمام نعمتہا را بروی از قبل خود اتمام فرمود۔ لہذا روح نبی صلعم آن حمد خداوندی را بجا آورد کہ ہیچ فکر و اندیشہ بدامان کنہ وے نیارد برسد۔ و ہیچ دیدہ نتواند حدود نورش را دریابد۔ و آنجناب ستایش خداوندی را بمثابہ رسانید کہ دریادش از خود بر مید و سر بہ صحرائے گم گشتگی و فنا بکشید و سبب

سرّ اِحمدادہ، فہو بحار فضل اللہ و موالات امدادہ، و عنایۃ اللہ الّٰہی ما و کلتہ طرفۃ عین الٰہی سعیدہ و اجتہادہ، حتی شغفہ وجہ اللہ حُبًّا و اُوحدہ فی ودادہ، ففار قلبہ لتحمید هذا المحسن حتی صار الحمد عین مرادہ۔ و ہذہ مرتبۃ ما اَعْطاہا اللہ لغيرہ من الرسل و الانبیاء و الابدال و الاولیاء، فاینہم وجدوا بعض معارفہم و علومہم و نعمہم بوساطۃ العلماء و الّٰہاء و المحسنین و ذوی الّٰلاء، و اَمَّا نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فوجد کل ما وجد من حضرة الکبریاء، صاحب تعریف ٹھہرانے کا سرّ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے متواتر اور پیارے اس پر اپنے فضل نازل کئے اور وہ عنایت اس کے شامل حال کی جس نے ایک طرفۃ العین بھی اس کو اپنی کوشش اور سعی کا محتاج نہ کیا۔ یہاں تک کہ وجہ اللہ نے اس کے دل کو چیر کر اپنا دخل اس میں کیا اور اپنی محبت میں اس کو یگانہ بنایا۔ پس اس محسن کی تعریف کے لئے اس کے دل نے جوش مارا اور خدا تعالیٰ کی تعریف اس کی دلی مراد ہو گئی۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز اس کے کسی کو رسولوں اور نبیوں اور ابدالوں اور ولیوں میں سے عطا نہیں ہوا کیونکہ اُن لوگوں نے اپنے بعض معارف اور علوم اور نعمتیں بتوسط عالموں اور باپوں اور احسان کرنے والوں کے پائی تھیں۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ پایا جناب الہی سے پایا۔ اور جو کچھ ان کو ملا

آنکہ ستائش خداوندی را بدین غایت ادا ساخت آن کہ خداوند تعالیٰ شانہ پیارے مہربانہائے خود را بروی فرو آورد۔ و عنایتی و کریمے در کاروی کرد کہ برائے چشم زدن ہم ویرانشد نیاز و احتیاج بکوشش و محنت خود بیاردا آنکہ وجہ اللہ اندر روش را بشگافت و خودش در درون در شد و اورا در مہر و حب خود یگانہ گردانید۔ لہذا دل آں جناب در نیایش و ستائش ہجو کا رسا ز نیکی کن بجوش آمد۔ و ستائش خداوندی کام جان وے گردید۔ و این مرتبہ ایست کہ غیر آں جناب را از انبیاء و اولیاء و ابدال و رسل دست بہم نداد زیرا کہ او شان بعضی علوم و معارف را از واسطہ آموزگار ان و پدر ان و تربیت کنندگان بدست آوردند۔ ولی نبی ما (صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی چشمہ فضل اور عطا سے ملا۔ پس دوسروں کے دل حمد الہی کے لئے ایسے جوش میں نہ آ سکے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل جوش میں آیا کیونکہ ان کے ہر ایک کام کا خدا ہی متولی تھا۔ پس اسی وجہ سے کوئی نبی یا رسول پہلے نبیوں اور رسولوں میں سے احمد کے نام سے موسوم نہیں ہوا کیونکہ ان میں سے کسی نے خدا کی توحید اور ثنائی نہیں کی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان کی نعمتوں میں انسان کے ہاتھ کی ملوثی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ان کو تمام علوم بے واسطہ نہیں دیئے گئے اور ان کے تمام امور کا بلا واسطہ خدا متولی نہیں ہوا اور نہ تمام امور میں بے واسطہ ان کی تائید کی گئی۔ پس کامل طور پر بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی مہدی نہیں اور نہ کامل طور پر بجز آنجناب کے کوئی

ونال ما نال من منبع الفضل
والإعطاء ، فما فارت قلوب
الآخرین للحمد كما فار قلب
نبينا لحمد منعم تولّى أمره
وحده من جميع الأنحاء فلاجل
ذالك ما سُمّي أحدٌ منهم باسم
أحمد، فإنه ما أثنى على الله أحدٌ
منهم كمحمد وما وحّد، وكان
في نعمهم مزج أیدی الإنسان،
وما علمهم الله كعلمه وما تولّى
كل أمورهم وما أید. فلا
مهدى إلا محمد ولا أحمد إلا
محمد على وجه الكمال، وهذا

آنچه ریافت از خدا یافت و آنچه را در دامن وے ریختند از همان چشمه جو دو عطا بر یختند۔ لذا نشد دلہائے دیگران از بہر ستایش الہی آن گرمی و جوش بہم رسانند کہ نبی ما را در تحمید الہی میسر آمد۔ زیرا کہ کار ساز ہر کار او خود خداوند بزرگ بود۔ و از بجا است کہ غیر او از انبیاء و رسل بنام احمد نامزد نشد۔ چہ نعمت ہائے کہ او شان یافتند آمیزش دست انسانی داشت و چون نبی ما او شان جملہ علوم بے واسطہ ادا رک نہ کردند و تمام کار ہائے او شان را خدا بے واسطہ متولی شدہ در ہمہ آنچه باو شان پیش آمد بے واسطہ تائید شان نکرد۔ لہذا از جہت کمال غیر آنجناب نبوت انتساب مہدی و احمد نبودہ۔ و این سرے است کہ ابدال بکنہ آن توانند پئے ببرند۔

سُرَّ لَا يَفْهَمُهُ إِلَّا قُلُوبُ الْأَبْدَالِ .
 ثُمَّ إِذَا كَانَ حَمْدُهُ بِإِثْنَارِ وَجْهِ اللَّهِ
 وَالْإِقْبَالِ عَلَيْهِ بِنَفْيِ أَهْوَاءِ النَّفْسِ
 وَالْحَفْدِ إِلَيْهِ بِإِخْلَاصِ وَصَدَقَ
 وَتَوَحَّيْدِ، فَرَجَعَ اللَّهُ إِلَيْهِ صَلَٰةَ مَنْه
 مَا أَرْسَلَ إِلَى رَبِّهِ مِنْ تَحْمِيدِ،
 وَكَذَلِكَ جَرَتْ سُنَّتُهُ بِكُلِّ
 صَدِيقٍ وَحِيدٍ، فَحُمِّدَ مُحَمَّدُنَا
 فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِأَمْرِ رَبِّ
 مُجِيدٍ . وَفِي هَذَا تَذَكُّرٌ لِلْعَابِدِينَ،
 وَبَشَرٌ لِقَوْمٍ حَامِدِينَ . فَإِنَّ اللَّهَ
 يَرُدُّ الْحَمْدَ إِلَى الْحَامِدِ وَيَجْعَلُهُ
 مِنَ الْمَحْمُودِينَ، فَيُحَمَّدُ
 فِي الْعَالَمِينَ، وَيُوضَعُ

﴿۳﴾

احمد ہے۔ اور یہ وہ بھید ہے جس کو محض ابدال
 کے دل سمجھتے ہیں اور کوئی دوسرا سمجھ نہیں سکتا۔ اور
 پھر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں اس
 وجہ سے تھیں کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو اختیار کر
 لیا تھا اور ہواۓ نفس سے الگ ہو کر خدا کی طرف
 متوجہ ہو گئے تھے اور اخلاص اور صدق اور توحید
 سے اس کی طرف دوڑے تھے۔ سو خدا نے وہ
 تعریفیں بطور انعام کے ان کی طرف واپس کر
 دیں اور تمام یگانہ صدیقیوں سے اس کی یہی
 عادت ہے کہ وہ حامد کو محمود بنا دیتا ہے۔ پس ہمارا
 نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان میں
 تعریف کیا گیا اور اس قصے میں پرستاروں کے
 لئے یاد رکھنے کی بات ہے اور خدا کے ثنا
 خوانوں کو اس میں بشارت ہے کیونکہ خدا
 تعریف کرنے والے کی تعریف کو اسی کی طرف
 رد کر دیتا ہے اور اس کو قابل تعریف ٹھہرا دیتا ہے۔
 پس وہ دنیا میں تعریف کیا جاتا ہے اور اس کی

و دیگرے راز سرور گرد این کوئے بگرد۔ و چون ستایش آں جناب از این جہت بود کہ خدا را برگزیدہ و از
 آرزو ہوائے خود بکلی دامن کشیدہ۔ و ہمہ تن محضاً رو بخدا گردیدہ و از اخلاص و توحید و صدق بسوئے او
 دویدہ بود لہذا خدا تشکر و انعاماً آن ہمہ ستایش ہارا بوی باز گردانید و عادۃ خدا با کل صدیقان یگانہ بر ہمین
 نہج جاری بودہ است کہ حامد را محمود سازد۔ پس نبی ما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) در زمین و زمان ستودہ شد۔
 این قصہ نمونہ و تذکرہ ایست از برائے پرستاران خدا و مژدہ ایست از پئے ستایش کنندگان وے چہ خدا را
 عادۃ است کہ ستایش ستایش کنندگان را بدیشان باز میگرداند و او شان را سزاوار ستایش خلق میسازد

لہ القبولیۃ فی الأرض فیثنی علیہ کل من کان من الصالحین۔ و هذا هو کمال حقیقۃ العبودیۃ، و مال أمر النفوس المطہرۃ، ولا یعرفها إلا الذی أعطى حظًا من المعرفة۔ و هذا هو غایۃ نوع الإنسان، و کماله المطلوب فی تعبّد الرحمن۔ و هذا هو الذی تنتهی إلیہ آمال الأولیاء، و یختتم علیہ سلوک الطلباء، و تستکمل بها العناية نفوس الأصفیاء۔ و هذا هو لبُّ أعباء الشریعة، و نتیجۃ المجاہدات فی المملۃ، و سرّ ما نزل به الناموس من الحضرة علی قلب خیر البریۃ، علیہ أنواع السلام و الصلاة

قبولیت زمین پر پھیلائی جاتی ہے۔ پس ہر ایک جو نیک طینت ہے اس کی تعریف کرتا ہے اور یہی عبودیت کی حقیقت کا کمال اور پاک نفوس کا انجام کار ہے اور اس مقام کو کوئی شخص بجز صاحب معرفت کے نہیں پہچانتا اور یہی نوع انسان کی غایت اور عبادتوں کا کمال مطلوب ہے۔ یہی وہ امر ہے جو اولیاء کی امیدوں کا منتهی اور طالبوں کے سلوک کے ختم ہونے کی جگہ ہے اور اسی کے ساتھ عنایت الہی برگزیدوں کے نفوس کو مکمل کرتی ہے اور یہی شریعت کے بوجھوں کا مغز اور مجاہدات دینی کا نتیجہ ہے اور یہ ان امور کا بھید ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لائے۔ پس اس نبی پر سلام

﴿۳﴾

﴿۳﴾

مثل ایں کس در گیتی ستودہ و قبولی برائے اور دلہار پیختہ شود۔ پس ہر نیک نہاد اور امی ستاید۔ کمال حقیقہ بندگی و سرانجام کار پاک نفسان ہمین است۔ و غیر اہل معرفت ایں مقام را نمی شناسد و ہمین غایت نوع انسان و کمال مطلوب عبادات ہمین است۔ و انجام امید ہائے اولیاء ہمین و آخرین مقامے است کہ سلوک جو بندگان حق بدانجا منتهی بشود۔ و ہمیں عنایت الہی تکمیل نفوس برگزیدہ ہار نماید۔ و مغز و راز تکلیفات شرعیہ ہمیں و نتیجہ مجاہدات دینیہ ہمیں است و ہمیں سرآن ہمہ امور است کہ حضرت ناموس اکبر از حضرت الوہیت در پیش برگزیدہ آفرینش (صلی اللہ علیہ وسلم) آورد

<p>اور برکتیں اور درود اور تحیت ہوں۔ اسی امر مذکور کیلئے مجاہدہ کرنے والے کوشش کرتے ہیں اور نیز وہ جو خدا کی طرف منقطع ہوتے اور اس کی محبت کے خیموں میں رہتے ہیں اور اسی کے ساتھ زندہ اور اسی کے لئے مرتے ہیں اور اس پر توکل کرتے اور دل کی سچائی سے اس کی اطاعت اختیار کرتے ہیں اور رواں آنسوؤں کے ساتھ اس کے حکم کی پیروی کرتے اور اس کی رضامندی کی راہوں میں فنا ہوتے ہیں اور اس کے غموں میں گداز ہوتے اور اس کے انس کے ساتھ بقا پاتے ہیں اور اس کے لئے رات کو خوابگا ہوں سے علیحدہ ہوتے اور اس کی بندگی کرتے ہیں اور قیام اور سجود میں رات کاٹتے ہیں اور غفلت نہیں کرتے اور بے آرامی ان کو پکڑتی ہے۔ پس اپنے دوست کو یاد کر کے روتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور رات کے</p>	<p>والبرکات والتحيّة. يرغب فيه المجاهدون، وإلى الله متبتّلون، الذين في خيام حبّه يسكنون، وبه يحيون، وله يموتون، وعليه يتوكلون، ولحكمه بصدق القلب يُطيعون، ولأمره بهمل العين يتبعون، وفي مرضاته يفنون، وفي أحزانه يذوبون، وبأنسه يبقون. وله تتجافى جنوبهم من المضاجع ويتحنّشون، ويبیتون سُجّداً وقياماً ولا يغفلون، ويأخذهم القلق فيذكرون حبّهم ويبكون، وتفيض أعينهم من الدمع وفي</p>
---	--

کوشندگان جہت آن می کوشند و ہم آنہا نیکہ از ہمہ بسوئے او پردازند و در خیمہ ہائے محبت وے قرار گیرند و با او بزیند و برائے او بمیرند۔ و بر او توکل بکنند و از صدق دل پیروی فرمودہ وے بنمایند۔ و بادیدہ گریان غاشیہ اطاعت وے بردوش جان بردارند۔ و خود را در راہِ رضائے او گم بکنند۔ و چوں موم در کورہ غم وے بگدازند۔ و بقائے خود در انس وے بینند۔ و شب ہا را برائے او از خوابگاہ برکنار بشوند و در سجود و قیام شب را بروز آرند۔ از غفلت دور باشند۔ قلق و کرب بر او شان وارد آید

آناء اللیل یصر خون ویتأوہون، ولا یعلم أحد إلى أي جهة يُجذبون ويُقلَّبون. يُصبّ علیہم مصائب فبصدقہم یتحمّلون، ویدخلون فی نیران فیقال: سلام فیحفظون وبعصمون. أولئک ہم الحامدون حقًا وأولئک ہم المقدسون والنجیون، فطوبی لہم ولمن صحبہم فإنہم المنفردون، والشافعون المشفعون. وهذه مرتبة لا تُعطى إلا لمحبوئی الحضرة، وإنما جاء الإسلام لتبيين تلك المنزلة لیخرج الناس من وھاد المنقصة، ویوصلہم إلى حظيرة القدس ویھدی إلى مقام السعادة، و

وقتوں میں فریاد کرتے اور آہیں مارتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ کس طرف کھنچے جاتے اور پھیرے جاتے ہیں۔ ان پر مصیبتیں پڑتی ہیں اور وہ برداشت کرتے ہیں۔ آگ میں داخل کئے جاتے ہیں۔ پس کہا جاتا ہے کہ سلام پس بچائے جاتے ہیں۔ وہی سچے شاخوان اور خدا کے مقرب اور ہمراز ہیں۔ اور ان کو خوشخبری ہو اور ان کے ہم صحبتوں کو کیونکہ وہ شفاعت کرنے والے اور شفاعت قبول کئے گئے ہیں۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے جو بجز درگاہ کے پیاروں کے اور کسی کو نہیں ملتا۔ اور اسی کے بیان کے لئے اسلام آیا ہے تاکہ نقصان کے گڑھے سے لوگوں کو نکالے اور تقدس کے احاطے میں پہنچا دے اور سعادت کے مقام تک رہبری کرے اور غافلوں

پس محبوب خود را یاد آورند۔ و از چشم سرائشک روان سازند۔ و در پردہ شب نالہا کشند و آہ زنند۔ کسی بر سر وقت شاں آگاہ نہ کہ بکدام طرف کشیدہ شوند۔ مصیبتہا بر سر اوشاں فرو ریزد و برمی تابند۔ در آتش انداختہ شوند پس گفتمہ شود سلام در زمان رستگار و ایمین گردند۔ حقیقتہً اوشاں شاں گویان خداوند یک و ہمراز دیند۔ و ایں مرتبہ ایست کہ غیر محبوبان الہی را دست بہم نہ دہد۔ اسلام جہت کشودن ہمیں راز آمدہ کہ از مغاک زیان مردم را بیرون کشد و در ساحت تقدس رساند و تا بمقام سعادت کشاند۔ و غافلان را از راہ ایں سرزنش کوفت و آزارے رساند

کو اس دھمکی سے کوفتہ کرے کہ قطع تعلق کی کار دیں تیار ہیں۔ اور تجھے کیا خبر ہے کہ حمد کہتے کس کو ہیں اور کیوں اس کا بلند پایہ ہے اور اُس کی عظمت سمجھنے کے لئے تجھے یہ کافی ہے کہ خدا نے قرآن شریف کی تعلیم کو حمد سے ہی شروع کیا ہے تا لوگوں کو حمد کے مقام کی بلندی سمجھاوے جو کسی دل میں سے بجز گدازش اور محویت کے جوش نہیں مار سکتی۔ اور اُسی وقت متحقق ہوتی ہے جب کہ مار نفسِ امارہ کچلا جائے اور نفسانی چولہ اتار لیا جائے اور یہ حمد کسی زبان پر جاری نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ پہلے دل میں محبت کی آگ بھڑکے۔ بلکہ یہ وجود پذیر ہی نہیں ہو سکتی جب تک کہ غیر کا نام و نشان بکلی زائل نہ ہو جائے اور پیدا نہیں ہو سکتی

يُنْذِرُ الْغَافِلِينَ وَيَصْدُمُ قُلُوبَهُمْ بِوَعِيدِ مُدَى الْقَطْعِيَّةِ، وَمَا تَعْلَمُ مَا الْحَمْدُ وَالتَّحْمِيدُ، وَلِمَ أَعْلَى مَقَامِهِ الرَّبُّ الْوَحِيدُ. وَكَفَى لَكَ مِنْ عَظَمَتِهِ أَنَّ اللَّهَ ابْتَدَأَ بِهِ كِتَابَهُ الْكَرِيمَ، لِيُبَيِّنَ لِلنَّاسِ عَظَمَةَ الْحَمْدِ وَمَقَامَهُ الْعَظِيمَ. وَأَنَّهُ لَا يَفُورُ مِنْ قَلْبٍ إِلَّا بَعْدَ الْمَحْوِيَّةِ وَالذُّوبَانِ، وَلَا يَتَحَقَّقُ إِلَّا بَعْدَ الْإِنْسِلَاخِ وَدُوسِ أَهْوَاءِ النَّفْسِ الثَّعْبَانِ، وَلَا يَجْرِي عَلَى لِسَانٍ إِلَّا بَعْدَ اضْطِرَامِ نَارِ الْمُحِبَّةِ فِي الْجَنَانِ بَلْ لَا يَتَحَقَّقُ إِلَّا بَعْدَ زَوَالِ أَثَرِ الْغَيْرِ مِنَ الْمَوْهُومِ وَالْمَوْجُودِ، وَلَا يَتَوَلَّدُ

کہ نزدیک است کار و قطع تعلق پارہ پارہ شان سازد۔ تو چہ دانی حمد چیست و از چہ روایں پایہ بلندی وے را حاصل است۔ بزرگی وے را از اینجا تو اں دریافت کہ خدائے تعالیٰ تعلیم قرآن را آغاز حمد کرد تا مردم بر مقام بلندش آگاہ شوند و فوارہ حمد از دل احدے جوش زند تا محویت و گدازش میسر نیاید۔ و در وقتے سر برزند و متحقق شود کہ مار نفسِ امارہ پا مال و بکلی بدر آمدن از پوست انانیت و نفسانیت دست دہد۔ و ایں ستایش ابدانمی شود بر زبانی رواں شود تا و قتیکہ زبانه محبت در دلی سر برزند بل ممکن نیست صورت وجود پزیر دتا اسم و رسم غیر بالمرہ ناپید نشود۔ و ہرگز

إِلَّا بَعْدَ الْاحْتِرَاقِ فِي نَارِ مَحَبَّةِ
 الْمَعْبُودِ. فَمَنْ أَلْقَى نَفْسَهُ فِي هَذِهِ
 النَّارِ، فَهُوَ يَحْمَدُ اللَّهَ بِقَلْبٍ مُوجِعٍ
 وَسِرِّ مَحْوٍ فِي الْحَبِيبِ الْمَخْتَارِ. وَهُوَ
 الَّذِي يُدْعَى فِي السَّمَاءِ بِاسْمِ أَحْمَدَ
 وَيُقَرَّبُ وَيُدْخَلُ فِي بَيْتِ الْعِزَّةِ
 وَقَصَارَةِ الدَّارِ، وَهِيَ دَارُ الْعِظَمَةِ
 وَالْجَلَالِ يُقَالُ اسْتِعَارَةً أَنَّ اللَّهَ بَنَاهَا
 لِدَاتِهِ الْقَهَّارِ، ثُمَّ يُعْطِيهِ لِحَمَّادٍ وَجْهَهُ
 فَيَكُونُ لَهُ كَالْبَيْتِ الْمُسْتَعَارِ، فَيُحْمَدُ
 هَذَا الرَّجُلُ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
 بِأَمْرِ اللَّهِ الْغَفَّارِ، وَيُدْعَى بِاسْمِ
 مُحَمَّدٍ فِي الْأَفْلَاقِ وَالْبِلَادِ

جب تک کہ ایک شخص آتشِ محبتِ معبودِ حقیقی میں
 جل نہ جائے اور جو شخص اُس آگ میں اپنے
 تئیں ڈال دے پس وہی اپنے درد مند دل اور
 اس سر سے جو خدا میں محو ہے خدا کی تعریف
 کرے گا۔ اور وہ وہی شخص ہے جس کو آسمان
 میں احمد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور قریب
 کیا جاتا ہے اور عزت کے گھر اور قصارۃ الدار
 میں داخل کیا جاتا ہے اور وہ عظمت اور جلال کا
 گھر ہے جو بطور استعارہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا
 نے اس کو اپنی ذات کیلئے بنایا پھر اس گھر کو
 بطور مستعار اُس کو دے دیتا ہے جو اس کی ذات
 کا ثنا خوان ہو۔ پس یہ شخص زمین اور آسمان میں
 خدا تعالیٰ کے حکم کے ساتھ تعریف کیا جاتا ہے۔
 اور آسمانوں اور زمین میں محمد کے نام سے پکارا



لباسِ ہستی نمی پوشد تا خرمن بود کسے از آتشِ محبتِ معبودِ حقیقی پاک نسوزد۔ ہر کہ بر سوختن در آیں
 آتش تن درد ہد او تواند بادل درد مند و با سرے کہ محو حبیبِ مختار شدہ ترانہ ریز حمد بشود۔ ہماں
 کس است کہ بر آسمان اور احمد گویند۔ او نزدیک کردہ شود و در بارگاہِ عزت و ایوان
 مقصود بار یابد و آن مکانِ عزت و جلال است کہ از روئے استعارہ تو اں گفت خدا آنرا
 جہت ذاتِ خویش بنا ساختہ و باز خدا آن خانہ را بطور مستعار بکسے مسترد کند کہ ثنا خوان
 اوست۔ پس آں کس باذنِ الہی در آسمان و زمین ستودہ و در آسمان و زمین بنام محمد یاد کردہ شود

والدیار، ومعناه أنه حُمد حمداً كثيراً
واتفق عليه الأخيار من غير الإنكار.
وإن هذين الاسمين قد وُضعا لبينا
من يوم بناء هذه الدار، ثم يُعطيان
للذی صار له كالأظلال والآثار، ومن
أعطى من هذين الاسمين بقبس فقد
أنير قلبه بأنواع الأنوار، وقد جرى
على شفתי الرسول المختار. أن الله
يرزق منهما عبداً له في آخر الزمان
كما جاء في الأخبار، فاقروا
ثم فکروا یا أولى الأبصار.

فالغرض أن الأحمدية والمحمدية
أمر جامع دُعَى الموحّدون إليه

وَمَعْنَى اِیْن کَلِمَہ است بسیار ستودہ شدہ۔ اِیْن ہر دو نام برائے نبی مآ (صلی اللہ علیہ وسلم) از آغاز آفرینش
موضوع شدہ و باز مستعار اِیْن ہر دو نام یکے ہم کرامت می شود کہ از آن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بمنزلہ
ظّل و اثر باشد۔ و ہر کہ اور از اِیْن دو نام اخگری درکار کردند دل او بگو ناگون نور ہاروشنی یافت۔ و بر زبان وحی
ترجمان آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) رفتہ کہ خدا تعالیٰ شأنہ در زمانہ پسین بندہ را از بندگان خود بہ تحلیہ اِیْن
دو نام و تربین اِیْن دو صفت ممتاز و مفتخر خواہد کرد پس اِیْ دانشمندان احادیث بخوانید و نیکو اندیشہ بفرمائید۔
خلاصہ احمدیت و محمدیت امر جامع می باشد کہ ہمہ موحّدین بسوی آل خواندہ شدہ۔

ولا یتیم توحید نفس إلا بعد أن یری فی وجوده تحقق جنبیه. ولا تصیر نفس مطمئنة، ولا تنزل علی قلب سکینه، إلا أن یکون سابحا فی هذه اللجة، ولا ینجو أحد من مکائد الأمارة. إلا أن یحصل له حظ من هذه المرتبة. والذین بعدوا منها وما أخذوا منها حصّة ترهقهم ذلّة فی هذه ویوم القيامة. هم الذین یمشون علی الأرض کغشاء علی السیل، کأنما أغشیت وجوههم قطعاً من اللیل، یتولدون محجوبین ویعیشون محجوبین ویموتون محجوبین. أولئک الذین أعرضت قلوبهم

اور کسی نفس میں کامل طور پر توحید پیدا نہیں ہوتی جب تک کہ یہ دونوں پہلو اس میں متحقق نہ ہوں اور کوئی نفس مطمئن نہیں ہو سکتا اور کسی دل پر سکینت نازل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اس دریا میں تیرنے والا نہ ہو۔ اور کوئی شخص نفس امارہ کی مکاریوں سے نجات نہیں پا سکتا جب تک کہ اس کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہو۔ اور جو لوگ اس مرتبہ سے دور رہے اور کوئی حصہ اس میں سے نہ لیا ان کو اس دنیا اور قیامت میں ذلت پہنچے گی۔ وہ وہی ہیں جو سیلاب کے خس و خاشاک کی طرح زمین پر چلتے ہیں۔ اور ایسے بدروہیں کہ گویا ایک ٹکڑا رات کا اُن کے منہ پر ہے۔ وہ پردوں میں پیدا ہوتے ہیں اور پردوں ہی میں جیتے ہیں اور پردوں میں ہی مرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دل خدا تعالیٰ کی

ویحج نفسی از نفوس را نرسد دم از توحید کامل بزندان و قتیکہ ایں ہر دوشق دروے متحقق نگردد واحدے اطمینان نیابد و سکینت بروے فرود نیاید تا قدرت برشنا کردن در ایں دریا دستش ندہد۔ و نمی شود کسی ایمن از مکاری ہائے نفس امارہ بنشیند تا بایں مرتبہ فائز نشود۔ و انہائیکہ از ایں مرتبت حرمان نصیب بمانند و بہرہ ازاں نگرقتند در دنیا و عقبی ہمدوش مذلت و ہمکنار فضیحت خواہند بود۔ امثال ایں ناکسان در رنگ خس و خاشاک در راہ سیل رفتار کنند و در زشت رویی بمثالبہ می باشند کہ کوئی پارہ ہائے شب تار برقع دار بر رخ نازیباے انہا پوشانیدہ شدہ است۔ محبوب زیند و محبوب میرند۔ انہما کسانے می باشند کہ

﴿۴﴾

عن حمد ربهم وضيّعوا أعمارهم
 في حمد أشياء أخرى أو رجال
 آخرين. فبُشِّرَ لَنَا مَعِشَرُ الْإِسْلَامِ
 قَدْ بُعِثَ لَنَا نَبِيٌّ بِهَذِهِ الصِّفَةِ. وَهَذَا
 الْكَمَالِ التَّامِ، وَسُمِّيَ أَحْمَدَ وَمُحَمَّدَ
 مِنَ اللَّهِ الْعَلَّامِ، لِيَكُونَ هَذَا الْإِسْمَانِ
 بَلَاغًا لِلْأُمَّةِ وَتَذْكِيرًا لِهَذَا الْمَقَامِ.
 الَّذِي هُوَ مَقَامُ الْفَنَاءِ وَالْإِنْقِطَاعِ
 وَالْإِنْعَادِ، لَتَرْغَبَ الْأُمَّةُ فِي هَذِهِ
 الصِّفَاتِ وَتَتَّبِعَ اسْمِي خَيْرَ الْأَسْمَاءِ.
 وَقَدْ نُدِبَ عَلَيْهِمَا إِذْ قِيلَ حِكَايَةٌ عَنِ
 الرَّسُولِ: **فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ**،
 فَاهْتَزَّتْ أَرْوَاحُنَا عِنْدَ وَعْدِ هَذَا
 الْجَزَاءِ وَالْإِنْعَامِ، وَقُلُوبُنَا مُلِئَتْ

تعریف سے کنارہ کرتے رہے اور دوسروں کی
 تعریفوں میں انہوں نے اپنی عمریں ضائع
 کیں۔ پس ہم جو اسلام کا گروہ ہیں ہمیں
 خوشخبری ہو کہ ہمیں احمدیت اور محمدیت کی صفت
 والا نبی ملا اور اس کا نام خدا تعالیٰ کی طرف سے
 احمد اور محمد ہوا تاکہ اس کے دونوں نام اُمت کے
 لئے ایک تبلیغ ہو۔ اور اس مقام کے لئے یہ ایک
 یاد دہانی ہو۔ وہ مقام جو فنا اور غیر اللہ سے
 منقطع ہونے اور معدوم ہونے کا مقام ہے
 تاکہ اُمت ان صفتوں میں رغبت کرے اور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں ناموں
 کی پیروی کرے اور پیروی کے لئے قرآن شریف
 میں بُلایا گیا ہے جبکہ رسول کی زبان سے کہا گیا
 کہ اُو میری پیروی کرو تا خدا تم سے پیار کرے۔
 پس یہ سن کر کہ یہ انعام ملے گا ہماری روحیں جنبش
 میں آئیں اور ہمارے دل شوق سے بھر گئے

دلہا شانِ پشت بر حمد رب خویش کردہ رو بجمہ چیز ہائے دیگر آوردہ عمر گرامی را در این بطالت برباد
 فنا دادند۔ گروہ ماہالی اسلام را مژدہ باد کہ از برائے مانبی موصوف بہ صفت احمدیت و محمدیت مبعوث شدہ و
 این دو نام از قبل خدائے بزرگ بجهت آن بروگزاشته شد کہ از پئے امت تبلیغ و برائے این مقام تذکیر و
 یاد دہانی باشد۔ مقامے کہ بجز از فنا و بریدن از ماسوائے خدا حاصل نشود تا امت را تشویق و ترغیب
 برائے حصول این مقام در دل خیزد و ارادہ پیروی این دو نام مبارک در طبیعت شان طرح ظہور ریزد۔
 و قرآن بسوئے پیروی این دو نام میخواند چوں از زبان رسول این قول میراند کہ در پس من بیانید تا
 خدا شمار دوست دارد۔ و چوں این ندا بگوش ما رسید کہ ہجو انعام مارا ارزانی خواہند داشت جنبشے در

شوقاً وصارت أشكالها ككؤوس المدام، وما أعظم شأن رسول ما خلا اسمه من وصية لامة، بل ملاء من تعليم الطريقة، ويهدى إلى طرق المعرفة، وأشير في اسميه إلى منتهى مراحل سبل حضرة العزة، واوهمي إلى نقطة ختم عليها سلوك أهل المعرفة. اللهم فصل عليه وسلم، وآله المطهرين الطيبين، وأصحابه الذين هم أسود موطن النهار و رهبان الليالي ونجوم الدين، رضى الله عنهم أجمعين.

أما بعد. فهذه رسالة فيها بيان ما استبضعت متاعاً من ربّي،

اور ان کی شکلیں یوں ہو گئیں جیسا کہ شراب سے بھرے ہوئے کوزے ہوتے ہیں اور اس رسول کی کیا ہی بلند شان ہے جس کا نام بھی وصیت سے خالی نہیں۔ بلکہ خدا جوئی کے طریقہ کی اس سے تعلیم ملتی ہے اور معرفت کی راہوں کی طرف وہ ہدایت کرتا ہے۔ اور اس میں اس نقطہ کی طرف اشارہ ہے جس پر اہل معرفت کے سلوک ختم ہوتے ہیں اور نیز خدا شناسی کے آخری مقام کی طرف اشارہ ہے۔ پس اے خدا! اس نبی پر سلام اور درود بھیج اور اس کے آل پر جو مطہر اور طیب ہیں اور اس کے اصحاب پر جو دن کے میدانوں کے شیر اور راتوں کے راہب ہیں اور دین کے ستارے ہیں۔ خدا کی خوشنودی ان سب کے شامل حال ہے۔

اس کے بعد واضح ہو کہ یہ ایک رسالہ ہے جس میں بیان اس متاع کا ہے جو بطور تجارتی مال کے میرے رب سے

روانہائے مایہ دید آمد و دلہا از شوق لبریز و شکل انہا بطوری شد کہ گویا جا مہائے پُر از آب آتشین می باشند۔ فرخندہ رسولی و جذباتان بلندوی کہ نام پاکش ہم مشتمل بر وصیت و نصیحت امہ می باشد۔ نہ تنہا ہمین قدر بلکہ آن نام مبارک تعلیم طریق ہائے حق جوئی و خدا پر وہی و ایمانی بآں نقطہ کند کہ سلوک اہل معرفت بدانجا باخر رسد و مقام آخری خدا شناسی آں باشد۔ پس اے خدا بر آں نبی کریم سلام و درود بفرست و بر آل او کہ پاکیزہ اند و بر اصحاب او کہ در میدان روز شیران پیشہ دعا و در پس پردہ شب تاریک بیدار دلان رهبان نما و نجوم بزم افر و زمّت بیضا بودند۔ خدائے رحیم افر خوشنودی بفرق ہمکنان پوشانید۔

پوشیدہ نمائد کہ ایں رسالہ بیان آن بضاعت را کند کہ بطور مال تجارت از خدا بر من ارزانی شدہ و

مجھ کو ملی ہے۔ اور بیان اس چشمہ کا ہے جو سراب کی چمک کے زمانہ میں میرے پروردگار کے اذن سے میرے دل میں سے پھوٹا اور میں نے اس کو جمعرات کے دن شروع کر کے جمعہ کی صبح پورا کر دیا بغیر اس کے جو مجھ کو کوئی تکلیف پہنچی اور میں نے اس رسالہ کو حجت کے پوری کرنے کیلئے تالیف کیا ہے۔ اور اس اُمت کے غافلوں کی ہمدردی کے لئے میں نے جلدی سے یہ کام کیا اور میں خادموں کی طرح اس کام کیلئے اسلامی جماعت کے کمزوروں کے لئے کھڑا ہوا۔ کیونکہ میری دعوت کے قبول کرنے میں ان کے زن و مرد کی بھلائی ہے۔ اگرچہ اپنی عبادت اور زہد کے ساتھ رابع وقت ہوں۔ اور یہ ان تحریروں کا بدل ہے جو ان دنوں میں مخالفوں کی طرف سے نکلیں۔ اور اس میں میں نے عمدہ عمدہ ملّت اسلامی کے نکتے اور باریک باتیں

وما نبع فی زمان ملامح السراب من عین فی سربى، بإذن مولیٰ مُربّی. وشرعتها یوم الخمیس و ختمتها بکرة عروبة من غیر أن اکابد الصعوبة. وانی ألفت هذه الرسالة إتماما للحجة، وبادرت إليها شفقة علی الغافلین من هذه الأُمَّة، ومثلت تحننا علی الضعفاء من هذه العصبية، وانی أری فی دعوتی صلاح الرجال منهم والنسوة، ولو كانت رابعة بنسکها والعفة. وعوّضتها عما أشاع المخالفون فی هذه الأيام، وأودعتها من نکات المعارف ودقائق

صحبت ازان چشمہ دارد کہ در زمان سراب نشان باذن پروردگار جہان و جہانیان از تنگ دل من در جوش آمدہ و روز پنجشنبہ شروع دران کردم۔ و پگاہ روز آدینہ بانجام رسانیدم۔ و در این کار ہیچ گونه زحمتی پیش من نیامد۔ و این رسالہ را بہت اتمام تجتہ تالیف دادم و شفقت و رحمت بر نادانان این امت رگ جانم را بہ حرکت آورد تا در این امر با گام زودی رفتار نمودم۔ از کمال رافت چون شاگردان و نوکران بہت ہمدردی تا توانان ملّت بر پا استادم چہ بہبود مردان و زنان البتہ بستہ بہ قبول دعوت من است اگر چہ کسی از قرازدہ و عبادت رابعہ وقت ہم باشد۔ و این رسالہ در ازائی آن نوشتہ ہامی باشد کہ مخالفان امروز و زیر روئے کار آورده اند۔ من در درج این رسالہ دُرہائے شاہوار نکات اسلام و لآلی مکنونہ معارف و دقائق

مِلَّةَ الْإِسْلَامِ. وَهَذِهِ لَهُمْ كَغَوَاثِ فِي
لِسَانَيْنِ مَنِ وَمَنْ فُورِ مُحَبَّتِي، وَزَادَ
الْإِنْجِلِيزِيَّةَ وَالْفَارَسِيَّةَ عَلَيْهَا بَعْضُ
أَحَبَّتِي، وَمَا وَهَنُوا وَمَا اسْتَقَالُوا بَلْ
حَفَدُوا إِلَى إِسْعَافِ مُنِيَّتِي، وَكُلَّ هَذَا
مَنْ رَبِّي كَافِلِ خُطَّتِي. لَا رَادَّ لِإِرَادَتِهِ،
وَلَا صَادَّ لِمَشِيَّتِهِ، وَلَا مَانِعَ لِفَضْلِهِ،
وَلَا كَافِيَّ لِنَصْلِهِ. وَلَقَدْ كَادَتْ أَنْوَارُ
الْإِسْلَامِ تَغْرُبُ، وَأَنْوَاءُهَا تَعْزُبُ، لَوْلَا
أَنْ السَّلَهِ تَدَارَكَ الْأُمَّةَ عَلَى رَأْسِ هَذِهِ
الْمِائَةِ، وَتَلَا فِي الْمَحَلِّ بِمِزْنَةِ الرَّحْمَةِ
وَالْعَاطِفَةِ، فَاشْكُرُوا هَذَا الْمَوْلَى
الْمُحْسِنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ .

درج کی ہیں اور یہ رسالہ مخالفوں کے لئے ایک
فریادرس ہے جس کو میں نے جوش محبت سے دو
زبانوں میں لکھا ہے۔ اور میرے بعض دوستوں
نے فارسی انگریزی زبان کو ان پر زیادہ کیا۔ اور
وہ نہ سُست ہوئے اور نہ اس کام سے معافی
چاہی بلکہ میری آرزو کے پورا کرنے کے لئے
دوڑے۔ اور یہ سب کچھ میرے خدا کے فضل
سے ہے۔ اس کے ارادے کو کوئی رو نہیں کر سکتا
اور اس کی مشیت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کے
فضل کو کوئی منع کر نیوالا نہیں۔ اس کی تلواریں
کوئی پیچھے ہٹانے والا نہیں اور اگر وہ اس
امت کا صدی کے سرپرست دارک نہ کرتا اور
قط کے دنوں کی اپنی رحمت اور مہربانی سے
تلافی نہ فرماتا تو اسلام کے تمام نور ڈوب چکے
تھے اور دینی بارشوں کے ستارے دور چلے گئے
تھے۔ سو اگر تم مومن ہو تو اس محسن آقا کا شکر کرو۔

﴿۵﴾

درج کردم۔ فی الحقیقت این رسالہ مخالفان را بمنزلہ فریادرس است کہ از فرط جوش محبت درد لسان عربی
وارد و ترقیم کردم و بعضے از دوستانم لسان انگلیسی و پارسی را بر آں افزودند و کسل و چین را بخود در اندادند و نہ
از قبول این فرمایش پوزش نمودند بل از برائے بر آوردن کام من با پائے سر بشناختند۔ و ایں ہمہ از محض
فضل پروردگار من است کسی راز ہرہ آن نہ کہ سنگے در راہ ارادہ اش گذارد و یارائی آن نہ کہ مشیت وی را
دست ممانعہ در پیش آورد۔ فضل وی را کسے منع کند خیال محال است و تیغ بران وی را احدے سپردن پیش
کند کرا مجال۔ و اگر او بر سر صد ایں امت را در نیافتی و در آواں قحط از رحمت و فضل تدارک مافات نہ
فرمودی البتہ کشتی اسلام در چار موج فنا فرو رفتہ و تاریکی جائے نورش را گرفته و ستارہ ہائے باران دین
بعید شدہ بود۔ پس اگر بوئے از ایمان دارید باید بہزار جان تشکر آن مولا ئے محسن بجا آرید۔

وَإِنَّ رِسَالَتِي هَذِهِ قَدْ خُصَّتْ
 بِقَوْمِي الَّذِينَ أَبَوْا دَعْوَتِي، وَقَالُوا أَفِيكَهٖ
 أَفَّاكٌ وَحَسِبُوا هِيَ فَرِيتِي، وَظَنُّوا أَنَّهُا
 عَصِيْبَةٌ وَهَتَكُوا بِسُوءِ الظَّنِّ عَرْضِي
 وَحَرَمَتِي، فَأَلْجَأْنِي وَجَدِي الْمَتَهَالِكِ
 إِلَى النَّصِيحَةِ وَالْمَوَاسَاةِ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ
 مَا فِي صَدُورِ عِبَادِهِ وَهُوَ عَلِيمٌ بِالنِّيَّاتِ،
 وَمُطَّلَعٌ عَلَى الْمَخْفِيَّاتِ، وَخَبِيرٌ بِمَا
 فِي الْعَالَمِينَ. وَإِنِّي لَا أَرَى حَاجَةً
 فِي هَذِهِ الرِّسَالَةِ إِلَى أَنْ
 أَكْتُبَ دَلَائِلَ الْمِلَّةِ الْإِسْلَامِيَّةِ، أَوْ أُنَمِّقَ
 نَبْذًا مِنْ فُضَائِلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ، عَلَيْهِ
 مَعْظَمَاتُ السَّلَامِ وَالتَّحِيَّةِ،

اور یہ میرا رسالہ میری قوم سے خاص ہے جنہوں
 نے میری دعوت سے انکار کیا اور یہ کہا کہ یہ ایک
 کذاب کا جھوٹ ہے اور میری بات کو دروغ
 سمجھا اور گمان کیا کہ یہ ایک بہتان ہے اور بدظنی
 سے میری ہتک عزت کی پس میرے غم اور اندوہ
 نے جو کمال تک پہنچا ہوا ہے نصیحت اور غم خواری
 کی طرف مجھے تحریک کی اور خدا تعالیٰ اپنے
 بندوں کی نیتوں کو جانتا اور ان کے پوشیدہ
 بھیدوں پر اطلاع رکھتا ہے اور وہ تمام دنیا کے
 حالات سے آگاہ ہے اور میں اس رسالہ میں اس
 بات کی طرف کچھ حاجت نہیں پاتا کہ مذہب
 اسلام کی حقیقت کے دلائل لکھوں یا کچھ
 فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان
 کروں۔ کیونکہ اسلام وہ دین بزرگ اور سیدھا

وایں رسالہ خصوصاً جہت قوم من است اعنی بجہت انہائے کہ دعوت مرادست رد بر سینہ زند و گفتند کہ ایں
 دروغ و غل سازی است و گمانیدند کہ آن را از قبل نفس خود تراشیدم۔ و تا رو پود لاف و گزافی چند را بر ہم
 بافیدم و از شدہ ظن بد در پوینیم افتادند و ہر طور ممکن بود و او تحقیر و ہتک آبروی من در دادند۔ لا جرم اندوہ و غم من
 کہ پایانی ندارد مرا بر نمگساری و ہمدردی انہا آمادہ کرد۔ و دانائی نہان و آشکار آگاہ بر آہنگ و تسبیح بندہ ہائے
 خودی باشد و ہم چنین احوال ہمہ جہان بروئے پوشیدہ نیست۔ آنچه من می بینم احتیاج ندارد۔ در این رسالہ
 دلائل حقیقت اسلام بر نگارم یا اندکے از فضائل و مزایائے حضرت سرور کائنات را (صلی اللہ علیہ وسلم)

فَإِنَّ الْإِسْلَامَ دِينٌ عَظِيمٌ وَقَوِيمٌ أَوْ دَع
عَجَائِبُ الْآيَاتِ، وَنَبِيْنَا نَبِيٌّ كَرِيمٌ
ضَمَّخَ بِطَيْبِ عَمِيمٍ مِنَ الْبَرَكَاتِ،
وَصَيَّغَ مِنْ نُورِ رَبِّ الْكَائِنَاتِ، وَجَاءَ نَا
عِنْدَ شَيْوَعِ الضَّلَالَاتِ، وَسَفَرَ عَنِ
مَرَأَى وَسِيمٍ، وَأَرْجَ نَسِيمٍ لِلْإِفَاضَاتِ.
وَشَقَّ عَلَى سَرَبِ الْبَاطِلِ مِنَ الْغَارَاتِ،
وَتَرَاءَى فِي صَدْقِهِ كَأَجَلِي
الْبَدِيْهِياتِ. وَإِنَّهُ هَدَى قَوْمًا كَانُوا لَا
يَرْجُونَ لِقَاءَ الرَّحْمَنِ، وَكَانُوا
كَأَمْوَاتٍ مَا بَقِيَ فِيهِمْ رُوحُ الْإِيمَانِ
وَالْعَمَلِ وَالْعُرْفَانِ، وَكَانُوا يَعِيشُونَ
يَائِسِينَ. فَهَدَاهُمْ وَهَدَّبَهُمْ وَرَفَعَهُمْ وَ

ہے جو عجائب نشانوں سے بھرا ہوا ہے اور ہمارا نبی
وہ نبی کریم ہے جو ایسی خوشبو سے معطر کیا گیا ہے
جو تمام مستعد طبعیوں تک پہنچنے والی اور اپنی
برکات کے ساتھ اُن پر احاطہ کرنے والی ہے۔
وہ نبی خدا کے نور سے بنایا گیا اور ہمارے پاس
گمراہیوں کے پھیلنے کے وقت آیا اور اپنا
خوبصورت چہرہ ہم پر ظاہر کیا اور ہمیں فیض
پہنچانے کے لئے اپنی خوشبو کو پھیلایا اور اس نے
باطل پر دھاوا کیا اور اپنے تاراج سے اس کو
غارت کر دیا اور اپنی سچائی میں اجلیٰ بدیہیات کی
طرح نمودار ہوا۔ اس نے اس قوم کو ہدایت
فرمائی جو خدا کے وصال کی اُمید نہیں رکھتے
تھے۔ اور مُردوں کی طرح تھے جن میں ایمان اور
نیک عملی اور معرفت کی روح نہ تھی اور نو میدی کی
حالت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ان کو
ہدایت کی اور مہذب بنایا اور معرفت کے

﴿۵﴾

بر شمارم چہ اسلام آں دیانہ بزرگ و راست است کہ جہان جہاں نشان شگرف ہمراہ دارد۔ و نبی ما
آں نبی کریم و سیم و معطر بہ عطری است کہ بمشام جان ہر فطرۃ سلیمہ مستعدہ رسد۔ و آں نبی کریم
پیرایہ وجود از نور پروردگار پوشیدہ و در وقتہ در میانہ مآظہور فرمودہ کہ شب ضلالت دامن سیاہ بر
عالم فرو ہشتہ بود و روئے زیبائی خود را بر ما جلوہ برداد و بوئے خوش خود را مہراز حقہ بکشا و تا فیض ہا
گیریم و فائدہ ہا برداریم۔ و یکبار بر سپاہ باطل بر یخت و تار و پودش را از ازاں حملہ از ہم بکسخت و
صدق و حقیقت او بلند تر از ستیز دآویز منازع و منازعات است زیرا کہ پر واضح و از اجلیٰ بدیہیات
است۔ آں ہادی کامل قومی را راہ حق نمود کہ نو مید از لقای حق و مردہ وار بسر می بردند۔ و چون
کا لبد بے جان تہی از روح معرفت و کردار نیک بودہ چشم امید بر ہم بستہ بودند۔ و بدیشان راہ نمود

اوصلہم إلى أعلى مدارج المعرفة، وکانوا من قبل یشرکون ویعبدون تماثیل من الحجارة، ولا یؤمنون باللہ الاّ احد الصمد ولا بیوم الآخرة وکانوا یعکفون علی الأصنام، ویعزّون إليها کل ما هو قدر اللہ الحکیم العلام، حتی عزّوا إليها إنزال المطر من الغمام، وإخراج الثمار من الأكمام، وخلق الأجنة فی الأرحام، وکل أمر الحیاة والحمام. وکان یعتقد کل منهم وثنه معوانا، وعند النوائب مستعانا، وعند الأعمال دینا. وکان کل منهم یهرع إلى تلک الحجارة حریصا، ویحفد إليها

اعلیٰ درجوں تک پہنچایا۔ اور اس سے پہلے وہ شرک کرتے اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے اور خدائے واحد اور قیامت پر ان کو ایمان نہ تھا اور وہ بتوں پر گرے ہوئے تھے اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو بتوں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مینہ کا برسانا اور پھلوں کا نکالنا اور بچوں کو رحموں میں پیدا کرنا اور ہر ایک امر جو موت اور زندگی کے متعلق تھا تمام یہ امور بتوں کی طرف منسوب کر رکھے تھے اور ہر ایک ان میں سے اعتقاد رکھتا تھا کہ اس کا ایک بڑا بھارا مددگار بت ہی ہے جس کی وہ پوجا کرتا اور وہی بت مصیبتوں کے وقت اس کی مدد کرتا ہے اور عملوں کے وقت اس کو جزا دیتا ہے اور ہر ایک اُن میں سے اُن ہی پتھروں کی طرف دوڑتا تھا اور

وازتہذیب برکمال مدارج معرفت رسانید۔ وپیش ازان وقت مشرک بودند۔ وبت ہارامی پرستیدند و باخدائے یگانہ بے نیاز و روز پسین ایمان نداشتند۔ و بر پرستش بت ہانگون افتادہ بودند و قدرت ہائے یزدان را نسبت بہ بُتان میدادند۔ چنانچہ فرود آوردن باران و برون دادن برو بار را از آستین شانشینا و آفریدن بچہ ہارا در شکم و ہر امر مرگ و زیست را منسوب بہ بت ہا می کردند۔ و ہر تنے ازا نہایت خود را یا و در ہنگام بلا ہایا و در سازگار و پاداش دہندہ کارگمان می برد۔ نادانان بجان و دل بسوئے بتان مے دویدند و روئے فریاد و نیاز با نہامی آوردند۔ غرض بچنین از

مستغیثا۔ و کذا لک تر کوا ضوء
النهار واتخذوا الليل مقامًا،
و ادلج کلّ فیہ وأحبّوا ظلامًا۔ و کانوا
یہتزّون بہا ہزّة من فاز بالمرام، أو
کمن أکثبه قنص فأخذه من غیر رمی
السہام، و کانوا قد علق بقلبہم أنہم
یُعطّون کلّ مرادہم من
الأصنام، و حسبوا أن اللہ منزّہ عن
تلک الاہتمام، و زعموا أنه أعطی
لآلہتہم قوۃ و قدرة فی عالم الأرواح
والأجسام، و کساہم رداء الوہیتہ

اُن ہی کے آگے فریاد کرتا تھا۔ اور اسی طرح
انہوں نے روشنی کو چھوڑا رات کو اپنا قیام گاہ بنایا
اور اندھیرے سے پیار کر کے رات میں داخل
ہوئے اور بتوں کے ساتھ وہ لوگ ایسے خوش
ہوتے تھے جیسا کہ کوئی ایک مراد پا کر خوش ہوتا
ہے یا جیسا کہ وہ شخص خوش ہوتا ہے جس کے قابو
میں آسانی سے جنگی شکار چڑھ جاتا ہے اور بغیر تیر
مارنے کے پکڑا جاتا ہے۔ اور ان کے دل میں یہ
ذہن نشین تھا کہ ان کے بت تمام مرادیں ان کی
دے سکتے ہیں اور وہ لوگ خیال کرتے تھے کہ
خدا تعالیٰ ان تکالیف سے کہ کسی کو مراد دیوے
اور کسی کو پکڑے پاک اور منزّہ ہے اور اس نے
یہ تمام قوتیں اور قدرتیں جو عالم ارواح اور
اجسام کے متعلق ہیں اُن کے بتوں کو دے رکھی
ہیں اور عزت بخشی کے ساتھ الوہیت کی چادر

ساحت روز روشن برون رفتہ و درکنج تنگ و تارشب جا گرفتہ۔ و بابتان آنچنان خرم و شاد
می زیستند کہ شخصے کہ کام جانش درکنار آمد یا مانند کسے کہ نخچیرے آسان در چنبر او افتاد و
بے انداختن تیرے برا و دست یافت۔ یقین انہا بود کہ بت ہا توانائے ہر چہ تمام تر بر آوردن
ہر گونه کام دارند و خدا را از این چپقلش و دار و گیر کہ کسے را کام روا کند و کسے را بگیرد برتر و بلند
می پنداشتند۔ و گمان داشتند کہ خدا ہمہ قدرت و قوت کہ تعلق بعالم اجسام و ارواح دارد بت ہارا
سپردہ و از راہ آبر و افزائی و بندہ پروری دینیم و افسر الوہیت بر فرق انہا نہادہ۔

بالاعزاز والإكرام، وهو مستريح
 على عرشه وفارغ من هذه المهام.
 وهم يشفعون عبدتهم ويُنجون من
 الآلام، ويُقربون إلى الله زُلْفَى
 ويُعطون مقصد المستهام. وكانوا مع
 تلك العقائد يعملون السيئات وبها
 يتفاحشرون، ويزنون ويسرقون،
 ويأكلون أموال اليتامى من غير الحق
 ويظلمون، ويسفكون الدماء
 وينهبون، ويقتلون نفوساً زكية ولا
 يخافون. وما كان جريمة إلا فعلوها،
 وما من آلهة باطلة إلا عبدوها.
 أضاعوا آداب الإنسانية، و

اُن کو پہنا دی ہے اور خدا عرش پر آرام کر رہا
 ہے اور ان بکھیڑوں سے الگ ہے اور اُن
 کے بُت اُن کی شفاعت کرتے اور دردوں
 سے نجات دیتے ہیں اور خدا کا قرب اُن کے
 ذریعہ سے میسر آتا ہے اور سرگرداں لوگوں کو
 اُن کے مقاصد تک پہنچاتے ہیں اور باوجود
 ان عقیدوں کے پھر بدکاریاں کرتے تھے
 اور ان کے ساتھ فخر کرتے تھے اور زنا
 کرتے اور چوری کرتے اور یتیموں کا ناحق
 مال کھاتے اور ظلم کرتے اور خون کرتے
 اور لوگوں کو لوٹتے اور بچوں کو قتل کرتے اور
 ذرہ نہ ڈرتے اور کوئی گناہ نہ تھا جو انہوں
 نے نہ کیا اور کوئی جھوٹا معبود نہ تھا جس کی پوجا
 نہ کی۔ انسانیت کے ادبوں کو ضائع کیا اور

و خود آرام و بیکار دست بر زنج بالائے عرش قرار گرفته دامن بر این همه دردسرها بر افشاندہ۔
 بت ہا ہرچہ خواہند کنند شفع می شوند و از ہر رنج و الم رستگاری می بخشند۔ نزدیک خدای سازند و
 آشفته حالان نامراد را بر مرادی رسانند۔ و با این معتقدات ہر نوع کار بدے کردند و نازبران
 داشتند۔ زنا می کردند۔ دزدی می کردند و بیدادی کردند و ناحق مال یتیمان می خوردند و خون ناحق
 می ریختند و راہ ہامی بریدند و بچہ ہارامی کشتند و ہیج باک و ہراس نہ داشتند۔ گناہی نہ کہ در کردن
 آں بر کمال نہ رسیدند و معبودی باطل نہ کہ آزار نہ پرستیدند۔ آداب انسانی از دست دادہ

زایلوا طرق أخلاق الإنسیّة، وصاروا
 كالوحوش البریّة، حتی أكلوا لحم
 الأبناء والإخوان، وخصموا كل
 حیفة وشربوا الدماء كالآلبان،
 وجاوزوا الحد فی المنكرات وأنواع
 الشقاء، وفعلوا ما شاءوا كما أبد
 الفلا، ولم یزل شعراؤهم یلوكون
 أعراض النساء، وأمراءهم یداومون
 علی الخمر والقمار والجفاء. وكانوا
 إذا بخلوا یتلفون حقوق الإخوان
 والیتامی والضعفاء، وإذا أنفقوا
 فینفقون أموالهم فی البطر والإسراف
 والریاء واستیفاء الأهواء. وكانوا

انسانی خُلقوں سے دور جا پڑے اور وحشی
 جانوروں کی طرح ہو گئے یہاں تک کہ بیٹوں اور
 بھائیوں کے گوشت کھائے اور ہر ایک مُردار کو
 بھاتر حرص کھایا۔ اور خون کو یوں پیا جیسا کہ
 دودھ پیا جاتا ہے اور بدکاریوں اور خدا تعالیٰ کی
 نافرمانیوں میں حد سے گزر گئے اور جنگلی حیوانوں
 کی طرح جو کچھ چاہا کیا اور ہمیشہ اُن کے شاعر
 دریدہ دہنی سے عورتوں کی بے عزتی کرتے اور
 اُن کے امراء کا شغل قمار بازی اور شراب اور
 بدی تھی اور جب بخل کرتے تھے تو بھائیوں اور
 یتیموں اور غریبوں کا حق تلف کر دیتے تھے اور
 جب مالوں کو خرچ کرتے تھے تو عیاشی اور فضول
 خرچی اور زنا کاری اور نفسانی ہوا اور ہوس
 کے پوری کرنے میں خرچ کرتے اور نفس پرستی

وازاخلاق نیک بمراحل دور افتادہ۔ سراپا چوں دد و دام گرویدہ گوشت برادران و پسران را گوارا و نوش
 جان دیدہ۔ ہر گونہ مردارے را باز بسیار میخوردند و خون را چون شیر می آشامیدند۔ در بد کردار بیہا و
 سیاہ کاریہا پا ز پایان برون کشیدہ بودند۔ و چون دوان بیشہ ہر چہ خواستند کردند۔ و شاعران انہا از ہرزہ سرائی و
 دریدہ دہنی در پوستین زنان می افتادند۔ و تو انگران و دارندگان بر قمار بازی و مے خواری و بدی ستیزہ
 کاری سرفرو د آورده بودند۔ اگر بخل ورزیدند تلف ساختن حقوق برادران و یتیمان و کمزوران را بموی نہ
 گرفتند۔ و چون بر صرف مال دست کشادند دادن پروری و کامرانی و اسراف و ریاء در دادند۔ و بچہ ہارا

يقتلون أولادهم خوفاً من الإملاق والخصاصة، ويقتلون بناتهم عاراً من أن يكون لهم ختن من شركاء القبيلة. وكذلك كانوا يجمعون في أنفسهم أخلاقاً رديّة، وخصالاً رذيلة مهلكة، حتى كثر فيهم حزب المقرفين الزنيمين، وعاهرات متخذات أخدانا والزائنين. والذين كانوا يخالفون آثار مهيّعهم فكانوا يخافون عند نصّحهم على عرضهم ونفسهم وأهل مربعهم. فالحاصل أن العرب كان قوم لم يواجهوا في مدة عمرهم تلقاء الواعظين، وكانوا لا يدرون

﴿۲﴾

کو انتہا تک پہنچاتے تھے۔ اور وہ لوگ اپنی اولاد کو درویشی اور تنگ دستی کے خوف سے قتل کر دیا کرتے تھے اور بیٹیوں کو اس عار سے قتل کرتے تھے کہ تا شرکاء میں سے ان کا کوئی داماد نہ ہو اور اسی طرح انہوں نے اپنے اندر اخلاق ردیہ اور رذیل خصلتیں جمع کر رکھی تھیں۔ یہاں تک کہ اُن میں ایک جماعت بد اصلوں اور ولد الحراموں کی ہو گئی تھی اور عورتیں زانیہ آشناؤں سے تعلق رکھنے والیں اور مرد زانی پیدا ہو گئے تھے اور جو لوگ اُن کی راہ کے مخالف ہوتے تھے وہ نصیحت دینے کے وقت اپنی عزت اور جان اور گھر کی نسبت خوف کرتے تھے۔ غرض عرب کے لوگ ایک ایسی قوم تھی جن کو کبھی واعظوں کے وعظ سننے کا اتفاق نہ ہوا اور نہیں جانتے تھے کہ پرہیزگاری اور پرہیزگاروں کی

از بیم گرسنگی و ناداری می گشتند۔ و دختران را از تنگ آں کہ نباید از دودمان کسے بدامادی سر بلندی بکند بر خاک ہلاک می نشاندند۔ و همچنین رو شہائے ناپسندیدہ و خوہائے نکوہیدہ در خود گرد آورده بودند۔ تا اینکه در انہا گروہے بسیار از حرام زادہ ہائے بد نژاد و زنان لولی نہاد کہ در نہان با شایان درمے آمیختند پدیدار گشتند۔ و آنانکہ خلاف راہ آن بد سرشتان رفتارمے کردند ہموارہ وقت اندر زو پند بر جان و مال و اہل و آبرومی لرزیدند۔ خلاصہ عرب گروہے بودند کہ ہرگز اتفاق نیفتادہ بود پند اندرز گوئی را گوش بکنند۔ و بکلی بے خبر

﴿۲﴾

﴿۶﴾

خصلتیں کیا چیز ہیں۔ اور اُن میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جو کلام میں صادق اور فیصلہ مقدمات میں متصف ہو۔ پس اسی زمانہ میں جب کہ وہ لوگ ان حالات اور ان فسادوں میں مبتلا تھے اور ان کا تمام قول اور فعل فساد سے بھرا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے مکہ میں سے اُن کیلئے رسول پیدا کیا اور وہ نہیں جانتے تھے کہ رسالت اور نبوت کیا چیز ہے اور اس حقیقت کی کچھ بھی خبر نہ تھی پس انکار اور نافرمانی کی اور اپنے کفر اور فسق پر اصرار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہر ایک جفا کی برداشت کی اور ایذا پر صبر کیا اور بدی کو نیکی کے ساتھ اور بغض کو محبت کے ساتھ ٹال دیا اور غمخواروں اور محبوبوں کی طرح اُن کے

ما التقى وما خصال المتقين، وما كان فيهم من كان صادقاً في الكلام غير جافٍ عند فصل الخصام. فبينما هم في تلك الأحوال وأنواع الضلال والفساد في الأقوال والأعمال والأفعال. اذ بُعث فيهم رسولٌ من أنفسهم في بطن مكة، وكانوا لا يعلمون الرسالة والنبوة وما بلغهم رس من أخبارها وما دروا هذه الحقيقة، فأبوا وعصوا وكانوا على كفرهم وفسقهم مصرين. وحمل رسول الله صلى الله عليه وسلم كل جفائهم وصبر على إيذائهم، ودفع السيئات بالحسنة، والبغض بالمحبة، ووافاهم كالمحبين

ازین کہ پرہیز گاری و خوہائے پرہیز گاران کدام چیزے می باشد۔ در میانہ اُنہا کسے راست گفتار و در وقت برپاشدن قضیہ ہا نصف کار و نیک کردار نبود۔ در اثنائے این حال کہ در بدگفتاری و بدکرداری و کجرہ روی نوبت انہا بدینجا رسیدہ بود کہ پیغمبری ازیشاں در مکہ مکرّمہ ظہور فرمود و ایشان قبل ازان از رسالت و نبوت آگاہ و گاہے پی بہ کنہ آن نبرده بودند۔ پس نتیجہ آں بود کہ گردن کشیدند و بر کفر و بدکاری اصرار ورزیدند۔ و رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) ہرگونہ آزار را از اُنہا برداشت و ہرگز نا شکیبائی را بخود راہ نداد و بدی را بانیکی و دشمنی را بادوستی پاداش میفرمود و چون یاران نغمسار با انہا رفتاری نمود

المواسین . وطالما سلک فی سِکک
مکہ کو حید طرید، و تصدّی بقوۃ
النبوۃ لكل عذاب شدید، و کان یقبل
علی اللہ کل لیلۃ، و یسأل اللہ انفتاح
عیونہم و نزول فضل و رحمۃ، حتی
استجیب الدعوات، و ضاع مسکھا
و توالی النفحات. و نزل أمر مقلّب
القلوب، و أوتوا قوۃ من مُعطى الحب
و زارع الحبوب، فبدلت الأرض
غیر الأرض بحکم حضرة الکبریاء
و جذبت النفوس إلی الدّاعی
المبارک و سَمِعَ نداءہ قلوب
السعداء، و أفضی إلی مقتله کل رشید

پاس آیا اور ایک مدت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اکیلے اور ردّ شدہ انسان کی طرح مکہ کی گلیوں
میں پھرتے رہے اور قوت نبوت سے ہر ایک
عذاب کا مقابلہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی یہ عادت تھی کہ رات کو اٹھ کر خدا تعالیٰ کی
طرف توجہ کرتے اور خدا تعالیٰ سے ان کی بینائی
اور فضل اور رحمت چاہتے۔ یہاں تک کہ
دعائیں قبول کی گئیں اور ان کی کستوری کی خوشبو
پھیلی اور خوشبوئیں پے در پے پھیلنی شروع
ہوئیں اور دلوں کے بدلنے والے کا حکم نازل
ہوا اور اُس ذات سے اُن کو قوت عطا ہوئی جو
محبت کو عطا کرتا اور دانوں کو اگاتا ہے۔ سو حکم الہی
سے زمین بدلائی گئی اور آواز دینے والے
بابرکت کی طرف دل کھینچے گئے اور ہر ایک رشید
اپنے قتل گاہ کی طرف صدق اور وفا سے

و تا زمانی دراز در کوچہ ہائے مکہ چون شخصے بے یار و یاری راندہ شدہ گردش می کرد و باتاب
و توان نبوت ہر رنج سخت را بر خود آسان میگرفت۔ و شب را رو بخدا می آورد و از وی
بزاری و گریہ میخواست کہ دیدہ انہارا بکشاید و در فضل و رحمت بر روئے اُنہا باز نماید۔ تا
آنکہ نیاز و گدازش پذیرفتہ شد و بوئی مشک آسایش و میدان و بمغر جانہا پیانی رسیدن
گرفت۔ و از طرف گردانندہ دلہا فرمان نازل شد و بخشندہ مہر و محبت و نشاندہ دانہ ہا توانائی
با و شان بخشید۔ پس باذن الہی انقلاب شگرفی پیدا و آن زمین بز مینی دیگر عوض شد۔ دلہا
بسوئے آواز دہندہ فرخندہ پے کشیدہ شد۔ و ہمہ نیک نہادان فرخ نژاد از صدق و وفا بسوئے

نکل آیا اور انہوں نے مالوں اور جانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کوششیں کیں اور اپنی جان فشانی کی نذروں کو پورا کیا اور اس کے لئے یوں ذبح کئے گئے جیسا کہ قربانی کا بکرا ذبح کیا جاتا ہے۔ اور انہوں نے اپنے خونوں سے گواہی دیدی کہ وہ ایک سچی قوم ہے اور اپنے اعمال سے ثابت کر دیا کہ وہ لوگ خدا کی راہ میں مخلص ہیں اور زمانہ کفر میں وہ لوگ تاریکی کے زنداں میں قید تھے سو اسلام کے قبول کرنے اُن☆ کو منور کر دیا اور ان کی بدیوں کو نیکی کے ساتھ اور اُن کی شرارتوں کو بھلائی کے ساتھ بدل دیا اور اُن کی شراب شب انگاہی کورات کی نماز اور رات کے تضرعات کے ساتھ بدل ڈالا اور اُن کی بے ادبی شراب کو صبح کی نماز اور تسبیح اور

من الصدق والوفاء. وجاهدوا بأموالهم وأنفسهم لا ابتغاء مرضاة الله الرحمن، وقضوا نحبهم لله الرحمن، وذبحوا له ككباش القربان. وشهدوا بإهراق دمائهم أنهم قوم صادقون، وأثبتوا بأعمالهم أنهم لله مخلصون. وكانوا في زمن كفرهم أسارى في سجن الظلام، فنوروا بعد إجابة دعوة الإسلام، وبدل الله سيئاتهم بالحسنات، وشرورهم بالخيرات، فبدل غبوقهم بصلاة آناء الليل والتضرعات، وصبوحهم بصلوة الصبح والتسبيحات

کشتن گاہ خویش بدویدند و برائے خوشنودی یزدان ہر چہ از مال و جان در دست داشتند بکوشیدند۔ جان را در راه خدا دادند و چوں گو سپند قربان سر بر کار دجفا نہادند۔ و از ریختن خون خود و با کردار ہائی پسندیدہ گواہی بر صدق و سداد دادا ساختند و مہری بر وفا و و داد کردند۔ حال آنکہ در ہنگام کفر در زندان تاریکی گرفتار بودند۔ و لے پس از گرویدن باسلام بیک ناگاہ ہمہ نور گردیدند۔ خدائے رحیم بدی شان را بہ نیکی و شر را بہ خیر بدل کرد۔ و مئے شب انگاہی شان بہ نماز شب و صبح ایشان را بہ نماز صبح و استغفار

استغفار کے ساتھ مبدل کر دیا اور انہوں نے یقین کامل کے بعد اپنے مالوں اور جانوں کو خدا تعالیٰ کی راہوں میں بخوشی خاطر خرچ کیا اور جب انہوں نے حق کو دیکھ لیا پس اپنی کوششوں کو ایمان کے چقماق میں سے آگ نکالنے میں کمال تک پہنچایا۔ اور اپنی جانوں کو اس لئے کہ تا یقین کی تلوار کے جوہر کو خوب غور اور تامل کے ساتھ دیکھیں آزمائش میں ڈالا۔ پس یہی وہ امر ہے جس نے اُن کو بہادر کر دیا اور اُن کی کارروائی کو تیز کیا پھر اُن کے ذکر کو بلند کیا اور اُن کا انجام بخیر کیا۔ اور یہ وہی جو امر دی ہے جس نے لوگوں کے دلوں میں اُن کی فطرت کو محبوب بنایا اور اس کستوری کی خوشبو کی طرح جو پیسی جائے ان کی باطنی حقیقتوں کو دکھلایا اور یہی سبب اُن کے دل کی دلیری اور

والاستغفارات، وبذلوا أموالهم وأنفسهم بسبل الرحمن بطيب الجنان، عندما ثبت لهم صدق الرسول بكمال الإيقان. فإذا رأوا الحق فأتوا جهدهم في استبراء زند الإيمان، وبلوا أنفسهم لاستشفاف فرند الاستيقان. فهذا هو الأمر الذي شجعهم وحدّ مداهم، ثم أشاد لهم ذكرى هم وأحسن عقابهم. وهذا هو السمع الذي حبّب إلى الخلائق خلائقهم، وأرى كنش المسك المفتوت حقائقهم. وهذا هو سبب اجتراء جنانهم،

عوض فرمود۔ و چون حق را دیدند کوشش هر چه تمامتر بجا آوردند تا آتش از چقماق ایمان بیروں آرند۔ و روان خود را در کوره بلا ہا انداختند تا جو ہر تیغ یقین را چنانچہ باید و شاید ملا حظہ نمایند۔ ہمیں امریست کہ اوشان را دلیر و کار دشان را تیز گردانید و یاد و نام شان را براوج چرخ برین رسانید و امر اوشان را بحسن خاتمت کشانید۔ و از ہمیں مردمی است کہ طبیعت ہاشان محبوب مردم شد و مانند بونے مشک سودہ حقیقت ہاشان را بر عالم منتشر فرمود۔ جرأت دل و روانی زبان

وانصلات لسانہم، وقوة ایمانہم،
وعلو عرفانہم، ولأجل ذلک
أهرقوا نفوسہم محبةً ووداداً، حتی
عاد جمرہا رماداً، واتقدوا بحب اللہ
اتقاداً، واعدوا النفوس بسبلہ
إعداداً. وصارت المصائب علیہم
كالبرد والسلام، ونسوا تکالیف
الحرّ والضرام. ومن نظر فی أنہم
کیف ترکوا مراتعہم الأولى،
وکیف جابوا بید الأهواء ووصلوا
المولی، وکیف بدّلوا وغیروا،
وطهّروا ومحصّوا، علم بالیقین
أنہ ما کان إلا أثر القوة القدسیة
المحمّدیة. وبہ اصطفاہم اللہ

زبان کی روانگی اور ایمان کی قوت اور بلندی
معرفت کا ہے اور اسی لئے انہوں نے اپنی
جانوں کو محبت میں جلایا یہاں تک کہ اُن کا
کونکہ راکھ کی طرح ہو گیا اور خدا تعالیٰ کی
محبت میں فروختہ ہو گیا اور اُس کی راہوں
کے لئے خوب تیاری کی اور مصیبتیں اُن کے
لئے سلامتی اور ٹھنڈک ہو گئیں اور گرمی اور
آگ کی تیزی کو انہوں نے بھلا دیا۔ اور جو
شخص اس بات کو غور کی نظر سے دیکھے کہ
انہوں نے اپنی پہلی چراگا ہوں کو کیونکر چھوڑ
دیا اور کیونکر وہ ہوا و ہوس کے جنگل کو کاٹ
کر اپنے مولا کو جالے تو ایسا شخص یقین سے
جان لے گا کہ وہ تمام قوت قدسیہ محمدیہ کا اثر
تھا۔ وہ رسول جس کو خدا نے برگزیدہ کیا

و بلندی معرفت وقوة ایمان را موجب ہمین است کہ جان خود را از آتش محبت سوختند تا آنکہ
زغالش خاکستر گردید و بہ حبّ الہی برافروختند و در راہ خدا جان شان را بخوبی ساز دادند۔
نار مصائب بر ایشان خنک و سلامت گردید۔ و زبانہ آتش و گرمی اش را فراموش ساختند۔ ہر کہ
نگاہ کند کہ چگونہ او شان چرا گاہ ہائے مالوفہ خود را ترک گفتند۔ و چہ بیا بانہائی ہوا و آذر را
پے سپار کردہ باقائے خود رسیدند۔ و چہ قسم تبدل و تغیر و پاکیزگی و طہارت در ایشان راہ یافت۔
او بہ یقین بدانند کہ این ہمہ از اثر قوت قدسیہ محمدیہ بودہ است آن رسول کہ خدا اورا برگزید

وَأَقْبَلْ عَلَيْهِم بِالتَّفَضُّلَاتِ الْأَزْلِيَّةِ. وَإِنَّ الصَّحَابَةَ أَخَذُوا بِهَذَا الْأَثَرِ مِنْ تَحْتَ الثَّرَى وَرَفَعُوا إِلَى سَمَكِ السَّمَاءِ، وَنُقِلُوا دَرَجَةً بَعْدَ دَرَجَةٍ إِلَى مَقَامِ الاجْتِبَاءِ وَالِاصْطِفَاءِ. وَقَدْ وَجَدَهُم النَّبِيُّ كَعَجَمَاوَاتٍ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا مِنْ تَهْذِيبٍ وَتَقَاةٍ وَلَا يُفَرِّقُونَ بَيْنَ صَالِحٍ وَهَنَاتٍ، فَعَلَّمَهُمْ أَوَّلًا آدَابَ الْإِنْسَانِيَةِ بِالْإِسْتِيفَاءِ، وَفَصَّلَ لَهُمْ طَرِيقَ التَّمَدُّنِ وَالْثَوَاءِ وَالطَّهَارَةِ وَالِاسْتِنَانِ وَالسَّوَاكِ وَالْخُلَالَةَ بَعْدَ الضَّحَاءِ وَالْعِشَاءِ، وَالِاسْتِنَارَ عِنْدَ الْبُولِ وَالِاسْتِبْرَاءَ

اور عنایات ازلیہ کے ساتھ اُس کی طرف توجہ کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کو سوچ کہ صحابہ زمین کے نیچے سے لئے گئے اور آسمان کی بلندی تک پہنچائے گئے اور درجہ بدرجہ برگزیدگی کے مقام تک منتقل کئے گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو چار پایوں کی مانند پایا کہ وہ توحید اور پرہیزگاری میں سے کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور نیکی بدی میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو انسانیت کے آداب سکھائے۔ اور تمدن اور بود و باش کی راہوں پر مفصل مطلع کیا اور اُن کے لئے پاکیزگی کے طریقوں اور دانتوں کو صاف کرنا اور مسواک کرنا اور خلال بعد طعام چاشت و طعام شب کرنا اور بول کر کے جلدی سے نہ اٹھنا بلکہ بقیہ قطرات



و بارانِ رحمت و فضل بے اندازہ بر سرش بارید۔ اثرِ آں قوہ قدسیہ را بدقت نظر بہ ہیں کہ صحابہ را از زیر طبقاتِ زمین بکشید و براوجِ فلک رسانید۔ و با خرد رجباً خلعتِ برگزیدگی براوشان پوشانید۔ آن نبی کریم اوشان را چون مواشی دید کہ از راہ توحید و پرہیزگاری ہیچ آگاہی نداشتند و نیک را از بد نمی شناختند۔ لہذا اولاً بایشان آدابِ انسانیت چنانچہ شاید بیا موخت و طریقِ تمدن و معاشرت مفصلاً تعلیم فرمود از قبیل طہارت و پاک کردن دندان و مسواک کردن و بعد طعام چاشت و شب خلال کردن۔ و پس از بول زود بر پاشدن بل بگذاشتن تا بقیہ قطرہ ہا بنجوشد و با صفائی ہر چہ

عند الاستنجاء ، وقوانين المعاشرة والمدنية والأكل والشرب والكسوة والمداواة والاحتماء ، وأصول رعاية الصحة والاتقاء من أسباب الوباء ، وهداهم إلى الاعتدال في جميع الأحوال والأنحاء. ثم إذا مرنوا عليها فنقلهم من التطهيرات الجسمانية إلى التحلّي بالأخلاق الفاضلة الروحانية ، والخصال المرضية المحمودة الإيمانية. ثم إذا رأى أنهم رسخوا في محاسن الخصال ، وكانت لهم ملكة في إصدار الأخلاق المرضية على وجه الكمال ، فدعاهم إلى سدادق القرب والوصال.

کو نکالنا تا کپڑا ناپاک نہ ہو اور تمام تر صفائی سے استنجا کرنا اور معاشرت اور تمدن اور کھانے پینے اور لباس اور علاج اور پرہیز اور اصول رعایت صحت اور اسباب و با سے پرہیز کے قوانین ظاہر فرمائے اور تمام صورتوں میں اعتدال کی وصیت فرمائی۔ پھر جب جسمانی آداب سے خو پذیر ہو گئے تو جسمانی پاکیزوں سے منتقل کر کے اخلاق فاضلہ روحانیہ اور خصال ایمانیہ کی طرف کھینچتا ان کے ذریعہ سے روحانی پاکیزگی حاصل ہو۔ پھر جب دیکھا کہ وہ لوگ نیک خصلتوں میں پختہ ہو گئے اور اچھے خلقوں کے صادر کرنے کا اُن کو ملکہ ہو گیا پس ان کو قرب اور وصال کے سدادق کی طرف بلایا

تمام تر استنجا کردن۔ خلاصہ ہمہ قوانین معاشرت و تمدن را مثل خوردن و نوشیدن و چارہ و پرہیز و اصول حفظ صحہ و اسباب صیانت از و با تشریح و تفصیل فرمود۔ و در ہمہ چیز ہا مہم میانہ روی کرد۔ و چون دید کہ اوشان مشق رعایت آداب جسمانی بہم رسانیدند۔ باز اوشان را بسوئے اخلاق فاضلہ و خصال ایمانیہ رہبری کرد۔ و چون دید کہ اوشان را در خصال نیک گامے استوار و سوادے تمام دست بردا باز اوشان را بسوئے سراپردہ ہائے قرب و وصال بخواند

وَعَلَّمَهُمَّ الْمَعَارِفَ الْإِلَهِيَّةَ، وَوَقَّمَهُمْ إِلَى حَضْرَةِ الْعِزَّةِ وَالْجَلَالِ، لِيَتَرَعَّوْا مِنْ حُدَائِقِ الْقُرْبِ لِعَاعِ الْحُبِّ وَيَكُونُ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ زَلْفَىٰ وَصَدَقَ الْحَالُ. فَالْغَرَضُ أَنْ تَعْلِمَ كِتَابَ اللَّهِ

الْأَحْكَمَ وَرَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مَنْقَسِمًا عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ. الْأَوَّلُ أَنْ يَجْعَلَ الْوُحُوشَ أَنْسَاءً، وَيَعْلَّمَهُمْ آدَابَ الْإِنْسَانِيَّةِ وَيَهَبُ لَهُمْ مَدَارِكَ وَحَوَاسٍ. وَالثَّانِي أَنْ يَجْعَلَهُمْ بَعْدَ الْإِنْسَانِيَّةِ أَكْمَلَ النَّاسِ فِي مَحَاسِنِ الْأَخْلَاقِ. وَالثَّالِثُ أَنْ يَرْفَعَهُمْ مِنْ مَقَامِ الْأَخْلَاقِ إِلَى ذَرِيٍّ مَرْتَبَةٍ حُبِّ الْخَلْقِ،

اور معارف الہیہ ان کو سکھائے اور حضرت

عزت اور جلال کی طرف اُن کی باگیں پھیریں تا

وہ قرب کے سبزہ گاہوں سے محبت کا سبزہ چگیں

اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کو مقام قرب اور

صدق حال میسر آوے۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تین قسم

پر منقسم تھی۔ پہلی یہ کہ وحشیوں کو انسان بنایا

جائے اور انسانی آداب اور حواس اُن کو عطا کئے

جائیں اور دوسری یہ کہ انسانیت سے ترقی دے

کر اخلاق کاملہ کے درجے تک اُن کو پہنچایا

جائے اور تیسری یہ کہ اخلاق کے مقام سے اُن

کو اٹھا کر محبت الہی کے مرتبہ تک پہنچایا جائے

ومعارف الہیہ بدیشان یا موخت وزمام شان را بہ حضرت عزت وجلال بکشید۔ تا اوشان از مرغزار ہائے قرب سبزہ محبت را بچرند و در نزدیکی خدا مقام قرب و صدق حال شاں میسر آمد۔

خلاصہ تعلیم قرآن حکیم و ہدایت رسول کریم سہ نوع بودہ است۔ اولاً آنکہ وحوش و

انعام را انسان بسازد و جمیع آداب انسانیت بیاموزد و حواس کاملہ آدمیت

عطا بفرماید۔ ثانیاً آنکہ بعد انسانیت اوشان را از رُوی محاسن اخلاق کامل ترین

مردم نماید۔ و ثالثاً آنکہ از مقام اخلاق برگرفته تا کنگرہ حبِّ خلاق برساند و

و یوصل إلى منزل القرب والرضا والمعیة والفناء والذوبان والمحویة، أعنی إلى مقام یعدم فیہ أثر الوجود والاختیار، ویبقى الله وحده كما هو یبقى بعد فناء هذا العالم بذاته القهار. فهذه آخر المقامات للسالکین والسالکات، وإلیه تنتهی مطایا الرياضات، وفیه یختتم سلوک الولایات. وهو المراد من الاستقامة فی دعاء سورة الفاتحة، وكل ما یتضمن من أهواء النفس الأمّارة فتذوب فی هذا المقام بحکم الله ذی الجبروت والعزّة، فتفتح البلدة کلها

اور یہ کہ قرب اور رضا اور معیت اور فنا اور محویت کے مقام اُن کو عطا ہوں یعنی وہ مقام جس میں وجود اور اختیار کا نشان باقی نہیں رہتا اور خدا اکیلا باقی رہ جاتا ہے جیسا کہ وہ اس عالم کے فنا کے بعد اپنی ذات قہار کے ساتھ باقی رہے گا۔ پس یہ سالکوں کے لئے کیا مرد اور کیا عورت آخری مقام ہے اور ریاضتوں کے تمام مرکب اسی پر جا کر ٹھہر جاتے ہیں اور اسی میں اولیاء کے ولایتوں کے سلوک ختم ہوتے ہیں۔ اور وہ استقامت جس کا ذکر سورۃ فاتحہ کی دعائیں ہے اس سے مراد یہی مرتبہ سلوک ہے۔ اور نفس امارہ کی جس قدر ہوا و ہوس بھڑکتی ہے وہ اسی مقام میں خدائے ذوالجبروت والعزّت کے حکم سے گداز ہوتی ہے۔ پس تمام شہر

در منزل قرب و رضا و معیت و فنا و گدازش و محویت بار بہ بخشد و آن مقامے است کہ آنجا از وجود و اختیار نامے نماند و آن خدائے یگانہ باقی می باشد همچنان کہ او بعد از فناے این عالم با ذات برتر خویش باقی باشد۔ ایں مقام برائے سالکان از مرد و زن مقام آخرین است و مرکبائے ریاضات ہمیں جا بآخر رسد و سلوک ولایت جملہ اولیا تا بدینجا منتهی شود و ہمیں است غرض از استقامتے کہ در سورۃ فاتحہ مذکور و مطلوب است۔ و ہر چہ از آتش ہوائے نفس امارہ سر بالا کشد ہمیں جا بحکم خدائے بزرگ و برتر کشتہ و برباد فنا رود۔ پس شہر بلکی مفتوح شود

ولا تبقى الضوضاء لعامة الأهواء.
ويُقال لمن الملك اليوم. لله ذى
المجد والكبرياء. وأما مرتبة
الأخلاق الفاضلة والخصال الحسنة
المحمودة، فلا أمن فيها من الأعداء
عند الغفلة، فإن لأهل الأخلاق تبقى
حصون يتعذر عليهم فتحها، ويخاف
عليهم صول الأمارة إذا ضرم لتحها،
ولا تصفوا أيام أهلها من النقع الثائر،
ولا يؤمنون من السهم العائر.

فالحاصل أن هذه تعاليم
الفرقان، وبها استدارت
دائرة تكميل نوع الإنسان،

فتح ہو جاتا ہے اور ہوا و ہوس کے عوام کا شور باقی نہیں
رہتا اور کہا جاتا ہے کہ آج کس کا ملک ہے اور یہ
جواب ہوتا ہے کہ خدائے ذوالجود و الکبریا کا۔ مگر جو
مرتبہ اخلاق فاضلہ اور نیک خصلتوں کا ہے اُس میں
غفلت کے وقت دشمنوں سے امن نہیں ہے کیونکہ
جن لوگوں کا سلوک اخلاق تک ہی محدود ہوتا ہے ان
کیلئے ابھی ایسے قلعے باقی ہوتے ہیں جن کا فتح کرنا
مشکل ہوتا ہے اور ان کی نسبت یہ اندیشہ دامنگیر رہتا
ہے کہ نفس امارہ اپنی بھوک کے بھڑکنے کے وقت
حملہ نہ کرے اور جو شخص صرف اخلاق تک ہی اپنا
کمال رکھتا ہے اس کی زندگی کے دن گرد و غبار سے
پاک نہیں رہ سکتے اور ایسے لوگ ہوائی تیروں سے
امن میں نہیں رہ سکتے۔

پس حاصل کلام یہ ہے کہ یہ جو ہم نے
بیان کیا ہے یہ قرآن شریف کی تعلیمیں ہیں اور
انہی تعلیموں کے ساتھ انسان کی تکمیل علمی اور
عملی کا دائرہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔

عوام ہوا و ہوس را سرفتنه و شورش کوفته گردد و آن وقت گفته شود کہ امروز ملک کراست جواب باشد خدائے
بزرگ یگانہ بے ہمتا راست۔ اما آنچه مرتبہ اخلاق فاضلہ و خوبائے نیک می باشد دران مرتبہ در ہنگام غفلت
ایمنی از دشمنان نتواند بود۔ چہ اہل اخلاق را هنوز قلعباست کہ فتح آن برایشان خیلہ دشوار است و اندیشہ
بسیار است کہ نفس امارہ در وقت اشتعال برایشان بتازد۔ بحقیقت ہر کہ تا بمنزل اخلاق رخت بیاندا و
نمی شود۔ روزگار حیاتش از گرد و غبار پاک باشد و ہر گز نمی شود ہیچوں کسان از تیرہوائی ایمن و مطمئن بگردند۔
خلاصہ این تعلیم فرقان است و ہمین است آنچه دائرہ تکمیل علمی و عملی انسان را بکمال رساند۔

وإنها لمعارف ما كفلها كتاب من الكتب السابقة، وما احتوتها صحيفة من الصحف المتقدمة، فهذا إعجاز نبينا من حيث الصورة العلمية والعملية، ومعجزة الفرقان الكريم لكافة البرية. ولقد انقضت وانعدمت خوارق النبيين الذين كانوا في الأزمنة السابقة، ويبقى هذا إلى يوم القيامة. وأما ما قلنا أن القرآن معجزة علمية وعملية.. فليس هذا كحكايات واهية، بل عليه عندنا أدلة قاطعة، وبراهين شافية مسكنة. فاعلم أن إعجازه العلمي ثابت كالبداهيات،

اور یہ تعلیمیں ایسے معارف ہیں کہ پہلی کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی اُن کی متکفل نہیں ہوئی اور نہ کبھی پہلے صحیفوں میں سے کوئی صحیفہ ان پر مشتمل ہوا ہے۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ علمی اور عملی معجزہ ہے۔ اور قرآن کریم کا تمام مخلوق کیلئے یہ ایک اعجاز ہے اور پہلے نبیوں کے معجزے منقضی اور معدوم ہو گئے مگر یہ قرآنی معجزہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اور یہ جو ہم نے کہا کہ قرآن علمی اور عملی معجزہ ہے سو یہ ایک بیہودہ اور بے اصل بات نہیں ہے بلکہ ہمارے پاس اس پر دلائل قاطعہ اور براہین شافیہ اور تسکین بخش ہیں۔ پس تو جان کہ قرآن شریف کا علمی معجزہ بدیہیات کی طرح ثابت ہے۔

واین آن معارف است کہ ہیچ کتابے وصحیفہ پیشین مشتمل بر آن ومتکفل آن نبوده است۔ فی الحقیقت ایں معجزہ نبی ماست (صلی اللہ علیہ وسلم) از حیثیت علمی وعملی واعجاز قرآن کریم است برائے ہمہ آفرینش۔ معجزات انبیائے پیشین بکلی از میان رفتہ ولے ایں معجزہ قرآن تابدا مان قیامت از یاد واز جہان نرود۔ آنچه قرآن را معجزہ علمی وعملی گفتیم ایں نہ از راہ لاف وگراف است بلکہ ما بر ایں عالم عالم دلائل قاطعہ و براہین شافیہ تسکین بخش دردست داریم۔ نیکو بدانید کہ معجزہ علمی قرآن از آشکارترین امور است

﴿۸﴾

ولیس علیہ غبار من الشبهات.

لأنه كلام جامع وتعليم كامل

أحاط بجميع ضرورات الإنسان

وسبيل الرحمن، وما غادر شيئاً

من دلائل الحق وإبطال الباطل

ودقائق العرفان، مع بلاغة رائعة

وعبارات مستعذبة وحسن

البيان، وهذا أمر ليس في قدرة

الإنسان. وأما قولنا أنها معجزة

عملية فهي كشعبتها الأولى واقعة

بديهية، ولا يسع فيها إنكار و

اور اس پر کسی قسم کے شبہات کے غبار نہیں کیونکہ وہ ایک ایسا کلام ہے جو ضروری تعلیموں اور ضروری وصایا اور معارف اور دلائل کو اپنے اندر جمع رکھتا ہے اور وہ ایک ایسی تعلیم کامل ہے جو تمام انسانی ضرورتوں کو جو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے پیش آتی ہیں پوری کرتی ہے اور جو حق کے ثبوت میں دلائل پیش کرنا چاہے یا جس طرح باطل کا رد لکھنا چاہے اور یا جس طور اور اندازہ سے معرفت کی باریک باتیں بیان کرنی چاہے ان میں سے ایک بات کو بھی اس نے نہیں چھوڑا اور اس پر زائد یہ امر ہے کہ ان تمام تعلیموں اور احکام اور حدود کو نہایت فصیح اور بلیغ اور شیریں اور پسندیدہ پیرایہ میں بیان فرمایا۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے جو انسان کی قدرت سے بالاتر ہے۔ اور ہمارا یہ قول کہ قرآن جیسا کہ علمی معجزہ ہے ایسا ہی وہ عملی معجزہ بھی ہے۔ سو یہ امر بھی اُس کی پہلی شاخ کی طرح ایک بدیہی واقعہ ہے اور انکار

﴿۸﴾

کہ دامن وے از غبار شبہت پاک است زیرا کہ قرآن کلامی است کہ جمیع تعلیم ہائے ضروری و وصیتہائے ضروری و معارف ہائے لابدی را کہ در راہ وصول بہ خدا چارہ ازاں نہ جامع می باشد۔ و از قبیل دلائل حق و دقائق عرفان و ابطال باطل چیزے فرو گذاشت نفرمودہ۔ و علاوہ آن آن دلائل و براہین را با عبارات بلیغہ فصیحہ و طرز شیریں و دلکش و پسندیدہ در معرض بیان آوردہ و ایں امر البتہ خارج از احاطہ قدرت بشری است۔ و اما آنچه گفتیم قرآن معجزہ عملی است این ہم واضح و روشن و انکار را در آن مدخل نیست۔

خصوصاً۔ فإن تعالیم القرآن قد
 حیّرت العقلاء بتأثیراتها العجیبة،
 وتبدیلاتها الغریبة، وتنویراته التي هی
 خارقة للعادة ومزیلة للملکات الردیة
 الراسخة، وقد تسورت أسوار
 الطبائع الشدیة الزائغة، ودخلت
 بیوت القلوب القاسیة كالصخرة،
 ووصلت إلى الذین كانوا یسكنون
 وراء الخنادق العمیقة الممتنعة من
 القرائح السفلیة الرذیلة، وألان الله بها
 الشدید، وأدنی البعید، وأخرج الصدور
 من القبض إلى الانشراح، ومن الضیق
 إلى السعة، ورفع الحجاب، و

اور خصوصت کی گنجائش نہیں کیونکہ قرآنی تعلیموں
 نے اپنی تاثیرات عجیبہ اور تبدیلات غریبہ اور
 ان روشنیوں کو دلوں پر ڈالنے سے جو خارق
 عادت ہیں اور ردی اور مستحکم ملکوں کے دور
 کرنے سے عقلمندوں کو حیران کر دیا ہے اور
 ٹیڑھی اور سخت طبیعتوں کی دیوار کے اوپر سے
 کودا ہے اور جو سخت دلوں کے گھر تھے اُن کے
 اندر داخل ہو گیا ہے اور ان لوگوں تک پہنچا ہے
 جو باعث سفلی طبیعتوں کے عمیق اور ناقابل گذر
 خندقوں کے پرے رہتے تھے اور خدا نے اس
 کے ساتھ سخت کوزم اور دور کوزدیک کر دیا اور
 سینوں کو قبض سے انشراح کی طرف اور تنگی سے
 فراخی کی طرف پھیر دیا اور حجاب کو دور کیا اور

چرخِ دمنان از مشاہدہ تاثیرات عجیبہ تعلیم قرآن وتبدیلیہائے غریبہ ونور افزائی ودیدہ کشائی ہائے
 فوق العادہ آن کہ عادت ہائے استوار را از بنج برکنید خیلے در شگفت فروماندہ اندو حیرانند کہ چطور تعلیم
 وے از بالائے دیوار طبایع سخت وکثر برآمدہ در اندرون خانہ ہائے دلہائے سختی چوں سنگ درآمد۔ و
 تا بان مردم ہم برسید کہ بسبب طبیعت ہائے پست ودون آنسوئے خند قہائے ژرف ونا قابل گزشتن سکنی
 داشتند۔ و خدا بان سخت را نرم ودور را نزدیک گردانید وسینہ ہارا از تنگی بفرانگی کشید وحجاب را دور

أَرَى الْحَقَّ وَالصَّوَابَ، حَتَّى أَوْصَلَ
 الْمُؤْمِنِينَ إِلَى الْإِلَهَامَاتِ الصَّرِيحَةِ،
 وَالْكَشُوفِ الصَّادِقَةِ الصَّحِيحَةِ،
 وَزَرَعَ حَبَّ الْكَرَامَاتِ الْمُسْتَمْرَةِ
 الدَّائِمَةِ فِي قَاعِ صَدُورِ الْأُمَّةِ،
 فَلَأَجَلَ ذَالِكَ لَا نَفَرَ عِنْدَ طَلَبِ
 كَرَامَةِ إِلَى زَمَنِ مَضَى، بَلْ نَرَسُوا
 عَلَى مَقَامِنَا وَنُبْرَى الْمُنْكَرِ مَا حَضَرَ
 غَضًّا طَرِيًّا مِنْ آيِ الْمَوْلَى. وَلَيْسَ
 فِي أَيْدِي عِدَانَا إِلَّا الْقَصَصُ الْأُولَى،
 وَلَا يَثْبِتُ دِينَ بِقِصَصِ بَلْ بِأَنْوَارِ
 لَا تَنْقُطُ وَلَا تَبْلَى. ثُمَّ أَعْلَمَ أَنَّ
 هَذِهِ مَعْجَزَةٌ عَظُمَتْ شَعْبَتَاهُ، وَ

حق کو دکھلا دیا۔ یہاں تک کہ مومنوں کو الہامات
 صریحہ اور مکاشفات صادقہ اور صحیحہ تک پہنچا دیا
 اور دائمی کرامتوں کا دانہ اُن کے سینوں کی ہموار
 زمین میں بودیا۔ اسی وجہ سے ہم لوگ کرامتوں
 کے طلب کے وقت پہلے زمانہ کی طرف نہیں
 بھاگتے بلکہ ہم اپنے مقام پر استوار رہتے ہیں
 اور منکر کو خدا کے تازہ بتازہ نشان دکھلاتے ہیں
 اور ہمارے مخالفوں کے ہاتھ میں بجز قصوں کے
 اور کچھ نہیں اور صرف قصوں کے ساتھ کبھی کوئی
 دین ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ اُن نوروں سے ثابت
 ہوتا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتے اور نہ کبھی
 پرانے ہوتے ہیں۔ بعد اس کے جان کہ یہ وہ معجزہ
 ہے جس کی دونوں شاخیں عظیم الشان ہیں اور

وَحَقِّ رَاعِيَا نُمُودَتَا اَيْنَكُمُومَنَانِ رَا بَالِهَامَاتِ صَرِيحَةٍ وَمَكَاشِفَاتِ صَادِقَةٍ صَحِيحَةٍ رَسَانِيدٍ۔ وَدَانَهُ كَرَامَتِهَائِي
 مُسْتَمْرَةٍ دَر زَمِيْنِ خُوبِ سِيْنَةِ اَنِهَانِ شَانِيْدٍ۔ اَز بِيْجَا اسْتِ كِه مَا اِهَالْنِيْ اِسْلَامِ دَر وَقْتُ طَلَبِ كَرَامَاتِ وَخَوَارِقِ بِيْجِ
 اَحْتِيَا جِ نَدَارِيْمِ گَرِيْزِ بَه زَمَانِه پِيْشِيْنِ نَمَائِيْمِ بَلْ بَر جَائِيْ خُودِ چُون كُوهِ اسْتَوَارِيْ بَاشِيْمِ وَدَر پِيْشِ دِيْدِه مُنْكَرَانِ
 نَشَانِهَائِيْ تَا زِه جَلُوِه مِيْدِيْمِ وَلِيْ مَخَالِفَانِ مَا غِيْر اَز اَفْسَانِه هَائِيْ پَاسْتَا نِيَا نِ دَر دَسْتِ نَدَاسْتِه اَنْدِ وَهَر گَرْنَمِيْ شُودِ
 بِيْجِ دِيَا نِه بَدَسْتِيَارِيْ اَفْسَانِه هَائِيْ اَز كَار رِفْتِه بَر كَرْسِيْ دَر سَتِيْ وَرَاسْتِيْ بَنَشِيْنِدِ۔ بَلْ سَرْمَايِه اَثْبَاتِ اَنْ نُوْر هَائِيْ
 اسْتِ كِه هَر گَرزِ انْقِطَاعِ نِيَا بِنْدِ وَزَنِهَارِ كِهْنِه نَشُوْنِدِ۔ بَا زِ بَدَانِ كِه اِيْنِ مَعْجَزِه اِيْسْتِ كِه هَر دُوشَانِ اَنْ بَزَرْگِ

جس کی خوشبو پھیل رہی ہے اور اس کی تصدیق پر طوائف مخلوقات جمع ہیں جیسا کہ حج خانہ کعبہ پر جمع ہوتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جلیل الشان حکیموں میں سے اس بات کی طرف توجہ کرے کہ کسی سفیہ نادان کی طبیعت کی کچی کو دور کر دے یا کسی فاسق بدکاری کے عادی کو اُس کی اس بدخصلت سے چھڑا دے۔ پس ایسا کرنا اُس حکیم پر مشکل ہو جائے گا اور اُس فاسق کے خیالات کو بدلا دینا اُس کیلئے غیر ممکن ہوگا۔ اب دیکھو کہ اُس مرد کی کیسی بلند شان ہے جس نے تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں انسانوں کی اصلاح کی اور فساد سے صلاحیت کی طرف اُن کو منتقل کیا یہاں تک کہ اُن کا کفر پاش پاش ہو گیا اور صدق اور راستی کے تمام اجزاء بہ ہیئت اجتماعی ان کے وجود میں جمع ہو گئے۔ اور اُن کے دلوں میں پرہیزگاری

ضاعت ریاء، وقد جمعت لتصديقها طوائف الأنام، كما يجمعون لحجة الإسلام. وإنا نرى أن أحداً من أجل الحكماء. إن توجه إلى تقويم أود سفیه من السفهاء، او إلى إنابة فاسق أسير في الفسق والفحشاء، فيشق عليه قلع عاداته، ولا يمكن له تبديل خيالاته. فما شأن رجل أصلح في زمان يسير ألوفاً من العباد، ونقلهم إلى الصلاح من الفساد، حتى انحلّ تركيب الكفر واجتمع شمل الصدق والسداد. وتلاّأت في نفوسهم أنوار التقى،

و بوع خوشش بعالم رسیده و بر تصدیق وے گروہ ہائے مردم جمع آمدہ اند چنانکہ برائے حج بیت اللہ گردمی آیند۔ می بینیم اگر کسے از دانا یان بزرگ بخوابد کجی نادانے را درست بکند یا بدکارے بہ بدکاری خو کردہ را بخوابد از اں خوئے بد رستگاری بہ بخشد البتہ براو گراں و دشوار آید۔ پس چه شان بزرگ آن مرد است کہ در اندک زمانے ہزاران تن را از ناراستی براستی و از بدی بہ نیکی بشید تا آنکہ کفر شان از ہم پاشید۔ و راستی و درستی در نہاد او شان فراہم آمد۔ و در روان شان روشنی ہائے

ولمعت فی أساریہم سرائر حب
المولیٰ، وعلت ہممہم للخدمات
الدینیۃ، فشرّقوا وغربوا للدعوة
الإسلامیۃ، وأیمنوا وأشأموا للإشاعة
الملة المحمدیۃ. وأنارت عقولہم
فی العلوم الإلہیۃ، ودقت أحلامہم
لفہم الأسرار الربانیۃ. وحبب الیہم
الصالحات، وكره المعاصی
والسیئات. وأنزلوا فی خیام الرشد
والسعادة بعد ما كانوا یعكفون
على الأصنام للعبادة، وما آلوا
فی جہدہم وما ترکوا جہدہم

کے نور چمک اٹھے اور اُن کے پیشانی کے
نقشوں میں محبت مولیٰ کے بھید ایک چمکیلی
صورت میں نمودار ہو گئے اور اُن کی ہمتیں دینی
خدمات کیلئے بلند ہو گئیں اور وہ دعوت اسلام
کے لئے ممالک شرقیہ اور مغربیہ تک پہنچے اور
ملتِ محمدیہ کی اشاعت کیلئے بلادِ جنوبیہ اور شمالیہ
کی طرف انہوں نے سفر کیا اور ان کی عقلیں
علومِ الہیہ میں منور ہوئیں اور اُن کے قوائے فکریہ
اسرارِ ربانیہ کے سمجھنے کیلئے باریک ہو گئیں اور
نیک باتیں بالطبع ان کو پیاری لگنے لگیں اور بد
باتوں اور گناہوں سے بالطبع ان کو نفرت پیدا
ہوئی اور رشد اور سعادت کے خیموں میں وہ
اتارے گئے بعد اس کے جو بتوں پر پرستش
کیلئے سرنگوں تھے اور انہوں نے اپنی کوششوں
اور تگ و دو میں کوئی دقیقہ اسلام کے لئے

پرہیز گاری و زخشد و از نقشہائے پیشانی شان راز محبت مولیٰ بخوبی آشکار گردید و ہمت شان برائے
خدمت دین بلند شد۔ پس جہت دعوت اسلام شرق و غرب و جنوب و شمال ہمہ اطراف را پے سپار
کردند عقل شان در فہم علومِ الہیہ روشن گردید و قوت فکری در شناخت راز خدائی باریک شد۔
نیکہا با ایشان دوست داشتہ و بدی با در نزدشان زشت و بد داشتہ شد۔ و در خیمہ ہائے رشد و سعادت
فروکش کردہ شدند بعد از آنکہ بر پرستش بتان سرنگون افتادہ بودند۔ و برائے اسلام دقیقہ

لِلْإِسْلَامِ، حَتَّى بَلَغُوا دِينَ اللَّهِ إِلَى
فَارِسَ وَالصِّينَ وَالرُّومَ وَالشَّامَ.
وَوَصَلُوا إِلَى كُلِّ مَا بَسَطَ الْكُفْرُ
جَنَاحَهُ، وَوَأَفُوا كُلَّ مَا شَهَرَ الشَّرْكَ
سِلَاحَهُ، وَمَا رَدُّوا وَجُوهَهُمْ عَنْ
مُوَاجَهَةِ الرَّدَى، وَمَا تَأَخَّرُوا شَبْرًا
وَإِنْ قُطِّعُوا بِالْمَدَى. وَكَانُوا عِنْدَ
الْحَرْبِ لِمَوَاضِعِهِمْ مَلَازِمُونَ، وَإِلَى
الْمَوْتِ لِلَّهِ حَافِدُونَ. إِنَّهُمْ قَوْمٌ
مَا تَخَلَّفُوا فِي مَوَاطِنِ الْمَبَارَاتِ،
وَبَدَرُوا ضَارِبِينَ فِي الْأَرْضِ إِلَى مُنْتَهَى
الْعِمَارَاتِ، وَقَدْ عُجِمَ عَوْدُ فِرَاسَتِهِمْ،
وَبُلَى عَصَا سِيَاسَتِهِمْ، فَوُجِدُوا فِي

اٹھانہ رکھا یہاں تک کہ دین کو فارس اور چین
اور روم اور شام تک پہنچا دیا اور جہاں جہاں کفر
نے اپنا بازو پھیلا رکھا تھا اور شرک نے اپنی
تلوار کھینچ رکھی تھی وہیں پہنچے۔ انہوں نے موت
کے سامنے سے منہ نہ پھیرا اور ایک بالشت بھی
پیچھے نہ ہٹے اگرچہ کارروں سے ٹکڑے ٹکڑے
کئے گئے وہ لوگ جنگ کے وقتوں میں اپنی
قدم گاہوں پر استوار اور قائم رہتے تھے اور
خدا کیلئے موت کی طرف دوڑتے تھے۔ وہ ایک
قوم ہے جنہوں نے کبھی جنگ کے میدانوں سے
تخلّف نہ کیا اور زمین کی انتہائی آبادی
تک زمین پر قدم مارتے ہوئے پہنچے۔ اُن
کی عقلیں آزمائی گئیں۔ اور ملک داری کی
لیاقتیں جانچی گئیں۔ سو وہ ہر ایک امر میں

از کوششہائے خود فرو نگداشتند تا آنکہ اسلام را در بلاد فارس و چین و روم و شام
برسانیدند۔ و ہر جا کفر پر وبال گسترده و شرک تیغ آہنچہ بود برسیدند۔ در برابر مرگ
ابد اُپشت بر نہ گردانیدند و یک بالشت ہم پس نگردیدند اگرچہ بہ کار دہا پارہ پارہ شدند۔
در ہنگام جنگ بر پا ہا استوار می بودند و خدا را بسوئے مرگ میدویدند۔ مردمانیکہ ہرگز در
میدان جنگ پشت نہ دادند و تا بہ پایان آبادانی زمین در راہ خدا پائے خاکی کردند۔ خرد
و بنیش شان در کورۂ امتحان انداختہ و دانش سیاست ملکی شان آزمودہ شد و لے از ہر باب

كل أمر فائقين، وفي العلم والعمل
سابقين. وإن هذا إلا معجزة خاتم
النبيين، وإنه على حقيقة الإسلام
لدليل مبين. وإن كنتم في شك
فأروني كمثلهم أحدا من أصحاب
موسى أو من أنصار عيسى أو من
صحبة رسل آخرين، وقد جاءكم
أنباؤهم، وسمعتم ما قال فيهم
أنبياءهم، وما أرجفت ألسنهم وما
كانوا كاذبين، فإنهم نطقوا بآفاق
الروح وما تكلموا كالمغضبين.

﴿۹﴾

﴿۹﴾

فائق نکلے اور علم اور عمل میں سبقت کرنے
والے ثابت ہوئے۔ اور یہ معجزہ ہمارے
رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور
حقیقت اسلام پر ایک صریح دلیل ہے۔ اور
اگر تمہیں شک ہے تو مجھے ان کی مانند حضرت
موسیٰ کے اصحاب میں سے یا حضرت عیسیٰ
کے حواریوں میں سے یا کسی اور نبی کے صحابہ
میں سے ایک انسان بھی دکھاؤ اور ان کی
خبریں تم سن چکے ہو اور جو کچھ ان کے
بارے میں ان کے نبیوں نے کہا تمہیں معلوم
ہے اور ان نبیوں کی زبانوں پر خلاف واقعہ
باتیں جاری نہیں ہو سکتی تھیں اور نہ وہ جھوٹے
تھے۔ کیونکہ وہ روح القدس کے بلانے سے
بولے تھے اور غضبناک انسانوں کی طرح
ان کا کلام نہ تھا۔

برتر برآمد و در گفتار و کردار از ہمگنان گام فرایش نہادند۔ تحقیقت این معجزہ نبی ما (صلی اللہ علیہ وسلم)
و دلیل روشن بر حقیقت اسلام است۔ و اگر باور ندارید مثل ایشان از اصحاب موسیٰ یا حواریان عیسیٰ یا
از پیروان انبیائے دیگر یک تن را بمن باز نمائید۔ خبر اوشان بشما رسیده و آنچه انبیائے
شان در بارہ شان فرمودہ از ان آگاہ استید و آن انبیاء دروغ و خلاف واقعہ بیان نہ فرمودہ اند
زیرا کہ اوشان باشارہ روح قدس زبان می جنبانیدند و چوں خشمگینان سخن نمی گفتند۔

وَمِنْ دَلَائِلِ نُبُوَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَاءَ فِي وَقْتِ الضَّرُورَةِ، وَمَا رَحَلَ مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا إِلَّا بَعْدَ تَكْمِيلِ أَمْرِ الْمَلَّةِ. وَأَمَّا مُعْجَزَاتُهُ الْآخَرَىٰ فَوَاللَّهِ إِنَّهَا لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصَىٰ، وَالْكَتَبُ مِنْ بَعْضِهَا مَمْلُوءَةٌ وَهِيَ مُتَظَاهِرَةٌ، وَإِنَّهَا فِي الْقَوْمِ مُشْهُورَةٌ مُتَوَاتِرَةٌ. ثُمَّ مُعْجَزَاتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا ظَهَرَتْ فِي أَوَّلِ الزَّمَانِ. كَذَلِكَ تَظْهَرُ فِي هَذَا الْآوَانِ، وَهَذَا أَمْرٌ ثَابِتٌ لَيْسَتْ فِيهَا ثَلَمَةٌ، وَلَا فِي صَحَّتِهَا مَنْقُصَةٌ. وَوَاللَّهِ إِنْ نُبُوَّتُهُ لَمَنْ أَجْلَى الْبَدِيهِيَّاتِ،

اور منجملہ دلائل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہ ہے کہ وہ عین ضرورت کے وقت میں آئے اور اس دنیا سے کوچ نہ کیا جب تک کہ دین کے امر کو کمال تک نہ پہنچا دیا۔ اور اگر دوسرے معجزات کا حال پوچھو تو بخدا کہ وہ اس قدر ہیں کہ ہم گن نہیں سکتے اور اسلامی کتابیں ان میں سے بہت سے معجزات سے بھری پڑی ہیں اور قوم میں مشہور اور متواتر ہیں۔ پھر یہ بھی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات جیسا کہ اوّل زمانہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ ایسا ہی وہ اس زمانہ میں بھی ظاہر ہو رہے ہیں اور یہ امر ایک ایسا ثابت ہے جس میں کوئی رخنہ نہیں اور نہ اس کی صحت میں کچھ نقص ہے اور بخدا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اجلیٰ بدیہیات ہے۔

وازدلائل نبوت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) آنکہ در وقت ضرورت تشریف آورد و از دنیا رحلت نکرد تا امر دین را بکمال مطلوب نرسانید۔ و معجزات دیگر کہ ازاں جناب نبوت انتساب بظہور آمدہ از حد شمار بیرون است۔ و بعضی از انها در کتب مذکور و در قوم مشہور است۔ بعلاوہ معجزات آنحضرت چنانکہ در زمانہ اول بظہور آمد۔ ہچنان در این زمانہ بظہور مے آید۔ و آنچه گفتم راست و شک را دران مدخل نہ۔ بخدا نبوت آنحضرت از روشن ترین بدیہیات است و در

ولا يفارقها في زمن أنوار الآيات
ولا يُنكرها إلا الذي رُبِّي في شر
جُحْرِ، ونشأ في أخبث نشاء. وإنه
جاء بدين لوزعنا عنه كل برهان،
ونرى نفس تعليمه بعين إيمان،
لنظرنا تلاً الحق في صورته
الساذجة المنيعة، من غير احتياج
إلى حُلِّ الحُجج والأدلة. والله ما
منع الناس أن يقبلوا الإسلام إلا داء
دخيل من الكبر والتعصب والأود
والفساد، وغلبة البخل والحقْد
وحب القوم والعناد. وما بعدهم

اور کسی زمانہ میں نشانوں کے نور اُس سے علیحدہ
نہیں ہوتے اور ان سے کوئی شخص انکار نہیں کر
سکتا بجز اُس شخص کے کہ جس نے بدی کی گود میں
پرورش پائی ہو اور نہایت خبیث کیفیت کے
نشوونما میں بڑھا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایسا دین لائے کہ اگر ہم تمام براہین اور دلائل
اس سے الگ کر دیں اور اُس کی نفسِ تعلیم کو غور کی
نظر سے دیکھیں تو اس کی سادہ اور روشن صورت
میں سچائی کو چمکتے ہوئے دیکھیں گے بجز اس
حاجت کے کہ دلائل اور براہین کا اس کو لباس
پہناویں اور بخدا لوگوں کو اسلام کے قبول
کرنے سے کسی چیز نے بجز اس کے منع نہیں
کیا کہ ان کے اندر ایک چھپی ہوئی بیماری تکبر
اور تعصب اور بغل اور قومی حب اور عناد کی تھی
اور ہے جس کو وہ چھپاتے ہیں اور خدا کی اُن

بیچ زمانے از نور نشانها خالی نمائندہ۔ وبراہیں امرانکار نتواند بیار و الا کسے کہ درکنار
بدی پروردہ و درنا پا کی شگرف بالیدگی یافتہ باشد۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)
دینے آورده کہ صرف نظر از ہمہ دلائل و براہین اگر نگاہی در نفس تعلیمش میکنیم در چہرہ
سادہ و روشنش راستی را در خشان می بینیم و بیچ حاجت نداریم روئے دلآرام وی را از
دلائل مشاطگی نمائیم۔ خدا آگاہ است کہ از قبول اسلام مردم را باز نداشته است
الا مرض تکبر و تعصب و عناد و حب قوم کہ در نہادشان جا گرفته کہ آن را پنهان می کنند۔

نعمتوں سے وہ محض اس لئے دور ڈالے گئے کہ وہ حد سے زیادہ گناہوں کے مرتکب ہو چکے تھے جنہوں نے اُن کے سینوں کو تنگ کر دیا اور ان کی قبروں کو اندھیرے سے بھر دیا سو وہ دیکھنے سے محروم رہ گئے۔ یہ تھوڑے سے دلائل اسلام کا ہم نے ذکر کیا ہے اور اب ہم اصل مقصود کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اے بھائیو! میں اپنا کچھ قصہ آپ کے پاس بیان کرتا ہوں اور وہ جو خدا تعالیٰ کے فضل میں سے میرے حصے میں لکھا گیا اور میری دعوت میں داخل کیا گیا کسی قدر اس کو لکھتا ہوں کیونکہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ وہ دعوت تم تک پہنچاؤں اور قرض کی طرح اُس کو ادا کروں۔ سو واضح ہو کہ میں خاندان عزت اور ریاست سے ایک آدمی ہوں۔

من نعمہ إلا فرطت ضیقت صدورهم، وملئت من الظلمات قبورهم، فما كانوا مبصرین. هذا ما أردنا شیئا من ذکر دلائل الإسلام، والآن نرجع إلى المرام فاسمعوا متوجہین.

ایہا الإخوان. أقص علیکم نبذا من قصتی، وما کتب من فضل اللہ فی حصتی، وأدخل فی دعوتی، فإنی أُمِرت أن أبلغها إلیکم یا معشر الطلبة، وأؤدیها کدین لازم لا یسقط بدون الأداء. فاعلموا أنی امرؤ من بیت العزّة والریاسة،

خدا از نعمت ہائے خودشان دور انداخت بہ سبب اینکہ در سیاہ کاری و ناہنجاری پا از پایان برون گذشتند از اینجا است کہ سینہ ہا شان تنگ و گور ہا پُر از دود و تاریکی گردید لا جرم از بینائی محروم ماندند۔ ایں بندے از دلائل اسلام است اکنون باصل مطلب مے گرانیم۔

برادران! اکنون مے خواہم پارہ از احوال خود شرح بدہم و شمعہ ازان را در معرض بیان بیاورم کہ از فضل خدا بر من ارزانی شدہ و در دعوت من داخل است۔ چہ من مامورم بایں کہ آں دعوت را در پیش شمارسانم و چون دام ادا سازم۔ پوشیدہ نماںد کہ من از دود مان عزت و امارت می باشم۔

و كانت آبائی من أولى الأمر
والسياسة، وأخبرث أنهم نزلوا
بهذه الديار ديار الهند من
سمرقند، وقلدهم ملك الوقت
الحكومة والإمرة وأعطى لهم
الفوج والفرند. فاتفق حين غلبت
الخالصة في هذه البلاد، وعتوا
عتواً شديداً وأفرطوا في الفساد،
أن غصبوا ملكنا وملكنا وصفدونا
كالعباد، وأخرجنا من دار رياستنا
بظلم منهم والعناد. وكانت تلك أيام
البرد، وأوان شدة الصرد، فخرج
آباؤنا ليلاً من البرد مقففين، ومن

اور میرے بزرگ امیر اور صاحب ملک تھے
اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ وہ سمرقند سے اس
ملک میں آئے تھے اور وقت کے بادشاہ نے
اُن کو حکومت اور امارت کی خدمت سپرد کی
تھی اور فوج اور تلوار ان کو دی گئی تھی۔ پس
جبکہ اس ملک پر سکھوں کا زور اور تسلط ہوا اور
فساد انگیزی میں انہوں نے حد سے تجاوز کیا
تو اُس وقت یہ اتفاق ہوا کہ سکھوں نے ہمارا
ملک اور تمام املاک چھین لیں اور ہمیں قید کر دیا۔
پھر ہم محض اُن کے ظلم کی وجہ سے اپنے
دارالریاست سے نکالے گئے اور وہ دن
سردی کے دن تھے اور سخت سردی پڑتی تھی۔ پس
ہمارے بزرگ رات کے وقت سردی سے کانپتے
ہوئے اپنے دارالریاست سے نکلے اور

و پدرانم دارائی ریاست و تمول بودند و از قرار آنچه بمن رسیدہ از سمرقند دریں بلاد آمدند۔ و
بادشاہ وقت زمام حکومت و امارت در دست شان سپرد۔ و با سپاہ و تیغ ممتاز شدند۔ خلاصہ
ہر گاہ گروہ سکھان بر ایں اطراف دست یافتند و در شر و شور و بدکاری و ناہنجاری سر بالا کشیدند
مُلک و ملک مارا ہم از زیر تصرف ماکشیدند۔ پدران مارا اسیر کردند و از بے داد
و جور انہارا از دار ریاست اخراج دادند۔ آں ایام ایام سرمائے سخت بود۔ بزرگان ما
از شدہ سردی چوں بید لرزاں و دندان برہم زنان از جائے مالوف بروں شدند و از

الھم کمحقوقین. وألقوا عصا
تسیارھم بدار ریاسۃ غمرتھم بنوال
من غیر سؤال، ورحمت إذا رأت
آثار خصاصة ولو بقصاصة. ثم إذا
جاء عهد الدولة البريطانية ومضى
وقت الغارات الشیطانية، فأمنّا بها
ونُجّینا من الفتن الخالصة. ویم
آباؤنا تربة وطنهم مع رفقة من
المہاجرین، شاكرین لله ربّ
العالمین، ورُدّ إلینا بعض أموالنا
وقُرّانا، والبخت الفارُّ أتنا. وحفّت

مارے غم کے ایسے تھے جیسا کہ کوئی گھٹنوں پر گر کر
جاتا ہے۔ تب انہوں نے ایک اور ریاست میں
ایک عارضی رہائش اختیار کی اور اس ریاست نے
کسی قدر نیک سلوک اُن کے ساتھ کیا اور بغیر کسی
سوال کے اُن کی ہمدردی کی اور اُن کی تنگدستی کے
کچھ نشان دیکھ کر اُن پر رحم کیا اگرچہ اُن کا سلوک
بہت کم اور ایک ناکافی سلوک تھا۔ پھر جب زمانہ
دولت برطانیہ کا آیا اور شیطانی غارتوں کا وقت
گذر گیا تو ہم اُس سلطنت کے ذریعہ سے امن
میں آگئے اور ہمارے بزرگوں نے پھر اپنے وطن کی
طرف مع رفیقان سفر کے مراجعت کی اور خدا تعالیٰ
کا شکر کرتے تھے اور بعض دیہات ہمارے اور
بعض مال ہمارے ہمیں واپس دیئے گئے اور ہمارا
بخت برگردیدہ پھر ہماری طرف آیا اور دو خوشیاں

﴿۱۰﴾

غم و اندوہ چوں شخصے بودند کہ نزدیک است بزانو بر زمین افتد۔ آخر برائے چندے در ریاستے دیگر
رخت اقامت بیانداختند۔ صاحب ریاست باوشاں بانیکی پیش آمد و بے مسئلت بر راہ ہمدردی رفتار
کرد و نشان تنگی و خواری بر پیشانی انہا خواندہ۔ بر حال زار شاں ترحم آورد اگرچہ ہم سلوک و رفتارش فرا
خور حال و شان شاں نبود۔ و باز چون عہد میمنت مہد سلطنت برطانیہ سایہ ہما پایہ گستر دوروزگار تاخت
و تاراج غولان نانبجار سپری شد ایں دولہ علیہ باعث بر امن و آرام شدہ پدران ما بر رفیقان عودت بہ
قرار گاہ خویش فرمودند و لب بہ سپاس ایزدی کشودند۔ بعضی از قریہ ہا و املاک بماباز پس گردید و

بنا فرحتان کزہر البساتین: فرحة
 الأمن وفرحة الحرّیّة فی الدین۔
 وما کان لی حظ من ریاسة آبائی
 العبقریین، فصرْتُ بعد موت أبی
 کالمحرورمین۔ وقد أتى علیّ حین
 من الدهر لم أکن شیئاً مذکوراً،
 وکنت أعیش خفیاً ومستوراً، لا
 یعرفنی أحد إلاّ قلیل من أهل القرية،
 أو نفر من القرى القريبة۔ فکنت إن
 قدمت من سفر فما سألنی أحد من
 أين أقبلت، وإن نزلت بمکان فما
 سأل سائل بأی مکان حللت۔
 وکنت أحب هذا الخمول وهذا
 الحال، وأجنب الشهرة والعزة

باغوں کے پھولوں کی طرح ہمارے وجود میں
 پھوٹ نکلیں۔ ایک امن کی خوشی اور دوسری دینی
 آزادی کی خوشی۔ اور مجھے اپنے معظم اور مکرم
 بزرگوں کی ریاست سے کچھ حصہ نہیں ملا اور میں
 اپنے باپ کی موت کے بعد محروم کی طرح ہو
 گیا اور میرے پر ایک ایسا زمانہ گذرا ہے کہ بجز
 چند گاؤں کے لوگوں کے اور کوئی مجھ کو نہیں جانتا
 تھا یا کچھ ارد گرد کے دیہات کے لوگ تھے کہ
 روشناس تھے اور میری یہ حالت تھی کہ اگر میں کبھی
 سفر سے اپنے گاؤں میں آتا تو کوئی مجھے نہ پوچھتا
 کہ تو کہاں سے آیا اور اگر میں کسی مکان
 میں اُترتا تو کوئی سوال نہ کرتا کہ تُو کہاں اُترا
 ہے اور میں اس گمنامی اور اس حال کو بہت
 اچھا جانتا تھا اور شہرت اور عزت اور اقبال سے

﴿۱۰﴾

آب رفتہ در جوئے ما باز آمد و تاشادی و خورمی چوں شگفتن غنچہ ہا از نہاد ماسر برزد۔ یکے خورمئی
 امن جان و دیگرے آزادی دین و ایمان۔ من از امارت بزرگان خود بہرہ نیافتم و بعد از مرگ پدر
 چوں محروم گردیدم۔ و روزگارے بر سر من گزشتہ کہ غیر از تنے چند از اہالی دہ یا متعددے از
 نواح مرانمی شناخت۔ و ہر گاہ چنانچہ از سفر باز آمدن اتفاق مے افتاد کسے از اہل دہ نمی پرسید از کجا
 می آئی۔ و اگر جائے فرومی کشیدم کسے لب نمی کشود کجا فرود آمدی۔ اما من ایں گمنامی و کس میرسی
 را از جان دوست داشتم و نہاد من بہ طورے افتادہ بود کہ پوشیدگی و بریدن از مردم را

والإقبال، و كانت جبلّتی خلقت
 علی حبّ الاستتار، و كنت مَؤرّاً
 عن الزوّار، حتی یئس أبی منی
 وحسبنی كالطارق الممتار. وقال
 رجل ضرّی بالخلوة و لیس مخالط
 الناس رحب الدار. فكان یلومنی
 علیه كمؤدّب مغضب مرهف
 الشفّار، و كان یوصینی لدنیای
 سِرّاً و جهراً و فی اللیل و النهار،
 و كان یجذبنی الی زخارفها و قلبی
 یُجذب الی اللّٰه القهار. و کذا لک
 تلقانی أخی و کان یضاهی أبی
 فی هذه الأطوار، فتوفّهما اللّٰه

پرہیز کرتا تھا اور میری طبیعت کچھ ایسی واقع تھی
 کہ میں پوشیدہ رہنے کو بہت چاہتا تھا اور میں
 ملنے والوں سے تنگ آ جاتا تھا اور کوفتہ خاطر ہوتا
 تھا یہاں تک کہ میرا باپ مجھ سے نو مید ہو گیا
 اور سمجھا کہ یہ ہم میں ایک شب باش مہمان کی
 طرح ہے جو صرف روٹی کھانے کا شریک ہوتا
 ہے اور گمان کیا کہ یہ شخص خلوت کا عادی ہے
 اور لوگوں سے وسیع گھر کے ساتھ میل جول
 رکھنے والا نہیں۔ سو وہ ہمیشہ مجھے اس عادت پر
 غضب سے اور تیز کاردوں سے ملامت کرتا
 اور مجھے دن رات اور ظاہر اور در پردہ دنیا کی
 ترقی کے لئے نصیحت کیا کرتا تھا اور دنیا کی
 آرائشوں کی طرف رغبت دیتا تھا اور میرا دل
 خدا کی طرف کھینچا جا رہا تھا۔ اور ایسا ہی میرا بھائی
 مجھے پیش آیا اور وہ ان باتوں میں میرے باپ
 سے مشابہ تھا۔ پس خدا نے ان دونوں کو

از بس خواہان بودم۔ و از بیندہ ہا خیلے ملالت می کشیدم تا آنکہ پدرم از من نو مید شد و مرا از طفیلیان
 مفت خوری پنداشت و دید کہ ایں کس خو گرفتہء تنہائی است و با مردم خانہ آمیز گاری ندارد۔ ناچار
 بر ایں وتیرہ مرا چوں آموزگار خشم ناک نکو ہش می فرمود و کار دزدان را بر من تیز مے کرد۔ و روز و شب و
 نہان و آشکار برائے حصول دنیا پند اندر زمی داد۔ و بسوئے آرائش و پیرائش دنیا مرا بزور مے کشید۔
 و لے دل من بہ کشش تمام میل بسوئے خدائے یگانہ مے آورد۔ و بچنین برادر بزرگ با من رفتار می
 نمود۔ داد در ایں شیوہ ہا بر پئے پدر قدم مے زد۔ آخر خدا ہر دو را در جوار رحمت خود جائے بداد

وفات دی اور زیادہ دیر تک زندہ نہ رکھا اور اُس نے مجھے کہا کہ ایسا ہی کرنا چاہیے تھا تا تجھ میں خصومت کرنے والے باقی نہ رہیں اور ان کا الحاح تجھ کو ضرر نہ کرے۔ پھر میرے رب نے مجھے عزت اور برگزیدگی کے گھر کی طرف کھینچا اور مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ مجھے مسیح موعود بنا دے گا اور اپنے عہد مجھ میں پورے کرے گا اور میں اس بات کو دوست رکھتا تھا کہ گناہی کے گوشہ میں چھوڑا جاؤں اور میری تمام لذت پوشیدہ اور گم رہنے میں تھی میں دنیا اور دین کی شہرت کو نہیں چاہتا تھا اور میں ہمیشہ اپنی کوشش کی اوٹنی اسی طرف چلاتا گیا کہ میں فانیوں کی طرح پوشیدہ رہوں پس خدا کے حکم نے میرے پر غلبہ کیا اور میرے مرتبہ کو بلند کیا اور مجھے دعوتِ مخلوق

ولم یترک کالمیخار. وقال کذا لک لئلا یبقی منازع فیک ولا یضرک إلحاح الأغیار. ثم اقتادنی إلی بیت العزّة والاختیار، وما کان لی علم بأنہ یجعلنی المسیح الموعود، ویتّم فی نفسی العہود، وکنت أحبّ أن أترک فی زاویة الخمول، وکانت لذّتی کلها فی الاختفاء والأفول، لا أبغی شهرة الدنیا والدین. ولم أزل أنصّ عنسی إلی مکاتمة کالفانین. فغلب علیّ أمر الله العلام، ورفع مکانتی وأمرنی أن

و تا دیر باز زندہ شان نگذاشت۔ و فرمود بچہنیں می باید تا با تو نزاع کنندہ نہ ماند و خصومت شان ترا آزارے نہ ساند۔ باز خدا مرا بسوئے خانہ عزت و برگزیدگی بکشید و من ہرگز گمان نداشتم کہ مرا مسیح موعود بگرداند و عہد خود را در نفس من بانجام برساند۔ و من گنج گناہی و تنہائی را بسیار دوست میداشتم۔ و ازیں تنہائی و پنهانی لذت می یافتم۔ شہرت دین و دنیا را ہرگز خواستاری نمیگردم و ہرچہ می توانستم خود را چون فانیان پوشیدہ از مردم می داشتم۔ پس امر خدا بر من غالب آمد و مرتبہ مرا بلند کرد و فرمود تا برائے دعوتِ خلق بر خیزم و

کے لئے حکم کیا اور جو چاہا کیا اور وہ احکم الحاکمین
ہے۔ ۷

ہمارا ایک دوست ہے اور ہم اُس کی محبت
سے پُر ہیں۔ اور مراتب اور منازل سے ہمیں
بے رغبتی اور نفرت ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا
اور اُس کے طالبوں کی زمین قحط زدہ ہو گئی یعنی
جلدی تباہ ہو جائے گی اور ہماری محبت کی زمین
کبھی قحط زدہ نہیں ہوگی۔ لوگ دنیا کی نعمت پر
جھکتے ہیں مگر ہم اُس منہ کی طرف جھک گئے ہیں
جو خوشی پہنچانے والا اور طرب انگیز ہے۔ ہم
اپنے پیارے کے دامن سے آویختہ ہیں ایسے کہ
جو صاف اور شفاف نہیں ہو سکتا وہ بھی ہمارے
لئے منور ہو گیا۔ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر
ہو گئے اور اُن کی عورتیں کتوں سے بڑھ گئی ہیں۔

اقوم لدعوة الأنام، وفعل ما شاء وهو
أحكم الحاكمين. والله يعلم ما في
قلبي ولا يعلم أحد من العالمين. ۷
حِبُّ لَنَا فَبِحَبِّهِ نَتَحَبَّبُ
وَعَنِ الْمَنَازِلِ وَالْمَرَاتِبِ نَرْغَبُ
إِنِّي أَرَى الدُّنْيَا وَبَلَدَةَ أَهْلِهَا
جَدَبَتْ وَأَرْضٌ وَدَادِنَا لَا تَجْدُبُ
يَتَمَايِلُونَ عَلَى النِّعَمِ وَإِنَّا
مِلْنَا إِلَى وَجْهِهِ يَسْرُ وَيُطْرِبُ
إِنَّا تَعَلَّقْنَا بِنُورِ حَبِيبِنَا
حَتَّى اسْتَنَارَ لَنَا الَّذِي لَا يَخْشَبُ
إِنَّ الْعَدَا صَارُوا خَنَازِيرَ الْفَلَا
وَنِسَاءَهُمْ مِنْ دُونِهِنَّ إِلَّا كَلْبُ

آنچه را خواست کرد کہ او احکم الحاکمین است۔ و خدای داند آنچه در دل من است و غیر او ازاں آگاہ نہ۔
ترجمہ اشعار۔ مارا محبوبے است کہ از حب او پر می باشیم۔ و از مراتب و مناصب بکلی فراغ داریم۔
می بینیم دنیا و زمین طالبانش را قحط بر آں چہرہ شدہ و لے زمین دوستی ما ہموارہ سرسبز خواہد بود۔
مردم بر نعمت ہائے دنیا سرفروا و آردہ اند و لیکن ما میل سوئے روئے آردہ ایم کہ شادی و خورمی بخشد۔
مادست بد امان دوست خود زدہ ایم از ہمیں سبب است کہ آنچه صاف بودش دشوار بود جہت ماصاف و روشن گردیدہ است۔
دشمنان ما خنزیر ہائے بیابان شدہ اند و زنان آنہا سگ مادہ ہارادر پس انداختہ اند

سَبُّوْا وَمَا أَدْرِى لَّائِي جَرِيْمَةٍ
 سَبُّوْا اَنْعَصٰى الْحَبِّ اَوْ نَتَجَنَّبُ
 اَفْسَمْتُ اِنِّى لَنْ اُفَارِقَهُ وَلَوْ
 مَزَقْتُ اَسْوَدَ جُشَّتٰى اَوْ اَذْءَبُ
 ذَهَبْتُ رِيَا سَاثُ الْاِنْسَانِ بِمَوْتِهِمْ
 وَلَنَا رِيَا سَةٌ خُلَّةٌ لَا تَذْهَبُ
 وَكَذٰلِكَ كُنْتُ قَدْ اِنْقَطَعْتُ مِنَ
 النَّاسِ، وَعَكَفْتُ عَلَى اللّٰهِ فَارْغًا مِنَ
 الصَّلٰحِ وَالْعِمَاسِ، وَكُنْتُ اَعْلَمُ وَاَنَا
 حَدَّثْتُ اَنْ اللّٰهَ مَا خَلَقْنٰى اِلَّا لِأَمْرِ
 عَظِيْمٍ، وَكَانَتْ قَرِيْحَتِىْ تَبْغِى
 الْاِرْتِقَاءَ وَقَرَبَ رَبِّ كَرِيْمٍ.
 وَكَانَ تَبَرُّ جَوْهَرِىْ يَبْرُقُ فِى عِرْقِ
 الشَّرِّى، مِنْ غَيْرِ اَنْ يَسْتَشَارَ

انہوں نے گالیاں دیں اور میں نہیں جانتا کیوں
 دیں کیا ہم اُس دوست کی مخالفت کریں یا اُس
 سے کنارہ کریں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں
 اس سے علیحدہ نہیں ہوں گا اگرچہ شیر یا بھیڑ یا
 مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ لوگوں کی ریاستیں ان
 کے مرنے کے ساتھ جاتی رہیں اور ہمارے لئے
 دوستی کی وہ ریاست ہے جو قابل زوال نہیں۔
 اور اسی طرح میں لوگوں سے منقطع ہو چکا
 تھا۔ اور دنیوی صلح اور جنگ سے فارغ ہو کر
 خدا تعالیٰ کی طرف جھک گیا تھا اور میں ابھی
 نوجوان تھا کہ اس بات کو جانتا تھا کہ خدا تعالیٰ
 نے مجھے ایک امر عظیم کیلئے پیدا کیا ہے اور میری
 طبیعت ترقی اور قرب رب العالمین کو چاہتی تھی۔
 اور میری طبیعت کا سونا خاک کی جڑ میں چمک
 رہا تھا بغیر اس کے کہ وہ کھود کر نکالا جائے

دشنام دادند حیرانم کہ جرم من چیست آیا خلاف آں دوست بکنیم یا ازوے رو بگردانیم۔

سو گند خوردہ ام نہ ہرگز ازوے جدا نخواہم شد اگرچہ شیر و گرگ مرا پارہ پارہ بکنند۔

ریاست مردم بعد از مرگ فنامی پذیرد و لے ریاست دوستی ما را ابد اُزوال نیست۔

بچپن میں از مردم بریدہ و از آشتی و استیز کنار جستہ ہمگی رو بخدا آوردہ بودم۔ و هنوز جوان بودم
 کہ مے فہمیدم خدا مرا برائے کارے بزرگ خلق فرمودہ است۔ نہاد من نزدیکی پروردگار جہان و
 ترقی را آرزو داشت و ز جو ہر من در تہ خاک مے درخشید بغیر آنکہ کندیدہ و بروں دادہ شود۔ و

اور ظاہر کیا جائے۔ اور میرا باپ میرے معاملہ میں ہمیشہ غمگین رہتا تھا اور میری آہستگی کی خصلت اور دنیا کے کاموں میں شوخ اور چالاک نہ ہونا اس کو فکر اور غم میں رکھتا اور وہ اس کوشش میں تھا کہ تاہم اقبال کے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائیں اور اپنے بزرگوں کی طرح دولت اور امیری کو پالیں۔ حاصل کلام یہ کہ میرے باپ کا ارادہ تھا کہ ہم دنیا کے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب پر پہنچ جاویں لیکن خدا نے میرے لئے ایک اور رتبہ کا ارادہ کر رکھا تھا۔ پس جو خدا نے چاہا وہی ہوا۔ اور اُس نے مجھے سخت سیاہ رات میں جس کے سیاہ اور لمبے بال تھے نور عطا فرمایا اور میرے دل کو امتوں اور قوموں کے روشن کرنے کیلئے روشن کیا اور میرے پر احسان کیا اور مجھے مسیح موعود بنایا

بالنبش وُبُیْدی، وکان أبی متلاحق
الأفکار فی امری، ودائم الفكر من
سیرة هونی وعدم شمري، وکان
یسعی لنرقی علی ذروة شاهق
الإقبال، ونصل الدولة کآباء نا
الأمرء والأجیال. فالحاصل أن قصد
أبی کان أن نصل فی الدنيا إلی
مراتب عظمی، وکان الله أراد لی مرتبة
أخری، فما ظهر إلا ما أراد ربی
الأعلى. فوهب لی نوراً فی لیلة داجية
الظلم، فاحمته اللمم، وأضاء قلبی
لإضاءة القوم والأمم. ومنَّ علیَّ
وجعلنی المسیح الموعود،

پدر من ہموارہ از بابت من اندوہگین می بود و خوار داشتن من دنیا را و چست نبودن من در کاراں
دائماً اوراد در اندیشہ داشت۔ و کوشش آں میکرد کہ ما بر قلّہ کوہ اقبال و جاہ بالا رویم۔ و بر روش
بزرگان و پدرانِ خویش دولت و مکت را در دست آریم۔ خلاصہ پدرم از بس میخواست کہ دریں
دنیا بر مرتبہ ہائے بزرگ برسیم و لیکن خدا برائے من مرتبہ دیگر ارادہ کردہ بود۔ بالآخر همان شد کہ
پروردگار من خواستہ بود۔ پس او مرا در شب تاریاہ کہ روش زغال و زانغ بود روشنی بخشید۔ و مرا
نوری در دست داد کہ قوم ہارا روشن سازم و از کمال منت بر حسب وعدہ قدیم مرا مسیح موعود مگر دانید

جیسا کہ قدیم سے اُس کا وعدہ تھا۔ پھر طرح طرح کی مددوں کے ساتھ میری تائید کی اور اپنے نشان دکھلائے اور میرے لئے آسمان پر کسوف خسوف ظاہر کیا تاکہ دعوے کی راہ چمکے اور کہانیوں کی راہوں کی طرح نہ ہو۔ اور جب میں نے اپنے مسیح موعود ہونے کی لوگوں کو خبر کی تو یہ بات اس ملک کے لوگوں پر بہت شاق گذری اور مجھے انہوں نے کافر ٹھہرایا اور میری تکذیب کی اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کرتے اگر حکام کا خوف نہ ہوتا اور وہ یہ حجت پیش کرتے تھے کہ مسیح آسمان سے اترے گا جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے اور اس پر اکابر فضلاء کا اتفاق ہے اور وہ اسی پر اصرار کرتے تھے اور ہم نے اُن کو سُنایا مگر انہوں نے نہ سنا اور ہم نے سمجھایا مگر انہوں نے نہ سمجھا

کَمَا قَدَّمْ فِي هَذَا الْأَمْرِ الْعَهْدُ . ثُمَّ أَيْدِنِي بِتَأْيِيدَاتٍ ، وَأُظْهِرْ صِدْقِي بِآيَاتٍ ، وَجْعَلْ مِنْ شُهَدَاءِ أَمْرِي كَسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ، لِيَبْرُقَ مُحْجَةُ الدَّعْوَى وَلَا يَكُونَ كَأَرَا جِيفِ السَّمَرِ . وَلَمَّا أَخْبَرْتُ عَمَّا أُمِرْتُ صَعَّبَ ذَلِكَ عَلَى الْعُلَمَاءِ ، وَكَفَرُوا وَكَذَّبُوا وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي لَوْلَا خَوْفُ الْحُكَّامِ وَمَخَافَةُ سُوءِ الْجَزَاءِ . وَكَانُوا يَحْتَجُّونَ بِأَنَّ الْمَسِيحَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ ، كَمَا جَاءَ فِي الْكُتُبِ وَاتَّفَقَ عَلَيْهِ الْأَكْبَارُ مِنَ الْفُضَلَاءِ ، وَكَانُوا عَلَيْهِ مُصَرِّينَ . وَأَسْمَعْنَاهُمْ فَمَا سَمِعُوا ، وَفَهَّمْنَاهُمْ فَمَا فَهَمُوا ،

باز بگو ناگوں تائید ہا دست مرا بگرفت و نشانہا از برائے راستی من پدیدار کرد۔ و آفتاب و ماہتاب را برائے من بالائے آسمان لباس سیاہ در برد تا طریق دعوی من آشکار و روشن گردد و آں دعوی مجرد افسانہ وارے نباشد۔ و ہر گاہ ما موریت خود را بر مردم عرض دادم بر مولویان این دیار خیلے گران آمد۔ کمر تکفیر و تکذیب من چست بستند و نزدیک بود بر من میریختند اگر ہر اس حاکمان وقت و بیم پاداش نبود۔ و مایہ حجت انہا غیر آں نہ کہ مسیح باید کہ از آسمان فرو آید بموجب آنچه در کتب مذکور و در میانہ فضلاء مشہور است۔ و بر ایں عقیدہ اصرار ورزیدند۔ ہر چہ ممکن بود شنوائیدیم و لے نشنیدند و فہمائیدیم و لے نہ فہمیدند۔

<p>فأردنا أن نبّـلّـغ هذه الدعوة إلى أقوام آخرين، ونجعلهم شهداء على قوم أولین، ونتم الحجة مرة ثانية على المنكرين. واللّـه هو المستعان وهو نعم المولى ونعم المعین.</p>	<p>پس ہم نے ارادہ کیا کہ اس دعوت کو دوسری قوموں تک پہنچاویں اور اُن کو پہلوں پر گواہ بناویں اور منکروں پر دوبارہ حجت قائم کر دیں اور خدا سے ہم مدد چاہتے ہیں اور وہی بہتر آقا اور وہی بہتر مددگار ہے۔</p>
---	---

لہذا خواستیم این مائدہ الہی را در پیش قوم دیگر بگستریم و آں پسینیان را بر پیشینیان گواہ بسازیم و یک بار دیگر بر منکران اتمام حجت بکنیم۔ و در ہر کاریاری از خدا میخواستیم کہ او یا ر خوبے و یا وری شکر فے است۔

﴿۱۱﴾

يَا أَرْضُ اسْمَعِي مَا أَقُولُ
وَيَا سَمَاءَ اشْهَدِي

﴿۱۱﴾

اے زمین سن جو میں کہتا ہوں
اور اے آسمان گواہ رہ

هذا مكتوب إلى خواص
الناس ونخب الأقسام، من عبد الله
أحمد ☆ الذي نُصِّلَ له أسهم
الملام، وأرجو أن لا يُعَجَّلَ بدم،
ولا يُنَبَذَ عودي قبل عجم، بل
يُسمع قولي بالوقار والتؤدة، ثم
يُتبع ما يُلقى الله في الأفئدة.
وَأَدْعُو الله أن يُلهم القلوب ما هو
أصوب وأولى، وهو نعم الهادي
ونعم المولي.

یہ ایک خط ہے جو خواص لوگوں اور قوموں
کے برگزیدوں کی طرف لکھا گیا ہے اور یہ خدا
کے بندے احمد کی طرف سے ہے جس کے لئے
ملاست کے تیروں پر پیکان رکھے گئے۔ اور میں
امید رکھتا ہوں کہ بُرا کہنے کے لئے جلدی نہ کی
جائے۔ اور میری لکڑی آزمانے سے پہلے پھینک
نہ دی جائے بلکہ میری بات کو آہستگی سے سنا جائے
پھر اس بات کی پیروی کی جائے کہ جو خدا تعالیٰ
دلوں میں ڈالے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ
وہ امر دلوں میں ڈالے جو نہایت سیدھا اور بہتر
ہے اور وہی اچھا ہادی اور اچھا آقا ہے۔

﴿۱۱﴾

زمین بشنو آنچه می گویم
و آسمان گواہ باش

این نامدایت کہ بسوی مردم چیدہ و کلانان ملتہا نوشتہ شدہ از قبل بندہ خدا احمد آنکد از برائے او بر
تیر با پیکان کوش در پیوستہ اند۔ امید دارم کہ در کویہدن شتاب کاری روانداشتہ و پیش از آزمودن سرگی و ناسرگی
نقد مرا از دست انداختہ نشود۔ بلکہ مناسب است گفتار مرا با آہستگی و آرامی گوش کردہ باز پیروی آنچه خدا در دل
بریز و نمودہ شود۔ از خدا میخواہم دلہار را ہمنوئی بفرماید بآنچہ راست و بہتر است۔

☆ انا أشھیر باسم میرزا غلام احمد بن میرزا غلام مرتضی القادیانی و القادیان قریۃ مشہورۃ من ملک
الہند من فنجاب قریب من لاہور فی ضلع گورداسپور و ہذہ علامۃ تکفی لمن اراد ان یکتب الی مکتوباً. منہ

ایہا الإخوان . انی اُلمہمت من
 حضرة العزة، وأعطيت علماً من
 علوم الولاية، ثم بُعثت على رأس
 المائة، لأجدد دين هذه الأمة،
 ولأقضي كحکم فیما اختلف فيه من
 العقائد المتفرقة، ولأکسر الصليب
 بآيات السماء، وأبدل الأرض بقوة
 حضرة الكبرياء. واللّٰهُ سَمَّانِي
 المسيح الموعود والمهدي الموعود
 بالهام صريح، ووحی بین صحیح،
 وما كنت من المخادعين. وما كنت
 أن افوه بزور، وأدلی بغرور،
 وتعلمون عواقب الكاذبين، بل هو
 كلام من رب العالمين.

اے بھائیو ! میں اللہ جلّ شانہ سے الہام
 دیا گیا ہوں اور علوم ولایت میں سے مجھے علم
 عطا ہوا ہے پھر میں صدی کے سر پر مبعوث
 کیا گیا تا اس امت کے دین کی تجدید کروں
 اور ایک حکم بن کر ان کے اختلافات کو درمیان
 سے اٹھاؤں اور صلیب کو آسمانی نشانوں کے
 ساتھ توڑوں اور قوت الہی سے زمین میں
 تبدیلی پیدا کروں اور اللہ تعالیٰ نے الہام
 صریح اور وحی صحیح سے مجھے مسیح موعود اور مهدی
 موعود کے نام سے پکارا اور میں فریبوں میں
 سے نہیں اور نہ میں ایسا ہوں کہ میری زبان پر
 جھوٹ جاری ہوتا اور میں لوگوں کو بدی میں
 ڈالتا اور جھوٹوں کے انجام کو آپ لوگ جانتے
 ہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے۔

برادران من! از حضرت عزت ملہم استم و مرا از علوم ولایت بہرہ وافی بخشیدہ بر سر صد
 براہیختہ اند کہ دین این ملت را تجدید کنم و بطور حکم نصف کیش ہمہ اختلافات را از میانہ
 بردارم۔ و بانثا نہائے آسمانی صلیب را بشکنم و بہ قوۃ الہیہ زمین را بر گردانم۔ و خدا مرا بنام
 مسیح موعود یاد فرمود دست بالہام صریح و وحی صحیح و من از فریب دہندگان نبودہ ام و ہرگز
 دروغ بر زبان من نرفتم۔ و چنان نیم کہ مردم را براہ کج رہنمونی بکنم و شمانجام دروغ زنان
 را نیکومی دانید۔ بل این الہام از طرف پروردگار جہان است۔ و مع این ہمہ

اور باوجود اس کے میں نے اپنے نفس پر یہ تنگی کر رکھی تھی کہ میں کسی الہام کی پیروی نہ کروں مگر بعد اس کے کہ بار بار خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا اعلام ہوا اور قرآن اور حدیث سے بکلی موافق ہو اور پوری پوری مطابقت ہو۔ پھر اس کا روائی کیلئے ایک یہ شرط بھی میری طرف سے تھی کہ میں الہام کے بارے میں اس کے کناروں تک نظر ڈالوں اور بغیر مشاہدہ خوارق کے قبول نہ کروں۔ پس بخدا کہ میں نے اپنے الہام میں ان تمام شرطوں کو پایا اور میں نے اس کو سچائی کا باغ دیکھا نہ اس خشک گھاس کی طرح جس میں سانپ ہو۔ پھر یہ الہام اس وقت مجھے ملا جبکہ میرے جگر کے ٹکڑے خدا تعالیٰ کے شوق میں اڑے اور عشاق الہی کی موت میرے پر آئی اور کئی قسم کے جلانے سے میں جلایا گیا اور کئی قسم کے خوفوں سے میں کوٹا گیا

ومع ذالک کنث حرجت علی نفسی أن لا أتبع إلهاماً أو كرر من اللہ إعلاماً ویوافق القرآن والحديث مرأماً، وينطبق انطباقاً تاماً. ثم كان شرط منی لهذا الإيعاز أن لا أقبله من غير أن أنظر إلى الاحياز، ومن غير أن أشاهد بدائع الإعجاز. فوالله رأيت في إلهامی جميع هذه الأشراف، ووجدته حديقه الحق لا كالحماط. ثم كان هذا بعد ما استطارت صدوع كبدی من الحنين إلى ربی وصمدی، ومثت ميتة العشاق، وأحرقت بأنواع الإحراق، وصدمت بالأهوال،

نفس خود را تنگ گرفته و پابند آن بودم کہ در پے پیچ الہامے نزوم تا آنکہ مکرراً از جانب خدا عزّاسمہ آگاہی دادہ شوم و باوجود آن با قرآن و حدیث موافقت کلی و مطابقت تامہ داشتہ باشد۔ و بعلاوہ بر خود لازم کردہ بودم کہ نگاہے دقیقہ در ہمہ اطراف الہام بیندازم و ز نہار آنرا قبول کنم تا آنکہ خوارق عجیبہ و اعجاز کامل ہمراہ آن نیایم۔ اکنون سو گند بخدائے بزرگ یاد مے کنم مے گویم کہ این شرائط را بتما مہادر الہام خود موجود می بینم و آنرا با غے سرسبز و آراستہ می بینم نہ چون آں گیاہے کہ مارد زیر آن پناہاں باشد۔ قطع نظر ازین ہمہ این الہام وقتے نصیب من شد کہ از شوق الہی جگر من پارہ پارہ شد و موت عشاق بر من وارد آمد و از گوناگون آتشہا بسو ختم۔ و از اقسام خوفنا کوفتہ گردیدم و

وَصُرْمِ قَلْبِي مِنَ الْأَهْلِ وَالْعِيَالِ،
 حتی تَمَّ فَعَلَ اللَّهُ وَشَرَحَ صَدْرِي،
 وَأَوْدَعَ أَنْوَارَ بَدْرِي. فَفَزَتْ مِنْهُ
 بِسْهَمِينَ: نُورُ الْإِلْهَامِ وَنُورُ الْعَيْنِينَ.
 وَهَذَا فَضْلُ اللَّهِ لَا رَادَّ لِفَضْلِهِ، وَإِنَّهُ
 ذُو فَضْلٍ مُسْتَبِينٍ.

وقد ذكرت أن إلهاماتي مملوءة
 من أنباء الغيب، والغيب البحت
 قد خُصَّ بذات الله من غير الشك
 والريب، ولا يمكن أن يُظهر الله على
 غيبه رجلاً فاسد الروية، وخاطب
 الدنيا الدنية. يُحِبُّ اللَّهُ
 امرءاً بسط مكيدةً شباك الرداء، و

از ہمہ عیال و اموال بیکبار ببردیم تا آنکہ فعل خدا از قوت بفعل آمد و سینہ مرا
 کشادی و بدرمرا نور کامل درکار کردند۔ پس دوبہرہ از اں بدست آوردم نور الہام و نور عقل^۲۔
 و این ہمہ از فضل خداست و کس را یارائے آن نہ کہ فضل وے را منع بکند۔

والہامات من ہمہ پُر از اخبار غیب مے باشد۔ و غیب بحت البتہ خاصہ خدا
 است و نمی شود خدا بر غیب غلبہ تامہ شخصے را کہ دارندہ خیالات بد و خواہندہ دنیا
 باشد۔ آیا ممکن است خدا شخصے را دوست گیرد کہ دام ہلاک مردم از راہ مکر و زور گستردہ

أَصْلَ النَّاسِ وَمَا هَدَىٰ، وَأَضْرَّ الْمَلَّةَ
كَالْعَدَاءِ، وَمَا جَلَّىٰ مَطْلَعَهَا بِنُورِ
صَدَقِهِ وَمَا رَاحَ بِهِمَّهَا وَمَا غَدَا، بَلْ
زَادَ بِكَذِبِهِ صِدَاءَ الْأَذْهَانِ، وَنَشَرَ
بِمُفْتَرِيَاتِهِ هَبَاءَ الْاِفْتِنَانِ؟ كَلَّا بَلْ إِنَّهُ
يَخْزِي الْمُفْتَرِينَ، وَيَقْطَعُ دَابِرَ
الدَّجَالِينَ، وَيُلْحِقُهُم بِالْمَلْعُونِينَ
السَّابِقِينَ.

ثُمَّ اَعْلَمُوا اَنِي قَدْ كُنْتُ اَلْهَمْتُ
مِنْ اَمَدٍ طَوِيلٍ، وَعُلِّمْتُ مَا عَلِمْتُ مِنْ
رَبِّ جَلِيلٍ، وَلَكِنِّي اسْتَتَرْتُ عَنِ الْخَلْقِ
حِينَئِذَا لَا يَعْرِفُونَ لِي عَرِيْنًا، وَمَا اخْتَرْتُ
مِنْهُمْ نَجِيًّا وَقَرِيْنًا. فَلَمَّا اُمِرْتُ
لِلْاِظْهَارِ، وَقُطِعَتْ سُلْسَلَةٌ

اور لوگوں کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ کی اور دین اسلام
کو دشمنوں کی طرح ضرر پہنچایا اور نورِ صدق سے
اس کے مطیع کو روشن نہ کیا اور اُس کی غم خواری میں
نہ کبھی صبح کی اور نہ شام اور اس کی اصلاح کیلئے
کچھ تگ و دو نہ کی۔ بلکہ اپنے جھوٹ کے ساتھ
ذہنوں کا زنگ بڑھایا اور اپنے افترا کی باتوں کے
ساتھ امت میں فتنہ کی گرد و غبار پیدا کر دی۔ نہیں
ایسا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ مفتریوں کو رسوا
کرتا اور اُن کی جڑ کاٹ کر ان کے ساتھ ان کو ملا
دیتا ہے جو اُن سے پہلے لعنت کئے گئے ہیں۔

اور پھر یہ بات یاد رکھو کہ ایک مدت
سے مجھے الہام ہو رہا تھا جس کو میں نے لوگوں
سے ایک عرصہ تک چھپایا اور اپنے تئیں ظاہر
نہ کیا۔ پھر میں ظاہر کرنے کیلئے مامور ہوا
تب میں نے حکم کی تعمیل کی اور تمہیں

و مردم را در مفاک گم رہی سرنگون انداخته و چون دشمنان در پیے آزار اسلام برآمده۔ و از
صدق مطلع اش را روشن نساخته و با مداد و شامگاہان ہرگز از بہر بہبود آں کوششے نکرده و از پیے
اصلاح مردم اند کے تگ و دو ہم روانداشته۔ بل مزیدے بر آں از دروغ و جعل خویش زنگ
بر ذہنہا افزوده۔ و از افترائی خود در میانہ امت گرد و غبار فتنہ برا بیخته۔ نی نی بلکہ خدا مفتری
را رسوا کند و جان را بر کندہ انہا را با ملعونان پیشین پیوندی بخشد۔

پوشیدہ نمائد کہ دیر باز است این الہام بمن شد و لے از مردم پوشیدہ داشتم۔ باز چوں مامور بہ اظہار شدم

الاعتذار، فلبیت الصائت كطائعين. وقد بلغكم الأحادیث من المحدثین، وسمعتم أن المسیح الموعود والمهدی الموعود یدرج عند غلبة الصلیب، ویتلافی ما سلف من الإضلال والتخرب، ویهدی قومًا مهتدین. و الذین منعتهم الحمیة والنفس الأبیة من القبول، فیصیرون بحربة الإفحام كالمقتول. وأما نزوله إلی الأعداء فأشیر فیہ إلی أنه رجل من الفقراء، لا یکون له دروع وأسلحة، ولا عساكر و مملكة، ولا تنبری له ملحمة، بل تكون له سلطنة فی السماء، وحربة من الدعاء. فقد رأیتم بأعینکم أن دین الصلیب قد علا.

﴿۱۲﴾

حدیثیں پہنچ چکی ہیں اور تم سن چکے ہو کہ مسیح موعود اور مہدی موعود صلیب کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا اور صلیبی خرابیوں اور گمراہیوں کی تلافی کرے گا اور مستعد لوگوں کو ہدایت دے گا اور جن کو ان کے نفسانی ننگ اور سرکشی قبول کرنے سے روکے گی وہ اتمام حجت کے حربہ سے مقتول کی طرح ہو جائیں گے۔ اور مسیح میں نزول کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا تاکہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ مسیح زرہ اور ہتھیاروں کے ساتھ ظاہر نہیں ہوگا اور کوئی لڑائی اس کو پیش نہیں آئے گی بلکہ اس کی بادشاہت آسمان میں ہوگی اور اُس کا حربہ اس کی دعا ہوگی۔ سو آپ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ دین صلیبی اونچا ہو گیا

﴿۱۲﴾

وچارۂ از قبول آواز حق ندا شتم لذا بر خلق عرضه دادم و بر شما آشکارا است چنانچہ مدعائے آثار و اخبار است کہ مسیح موعود در وقت غلبہ صلیب بروز کند و جبر کسرفتنہ ہا و کجراہی ہائے صلیب کا راو باشد و دلہائی مستعد را ہدایت بخشد و انہائے کہ ننگ و عار شاں از قبول دعوتش باز دادہ البتہ با حربہ اتمام حجت کشتہ وارے شوند۔ لفظ نزول برائے او اشارت بدان است کہ او شخصے فقیر و ناتوان و سلاح و زرہ و سلطنت و سپاہ و حشمت اور انباشد۔ و رزم و پیکار اور در پیش نیاید۔ بل بادشاہی او در آسمان و سلاح و زرہ او دعائی او باشد۔ اکنون شما یکشتم سردیدید کہ دیانہ صلیبی بلند شدہ

﴿۱۲﴾

وكل أحد من القسوس طعن في ديننا
وما أَلَا، وسبَّ نبينا وشم وقذف
وقلا، وتجدونهم في عقيدتهم
متصلبين، ومن التعصب متلهين،
وعلى جهلاتهم متفقين، وقد صنفوا
في أقرب مدّة كتباً زهاء مائة ألف
نسخة، وما تجدون فيها إلّا توهين
الإسلام وبهتاناً وتهمة. ومُلئت كلها
من عذرة لا نستطيع أن ننظر إليها نظرة.
وترون أن أكثرهم أناس مكائدهم
كالهوجاء الشديدة جارية، وقلوبهم
من كسوة الحياء عارية. وتشاهدون
أنهم على رؤوس العامة كداعى

اور پادریوں نے ہمارے دین کی نسبت کوئی دقیقہ طعن
کا اٹھا نہیں رکھا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو گالیاں دیں اور بہتان لگائے اور دشمنی کی
اور تم دیکھتے ہو کہ وہ اپنے عقیدے میں کیسے
سخت ہو گئے ہیں اور کیسے تعصب سے فروختہ
ہیں اور اپنی باطل باتوں پر کیسے اتفاق کئے
بیٹھے ہیں اور تھوڑی مدت سے ایک لاکھ کتاب
انہوں نے ایسی تالیف کی ہے جس میں ہمارے
دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
بجز گالیوں اور بہتان اور تہمت کے اور کچھ
نہیں اور ایسی پلیدی سے وہ تمام کتابیں
پُر ہیں کہ ہم ایک نظر بھی ان کو دیکھ نہیں سکتے
اور تم دیکھتے ہو کہ اُن کے فریب ایک سخت
آندھی کی طرح چل رہے ہیں اور ان کے دل
حیا سے خالی ہیں اور تم مشاہدہ کرتے ہو کہ
ان کا وجود تمام مسلمانوں پر ایک موت

و کشیشان زبان ملام و کلویش بردین مادر از کردہ ہیچ دقیقہ از دقائق دشنام و بدگوئی نسبت بہ
سید المعصومین خیر المرسلین فخر الاولاد آدم ہادی ام سید و مولائی محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) فروغداشتہ
اند۔ و پوشیدہ نیست کہ در این عقیدہ چقدر تصلّب پیدا کردہ و از آتش عصیت سراپا فروختہ و بر این دروغ
بے فروغ چسپاں سرفرو د آورده اند۔ و قریب بہ یک لک کتاب نوشتہ اند کہ ہمہ اش پُر از ہتک عرض
اسلام و دشنام حضرت خیر الانام می باشد۔ و آن کتاب ہا بطوری نجاست و بوئے بد در اندرون داشتہ
است کہ خیلے دشوار است مسلمے غیور نگاہے در آن تواند بکند۔ و شامی بید فریب و دعائی اُنہا ماند گرد باد
تند و زان دلہائے آنہا پُر از وقاحت و تہی از حیا و ایمان است۔ و وجود منحوس اُنہا برائے عامہ مسلمین

کھڑی ہے اور کمینہ طبع آدمی خس و خاشاک کی طرح ان کی طرف کھینچے جا رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سلطنت برطانیہ کی طرف سے ان کو مدد ملتی ہے یا یہ سلطنت مال کے ساتھ ان کی غم خواری کرتی ہے بلکہ دولت برطانیہ نے اپنی تمام رعیت کو آزادی میں برابر رکھا ہے اور کوئی دقیقہ انصاف کا اٹھا نہیں رکھا اور ہر ایک فرقہ امور مذہب میں اپنی انتہائی مراد کو پہنچ گیا ہے اور سکھوں کے ایام کی طرح کوئی تنگی نہیں اور ہم اس وقت سے کہ اس کا دامن پکڑا آرام میں ہیں اور اس کے لئے اور اس کے ارکان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ مگر پادری لوگ اس دولت سے کوئی خاص امداد نہیں پاتے اور ان کی مالی جمعیت کا سبب یہ ہے کہ قوم کے چندہ میں سے بہت سا روپیہ ان کے پاس جمع ہے اور ہر ایک وعدہ ایفا ہو کر نقدی ان کے پاس اکٹھی ہوتی

الثبور والویل، وتُدفع إليهم زُمع الناس كغشاء السيل. وما أقول أنهم يُنصرون من السلطنة أو يُواسون من أبادى الدولة، بل الدولة البريطانية سوت رعاياها فى الحرّية، وما غادرت دقيقة من دقائق النصفة. وكل فرقة نالت غاية رجائها فى أمور الملة، وما ضيق على أحد كأيام الخالصة. واسترحنا منذ علقنا بأهدابها، فندعو لها ولأركانها ولأربابها. وأما القسوس فلا يأتيهم من هذه الدولة شىء يُعتدّ به من مال الإمدادات، بل اجتمع شملهم بما أنهم قبضوا من قومهم كثيرا من الصّلاة ونصّوا الإحالات، وما برحوا

و بانی جان ستان است و سفیہان پست نثر ادچوں خس و خاشاک بسوئے اُنہا کشان میروند۔ نمی گویم سلطنت برطانیہ پشت و پناہ انہا بودہ یا از عطائے مال و نوال چارہ کار انہا راری نماید۔ حاشا و کلاً بل دولہ برطانیہ جمیع رعایا را از جہت حریت و آزادی بادیۃ مساوات می بیند و در این باب کمال نصفت و دادگری را مرعی داشته است چنانچہ ہمہ ملل در زیر ظلِ رافت وے بر منہجائے آرزوئے خویش رسیدہ اند و چون عہدِ نخست مہدِ خالصہ سکھ پیچ نفسِ عرضہ بلاء مزاحمت نیست۔ و از وقتے کہ دست بدامنش زدہ ایم براحت بسر می بریم و جہت وے وارکان وے دعای کنیم۔ اما کشیشان مخصوصاً اعانہ از دولہ برطانیہ بایشان نرسد۔ و سبب فراہم آمدن این مبالغہ گزاف آنکہ جمیع ملت تو زیعات بدیشان میدہند و ہر کسے ہر چہ وعدہ بانہا کند ایقائی آنرا بر خود لازم داند۔

جاتی ہے اور لوگوں کی امداد سے ہمیشہ بے شمار روپیہ ان کے پاس آتا رہتا ہے۔ پس ہر ایک شخص جو ان کے دین میں داخل ہوتا ہے اس کے لئے وظیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور اس کا تفرقہ اور پراگندگی دور کی جاتی ہے اور پادریوں کے مال نے ان کی بات کو قوی کر دیا ہے اور ان کی حیلہ سازی اس سے بڑھ گئی ہے۔ شکار کرنے اور قید کرنے کے تمام ہتھیار ان کو مل گئے ہیں اور چھوٹی بڑی فلاخیں تمام استعمال میں لا رہے ہیں اور ہر ایک شہر کی طرف ایک جماعت نو عیسائیوں کی بھیجی گئی ہے اور انہوں نے ہر ایک شہر میں اپنے گرجے بنائے اور مقیموں کی طرح وہاں رہنے لگے اور سیلاب کی طرح مسلمانوں کے کوچوں میں بہنے لگے اور طرح طرح کے افتراؤں سے اس شہر کے باشندوں کو دھوکے دینے لگے۔ پھر اپنی عورتیں

یجمعون القناطیر المقنطرة من عین الإعانات، وأموال الصدقات من السقود والغلات. فکل من دخل دینهم رتبوا له وظائف وصلاً، وزودوه بتاتا وجمعوا له شتاتاً. وكذلك قوی أمر قسيسین مألهم، وزاد منه احتیالهم. استحضرُوا كل آلات الاصطیاد والأسار، واستعملوا من المجانيق الصغار والكبار. وأُنهض إلى كل بلدة جماعة من المتنصرين، فعمروا بیعا وسكنوا فیها كالقاطنین، وجروا كالسیول فی سلك المسلمين. وجعلوا یخادعون أهلها بأنواع الافتراء، ثم بإرسال النساء إلى

لا جرم ہر سال مبلغے گران و بیشمار درد دست انہا جمع می شود و لہذا ہر کہ از اغیار دیا نہ عیسویہ را پزیرد مدد معاش بجهت او معین دارند و از مذلت افلاس و ننگ فقر و فاقہ اش بیرون آرند، ایس مال و نوال بازار کشیشان را روانے بخشیدہ حیلہ گری انہا را بالاکشیدہ ہر گونه آلات تخیر افگنی و صید اندازی درد دست انہا آمدہ۔ و ہر نوع فلاخن ہائے کوچک و بزرگ در کار آورده اند۔ در ہر بلدہ پارہ از منتصران را فرستادہ و کنشتی بر پا کردہ و انہا را در قرب و جوار مسلمین سکنی دادہ۔ و سیل فتنہ ہا و اغوا در کوچہ ہائی اہلای اسلام روان ساختہ اند۔ ہر قدر از افترا و دروغ ممکن باشد مردم سادہ را از جابر کنند و از راہ بر بند و مزیدے بران زنان خود را در خانہ ہائے شرفامے فرستند۔ خلاصہ این دجالان ہر چہ

اسی غرض کے لئے شریفوں کے گھروں میں بھیجیں۔ پس حاصل کلام یہ کہ انہوں نے ہر ایک طور سے مکر کا بیج بویا اور ٹڈی کی طرح ان اطراف میں منتشر ہو گئے اور ہر ایک کو جو ہدایت کے نشانوں کو زندہ کرتا تھا دشمن پکڑا اور ہمارے ملک کو بلا اور موت کی جگہ بنا دیا اور ان کے مذہب باطل نے ہمارے ملک کی نیکیوں کو دور کر دیا اور کوئی گھرا یا نہ رہا جس میں یہ مذہب باطل داخل نہ ہو اور اس ملک کے باشندے جو اکثر عوام میں ہیں مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور نہ گریز کے لئے کوئی حیلہ ملا پس اسلام پر وہ مصیبتیں پڑیں جن کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں ہے۔ پس وہ اس شہر کی طرح ہو گیا جو مسمار ہو جائے اور اس جنگل کی طرح جو وحشیوں سے بھر جائے اور اب ہمارا ملک وہ ملک ہے جس کے باشندے جڑ سے اکھاڑے گئے

بیوت الشرفاء۔ فالغرض أنهم زرعوا المكائد من جميع الأنحاء، وانتشروا كالجراد في هذه الأكناف والأرجاء، وقلوا كل من أحيأ معالم الهدى، وجعلوا بلادنا دار البلاء والردى. ومثلتهم الباطلة أحرقت مجالس ديارنا وأكلتها، وما بقي دار إلا دخلتها، ولم يجد أهلها العوام للدفاع استطاعة، ولا للفرار حيلة، فصبت مصائب على الإسلام ما مضى مثلها في سابق الأيام. فنراه كبلة خاوية على العروش، وفلاة مملوءة من الوحوش، وإن بلادنا الآن بلاد انزعج أهلها، و

از دہائے مکیدت و خدیعت درخمن دارند انپاشته اند وچوں موردلخ در ہر چہار سوئے بلاد ما پراگندہ شدہ اند۔ وخیلے دشمن دارند شخصے را کہ دین حق را زندہ کند۔ و شہر ہائے مارا ماوائی بلا و آفات ساختہ اند۔ دیانہ باطلہ انہا بنیاد ہر گونہ نیکی را از پا در آورده و خانہ عنماندہ کہ این زور پر شرور در آں داخل نشدہ۔ ابائی ایں بلاد کہ از عامہ ناس می باشند در خود ہا تاب و توان مقاومہ با انہا ندیدند و نہ راہ گزیر و خلاص فہمیدند۔ لا جرم بر اسلام مصیبت ہا نزول آورد کہ زمانہ ہائے پیشین نظیر آن موجود نہ داشتہ اند۔ و اسلام چون شہرے گردید کہ زیر و زبر و بکلی مسمار بشود یا چون صحرائے شدہ کہ مسکن دو دوام نگردد۔ اکنون ساکنان بلاد ما کسانے می باشند کہ از بیخ برکنندیدہ

تشتت شملہا، فلیبک علیہا من کان
 من البا کین۔ ولقد کثر أسفی علی
 الآثار الأولى کیف زالت، وعلی أيام
 الہدیٰ کیف أحوالت، والناس ترکوا
 المحبّة ومالوا إلى أودیة وشعاب۔
 ومنافذ صعب، ومضائق غیر رحاب۔
 وکم من أناس کانوا یزجون الزمان
 ببؤس فی الإسلام، وینفدون العمر
 بالاکتیاب والاعتصام، ثم رأوا فی
 الملة النصرانیة مرتعا، ووجدوا فی
 أهلها مطمعا، فألجأهم شوائب
 المجاعة إلى أن یلحقوا بتلك
 الجماعة۔ فرفضوا مذهب الإسلام،
 وتنصروا من برحاء

اور ان کی تمام جمعیت متفرق ہو گئی۔ اب جس
 نے رونا ہوا اس ملک پر روئے اور مجھے اسلام
 کے پہلے آثار پر بہت غم ہوا کہ وہ کیونکر دور ہو
 گئے اور نیز دنوں پر بھی افسوس ہوا کہ وہ کیسے
 بدل گئے اور لوگوں نے سیدھی راہ کو چھوڑ دیا اور
 وادیوں اور ٹیڑھی راہوں اور دشوار گزار اور تنگ
 طریقوں کی طرف جھک گئے۔ کئی ایسے آدمی
 تھے۔ کہ جو اسلام میں بڑی سختی سے اوقات
 بسر کرتے تھے اور غموں میں عمر کاٹتے
 تھے پھر عیسائی مذہب میں انہوں نے ایک
 چراگاہ دیکھا اور عیسائیوں کو اپنی دنیوی
 لالچوں کا محل پایا۔ سو بھوک کی تکالیف نے
 ان کو اس بات کی طرف مضطر کیا کہ وہ
 عیسائیوں میں جا لیں۔ لہذا انہوں نے اسلام کو
 ترک کر کے سختی کی وجہ سے اور نیز عیاشی

شدہ و جمعیت اوشاں از ہم پاشیدہ است۔ اکنون باید بر این بلاد سر شک خون بریزد ہر کہ گریستن
 می خواہد و من اندوہ ہائے خورم بر آثار اولین اسلام کہ چگونہ ناپدید گردیدہ و آں روز ہائے راستی و
 روشنی بہ تاریکی و سیاہی عوض شدہ۔ مردم راہ راست را گزاشتہ سر بہ وادیہائے جانفرسائے مردم
 آزما و راہ ہائے پیچا پیچ دادہ اند۔ بسا آدم کہ در اسلام بہ تنگی بسرے بردند و روزگار بہ اندوہ
 می گزرا نیدند در دیانہ نصاریٰ چراگا ہے دیدند و نصرائیان را محل ہواد آز خود یافتند۔ لہذا زحمت
 گرسنگی انہا را بر آن آورد کہ بانصاری در آمیختند و از بیم سختی و تنگی و ہم آرزوے تن پروری

﴿۱۳﴾

الوجد وبتأريج الشوق إلى الرفه
 وشرب المدام. ثم مع ذالك كانوا من
 السفهاء والجهلاء، وما كان لهم
 نصيب من العلم والدهاء، ولا حظ من
 العفة والاتقاء. لا جرم أنهم آثروا
 أهواء النفس الأمّارة، وألوث بهم
 شقوتهم إلى الخسارة. وكذا لك
 كثير من ذرية الأمثال والأفاضل
 والسادات، أجمعوا على الجنوح إليهم
 وسُقُوا كأس الضلالات، بما آنسوا
 النصرانية تفتح على المنتصرين أبواب
 إباحة، وتخرجهم من مضائق حرمة
 وعدم حلة، ثم يواسيهم القسوس في
 مطرف أيامهم بمال ودولة،

اور شراب نوشی کے شوق سے عیسائیت کو اختیار کیا
 اور پھر باوجود ان حاجتوں کے وہ لوگ سفیہ اور
 جاہل تھے اور نہ علم اور عقل سے کچھ حصہ تھا اور
 نہ پرہیزگاری اور عفت سے کچھ بہرہ۔ اسی لئے
 انہوں نے نفس امارہ کی خواہشوں کو اختیار کیا اور
 ان کی بدبختی نے ہلاکت اور گمراہی کی طرف ان
 کا منہ پھیر دیا۔ اسی طرح بہت سے بزرگوں اور
 سادات اور شریفوں کی اولاد عیسائیوں کی طرف
 جھک گئی اور گمراہی کے پیالے پئے کیونکہ انہوں
 نے عیسائی مذہب کو دیکھا کہ عیسائی ہونے والوں
 پر اباحت کے دروازے کھولے ہوئے ہیں اور
 حرمت اور عدم حلت کی تنگیوں سے اُن کو باہر
 نکال دیا ہے۔ پھر پادری لوگ اُن کی ابتدائی
 زمانہ میں مال اور دولت سے ان کی مدد کرتے ہیں

﴿۱۳﴾

وے نوشی جامہ تنصّر در بر کردند۔ بعلا وہ ہچو کسان از نادانان و پست فطرتان و از زینت علم عاری
 و از لباس عفت و تقویٰ بکلی محروم بودند۔ از ہمیں سبب دنبال ہوئے نفسِ امارہ افتادہ بودند۔ و
 شومے بخت روئے توجہ انہار ا بسوئے زیاں کاری و تباہی بگردانید۔ ہم چنین بسیارے از اولاد
 بزرگان و شرفاء و سادات میل بہ عیسویت کردند۔ و کاسہ ہائے گمراہی را لبالب بنوشیدند زیرا کہ
 دیدند عیسویت بر متصران در ہائے اباحت را کشادہ و از تمییز در میانہ حرام و حلال انہارا
 بکلی معاف داشتہ است۔ مع این ہمہ کشیشان در آغاز حال با مال و منال دست انہارا میگيرند و

وَلَا يُهْدُونَ وَلَا يَتَّعِدُونَ عَلَى
مَعْصِيَةٍ. وَلَا يُبَالِغُونَ فِي مَلَامَةٍ عِنْدَ
ارْتِكَابِ كَبِيرَةٍ، بِمَا تَفِيَّأُوا ظِلَّ كَفَّارَةٍ
مُطَهَّرَةٍ. فَكَذَلِكَ يُزِيدُونَهُمْ جَرَأَةً
عَلَى جَرَأَةٍ حَتَّى تَكُونَ الْإِبَاحَةُ
لَأَكْثَرِهِمْ دَرَبَةً، وَيَحْسِبُونَ سَهْوَكَةً
رِيَّاهَا طَيِّبًا وَطَيِّبَةً. وَيَتَبَرَّءُونَ مِنَ
الْإِسْلَامِ، وَيَسْبُونَ نَبِيَّنَا خَيْرَ الْأَنْبِيَاءِ،
وَيَقْذِفُونَ مَعَادِينَ بَعْدَ مَا كَانُوا
مُسْلِمِينَ فِي حِينٍ، إِلَّا قَلِيلًا مِنَ
الْمُسْتَحْيِينَ. وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ
لِيَرْضَوْا الْقَسُوسَ وَيَسْتَوْعِبُوا الْفُلُوسَ
وَيَكُونُوا مِنَ الْمُتَمَوِّلِينَ. فَيَحْصُلُ

اور کسی معصیت پر کچھ زجر اور تو بیخ نہیں
کرتے اور کسی بڑے گناہ پر کچھ بہت
ملامت نہیں کرتے کیونکہ نو عیسائی پاک
کرنے والے کفارہ کے سایہ کے نیچے
آ جاتے ہیں۔ اسی طرح نو عیسائیوں کی
جرات بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ ان میں
سے اکثر کی اباحت عادت ہو جاتی ہے اور
اس کی بدبو کو خوشبو اور پاک خیال کرتے
ہیں اور اسلام سے سخت بیزار ہو جاتے ہیں
اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں
دیتے ہیں بعد اس کے جو کسی وقت مسلمان
تھے اور تھوڑے ایسے بھی ہیں جو شرم رکھتے
ہیں۔ اور اسی طرح کرتے رہتے ہیں تاکہ
پادریوں کو راضی کریں اور ان سے پیسہ
اکٹھا کریں اور مالدار ہو جائیں۔ سو ان کو

بر ارتکاب ہیچ گو نہ کار تباہ و امر منکر زبان ملام نمی کشایند و ہر چہ گناہے بزرگ سر برزند
چندان مبالغہ در نکوہش نمی نمایند۔ بجہت اینکہ مقتضای در زیر سایہ کفارہ پاک کنندہ
جائے میگیرند۔ خلاصہ بر این پنج ہر روز جرأت و دلیری در انہامی افزاید تا آنکہ باباحت
خو گرفتہ شوند و بوبے بدش را بوبے خوش پندارند و از اسلام بیزار و نبی کریم مارا (صلی اللہ علیہ وسلم)
ناگفتنی ہا گویند بعد از آنکہ وقتے مسلمان بودند و ہم چنین رفتار دارند تا کشیشان را
در دام آرند و از انہا وجہ نقدی بستانند و صاحب مال و دولت گردند۔ خلاصہ

لہم نصرۃ بنصرہم، وزہرۃ
بإظہارہم، حتی یکونوا فی رفہم
کحدیقۃ أخذت زخرفہا وازینت،
وتنوعت أزاہیرہا وتلوّنت.
وکذالک قسوسہم یحبونہم
بتلک الخصائل والسب والہذیان،
والمجادلات وهذر اللسان، ویظنون
أنہم التّفوا بأہدایہم بخلوص
الجنان. فیعتمدون علیہم فی کل
مورد یردّونہ، ومعّرس یتوسّدونہ،
وتستہویہم خضرۃ دمنتہم للمنادمۃ،
وخدعۃ سمتہم بالمناسمۃ، ویقبلون
علیہم بالمنّ والإحسان، والجود و

پادریوں کے روپیہ سے تازگی حاصل ہو جاتی ہے
اور ان کے پھولوں سے وہ تازہ حال رہتے ہیں
یہاں تک کہ وہ اپنی خوشحالی اور آسودگی میں ایسے
ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ ایک باغ ہیں مزین اور
آراستہ جس کے پھول گونا گوں اور رنگارنگ ہیں
اور اسی طرح ان کے پادری ان خصلتوں اور
بدگوئی اور بدزبانی اور کج بخشی اور بیہودگی کی وجہ
سے ان سے پیار کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں
کہ وہ دلی خلوص سے ان کے دامن سے وابستہ
ہو گئے۔ پس ہر ایک جگہ جو وہ وارد ہوں اور ہر
ایک فرود گاہ میں جو وہ اتریں ان پر اعتماد
کرتے ہیں اور ان لوگوں کی ظاہری صفائی اور
نیک بختوں کا سامنہ بنایا ہوا پادریوں کو اس دھوکا
میں ڈالتا ہے کہ وہ اپنے ہم نوالہ وہم پیالہ ہونے
اور ہماز ہونے کیلئے ان لوگوں کو پسند کر لیتے ہیں
اور احسان اور مروت کے ساتھ پیش آتے

مال کشیشان بر خور می و تازگی انہا می افزاید و گلہائی اسقفان حال انہا را شادان می نماید۔ تا آنکہ
ازین خوش بختی گوئی باغے ہستند از بس آراستہ و پیراستہ و گلہائی گونا گوں و شکوفہائے بو قلموں بر
آوردہ۔ و بچنین کشیشان آں سقط گفتن و زبان بہ نا واجب کشودن و کج بخشی و بے راہ روی انہا را
بجان دوست دارند و پندارند کہ انہا با خلاص ہر چہ تمام تر خود را بدامن ایشان بستہ اند۔ لاجرم در ہر مقام
و ہر موقع اعتماد بر انہا کنند صفائی ظاہر و روی پارسایانہ انہا کشیشان را فریب دہد تا انہا را شریک
نوالہ و پیالہ سازند و امبا و دمساز راز نمایند و ہرگونہ منت و احسان بر انہا کنند۔ پس این منتظران

الامتنان. فيسحبون مطارف الشراء،
 ويزينون معارف السراء، ثم يمرون
 بصحب لهم كانوا بهم من قبل
 كأسنان المشط في استواء العادات
 والسميل إلى السيئات، وكانوا
 يكابدون أنواع الفقر والبؤس
 والحاجات، فيقصّون عليهم
 قصص رخائهم بعد بأسائهم
 وضرائهم، ويدكرون عندهم مبرة
 القسوس وجرایاتهم، وما أترعوا
 الكيس من الفلوس بعناياتهم.
 وكذا لك لم يزلوا يحشونهم
 وفي الأموال يرغبونهم، وإلى
 وسائل الشهوات يحركونهم

ہیں۔ پس یہ لوگ دولت مندی کی چادریں ناز سے
 کھینچنے لگتے ہیں اور اپنے چہروں کو جو فراخی کی
 حالت میں ہوتے ہیں زینت دیتے ہیں۔ پھر ان
 دوستوں کو ملتے ہیں جو شانہ کے دندانوں کی طرح
 ان سے بدی میں برابر اور ہم خیال تھے اور طرح
 طرح کے فقر و فاقہ کی سختی میں پڑے ہوئے تھے۔
 اور ان سے اپنے قصے بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی
 تنگی اور تکلیف سے فراخی میں آگئے اور ان کے
 پاس پادریوں کے نیک سلوک کا ذکر کرتے ہیں
 اور وہ سب کچھ بیان کرتے ہیں جو ان کے
 دائمی وظیفے ہوئے اور جو کچھ انہوں نے مال
 سے جیب پر کئے۔ اسی طرح ان کو ہمیشہ رغبت
 دیتے رہتے ہیں اور مالوں اور طرح طرح کے
 وسائل شہوات کی طرف ان کو ترغیب دیتے ہیں۔

باحلہ تمول دامن کشان گز رند و چہرہ ہائے خود را کہ بہرہ مند از شاد کامی باشند زیب و زینت
 بخشند۔ باز بآن دوستان آمیز گاری کنند کہ مثل دندان شانہ در بدر کرداری و ناہنجاری با انہا
 برابر و ہمنوا و چون انہا بے برگ و بے نوا بودند۔ و با انہا صحبت دارند و از فراخ حالی و شاد
 کامی کہ اکنون با انہا حاصل است و از حسن سلوک کشیشان ذکر می در میان آورند و ہمہ آنچہ
 بطور جاہلی و مدد معاش از انہا گرفتہ و کیسہ ہارا از نقد پر کردہ اند مذکور سازند۔ خلاصہ ہمچنین
 انہا را بر می انگیزند و برائے ثروت و مال و اسباب شہوات انہا را تشویق دہند تا آنکہ

إلى أن يرين هوى التنصر على
 قلوبهم، ويسفى هواء الطمع نور
 لبوبهم، فيؤطّنون نفوسهم على
 الارتداد ويضربون عليه جروتهم
 لخبث المواد، ثم يرتدون قائلين
 بأنهم كانوا طلاب الحق والسداد.
 والأصل في ذلك أن أكثر الناس
 في هذا الزمان قد تمايلوا على الدنيا
 وقلّت معرفة الله الديّان، وقلّ خوفه
 ولم تبق محبته في الجنان. فلما رأوا
 زخرف الدنيا في أيدي القسوس
 مالوا إليهم برغبة النفوس، فلأجل
 ذلك يدخلون في ظلماتهم أفواجا،

یہاں تک کہ ان پر بھی نصرانیت کی خواہش غالب
 آجاتی ہے اور طمع کی ہوا ان کے دلوں کے نور کو
 اڑا کر لے جاتی ہے۔ پس مرتد ہونا دل میں ٹھان
 لیتے ہیں اور دل کو اس پر بوجہ خباثت مواد پختہ کر
 لیتے ہیں پھر یہ کہتے ہوئے مرتد ہو جاتے ہیں کہ
 وہ سچائی کے متلاشی تھے اور اس بد مذہبی کی گرم
 بازاری کا اصل سبب یہ ہے کہ اکثر لوگ اس زمانہ
 میں دنیا کی طرف جھک گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کا
 خوف کم ہو گیا اور دل میں اس کی محبت باقی نہ
 رہی۔ پس جب کہ ان لوگوں نے دنیا کی زینت کو
 پادریوں کے ہاتھ میں دیکھا تو اپنے دلوں کی
 رغبت سے ان کی طرف مائل ہو گئے سوا اسی لئے
 ہزار ہا لوگ ان کی تاریکی میں داخل ہو رہے ہیں

ہوئے تنصّر در دل انہا جاگیر دو باد آ ز نور خرد انہا رار باید۔ آخر بر ارتداد مادہ شوند
 و بسبب خبث مادہ دل را براں نیت استوار کنند و باز چون مرتد شوند۔ گویند ما طالبان
 راستی بودیم۔ اصل این فساد آنکہ اکثرے در این زمانہ ہمہ تن روی بدنیا شدہ
 و خوف خدا و شناخت وے نماندہ و محبت وے از دلہا دور شدہ۔ پس ہر گاہ امثال این
 کساں زینت دنیا در دست کشیشاں دیدند با ہزار جان بسوئے انہا دیدند۔ ازین
 جہت است کہ فوج فوج مردم در اندرون تاریکی انہا جائے مے جویند و پشت

<p>اور چراغ روشن کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ سوان آفتوں کے وقت میں صرف مباحثہ جو خوارق سے خالی ہو کچھ فائدہ نہیں دیتا کیونکہ ایسے لوگوں کا اصل مقصود دنیا ہے اور نیتوں میں فساد بھرا ہوا ہے اور اس وقت ایمان کے تازہ کرنے کے لئے نشانوں کی حاجت ہے اور بہت مدت تک عالموں نے ان کو جگایا پس وہ بتکلف سوئے رہے اور وعظ کرنے والوں نے ان کو اپنی طرف کھینچا پس وہ پیچھے ہٹ گئے اور ان کو نہ براہین عقلیہ نے نفع دیا اور نہ نصوص نقلیہ نے اور تجاوز اور تعصب میں بڑھ گئے اور عدل اور انصاف کو چھوڑ دیا۔ اور اس میں بھید یہ ہے کہ دل اندھے ہو گئے اور عقلیں مکر ہو گئیں۔</p>	<p>ویترکون سراجاً وھاجاً۔ ولا تنفع المباحثۃ الخالیۃ عن الخوارق عند ھذہ الآفات، فإن الدنیا صارت لھم منتھی المآرب وملاً الفساد فی النّیات۔ فحینئذ اشتدت الحاجة إلی تجدید الإیمان بالآیات۔ وطالما أیظھم العالمون فتناعسوا وجذبھم الواعظون فتقاعسوا وما نفعتھم البراہین العقلیۃ ولا النصوص النقلیۃ۔ وزادوا طغیاناً واعتسافاً، وترکوا عدلاً وانصافاً۔ فالسرّ فیہ أن القلوب قد عمت، والعقول قد کدرت،</p>
---	--

﴿۱۳﴾

﴿۱۳﴾

بر چراغ روشن مے کنند۔ در ہنگام چنین آفات مباحثاتے کہ از خوارق عادات و نشانہائے
آسمانی مجرد باشند سودے نمی بخشند۔ چہ اصل غرض ہمچو مردم دنیائے دنی و فساد در دل انہا
مخفی است لہذا امروز برائے تجدید ایمان احتیاج بہ نشانہائے آسمانی است۔ علماء تازمانے
دراز در پئے بیدار کردن انہا بودند ولی از خواب بر نیا مدند و واعظان بسوئے خود شاں
کشیدند و لے پس نشستند۔ براہین عقلیہ بانہا سودے نہ بخشید و نصوص نقلیہ پنبہ غفلت
از گوش انہا برون نہ کشید بل بر تعصب و اصرار و ضد و انکار انہا بیفزود۔ بسبب ایں کہ

والنفوس قد فارت، وأهواء الدنيا عليها غلبت، وكثرت الحُجُبُ وتوالست. فيرون ثم لا يرون، ويسمعون ثم يتناسون، فليس علاج هذا الداء إلا نور يتنزل من السماء، وآيات تتوالى من حضرة الكبرياء، فإن الإيمان ضعف وكثرت وساوس الخناس، وبلغ الأمر إلى اليأس. وغلبت على أكثر القلوب محبة الدنيا الدنيّة، وأينما وجدوها فيسعون إلى تلك الناحية، وما بقى تعلق بالإيمان والملة. فلهنا ليس رزءٌ واحدًا بل يوجد رزآن: رزء التنصّر	اور نفوس نے جوش مارا اور دنیا کی خواہشیں غالب آگئیں اور پردے بڑھ گئے۔ سودہ دیکھ کر پھر نہیں دیکھتے اور سنتے ہیں اور پھر بھلا دیتے ہیں۔ پس اس بیماری کا بجز اس کے اور کوئی علاج نہیں کہ آسمان سے نور نازل ہو اور پے در پے نشان ظاہر ہوں کیونکہ ایمان ضعیف ہو گیا اور شیطانی وسوسے بڑھ گئے ہیں اور نومیدی تک نوبت پہنچ گئی ہے اور اکثر دلوں پر دنیا کی محبت غالب آگئی ہے اور جہاں دنیا کو پاویں پس اسی طرف دوڑتے ہیں اور ایمان اور ملت سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ پس اس جگہ ایک مصیبت نہیں ہے بلکہ دو مصیبتیں ہیں۔ ایک مصیبت عیسائی ہونے
---	---

دلہا کو رو دنا شہا تار یک شد و آرزو ہوا در جوش و حب دنیا در فروش آمد پردہ پردہ افزو نے
گرفت تا نور دیدہ تار یک شد۔ می شنوند و از دل بروں کنند۔ لہذا چارہ جہت این مرض
نہست بجز اینکہ نورے از آسمان نازل شود و پیائے نشانہا پدیدار شوند چہ ایمان ناتوان
گردیدہ و وسوسہ ہائے شیطانی رو بہ ترقی و نوبت بہ یاس رسیدہ است و بسیارے از دلہا
مغلوب حب دنیا شدہ ہر جا آزاہیابند در زمان بسوئے آں شتابند۔ میل خاطر بہ ایمان و دین
نماندہ است۔ در حقیقت اینجا نہ یک مصیبت بلکہ دو تا مصیبت است یعنی مصیبت تنصّر و

کی اور دوسری مصیبت ضعف ایمان کی اور
میں اکثر مسلمانوں کو دیکھتا ہوں کہ گویا ایمان
ان کے دل میں سے نکالا گیا ہے اور گناہوں
کی آگ نے ان کے نیک عمل کو جلا دیا ہے
اور یہی مرتد ہونے کا سبب ہے کیونکہ خدا نے
ان کو مفسد پایا اور شکاری کی طرح مگاں دیکھا
اس لئے انہیں ان لوگوں کی طرف
پھینک دیا جو فساد کو دوست رکھتے ہیں اور
مرتدوں کے زیادہ ہونے کا یہی بھید ہے اور
ان لوگوں کی کثرت کا یہی سبب ہے جو
صلیب پر جھکتے اور خدا سے بھاگتے ہیں۔
ان کو نہ کسی واعظ کا وعظ نفع دیتا ہے اور نہ
کسی ناصح کی نصیحت کارگر ہوتی ہے اور

ورزء ضعف الإیمان. وأرى أكثر
المسلمين كأنما أُخرج الإيمان من
قلوبهم، وأحرقت العمل المبرور نار
ذنوبهم، وهذا هو سبب الارتداد.
فإن الله رآهم مفسدين مكارين
كالصياد، فقدف بهم إلى جموع
يحبون طرق الفساد، وهذا هو سر
كثرة المرتدين، وعلى الصليب
عاكفين، ومن الله فارين.
ما ينفعهم وعظ الواعظين
ولا نصح الناصحين. ولم

مصیبت ضعف ایمان۔ من بسیارے از مسلمان را می بینم کہ گویا ایمان از دل انہا
بالمرہ برون رفتہ و آتش گناہاں رخت کردار نیک را پاک سوختہ است۔ و تحقیقت
اصل سبب ارتداد ہمین است چہ خدا انہا را بد کردار و مثل صیاد مکار و حیلہ گردید۔
لہذا گروہے را بر انہا مسلط گردانید کہ بد کرداری و بد روشی را دوست دارند۔ و ہمین
است سبب کثرت مرتدان و ہم سبب کثرت انہائے کہ سر بر صلیب فرو آورده و
از خدا گریز را اختیار کرده اند۔ و پند واعظے و اندرز ناصحے گرہ از کار انہا نمی کشاید۔

یكونوا منفکین حتی تأتیهم البینة،
وتتجلی الآیات المبصرة. فبعث الله
رجلا علی اسم المسیح فی الملة
تکرمه لهذه الأمة، بعد ما کمل
الفساد، وکثر الارتداد، وعاثت
الذیاب، ونبحت الکلاب، وألفوا
کتبا کثیرة محتویة علی السب
والشتم والتوهین. وجلبوا علی
المسلمین بخیلهم ورجلهم
وجاءوا بالافک المبین. وزلزلت
الأرض زلزالها، وأری الضلالة
کمالها، وطال الأمد علی الظالمین.
وقد کان وعد الله عز وجل

وہ باز آنے والے نہیں تھے جب تک کہ ان
کے پاس کھلا کھلا نشان نہ آوے اور جب تک
کہ روشن خوارق ظاہر نہ ہوں۔ پس خدا تعالیٰ
نے ایک انسان کو مسیح کے نام پر ملت اسلام
میں بھیجا تا اس امت کی بزرگی ظاہر ہو اور یہ
بھیجنا اس وقت ہوا کہ جب فساد کمال کو پہنچ گیا
اور لوگ کثرت سے مرتد ہونے لگے اور
ذیاب نے تباہی ڈالی اور کلاب نے آوازیں
بلند کیں اور بہت سی کتابیں گالیوں سے بھری
ہوئی تالیف کی گئیں اور جھوٹ کی فوجوں اور
ان کے سواروں اور پیادوں نے اسلام پر
چڑھائی کی اور زمین پر ایک زلزلہ آیا اور
گمراہی کمال کو پہنچ گئی اور ظالموں کی کارروائی
لمبی ہو گئی۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ

ودشوار است کہ ایشان بر راہ راست بیایند تا بوقتے کہ نشانہائے واضح ظاہر نہ شوند و خوارق
عجیبہ بظہور نیایند۔ پس خدا شخصے را بنام مسیح در ایں ملت مبعوث گردانید تا بزرگی و فخر ایں امت
عمیاں شود۔ و ایں بعثت در وقتے روئے کار آمدہ است کہ فساد بحد کمال رسیدہ و ارتداد از
پایان در گزشتہ۔ گرگان در زیان و تباہی دویدن گرفتند و سگان عو عو کردن۔ و بسیاری از
کتاہا پُر از دشنام و بہتان چاپ شدند۔ و سوارہ و پیادہ دروغ بر اسلام تاختند و زمین را تپ
لرزه گرفت و گمراہی بغایت رسید و کارروائی ستمگاران در ازی یافت و خدا وعدہ فرمودہ بود

☆ مسیح موعودؑ کے ساتھ صلیب کو توڑے گا اور اپنے عہدوں کو پورا کرے گا اور خدا تعالیٰ تخلف وعدہ نہیں کرتا۔	أنه يكسر الصليب بالمسيح الموعود ☆ ويتم ما سبق من العهود، وإن الله لا يخلف الميعاد
☆ خدا تعالیٰ کی عادت یوں جاری ہوئی ہے کہ وہ بروقت کسی فساد کے تجدید دین کے لئے از سر نو توجہ فرماتا ہے۔ پس اسی لئے اس نے میرے پر تجلی کی تاکہ اجساد میں روح پھونکے اور مجھے مسیح اور مہدی بنایا اور تمام سامان رشد کا مجھے عطا فرمایا اور مجھے وصیت کی کہ میں نرم زبانی اختیار کروں اور سختی اور افروختہ ہونے کو چھوڑ دوں۔ مگر کسر صلیب کا لفظ جو حدیثوں میں آیا ہے وہ بطور مجاز کے استعمال کیا گیا ہے اور اس سے مراد کوئی جنگ یا دینی لڑائی اور درحقیقت صلیب کا توڑنا نہیں ہے اور جس شخص نے ایسا خیال کیا اس نے خطا کی ہے بلکہ اس لفظ سے مراد عیسائی مذہب پر حجت پوری کرنا اور دلائل واضح کے ساتھ صلیب کی شان کو توڑنا ہے۔	☆ قد جرت عادت الله بانه يستأنف للتجديد عزيمة جديدة عند تطرق الفساد الى قلوب العباد. فلاجل ذالك تجلّی علیٰ لينفخ الروح فی الاجساد و جعلنی مسیحا و مہدیا و ارشدنی بکمال الرشاد. و وّصانی بقول لّین و ترک الشدّة و الانتقاد. و اما کسر الصلیب فقد استعمل هذا اللفظ فی الاحادیث. و الآثار. تجوزاً من الله القہار. و ما یُعنی بہ حرب و غزاة و کسر الصلیبان فی الحقیقة. و من زعم کذا لک فقد ضل و بعد من الطریقة. بل المراد منه اتمام الحجّة علی الملّة النصرانیة. و کسر شان الصلیب و تکذیب امرہ بالادلّة

ويفعل ما أراد. فكان من مقتضى الوعد أن يرسل مسيحه لكسر صليب علا، والكريم إذا وعد وفا. اور جو کچھ چاہتا ہے ظہور میں لاتا ہے پس یہ وعدہ کا مقتضا تھا کہ وہ کسر صلیب کے لئے اپنے مسیح کو بھیجے۔ اور کریم جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔

الواضحة والحجج البينة. وانا أمرنا ان تتم الحجة بالرفق والحلم والتؤدة. ولاندفع السيئة بالسينة الا اذا كثر سب رسول الله وبلغ الامر الى القذف و كمال الاهانة فلا نسب احدا من النصارى. ولانتصدي لهم بالشم والقذف وهتك الاعراض. وانما نقصد شطر الذين سبوا نبينا صلى الله عليه وسلم وبالغوافيه بالتصريح او الايماض. ونكرم قسوسا لا يسبون ولا يقذفون رسولنا كالارازل و العامة. ونعظم القلوب المنزهة عن هذه العذرة. ونذكرهم بالاكرام و النكرمة. فليس فى بيان منا حرف ولا نقطة

اور ہمیں حکم ہے کہ ہم نرمی اور حلم کے ساتھ جت کو پوری کریں۔ اور بدی کے عوض میں بدی نہ کریں مگر اس صورت میں جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے اور اہانت کرنے اور فحش گوئی میں حد سے بڑھ جائے۔ پس ہم عیسائیوں کو گالی نہیں دیتے۔ اور دشنام اور فحش گوئی اور ہتک عزت سے پیش نہیں آتے اور ہم صرف ان لوگوں کی طرف توجہ کرتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بصراحت یا اشارات سے گالیاں دیتے ہیں۔ اور ہم ان پادری صاحبوں کی عزت کرتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیتے اور ایسے دلوں کو جو اس پلیدی سے پاک ہیں ہم قابل تعظیم سمجھتے ہیں اور تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کا نام لیتے ہیں۔ اور ہمارے کسی بیان میں کوئی ایسا حرف اور نقطہ

و ہر چہ خواہد بظہور آرد۔ و مقتضائے وعدہ آں بود کہ مسیح خود را بہت شکستن صلیب بفرستد و کریم را عادت است

و کسر شاں صلیب و تکذیب امرش با دلائل روشن است۔ و ما ماموریم بایں کہ بانرمی و بردباری اتمام حجت بکنیم و در جائے بد بدروئے کار نیاریم بلے ہر گاہ کہ رسول کریم مارا بد گوید البتہ اور اپنا سخ درشت می دہیم۔ ما نصاریٰ را دشنام نمی دہیم و زہار در پوشتین شان در نمی آفیم و روئے بہمت ما مخصوصاً متوجہ بانہا است کہ باشارہ و صراحت سید و آقائے مارا (صلی اللہ علیہ وسلم) دشنام دہند۔ ما کشیشاںے را کہ عادت سقط گفتن ندارند بزرگ داریم۔ و دلہائے را کہ از این گندگی و ناپاکی پاک اند احترام واجب داریم و نام شان بہ نیکی بر زبان آریم۔

وَأَنَّ نَقْضَ الْعَهْدِ مِنَ سِيرِ الْكَاذِبِينَ،
 فَكَيْفَ يَصْدُرُ هَذَا مِنْ أَصْدَقِ
 الصَّادِقِينَ؟ وَهُوَ مُلْكٌ قَدَّوسٌ نُورِ
 السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِينَ، لَا يُعْزَى إِلَيْهِ
 كَذِبٌ وَلَا تَخَلُّفٌ وَعْدٍ كَالْمُخْلُوقِينَ،
 وَقَدْ تَنَزَّهَ شَأْنُهُ عَنْ صِفَاتِ الْمَزُورِينَ.
 انْظُرْ إِلَى وَعْدِهِ ثُمَّ انْظُرْ كَيْفَ
 بَلَغْتَ دَعْوَةَ الصَّلِيبِ ذُرَى كَمَالِهَا
 وَقَطَعْتَ الْأَطْمَاعَ عَنْ زَوَالِهَا،
 وَتَرَوْنَ أَنَّ خِيَامَهَا كَيْفَ رَسَتْ

کیونکہ نقض عہد جھوٹوں کی خصلتوں میں سے ہے
 سو یہ امر اصدق الصادقین سے کیونکر صادر ہو سکے
 اور وہ قدوس آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اس
 کی طرف جھوٹ اور تخلف وعدہ مخلوق کی طرح
 منسوب نہیں ہو سکتا اور اس کی شان دروغلوگوں
 کی صفات سے منزہ ہے۔ اس کے وعدہ کو دیکھ۔
 پھر دیکھ کہ صلیبی دعوت کس کمال تک پہنچ گئی ہے۔
 اور اس کے زوال کی امید قطع ہو چکی ہے۔ اور تم
 دیکھتے ہو کہ اس کے خیمے رسوں کے ذریعہ

﴿۱۵﴾

يَكْسُرُ شَانَ هَذِهِ السَّادَاتِ
 وَأَنْمَا نَرُدُّ سَبَّ السَّابِّينَ
 عَلَى وَجْهِهِمْ جَزَاءً
 لِلْمُفْتَرياتِ . مِنْهُ

نہیں ہے جو ان بزرگوں کی کسر شان کرتا ہو
 اور صرف ہم گالی دینے والوں کی گالی ان کے
 منہ کی طرف واپس کرتے ہیں تا ان کے
 افترا کی پاداش ہو۔ منہ

کہ ہر گاہ وعدہ کند ایفا کند۔ چہ شکستن عہد شیمہ دروغ زنان است چہ جائے آنکہ از راست ترین
 راستاں سر برزند۔ و آں پاک برتر نور آسمان و زمین است و چوں آفریدہ ہا دروغ و خلاف وعدہ باو
 منسوب نمی شود۔ و شان وے بالاتر از دروغ زنان است۔ اولاً نظر بر وعدہ اش بکن باز نگاہے بیند
 از کہ دعوت صلیبی تا چہ پایاں رسیدہ و امید زوال آں بنو میدی بدل شدہ۔ خیمہ اش باطنا بہا

﴿۱۵﴾

در بیان ماحر فے نخواہد بود کہ کسر شان ہجو بزرگان از آن پیدا شود کارما جز این نہ کہ دشنام دشنام
 دہندگان را بر روئے شان باز۔ پس میزنیم تا انہا بہ پاداش افتراے خود برسند۔ منہ

کیسے مضبوط ہو گئے ہیں اور ان کا لمبا رسہ اقبال کا نہایت پختہ ہو گیا ہے اور ان کے دین میں ایک فوج کثیر مسلمانوں کی داخل ہو چکی ہے اور ہمارا ملک مرتدوں سے بھر گیا ہے اور اس سے زیادہ مومنوں پر اور کونسی جان کاہ سختی ہوگی اور انہوں نے اسلام کی تکذیب کی اور نصیحت نے کچھ بھی فائدہ نہ دیا اور نہ باز آئے۔ اور ہم یہ امید رکھتے تھے کہ عیسائیوں کو اپنے گروہ میں شامل کر لیں گے اور اب ہمارا ہی رأس المال چھینا گیا اور ہمارے گمراہ کرنے کے پیچھے پڑے ہیں۔ اور انہوں نے بیٹوں کو باپوں سے اور دوستوں کو دوستوں سے اور ماؤں کو بچوں سے اور بوڑھی عورتوں کو ان کے جگر گوشوں سے جدا کر دیا ہے۔ اب دیکھو کہ کیا اسلام

بحبالہا، واستحکم مریر اقبالہا، ودخل فی دینہم أفواج من المسلمین، وملئت دیارنا من المرتدین. وأی شیء أشدّ مضاضة من هذا علی المؤمنین الغیورین؟ وقد کذبوا وما نفعتهم الذکری وما کانوا منتہین. وکنا نرجوا أن ندخل النصراری فی أجالنا. والآن یخلص من رأس مالنا، ویطمع فی إضلالنا. وقد فرقوا الأبناء من الآباء، والأصدق من الأصدقاء والامہات من الاولاد، والعجائز من فلذ الأكباد. فانظروا ألم یأ

چہ قدر استوار گردیدہ درس دراز اقبالش ہر چہ تمام تر محکم گشتہ۔ گروہے بسیارے از اہالی اسلام دردین انہا در آمدہ و ملک ما از مرتدان پُرشدہ۔ نزد مومن با غیرت بلائے جان کاہ تر ازین چہ خواہد بود کہ ہر سوز پئے تکذیب اسلام بر آمدہ اند و از پند و اعظان طرفے بر نہ بستند۔ مادر بند آن بودیم کہ گروہ نصاریٰ را در گروہ خود در آریم و لے اکنون خود سرمایہ ما از دست ما میروہ۔ و از بہر گمراہ کردن ما کوشش ہائے کنند۔ پسران را از پدران و دوستان را از دوستان و مادران را از فرزندان و پیرہ زنان را از جگر گوشہ ہا جدا کردہ اند۔ آیا ہنوز وقت آں

غریب کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ کسرِ صلیب☆ کے لئے مدد دیا جائے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ خدا تعالیٰ کے وعدے پورے ہوں۔ حالانکہ دین اسلام نصرانیت کے قدموں کے نیچے کچلا گیا ہے۔ اور ذرا فکر کرو کہ آیا یہ مصلحت کہ دین کو بچایا جاوے تقاضا نہیں کرتی تھی کہ اس صدی کے سر پر کوئی مجددِ نشانوں اور دلائل کے ساتھ مبعوث کیا جائے تاکہ وہ اس بنیاد کو توڑے کہ جو اہل صلیب نے بنائی اور تمام دینوں پر دین اسلام کو غلبہ دیوے۔

لِلْإِسْلَامِ الْغَرِيبِ أَنْ يُنْصَرَ بِكُسْرِ الصَّلِيبِ☆؟ أَمَا حَانَ أَنْ تَظْهَرَ مَوَاعِيدُ الْحَضْرَةِ الْأَحَدِيَّةِ، وَقَدْ دِيسَ الدِّينُ تَحْتَ أَقْدَامِ النَّصْرَانِيَّةِ؟ وَفَكَّرُوا أَلَمْ تَقْتَضِ مَصْلَحَةُ حِفْظِ الدِّينِ وَالْمِلَّةِ أَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مُجَدِّدًا عَلَى رَأْسِ هَذِهِ الْمِائَةِ بِالْآيَاتِ وَالْأَدْلَةِ لِيَكْسِرَ مَا بَنَى أَهْلُ الصُّلْبَانِ، وَيُظْهِرَ الدِّينَ عَلَى سَائِرِ الْمِلَلِ وَالْأَدْيَانِ؟

☆ ہم کسرِ صلیب کے معنی بیان کر چکے ہیں۔ پس چاہیے کہ پڑھنے والا ان معنوں کی طرف رجوع کرے اور یاد رکھے کہ جو علماء میں معنی مشہور ہیں وہ غلط ہیں۔

☆ قد سبق منا البيان في تأويل كسر الصليب. فليرجع اليه القارى وليعلم ان المعنى المشهور فى العلماء من الاكاذيب منه.

نرسیدہ کہ از پارہ پارہ کردن صلیب☆ دست گیری اسلام کردہ شود و جان تازه در قلابش دمیدہ آید۔ و آیا ہنوز آن زمانے نیامدہ کہ وعدہ حق تعالیٰ شانہ ایفا شود۔ حال آں کہ اسلام لکد کوب نصرانیت گردیدہ است۔ فکرے بکنید کہ آیا صیانت دین نمی خواہد کہ بر سرِ ایں صد مجد دے بانشا نہاد و دلائل حقہ مبعوث شود تا بنائے اہل صلیب را از پائے در آرد و ملّہ اسلام را بر ملل و دیانہ ہا سر بلندی بخشد۔

☆ سابقاً در بارہ تاویل کسر صلیب تشریح کردہ ایم خوانندگان آن را در خاطر بدارند و نیکو بدانند کہ آنچہ در میانہ علماء مشہور است از غلط کاری و کج فہمی انہا است۔ منہ

اے بھائیو! اکیلے اکیلے ہو کر کھڑے ہو جاؤ اور
 پھر انصاف کے رو سے فکر کرو اور دشمنوں کی طرح
 مت ہو۔ کیا تمہارا دل یہ فتویٰ دیتا ہے کہ مصیبتیں
 اس حد تک پہنچیں اور مسلمانوں پر زمین تنگ ہو
 جائے اور فتنے بکثرت پیدا ہو جائیں یہاں تک
 کہ ان سے دلوں پر لرزہ پڑے اور بے قراریاں
 بڑھ جائیں۔ پھر باوجود ان تمام آفتوں کے
 خدا تعالیٰ کی مدد آسمان سے نازل نہ ہو اور
 خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا نہ ہو اور صدی کا سرا
 بادل کی طرح گزر جائے جس میں پانی نہ ہو اور
 کسی مجدد اور امام کا منہ اس میں ظاہر نہ ہو اور
 خدا تعالیٰ کی غیرت کی دیگ جوش میں نہ آوے
 باوجودیکہ فتنے ابر کی طرح محیط ہو جائیں۔

ایہا الإخوان! قوموا فرادی فرادی،
 ثم فکروا نصفاً ولا تکنونوا کمن
 عادى. ایفتی قلبکم أن تبلغ
 المصائب إلى هذه الحالات،
 وتضیق الأرض علی المسلمین
 والمسلمات، وتکثر الفتن حتی
 ترتعد منها القلوب، وتزداد
 الکروب. ثم مع ذالک لا تنزل
 نصرۃ اللہ من السماء، ولا یتم
 الوعد الحق من حضرۃ الکبریاء،
 وتمضی رأس المائۃ کجہام، ولا
 یرى فیہ وجہ مجدد وإمام، ولا
 تغلی مرجل غیرۃ علام مع توالی
 الفتن وإحاطتہا کغمام

برادران! خدا را یکان یکان اندیشه بفرمائید و از دشمنی برکنار باشید۔ آیا دل شما
 روادارد کہ مصیبت ہا بایں پایان برسد و زمین براہی اِسلام تنگ بشود و فتنہ ہا
 افزونی یابد تا بحدی کہ دلہا از ابلرز دو آب تپش ہا از سر بگذرد و لے ہا ایں
 ہمہ مدد خدا از آسمان نرسد و وعدہ اش بر روی کار نیاید و سر صد چون ابر
 بے باران رایگان سپری شود و امامے و مجددے برقع از رخ بر ندارد و باوجود
 آنکہ فتنہا چوں ابر جہان را فرا گرفته اند۔ ہیج غیرت الہیہ در حرکت نیاید۔

کیا یہ وہ بات ہے جس کو ایمانی فراست قبول کر سکتی ہے یا جس پر ربّانی صحیفے گواہی دیتے ہیں۔ کیا یہ فتنہ اور بلا کا وقت نہیں اور خدا کے حکم اور فیصلہ کی گھڑی نہیں اور کیا اسلام کو بری کرنے اور تہمتوں کے دور کرنے کا زمانہ نہیں یا کیا یہ ایسا رخنہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ارادہ نہیں فرمایا کہ بند کیا جائے یا ایسی تقدیر ہے کہ اس رحمان نے نہیں چاہا کہ روّ کی جائے ہرگز نہیں بلکہ اس سے پہلے قوم کو بشارتیں مل چکی ہیں اور بشارتوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ پس یہ نا سمجھی اور غباوت ہے کہ ان بشارتوں کو بھلایا جائے اور نشانوں اور علامتوں کو نہ دیکھا جائے۔ کیا یہ بات سچ نہیں ہے کہ صلیب کا غلبہ اور اس

أهذا أمر تقبله الفراسة الإيمانية أو تشهد عليه الصحف الربّانية؟ أليس هذا وقت فتنه وبلاء، وساعة حكم وقضاء، وفصل وإمضاء، وزمان إزالة التهم وإبراء؟ أو هذه ثلثة ما أراد الله أن يسد وقضاء ما شاء الرحمن أن يرد؟ كلاً بل سبقت من الله من قبل بشارة عند هذه الآفات، وملئت الكتب من التبشيرات، فمن الغباوة أن تنسى البشارات، ولا يرى الآثار والإمارات. أليس حقاً أن غلبة الصليب وشيوع

آیا فراست ایمانی تو۔۔۔ ایں را باور می کن دیا۔۔۔ نوشته ہائے ایزدی شہادت ایں امر می دہند۔ آیا این زمان زمان فتنه و بلا و۔۔۔ ساعت حکومت و فصل از قبل خدا نیست۔ و وقت آں نیست کہ چہرہ اسلام را از آلائش افترا و بہتان پاک نموده شود۔ یا این رخنہ ایست کہ خدا نمی خواهد کہ آن را بر بندد یا تقدیرے کہ آن رحمن نمی خواهد کہ رد بشود۔ نے نے بل قوم را پیش زیں در بارہ ہچو ایام مژدہ ہا دادہ اند و کتابہا ازین بشارات لبریز اند۔ از کودنی و نادانی است کہ آں بشارات را از یاد بروں کردن و نظر بر آثار و علامات نینداختن۔۔۔ آیا راست نیست کہ غلبہ صلیب و شایع شدن این

هذا الدين القبيح من أول علامات ظهور المسيح؟ وعليها اتفق أهل السنة بالإقرار الصريح، ولم يبق فرد منهم مخالفا لهذا الحديث الصحيح. ولا يقبل عقل سليم وطبع مستقيم أن تظهر العلامات بهذه الشوكة والشان، وتبلغ إلى حد الكمال طرق الدجل والافتنان، وتنقض على شدتها برهة من الزمان، ثم لا يظهر المسيح الموعود إلى هذا الأوان. مع أن ظهوره على رأس المائة من المسلمات، وقد مضت المائة قريبا من خمسها وانتهى الأمر إلى الغايات

بدین کا پھیلنا ظہور مسیح کی پہلی علامت ہے اور اس پر اہل سنت نے اقرار صریح کے ساتھ اتفاق کیا ہے اور کوئی فرد ان میں سے اس حدیث صحیح کا مخالف نہیں ہے اور عقل سلیم اور طبع مستقیم قبول نہیں کر سکتی کہ علامتیں تو اس شوکت اور شان کے ساتھ ظاہر ہوں اور دجل اور فتنہ انگیزی کمال تک پہنچ جائے اور اس پر ایک زمانہ بھی گزر جائے اور مسیح موعود اب تک ظاہر نہ ہو باوجود اس بات کے کہ صدی کے سر پر اس کا ظاہر ہونا امور مسلمہ دین میں سے ہے۔ اور صدی بھی خمس کے قریب گزر گئی اور انتظار مجدد کا امر نہایت تک پہنچ گیا اور

﴿۱۶﴾

﴿۱۶﴾

لا يخفى ان المجدد لا ياتي الا لاصلاح * یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ مجدد موجودہ فساد کی

ملت قبیحہ۔۔۔ اول علامت ظہور مسیح موعود است۔ و اہل سنہ باقرار صریح براین اتفاق دارند و هیچ نفسے از او شان خلاف این حدیث صحیح نرفته۔ عقل سلیم باور کند کہ نشانہا با این شان ظاہر بشوند و طریق فتنہ و فریب بسر حد پایان برسد و زمانے دراز از زمان براں بگذرد و ہنوز مسیح موعود بروز نکند با آنکہ ظہوش * بر سر صد از مسلمات است و اکنون از صد قریب بہ پنجم حصہ آں گذشتہ و انتظارش *

﴿۱۶﴾

* ظاہراً مجدد از پئے اصلاح مفاسد موجودہ مے آید و روے بہ بر کنیدن

<p>وہ وقت آگیا کہ خدا تعالیٰ ضعیفوں پر رحم کرے اور ان کی تنگیوں اور تکالیف کا تدارک کرے اور ان کو قبروں میں سے نکالے اور</p>	<p>وَحَانَ أَنْ يَرْحَمَ اللَّهُ الضَّعْفَاءَ وَيَجْبِرَ ضَيْقَ أُمُورِهِمْ وَيُخْرِجَهُمْ مِنْ قُبُورِهِمْ. وَقَدْ</p>
<p>اصلاح کے لئے آتا ہے۔ اور اس بدی کی بیخ کنی کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو پھیلی ہوئی بدیوں میں سے بڑی بدی ہو اور یہ معلوم ہے کہ اس زمانہ میں فسادِ عظیم صلیبی کارروائیوں کا فساد ہے۔ اسی فساد نے بہت سے بیابانی اور شہری لوگوں کو ہلاک کیا ہے۔ پس یہ امر واجب ہے کہ مجدد اس صدی کا اس اصلاح کے لئے آوے اور بموجب منشاءِ احادیث کے کسرِ صلیب اور قتلِ خنازیر کرے۔ اور جو شخص کسرِ صلیب کرے وہی مسیح موعود ہے۔ پس اس امر کو اے سعید آدمی سوچ۔ منہ</p>	<p>بِقَبْلِهِ الْمَفَاسِدُ الْمَوْجُودَةُ. وَلَا يَتَوَجَّهُ إِلَّا إِلَى قَلْعِ مَا كَبُرَ مِنَ السَّيِّئَاتِ الشَّائِعَةِ. وَمَنْ الْمَعْلُومُ أَنَّ الْفَسَادَ الْعَظِيمَ فِي هَذَا الزَّمَانِ هُوَ فِتْنَةُ أَهْلِ الصُّلْبَانِ. وَهُوَ الَّذِي أَهْلَكَ كَثِيرًا مِنْ أَهْلِ الْبَرَارِيِّ وَالْبُلْدَانِ. فَوَجِبَ أَنْ يَأْتِيَ الْمَجْدَّدُ عَلَى رَأْسِ هَذِهِ الْمَائَةِ لِهَذَا الْإِصْلَاحِ. وَيَكْسِرُ الصُّلُوبَ وَيَقْتُلُ خَنَازِيرَ الطَّلَاحِ. وَمَنْ يَكْسِرُ الصُّلُوبَ فَهُوَ الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ. فَفَكَّرْ أَيُّهَا الزَّكِيُّ الْمَسْعُودُ. مِنْهُ</p>
<p>مردم را نعل در آتش کرده و وقت آں آمدہ کہ خدائے مہربان ناتوانان را در یابد و تنگی ایشان بفراغی برگرداند۔ و از گور ہاشاں بروں کند</p>	
<p>بیخ آن بدی می آرد کہ بزرگ ترین بدی ہائے آں وقت باشد۔ پوشیدہ نیست کہ شر بزرگ در این زمان فتنہ صلیب است کہ بسیارے را از اہل بیابان و شہر باہر خاک ہلاک نشانده۔ لہذا لازم آنکہ بر سر این صد مجددے برائے اصلاح این خرابیہا بیاید و صلیب را بشکند و خنزیران را بکشد و آن کہ کار او شکستن صلیب است ہماں مسیح موعود است۔ منہ</p>	<p>بِقَبْلِهِ</p>

مسیح کی انتظار کرتے کرتے لوگوں نے بہت رنج اٹھایا ہے اور حوادث کے نیچے کچلے گئے ہیں اور انتظار کرتے کرتے لوگوں کی آنکھیں پک گئیں اے بزرگو! اور شریفو! خداتم پر رحم کرے اور اپنے پاس سے تمہیں روشنی عطا فرماوے۔ نظر کرو اور دوبارہ دیکھو اور خوب غور کرو۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ نہیں ہے کہ وہ مسیح موعود کو صلیبی زلزلوں کے وقت میں نازل کرے گا اور پھر وہ مسلمانوں پر رحمت اور مدد کے ساتھ متوجہ ہوگا اور اپنی عطا ان پر پوری کرے گا اور اپنے قول کی سچائی ظاہر فرمائے گا اور آپ لوگ جانتے ہیں کہ پادری لوگ کیونکر اپنے مقاصد پر کامیاب ہو گئے ہیں اور زمین کو اپنے ظہور کے ساتھ زیر و زبر کر دیا ہے۔ اور ان کی کارروائی پر بڑی مدت گزر گئی ہے پس اس سچے خدا کا وعدہ کہاں گیا

تَعْنَى الْمُنْتَظَرُونَ لِأَجْلِ الْمَسِيحِ
النَّازِلِ، وَدِيسُوا تَحْتَ النِّوَازِلِ
وَارْمَدَّتْ عَيْنَ الْمُنْتَظَرِينَ . أَيُّهَا
السَّادَاتُ وَالشُّرَفَاءُ ! رَحِمَكُمُ اللَّهُ
وَأَتَاكُم مِّنْهُ الضِّيَاءُ . انظُرُوا وَكُرِّرُوا
النَّظَرَ وَأَمْنُوا أَلَيْسَ مِنْ وَعْدِ اللَّهِ أَنْ
يَنْزِلَ الْمَسِيحُ عِنْدَ الزَّلَازِلِ الصَّالِبِيَّةِ، فَيُقْبَلَ
عَلَى الْمُسْلِمِينَ إِقْبَالَ الرَّحْمَةِ وَالنَّصْرَةِ،
وَيَجْزَلَ لَهُمُ اللَّهُ طَوْلَهُ وَيَتِمَّ قَوْلُهُ بِالْفَضْلِ
وَالْمِنَّةِ؟ وَتَعْلَمُونَ أَنَّ الْقَسُوسَ كَيْفَ
غَلَبُوا عَلَى أُمُورِهِمْ، وَقَلَّبُوا الْأَرْضَ
بِظُهُورِهِمْ . وَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ،
فَأَيْنَ ذَهَبَ مَا وَعَدَ الصَّدُوقُ الصَّمَدُ؟

مردم در انتظار مسیح زحمتنا کشیدہ و در زیر بلا ہا پائمال گردیدہ و چشمہا در راہش سفید گشتہ اند۔ بزرگان و کلانان خدا نظرے در شتابکند و نورے بہ شتابہ بخشد۔ اندیشہ بفرمائید و سگالشہادرکار بنکند آیا وعدہ الہی نبودہ کہ مسیح را در ہنگام توہ صلیب فرو فرستد و رحم و فضلش یارو یاور مسلمانان بگرد و نعمت خود را برایشان اتمام کند و راستی گفتار خود را بظہور بیارد۔ بر شتابوشیدہ نخواہد بود کہ کشیشان درکار خود کامیاب و شاد کام گردیدہ و زمین را بظہور خود زیر و زبر نمودہ اند۔ و مدتے دراز ابقا بر کارروائی انہا شدہ۔ اکنون چشمد وعدہ آں خدائے صادق۔

اور آپ لوگ دیکھتے ہیں کہ ہزار ہا مسلمان مرتد ہو کر دین اسلام کو چھوڑ گئے ہیں۔ پس سوچ لو کہ کیا یہ نہایت بڑی مصیبت ہمارے دین محمدی پر نہیں ہے پھر انہوں نے علاوہ بد مذہبی پھیلانے کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بھی دیں اور ہمارے دین اسلام پر اعتراض کئے اور ہجو کی اور بات کو انتہا تک پہنچا دیا۔ کیا خدا نے ان کو ہمیں دکھ دینے کیلئے موقعہ دیا اور ہمیں نہ دیا۔ پس یہ تقسیم تو ٹھیک ٹھیک نہ ہوئی اور اگر آپ لوگ اور مصیبتوں کے منتظر ہیں پس بجز انسا للہ کے اور کیا کہیں۔ کیا آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اسلام بکلی معدوم ہو جائے اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں نام و نشان نہ رہے۔ پھر مسیح موعود ملت اسلام کے فنا ہونے کے بعد اور نظام دین کے خلل پذیر ہونے

وترون أن أفواجا من المسلمين ارتدت وخرجت من هذه الملة، ففكروا أليس هذا رزية عظمى على الشريعة المحمدية؟ ثم مع ذالك سبوا نبينا المصطفى، وطعنوا في ديننا وبلغوا الأمر إلى المنتهى. أمكنهم الله منا وما مكنا من العدا؟ تلك إذا قسمة ضيزى. وإن كنتم تنتظرون مصائب أخرى فإننا لله على هذا الرأي والنهى. أتريدون أن ينعدم الإسلام كل الانعدام ولا يبقى اسمه ولا اسم نبينا خير الأنام؟ ثم يظهر المسيح بعد فناء الملة واختلال

شمالی بینید ہزاراں مسلمانان جامہ ارتداد و بر کردہ اند۔ انصافاً بگوئید بلائے بزرگتر از این بر دین محمدی چه خواهد بود۔ ازین گزشتہ نبی کریم مارا (صلی اللہ علیہ وسلم) را دشنام دہند۔ و دین متین مارا ہدف اعتراضات سازند و ذم و ہجا کنند و کار از حد گذرانند۔ آیا خدا ریسمان ایشان را در از کردہ و بر سر ما مسلط گردانیدہ کہ از دست انہارنج و آزار یا بیم۔ بخدا ایں تقسیم کہ خوب نیست و اگر شہاد را انتظار مصیبت ہائے بزرگتر از ایں نشستہ اید ما بجز از استرجاع چه گوئیم۔ آیا شما آرزو دارید اسلام بکلی از ہم بپاشد و اثرے از اسلام و از ان ذات خیر الانام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) در دنیا نماند۔ و مسیح بعد از افنائے ملّہ اسلام

النظام، وأنتم تقرءون أن الملة لا ترى
يوم الزوال بالكلية، ولا تنفك منها
آثار القوة والشوكة. وبينما هي كذلك
فينزل المسيح المجدد على رأس
المائة، وهو يأتي حكما و عدلا
ويقضي بين الأمة. فيجمع السعداء
على كلمة واحدة بعد افتراق المسلمين
و آراء مختلفة. وأسماء هذا المجدد
ثلاثة وذكرها في الأحاديث
الصحيحة صريح: حكم ومهدى
ومسيح. أما الحكم فبما روي أنه
يخرج في زمن اختلاف الأمة، فيحكم
بينهم بقوله الفصل والأدلة القاطعة.
وعند زمن ظهوره لا توجد

کے پیچھے ظاہر ہو اور آپ لوگ کتابوں میں
پڑھتے ہیں کہ ایسے زوال کا دن اسلام پر کبھی نہیں
آئے گا اور شوکت اور قوت کے علامات کبھی اس
سے علیحدہ نہیں ہوں گے اور اسلام اسی حالت پر
ہوگا کہ مسیح موعود صدی کے سر پر نازل ہو جائے
گا اور وہ حکم عدل ہو کر آئے گا اور امت کے
اختلاف دور کرے گا اور سعید لوگوں کو بعد
اختلافات کے ایک کلمہ پر جمع کر دے گا۔ اور
اس مجدد کے تین نام ہیں جو احادیث صحیحہ میں
بتصریح مذکور ہیں یعنی حکم اور مہدی اور مسیح
اور جیسا کہ روایت کیا گیا ہے حکم کے نام
کی یہ وجہ ہے کہ مسیح موعود امت کے اختلاف
کے وقت میں ظاہر ہوگا اور ان میں اپنے
قول فیصل کے ساتھ وہ حکم دے گا جو قریب
انصاف ہوگا اور اس کے زمانہ کے وقت میں کوئی

وواشدن شیرازہ دین جلوہ گر بشود۔ و شاد رکتب می خوانند کہ مثل این روز سیاه ہرگز بہرہ اسلام نخواہد
بود و علامات شوکت و صلابت ابد از وی منقطع نخواہد گشت۔ ہم در این اثنا مسیح موعود بروز کند و او
حکم عادل باشد و اختلافات را از میانہ امت رفع سازد و فرخندہ بختان را بعد از پرانگندگیہا بر یک
کلمہ جمع آرد و آں مجدد را سہ نام است کہ در احادیث صحیحہ بہ تصریح مذکور است یعنی حکم و مہدی و مسیح۔
از قرار روایت حکم بجہت آن است کہ مسیح موعود در وقت خلاف امت نازل شود۔ و با قول فصل
در میانہ اختلافات حکمی کند کہ قرین انصاف باشد۔ در ایامی کہ او ظہور فرماید جملہ عقائد

عقیدہ الا وفيها أقوال ، فيختار القول الحق منها ويترك ما هو باطل وضلال . وأما المهدى فيما رُوي أنه لا يأخذ العلم من العلماء ، ويهدي من لدن ربه كما كان سنة الله بنبيه محمد خير الأنبياء ، فإنه هدى وعلم من حضرة الكبرياء ، وما كان له معلم آخر من غير الله ذي العزة والعلاء . وأما المسيح فيما رُوي أنه لا يستعمل ☆ للدين

عقیدہ ایسا نہیں ہوگا جس میں کئی قول نہ ہوں۔ پس وہ حق کو اختیار کرے گا اور باطل اور گمراہی کو چھوڑ دے گا اور مہدی کے نام کی وجہ جیسا کہ روایت کیا گیا ہے یہ ہے کہ وہ علم کو علماء سے نہیں لے گا اور خدا تعالیٰ کے پاس سے ہدایت پائے گا جیسا کہ اللہ جلّ شانہ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طریق سے ہدایت دی۔ اس نے محض خدا سے علم اور ہدایت کو پایا۔ اور مسیح ☆ کے نام کی وجہ جیسا کہ روایت کی گئی ہے یہ ہے کہ وہ دین کی اشاعت کے لئے تلوار

﴿۱۷﴾

☆ المراد من لفظ المسيح كما جاء في الحديث الصحيح مسيحان . مسيح قاسط خارج في آخر الزمان . و مسيح مقسط في ذالك الاوان . فالذي يزجي امره بالاسباب الردية الارضية ويمسح كل عذرة الارض بالحيل

☆ مسیح کے لفظ سے مراد احادیث کے رو سے دو مسیح ہیں۔ ایک مسیح ظالم آخری زمانہ میں آنے والا اور ایک مسیح عادل اسی زمانہ میں آنے والا۔ پس وہ شخص جو ردی طریقوں سے کام چلاتا اور زمین کی ہر ایک ناپاکی کو ذلیل حیلوں کے ساتھ چھوٹا اور طرح طرح کی تحریف

﴿۱۸﴾

دست زده اقوال متعدده خواهند بود۔ لاجرم اوج حق را از میانہ اختیار و باطل و ضلال را ترک بکنند و بر حسب روایت مہدی بسبب آن است کہ علم را از علماء نگیرد بل اوسط احدے از خدا ہدایت یابد بچنانکہ نبی خود محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) را ہدایت فرمود۔ و او خدا مشرف بہ الہام و مکالمہ و تعلیم دادہ شود۔ و وجہ اسم مسیح بر طبق روایت آنکہ او را شاعت امر دین

﴿۱۹﴾

☆ از قرار احادیث لفظ مسیح بر دو تن اطلاق یافت۔ مسیحی پیدا کر کہ در آخر زماں پیدا شود و دیگر مسیحی دادگر کہ ہمدراں زماں ظہور فرماید۔ خلاصہ آنکہ از طریقہ ہائے برکار بگیرد و ہرگونہ ناپاکی و گندگی زمین را با حیلہ ہائے فرومایہ دست کند و

﴿۲۰﴾

﴿۱۷﴾

اور نیزہ سے کام نہیں لے گا۔ بلکہ تمام مدار اس کا آسمانی برکتوں کے چھونے پر ہو گا اور اس کا حربہ قسم قسم کی تضرع اور دعا

سیوفا مُشہَرَّةٌ وَلَا أَسِنَّةٌ مَّذْرَبَةٌ. بل یکون مداره علی مسح برکات السماء، وتكون حربته أنواع التضرعات

﴿۱۸﴾

اور مکر اور تلبیس اور فریب سے کام لے گا۔ اور تمام قسم کے دجل اور فسق سے باطل کی تائید کرے گا۔ پس وہ مسیح دجال ہے اور کام اس کا تزویر اور گمراہ کرنا ہے۔ مگر جو شخص اپنا ہر ایک امر خدا تعالیٰ کے سپرد کرے گا اور قطع اسباب کر کے دُعا پر زور ڈالے گا۔ اور اسباب سے مسبب کی طرف دوڑے گا یہاں تک کہ اپنے توکل کے ساتھ آسمان کی سطح کو چھو لے گا یہ مسیح صدیق ہے۔ اور اس کا کام حق کی مدد کرنا اور غریق کو بچانا ہے۔ اور مسیح کا لفظ دو چیزوں میں مشترک ہے۔

یہی ہے

الدُّنْيَا. ويستعمل أنواع التحريف والمكائد والتلبیس والخدعة ويؤيد الباطل بسائر اقسام الدجل والدنس والتمويه والتعظيم. فهو المسيح الدجال و امره التزوير وتزيين الباطل والاضلال. والذي يفوض كل امره الى حضرة الكبرياء. ويقطع الاسباب ويبعد منها ويعكف على الدعاء. ويسعى من الاسباب الى المسبب حتى يمسح بتوكله اعنان السماء. فذالك هو المسيح الصديق. و امره تائيد الحق وكلمًا ينجو به الغريق. والمسيح اسم مشترك بينهما

یہی ہے

کار از سیف و سنان نگیرد بل جمله کار و بار او بستمسح برکات آسمانی باشد و حربہ او دعا ہائے گوناگون وے

﴿۱۹﴾

ہر نوع تحریف و مکر و تلبیس و فریب در کار آورد و ہر رنگ دجل و زور و دروغ و حقہ بازی از بہر رواج دادن ناراستی صرف نماید۔ آں مسیح دجال است و کار او فریبیدن و از راہ بردن و آراستن دروغ است۔ و لیکن شخصے کہ جملہ امر خویش بخدا پسپارد و از اسباب بریدہ ہمہ ہمت بردعا بگمارد و از اسباب ردی بہ سبب ساز بیارد حتی کہ از کمال توکل بر سطح آسمان

یہی ہے

والدعاء. فاشكروا الله أنه موجود في
 زمنكم وفي هذه البلدان، وأنه هو
 الذي يكلمكم في هذا الأوان، وهذا
 يوم تنزل فيه البركات، وتظهر
 الآيات، ويعود الإيمان الغريب إلى
 موطنه، ويخرج لؤلؤ العلم من معدنه.
 هذا هو اليوم الذي توجّست منه
 قلوب الكفار، وانجست رقة عيون
 عيون الأبرار، وهذا يوم تقيّظ
 الغافلين، ورقة المتيقّظين. و

ہوگی۔ پس خدا تعالیٰ کا شکر کرو کہ وہ تمہارے
 زمانہ اور تمہارے ملک میں موجود ہے اور وہی
 تو ہے جو اس وقت تم سے کلام کر رہا ہے اور یہ
 وہ دن ہے جس میں برکات نازل ہو رہے ہیں
 اور نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور ایمان کا مسافر
 اپنے وطن کی طرف رجوع کر رہا ہے اور اس
 کے معدن سے علم کے موتی نکل رہے ہیں۔ یہ
 وہ دن ہے جس سے کفار کے دلوں میں دھڑکا
 بیٹھ گیا ہے اور غلبہ رقت کی وجہ سے ابرار کی
 آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے ظاہر ہو
 رہے ہیں۔ یہ دن غافلوں کے جاگنے کا دن
 اور جاگنے والوں کی رقت قلب کا دن ہے۔

مسیح العلّی. ومسیح تحت الثری. وسمّی المسیح الصدیق عیسیٰ. لما عیس من بطشۃ القوم کابن مریم امام الہدی. وعیس من جور السلطنت مع الضعف والمسکنة وتهاویل اخری. منہ	آسمان کا مسیح اور زمین کا مسیح۔ منہ
--	-------------------------------------

خواہد بود۔ خدا را شکر بجا آرید کہ اودر ملک شما ودر میانہ شما موجود و همان است کہ با شما تکلم می کند و این
 روزیست کہ برکات در آں نزول می فرماید و نشانہا آشکار می شود و ایمان غریب بوطن خود باز پس می آید و
 کان وے دُر علم بیرون می دہد۔ این روزے است کہ خفقانے ازان در دل کفار راہ یافتہ و دیدہ پا کان از
 کمال رقت چشمہ ہائے سراسنک روانہ ساختہ اند۔ امروز روز بیداری غافلان و رقت بیداران و روز قبول

دست بساید اوسخ صديق وکاراوتانيد حق و رہانيدن غريق است۔ ولفظ مسح بر مسح آسمان و مسح زمین ہر دو اطلاق مے یابد۔ منہ	دست بساید اوسخ صديق وکاراوتانيد حق و رہانيدن غريق است۔ ولفظ مسح بر مسح آسمان و مسح زمین ہر دو اطلاق مے یابد۔ منہ
---	---

ہذا یوم القبول والرد من رب العالمین۔ اَمَّا الذین قبلوا فتری وجوہہم متہلّلة مستبشرة عارفة، وَاَمَّا الذین ردّوا فوجوہہم کالحة دمیمة مستنکرة، وکل یری ما کسب فی هذه والآخرة۔ فمن جاء الصادق مصدقا فقد صدّق الرسول مُجدّدا وجمع شملا مبدّدا، ومن أعرض عن الصادق فعصى نبی اللہ وما بالی التہدّد۔ وما أقول من تلقاء نفسی بل هذا ما قال ربی وأکد القول وشدّد۔ ابتلیت ببعثتی جموع الزہاد والعباد، ولا یعرفنی إلاّ

اور یہ دن قبول اور رد کا دن ہے۔ اس میں قبول کرنے والوں کے منہ کشادہ اور خنداں اور پیچانے والے ہیں اور رد کرنے والوں کے منہ ترش اور بد شکل اور ناشناس ہیں اور جس نے صادق کے پاس آکر اس کی تصدیق کی اس نے نئے سرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور اپنے امر متفرق کو جمع کر لیا اور جس نے اعراض اور انکار کر کے صادق کی تکذیب کی وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہو گیا اور کچھ نہ ڈرا۔ یہ میرا قول نہیں بلکہ یہی خدا تعالیٰ نے تاکید فرمایا ہے۔ میرے مبعوث ہونے کے ساتھ تمام زاہد اور عابد آزمائے گئے اور مجھے وہی دل جانتے ہیں جو بدلائے

ورڈا است۔ آنا نکہ پذیرفتہ روی ہائے شان درخشان و خندان و شناسا استند و روی ہائے سر باز زنان ترش و زشت و ناشناسا استند۔ ہر کہ در نزد صادق آمد و صدقش را پذیرفت او از نو تصدیق رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کرد و امور پریشان خود را فراہم آورد۔ و آنکہ از گردن کشی و انکار کمر بر تکذیب صادق بر بست او گردن از فرمان رسول کریم بہ پیچید و نیچہ درد دل نیاورد۔ ایں گفتار ہوئے من نیست بل گفتار تاکید پروردگار است۔ ہمہ زاہدان بہ سبب بعثت من آزمودہ شدند۔ و مرا نمے شناسد مگر دلہائے

گئے اور مستقیم کئے گئے۔ مگر اس ملک کے اکثر علماء کا دل مر گیا اور خدا نے اُن کا نورِ ہدایت اور زیر کی چھین لی۔

مجھے اکثر کافر کہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ کس کو کہہ رہے ہیں اور حق سے منہ پھرتے ہیں اور قبول نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کے نشان دیکھتے ہیں اور پھر ہدایت نہیں پاتے اور مجھے گالیاں دیتے ہیں اور میری بیخ کنی کے لئے کوشش کرتے اور منصوبے بناتے ہیں اور مجھ سے اور میری جماعت سے ٹھٹھا کرتے اور بڑے بڑے نام رکھتے ہیں اور عنقریب ظالم لوگ جان لیں گے کہ کہاں پھیرے جاتے ہیں۔

قلوب الأبدال والأوتاد، وأما علماء هذه البلاد فماتت قلوب أكثرهم وبعثوا من السداد، وذهب الله بنور هدايتهم وضياء درايتهم، وتركهم كالمخذولين. يُكفّرون ولا يعرفون من يُكفّرونه ويعمّهون، ويُعرضون عن الحق ولا يقبلون، ويرون آيات الله ثم لا يهتدون. يسبونني و يشتمونني ويسعون لإجاحتى ويمكرون. ويسخرون منى ومن جماعتى وبسوء الألقاب ينبزون، وسيعلم الذين ظلموا أى منقلب ينقلبون.

کہ تبدیل واستقامت در انہا جا گرفتہ۔ بسیارے از علمائے این بلاد دل شاں مردہ و از راسخی دور افتادہ و خدا نور ہدایت و زیر کی را از انہا باز گرفتہ و از یاری و یاوری انہا دست باز کشیدہ۔ کافر می گویند و نمى دانند کہ کافر می گویند۔ و سرگردانہا می کشند۔ و از قبول حق گردن می کشند و نہ می پذیرند۔ خدا را نشانہا می بینند و دیدہ و از نمی کنند۔ در بارہ من بد می گویند و از پئے از پا در آوردم نگاہا کنند۔ و بر من و گروه من خندہ ہا زنند و بہ نامہائی بد یاد آرند۔ دور نیست کہ ستگران بدانند کہ سرانجام کار ایشان چہ خواہد بود۔

ثم اعلموا یا جموع کرام انی
 اُلهمت مذاعوام، وأمرت من رب
 عَلَام أن اُظهر علی خواص وعوام،
 أن المسیح الصدیق الذی وُعد
 نزوله لهذه الأُمَّة عند شیوع فتن
 حماة الصلیب والکفارة، هو هذا
 العبد الذی بُعث علی رأس المائة.
 وأمر أن ینم حجة الله علی أهل
 الصلیبان والفِدیة، ویکسر غلوهم
 بالأدلة القاطعة، ویقوی بالآیات
 أمر الملة، ویقطع معاذیر الکفرة،
 ویأتی بمتاع جدید للمقویین.
 ویبشر للطالبین الذین یطلبون
 مرضاة ربهم ویحبون خاتم النبیین،

پھر اے بزرگوں کے گروہ آپ لوگوں کو
 معلوم ہو کہ مجھے کئی سال سے الہام ہو رہا ہے۔
 اور میں اس بات کو عام و خاص پر ظاہر کرنے
 کے لئے حکم کیا گیا ہوں کہ وہ مسیح صدیق جس
 کے اترنے کے لئے اس امت کو وعدہ دیا گیا
 ہے کہ وہ صلیبی فتنوں کے شائع ہونے کے وقت
 اترے گا وہ یہی بندہ ہے جو صدی کے سر پر
 مبعوث کیا گیا اور حکم کیا گیا ہے کہ تا خدا تعالیٰ
 کی حجت اہل صلیب پر پوری کرے اور دلائل
 قاطعہ کے ساتھ اُن کے غلو کو توڑے اور تمام
 کفار کا قطع عذر کرے اور جو لوگ بے توشہ ہو
 رہے ہیں ان کو متاع جدید عطا فرماوے اور
 خدا کے ڈھونڈنے والوں کو خوشخبری دے یعنی
 ان لوگوں کو جو خدا تعالیٰ کی رضا مندی کی راہوں
 کو ڈھونڈتے ہیں۔ اور جناب خاتم الانبیاء

جماعت بزرگاں بداندید کہ چندیں سال است من تشریف الہام یافتہ ام و مامورم باینکہ
 برخاص و عام اظہار آنرا بکنم کہ آں مسیح صدیق کہ نزولش برائے این امت در وقت فتنہ ہائے
 حامیان صلیب موعود است من بندہ ہستم کہ بر سر صد مبعوث شدہ ام و مامورم بایں کہ حجت خدا بر
 پرستاران صلیب اتمام بکنم و بنیاد غلو انہار ابا دلائل قاطعہ از پاد آرم و امر ملت را بانشا نہا استوار
 بنمایم و ہرگونہ بہانہ ہائے کافران را از سر بہرم و بے نوائیان را برگ و ساز نو بہرسانم و
 جویندگانے را مژدہ رسانم کہ راہ رضائے پروردگار را جویند و خاتم النبیین را دوست دارند

صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں اس نبی پر خدا اور اس کے فرشتوں اور تمام نیک بندوں کی طرف سے درود ہو۔ اور میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ یہ وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور ہمارے رب کی بات صدق اور سچائی سے پوری ہوگی اور اُس نے اپنے عہدوں کو پورا کیا اور کس طرح پورا نہ کرتا اور اس کے وعدے کی مدت بہت گزر گئی تھی اور تمام نشانیاں پوری ہو چکی تھیں اور صلیبی فتنوں کی آندھیاں بھی بہت مدت سے چل رہی ہیں اور ایک فوج امت محمدیہ میں سے مرتد ہو چکی ہے اور کوئی گھر خالی نہیں رہا جس میں نصرانیت داخل نہیں ہوئی اور ایمانی انوار زمین پر کم ہو گئے ہیں۔ پس خدائے رحیم نے مجھے ان دنوں میں بھیجا اور وحی اور الہام کو متواتر نازل کر کے میری معرفت کو زیادہ کیا۔

عليه صلوات الله والملائكة وأخبار
الناس أجمعين. وقد سبق البيان مني
أن هذا الوقت وقت ظهور المسيح
الموعود، وقد تمت كلمة ربنا صدقا
وحقا وأوفى بالعهود. وكيف لم
يعرف وقد طال أمد الانتظار، وظهر
كل ما ورد من الآثار، وقد مضت مدة
على صراصر الفتن الصليبية، وارتد
فوج من الأمم المحمدية، وما
بقي بيت إلا دخلت فيه نصرانية،
وقلت على الأرض أنوار إيمانية.
فأرسلني الرب الرحيم في هذه الأيام
وزاد معرفتي بتوالي الوحي والإلهام،

﴿۱۸﴾

﴿۱۸﴾

(بروے از خدا و فرشتگان و کافہ مردم صلوات و تسلیم باد) قبل از نگارش یافتہ کہ این وقت وقت ظہور مسیح موعود است و گفتار پروردگار ما برستی و درستی سرانجام نیکو حاصل کردہ و وعده خود را ایفا فرمودہ و چگونہ ایفا فرمودہ در حالیکہ مدتہ دیر باز بروعدہ اش سپری شد۔ و ہمہ نشانہا پدیدار گشتہ و تند بادہائے فتن صلیبیہ از زمانے دراز و زیدن گرفته و گروہے بسیار از امت محمدیہ سر از دائرہ اسلام بیرون کشیدہ بود و خانہ نما ندہ کہ نصرانیت در آن سرزدہ داخل نشد و انوار ایمان بر زمین کم گردید۔ لہذا خدائے رحیم مرا در ہجور روزہا فرستاد و از پیائے دادن وحی و الہام نور معرفت مرا بیفزود

﴿۱۸﴾

وقَوَّانِي بخوارق و كُشْفِ كالبدر النام. اور خوارق اور كشف روشن کے ساتھ مجھے قوی و وہب لی علم دقائق القرآن، و علم احادیث رسولہ و ما بلغ من أحكام الرحمن، و فہمنی أنه ما قدّم و ما أخر وعدہ من الآوان، بل أنزل أمرہ علی رأس الوقت و الزمان. و مع ذالک كنت ما یسرني قليل من الآيات و العلامات، بل كنت استقل الكثير لفرط اللہج و الرغبة فی البینات من الشهادات، و كنت ما أرضی من الاستیفاء بالفاء، و ما أقنع من شمس الہجر بأقل الضیاء. بل كنت أجنب منہلاً کڈر ماؤہ و ما کمل صفاؤہ، فتوالت آیات ربی لتسلیتی حتی اطمأنت

اور خوارق اور كشف روشن کے ساتھ مجھے قوی کیا اور مجھے دقائق قرآن شریف کا علم عطا فرمایا اور ایسا ہی علم احادیث کا عطا کیا اور مجھے سمجھایا کہ اُس نے اپنے وعدہ کو مقدم یا مؤخر نہیں کیا بلکہ اپنے امر کو عین وقت پر نازل فرمایا۔ اور باوجود اس کے میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا تھا کہ تھوڑے سے نشانوں اور علامتوں پر صبر کروں بلکہ باعث رغبت شہادتوں اور ثبوتوں کے بہت کو تھوڑا جانتا تھا اور تھوڑی چیز اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہیں کرتا تھا بلکہ میں ایسے چشمے سے دور رہتا تھا جس کا پانی مکدر ہو اور صاف نہ ہو۔ پس میری تسلی کے لئے خدا تعالیٰ کے نشان متواتر نازل ہوئے یہاں تک کہ

و از خوارق روشن و كشف تقویت من بنمود علم دقائق قرآن بر من ارزانی بفرمود۔ و بچنین در علم احادیث بروئی من بکشود۔ و بر من آشکار کرد کہ تقدیم و تاخیر در وعدہ اش ہرگز راہ نیافتہ بل امر خود را در عین وقت نازل کردہ و با ایں ہمہ نخواستم کہ قناعت بر نشانہائے قلیل و علاماتے چند بکنم بل از شدت رغبت در شہادات و ثبوتہا بسیار را اندک شمرام و ہر چیز اندک و روشنی قلیل سرفرو دنیا و مردم بلکہ من از ایں چشمہ دوری می جستم کہ آتش مکدر باشد۔ پس برائے تسلیت من نشانہائے الہی پیاپے نازل شدند تا اینکه روان من اطمینان کلمی بیافت

مہجنتی ولمعت محجنتی. وأُعْطِيتُ بصائر من اللہ المَنَّان، وَغُذِّيتُ بلبان السکينة والاطمینان، وَدُرِّءَ عن نفسی کل شبهة، وَنُورَتْ من أیدی الحضرة بأشعة مومضة. ووضح لی بصدق العلامات، وتلاّ الآیات، وشهادة صحف رب السموات، وخبر سید الکائنات أنى أنا المسيح الموعود، وأنه تمت بی المواعید والعهود. وَإِنَّ اللّٰهَ فعل ما شاء وله التخیّر فی کل ما أحسن فی زعمکم أو أساء. یلقى الروح علی من یشاء، ولا یُسأل عما یفعل وهو مالک السموات والأرضین.

میری جان مطمئن ہوگئی اور میری راہ روشن ہوگئی اور کئی قسم کے روشن نشان مجھ کو دیئے گئے اور اطمینان اور سکینت کا دودھ مجھے پلایا گیا اور میرے نفس سے ہر ایک قسم کا شبہ دور کیا گیا اور میں خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے روشن شعاعوں کے ساتھ منور کیا گیا اور علامات صادقہ اور روشن نشانوں اور کتاب اللہ اور حدیث سے میرے پر کھل گیا کہ میں مسیح موعود ہوں اور یہ کہ میرے ظہور کے ساتھ عہد اور وعدے پورے ہو گئے اور خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک امر میں اس کا اختیار ہے۔ جس پر چاہتا ہے روح ڈالتا ہے اور وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور زمین اور آسمان کا وہی مالک ہے۔

وراهم آشکار گردید و چندین نشانہائے روشن بر من ارزانی شدند۔ و شیر سکینت مرا نوشانیدہ شد و ہر گونہ شبہتے از روانم دور کردہ شد و خود دست خدا با شعاعہائے روشن مرا منور فرمود۔ و از علامات صادقہ و نشانہائے درخشاں و کتاب اللہ و حدیث بر من کشودند کہ من بلاشبہ مسیح موعود می ہستم و ظہور من موجب اتمام ہمہ عہد ہا و وعدہ ہا گشت۔ خدا ہر چہ خواہد کند و او در ہر امر اختیار کلی دارد گوآں امر بگمان شاید باشد یا نیک۔ بر ہر کہ خواہد القائے روح کند۔ ہیچ کس رانمی رسد کہ او را بر کار ہائے او سجانہ باز پرس کند کہ مالک زمین و آسمان همان است۔

و کنت أعلم أن العلماء
يُكذَّبونني ويجعلونني عرضاً
للسهام، ويقولون أنه شقّ العصا
وخرج من إجماع أئمة الإسلام،
فوالله ما خشيتهم وما سترت أمراً
أوحى إليّ من الله العلّام، وأى ذنب
أكبر من أن يُكتم الحق من خوف
الأنام، وما وردت هذا المورد من
غير الأمر والإعلام، وما كان لي أن
أستقيل من هذا المقام. وما جئت
كطارق إذا عرى، بل جئت كبدر
طلع في أمّ القرى، وعندي شهادات
لمن يرى، وآيات لقلب وعي. وقد

اور میں جانتا تھا کہ علماء میری تکذیب کریں گے
اور مجھے اپنے تیروں کا نشانہ بنائیں گے اور کہیں
گے کہ اس نے اجماع کو توڑا اور عقیدہ اجماعی
سے خارج ہو گیا۔ پس بخدا میں ان سے نہیں
ڈرا اور کسی امر کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے
الہام ہوا پوشیدہ نہیں رکھا اور اس سے بڑھ کر اور
کون سا گناہ ہوگا جو خلقت سے ڈر کر حق کو
چھپایا جائے اور میں نے اس جگہ بغیر اعلام الہی
کے قدم نہیں رکھا اور میرا یہ بھی اختیار نہ تھا کہ
میں اس مقام سے معافی چاہتا اور میں ایسا نہیں
آیا جیسا کہ یونہی ایک ناخواندہ مہمان رات کو
آجاتا ہے بلکہ میں اس چاند کی طرح نکلا جس
نے مکہ معظمہ میں طلوع کیا اور میرے پاس
دیکھنے والوں کے لئے گواہیاں ہیں اور اس دل
کے لئے جو یاد رکھنے والا ہو نشان ہیں۔

من نیک می دانستم کہ علماء در دنبال تکذیب من بودہ۔ مراد ہدف تیر ہائے خود خواہند ساخت و
خواہند گفت کہ این کس خلاف اجماع کرد و از عقیدہ اجماعی خروج نمود۔ بخدا از انان مترسیدم و امرے
را از امور ملہمات پوشیدم و خود گنا ہے بزرگتر ازین چه باشد کہ از بیم خلاق پردہ برحق انداختہ شود۔ و
من در اینجا بے اجازہ خدا پانہادہ ام۔ و مرا زیبا نبود کہ ازین مقام پوش میکردم۔ من ز نہار چوں
مہمان ناخواندہ در ہنگام شب نیامدہ ام۔ من چوں بدرے آمدہ ام کہ در مکہ مکرمہ طلوع فرمود۔ جہت
کسے کہ بہ بیند گواہی ہا دارم و برائے دلے کہ حق را ضائع نمی کند نشانہا در دست من است۔ زمانہ

<p>اور زمانہ نے اپنی حالت موجودہ کے ساتھ گواہی دے دی ہے کہ وقت یہی وقت ہے کیونکہ صلیب غالب ہو گیا اور گمراہی زیادہ ہو گئی اور تو پادریوں ❀ کو دیکھتا ہے کہ کیونکر ان کی سخت کوشش</p>	<p>شہد الزمان أن الآوان هو هذا الآوان، بما ظهرت الصلبان وزادت الغواية والطغيان، وترى القسوس ☆ كيف هَوَّلُوا النفوس،</p>
<p>❀ ہم نے بارہا پادریوں کے مکر کا ذکر کیا ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ دلوں پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ پس یاد رکھو کہ ہمارا ان کلمات سے یہ مطلب نہیں کہ بدی کا بدلہ بدی کے ساتھ لیا جاوے بلکہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کے ایذا پر صبر کریں اور بدی کا نیکی کے ساتھ معاوضہ دیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں صبر کے لئے حکم فرمایا ہے اور فرمایا کہ جب تم اہل کتاب سے دکھ دیئے جاؤ تو صبر کرو۔ پس جو شخص صبر نہ کرے اس کو ایمان سے بہرہ نہیں ہے۔ سو تم صبر کرو اور مقابلہ سے بچو۔ جب گالیاں سنو تو گالی مت دو</p>	<p>☆ انا ذكرنا غير مرة كيد القسوس وما نعلم كيف يكون اثره على النفوس. فاعلموا انا لانريد بهذه الكلمات. ان يدفع سيئاتهم بالسيئات. بل الواجب على المؤمنين ان يصبروا على ايذائهم. ويدفعوا بالحسنة سيئاتهم. الذي نشأت من اهوائهم. ولا ينظروا الى سبهم وازدراؤهم. فان الله تبارك وتعالى اوصى لنا بالصبر في القرآن. وقال تسمعون اذى كثيرا منهم والصبر خير في ذالك الآوان. فمن لم يصبر فليس له حظ من الايمان. فاصبروا على ايذاء القسوس واتقوا. واذا شتموا فلا تشتموا.</p>
<p>❀ مکرراً در بارہ مکر کشیشان ذکرے در میان آوردیم ونمی دانیم کہ دلہا از ایں چه اثر پذیرند۔ آگاہ باشید کہ ماہرگز ارادہ نداریم کہ پاداش بدی ببدی کردہ شود بلکہ مومنان را لازم است کہ بر ایذائے انہا صبر بورزند و بدی را کہ نتیجہ ہوائے انہاست با نیکی دفع بکنند و دشنام و استحقار آنان را چشم اغماض بہ بینند زیرا کہ خداوند بزرگ ما را در قرآن کریم برائے صبر امر فرمودہ و گفتہ کہ از و شاں گفتار ہائے بد بسیار خواہید شنید و شکیبائی در اں روزگار بہتر خواہد بود۔ لہذا ہر کہ شکیب نگزیند و از اہل ایمان نیست۔ پس باید کہ بر ایذائے کشیشاں صبر بورزید و از نیچو مقابلہ بترسید۔ و چوں دشنام دہند دشنام مدہید۔</p>	<p>از حالت موجودہ گواہی دہد کہ وقت ہمیں وقت است چہ صلیب چہرہ گردید و گمراہی ہر چہاں سوراخ گرفت۔ وی بنی کشیشان ❀ را</p>

وذعر الناس نسلهم والرملان،
وقذفوا خیر الرسل ورفع الأمان.
فمن كان بعد ذلك لا يرى ضرورة
عبد يكسر الصليب، ويُرى الآيات
ويؤيد الدين الغريب، و كان يحار في
أمرى فهمه، ويفرط وهمه، حتى لا
يُدرک هذا السر غور عقله، ولا
يحب بهذا الثمر لعاع حقله، بل
يرتاب بعزوتى، ويأبى تصديق
دعوتى، ويضطر إلى طلب الآيات أو
النصوص والبيّنات، لإزالة ما

اور مدبرانہ روش نے لوگوں کو ڈرا دیا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے گالیاں
دیں اور امان اٹھ گئی۔ پھر اس کے بعد جو شخص
ایسے بندے کی ضرورت نہ دیکھے جو کسر صلیب
کرے اور نشان دکھلاوے اور دین غریب کی
تائید کرے اور میرے مقابلہ میں اس کا فہم حیرت
میں ہو اور اس کا وہم بڑھ جائے یہاں تک کہ
اس بھید کو اس کی عقل شناخت نہ کر سکے اور اس
کے سزکھیت میں یہ دانہ پیدا نہ ہو سکے بلکہ میری
نسبت اس لقب کو خیال کر کے شک میں پڑے
اور میرے دعوے کی تصدیق سے انکار کرے
اور نشانوں کی طلب کے لئے یا نصوص اور
حجج بینہ کے پانی کا محتاج ہوتا اپنے شبہات

﴿۱۹﴾

﴿۱۹﴾

اور ان کے لئے دعا کرو۔ اور سلطنت برطانیہ
کا احسان یاد کرو اور رحم کرو تا تم پر رحم
کیا جائے۔ منہ

وادعوا لاعدائکم واسترشدوا.
واذکروا طول الدولة البرطانية
واشکروا ولا تکفروا. وارحموا
ترحموا. منہ

کہ مردم از حیلہ ہا و رفتار پر فریب انہا در ہر اس اندر رسول کریم را (صلی اللہ علیہ وسلم) نا گفتنیہا
گفتند و امان برخاست۔ با این ہمہ اگر کسے ہنوز ضرورت پہچو شخصے را نہ بیند کہ صلیب را بشکند و
نشان نماید و تائید دین غریب بکند و در امر من سرا سیمہ و حیران باشد و خردش از دریافت این
راز فروماند۔ و کشت عقل وے این دانہ نہد۔ و بر نسبت من انگشت شک گزارد و بر
تصدیق دعویم انکار دارد۔ و برائے رفع شک و شبہت روی بہ نشان و نصوص آرد۔

﴿۱۹﴾

بقیہ حاشیہ
و برائے دشمنان دست دعا بر فرازید و برائے آنہا رشد بخواہید و احسان ہائے سلطنت برطانیہ
یا دکنید۔ نا سپاسی نکنید و رحم کنید تا بر شمار رحم کردہ شود۔ منہ

عراہ من الشبهات، فہا أنا قائم لمواساتہ کالإخوان، وألّبی دعوتہ تلبیۃ خائف علی ضجیع العطشان، وسأروی غلتہ بزلال البرہان وأصفی البیان. وأما النصیحة التی ہی منی بمقتضی المحبة وإخلاص الطویۃ، فہی أن لا ینہض أحد علی خلافی إلا بصحة النیۃ، والذی یبارینی طالباً للنصوص والحجج والأدلة، أو مُصرّاً علی طلب الآی والخوارق السماویۃ، فعلیہ أن یرفق عند المسألة، ویراعی دقائق التقویٰ والہون والتؤدۃ، ولا یخرج من الأدب وحسن المخاطبة. فإنہ من عارض أهل الحق

دور کرے۔ سو میں اس کی غم خواری کے لئے بھائیوں کی طرح کھڑا ہوں۔ اور میں اس کی دعوت کو اس طرح قبول کرتا ہوں جیسا کہ ایک شخص پیاسے کی فریاد سے ڈر کر جلد تر اس کو جواب دیتا ہے اور میں عنقریب دلیل کے آبِ زلال سے اس کی پیاس کو بجھاؤں گا اور بیان کے مصفاً پانی کے ساتھ اس کو سیراب کروں گا۔ مگر میری طرف سے اخلاص دل کے ساتھ یہ نصیحت ہے کہ کوئی شخص بجز صحت نیت کے اس کام کے لئے کھڑا نہ ہو اور جو شخص میرے مقابلہ پر اس غرض سے آوے کہ تا مجھ سے نصوص اور دلائل طلب کرے یا آسمانی نشانوں کا مطالبہ کرے۔ پس اس پر لازم ہے کہ نرمی کے ساتھ سوال کرے اور تقویٰ اور آہستگی کے دقائق کی رعایت رکھے اور ادب اور حسن مخاطبت سے باہر نہ جائے کیونکہ وہ شخص جو ان لوگوں کا مقابلہ کرتا ہے۔

ایک جہت نغمساریش چوں برادران ایستادہ ام۔ وبانگ ویراچوں شخصے بگوش قبول می شنوم کہ تشنہ جان بلب را دیدہ و فریادش شنیدہ بتمترزودی جانیش می رود و پنجنین من نیز ہم تشنہ طلب حق را زلال راستی میدہم و با آب صافی بیان سیرابش می کنم ولیکن از روئے اخلاص نصیحت می کنم کہ هیچ نفس رانمی باید کہ بغیر درستی نیت اقدام این امر بنماید و برابر من بایستد تا در بارہ نصوص و دلائل مسئلت بکنند یا نشان آسمانی را باز بہ بیند بلکہ لازم کہ بر وفق و لطف و صحت نیت پیرسد و آداب تقویٰ و تانی را نگہدارد و از حد ادب و گفتار نیکو بیرون نرود۔

جو حق پر اور اہل اللہ ہیں اور اس بندہ کی مخالفت اختیار کرتا ہے جو خدا سے تائید یافتہ ہے۔ پس اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص ایک بیشہ میں اس غرض سے داخل ہو کہ تا ایک شیر کو شکار کرے حالانکہ شکار کرنے کے لئے کوئی طیاری اس نے نہیں کی اور نہ کوئی ایسا ساز و سامان اس کے پاس ہے اور شیروں کا شکار کرنا مشکل ہے اگرچہ لشکروں کے ساتھ ہو اور خدا کے شیر کیونکر شکار کئے جائیں ان کی تو بڑی شان ہے اور کوئی ان کے مقابل پر بجز بد بخت یا اندھے کے نہیں آتا اور خدا پر وہ افترا باندھتا ہے جو بد بخت ترین خلاق ہو اور راستباز کی وہ تکذیب کرتا ہے جو شیطان کا بھائی ہو اور بہ تحقیق مجھ سے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور گواہیاں قائم ہوئی ہیں مگر میں اس ملک کے اکثر مولویوں کو دیکھتا ہوں کہ انکار کے بعد اقرار کرنا ان پر بھاری ہو گیا ہے اور یہ ان کا طریق ہے کہ جب کوئی ان میں سے ایک مرتبہ غلطی کر بیٹھتا ہے

واہل القدوس القدیر، وخالف عبدًا
أُیّد من الربّ النصیر، فمثله كمثل
رجل ولج غابة لیصطاد قسورة، وما
أعدّ له عدّة، وإنّ صید الأسود ولو
بالجنود أمر عسیر، فكیف اصطیاد
آساد اللّٰه فإن لهم شأن كبير،
لا یباریهم إلا شقی أو ضریر. ولا
یفتري على اللّٰه إلا أشقی الناس، ولا
یكذب الصّدیق إلا أخ الخناس، وقد
ظهرت منی الآیات، وقامت
الشهادات، ولكنی أرى أكثر علماء
هذه الدیار قد كبر علیهم الإقرار
بعد الإنكار، وقد جرت سنتهم أن
أحدا منهم إذا غلط فی الإفتاء

چہ آنکہ با اہل حق و مردان خدا پنچہ کند و بایاوری یافتہ پروردگار پیکار و زرد چوں شخصے می باشد کہ برائے پنچیر زدن شیر در بیشہ رود حال آنکہ ہیچ ساز و برگے برائے مقابلہ شیراں مہیا نکرده و نہ اسلحہ جنگ با خود داشته و ہر گاہ کہ استعدادے ہم جہت صید شیر مہیا نکرده است۔ پس چگونہ جرأت میکند و صید شیراں بیشہ با سپاہ و لشکر ہم کارے دشوار است۔ پس شیراں خدا را کہ شانے شگرف میدارند چگونہ افگندن شان آسان باشد۔ و ہیچ کس بجز سیاہ بختے نمی پسندد کہ بمقابلہ ایں چنین شیراں بایستد و دروغ بر خدا بستن را جز بدترین مردم ہیچ کس روانی دارد و غیر از برادر اہرمن تکذیب راستان نمی کند۔ ہر آئینہ از من نشانہا صادر شدہ و گواہیہا بروئے کار آمدہ اما بسیارے از مولویان ایں بلاد اند کہ اقرار بعد از انکار برانہا خیلے گران است۔ و شیوہ شان آنکہ

اور خطا کے گڑھے میں گر جاتا ہے تو یہ اس کو ایک مشقت دکھائی دیتی ہے کہ پھر راہ راست کی طرف رجوع کرے اور عقل مندوں کی راہ اختیار کر لے یا اپنی لغزش پر کچھ ندامت پیدا ہو۔ پس ان پر افسوس کہ وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور جانتے ہیں کہ اس کی نظر کے نیچے ہیں اور خدا تعالیٰ کی آنکھ ان کی دید بانی کر رہی ہے خدا تعالیٰ کے نشان دیکھ کر پھر ایسے ہوتے ہیں کہ گویا کچھ نہیں دیکھا اور ہر ایک برس آزمائے جاتے ہیں اور پھر توبہ نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ کی حجت ان پر پوری ہو گئی اور وہ نہیں ڈرتے اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ اپنے اس رسالہ میں بعض وہ نشان لکھوں جن کو خدا تعالیٰ نے شبہات کے دور کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے تا شاید اس سے اہل ایمان نفع اٹھائیں۔

وهوى فى وهدة الأخطاء، فشق عليه إلى آخر عمره أن يرجع إلى الصواب وينتهج مهجة أولى الألباب، أو يغنى عنه الندم بعد ما زلت القدم، فيا حسرة عليهم. إنهم لا يتقون الله ويعلمون أنهم بمرآه وترئهم عينا، يرون آى الله ثم لا ينظرون. ويؤلمون كل عام ثم لا يتوبون، وقد تمت حجة الله عليهم ثم لا يخافون. وإنى أرى أن أكتب فى رسالتى هذه بعض الآيات التى أظهرها الله لإزالة الشبهات، لعل الله ينفع بها بعض الصالحين والصالحات من المؤمنين.

ہر گاہ از اناں یکے را خطائے سر برزند و در مغاک خطا بسر در افتد و باز براو سخت دشواری گردد کہ میل براہ راست بیار دیا پے خرد مندان را بگیر دیا اقلًا بر لغزش خود کف پشیمانی بمالد۔ وائے بر انہا کہ باک از خدا ندارند و نیک میدانند کہ اومی بیند و دیدہ اش دید بانی انہامی کند۔ نشانہائے خدا را می بینند و باز چنناں وانمایند کہ چیزے ندیدہ اند۔ و ہر سال ابتلائے بر سر انہا دارد آید و باز نمی آیند۔ حجت خدا بر انہا تمام شد و لے نمی ترسند۔ و من اکنون قرین مصلحت می بینم کہ دریں رسالہ بعض نشانہائے خود را ترقیم بکنم۔ شاید بعض طالبان حق را نفع بخشد۔

فمنہا أن اللہ تعالیٰ بعثنی علی
 رأس المائة، وأرسلنی عند غلبة أهل
 الصلبن وشیوع سمر الکفارة،
 وأمرنی عندما استعرت جمرهم
 وعلا أمرهم، وتقصّت قسوسهم علی
 العامة، وفتحوا أبواب الارتداد علی
 وجوه الفجرة، وحرکوا صفائحها
 بأهوية الإباحة، وتراءت فتن مُهلكة
 وظهر هول القيامة، ووهب لی لكسر
 الصليب معرفة لا یوجد نظیرها
 فی أحد من اهل السمة، وإن کتبی
 شهادة قاطعة علی هذه الخصوصية،
 وقد أفحمت بها حُماة النصرانية،

سوان نشانوں میں سے ایک نشان یہ ہے
 کہ خدا تعالیٰ نے صدی کے سر پر مجھے مبعوث
 فرمایا ہے اور صلیبی مذہب کے غلبہ کے وقت
 مجھے بھیجا ہے اور مجھے اس وقت مامور کیا ہے
 جب کہ عیسائی مذہب کے حامیوں کے کونکے
 بشدت بھڑک گئے اور ان کا کام اونچا ہو گیا اور
 ان کے پادری عامۃ الناس پر ٹوٹ پڑے اور
 بد فعل لوگوں پر مرتد ہونے کے دروازے کھول
 دیئے اور ارتداد کے تختوں کو اباحت کی ہواؤں
 کے ساتھ ہلا دیا اور ہلاک کرنے والے فتنے
 ظاہر ہو گئے اور ہول قیامت برپا ہوا۔ اور
 خدا تعالیٰ نے مجھے کسر صلیب کے لئے وہ
 معرفت عطا فرمائی کہ اس کی نظیر دوسرے
 مسلمانوں میں پائی نہیں جاتی اور میری کتابیں اس
 خصوصیت پر شہادت قاطعہ ہیں اور ان سے میں
 نے نصرانیت کے حامیوں کا منہ بند کر دیا ہے۔

از ان جملہ نشانے است کہ خداوند بزرگ مرا بر سر صد برپا فرمود۔ و در وقت غلبہ صلیب مرا
 فرستاد و مرا در چین و قے مامور کرد کہ زغال حامیان صلیب نیک برافروخت و کارشاں بلندی
 گرفت و کشیشان انہا بر حامیان دین تاختند و بر روی فسق نشان درہائے ارتداد باز کشودند و
 رسن بے قیدی و اباحت را خیلے دراز نمودند و فتنہ ہائے بہر جانمودار شدند و ہنگامہ رستخیز پدیدار شد۔ و
 خداوند عالمیان جہت شکستن صلیب مرا معرفت کرامت فرمودہ کہ نظیرش در غیر من محال است۔
 در مخصوص ایں باب کتب من شہادت قاطعہ می باشند۔ بواسطہ آں کتب زبان و دہان نصرانیان۔

فما استطاعوا أن يأتوا بالمعاذير
 المعقولة أو ينقصوا أحدًا من الأدلة.
 وکان وقتی هذا وقت كانت العيون
 فيها مُدَّت إلى السماوات من شدة
 الكربة، بما أضلّ الناس أهل الدجل
 بكل ما أمكن لهم من الأطماع
 والاختضاع والخديعة. ثم مع
 ذالك كثر التشاجر في هذا الزمان
 بين الأمة، وما بقى عقيدة إلا وفيه
 اختلاف ونزاع في الفرق الإسلامية،
 واقتضت الطبائع حَكَمًا ليحكم
 بالعدل والصفة، فحَكَمَنِي رَبِّي
 وأراد أن يرفع إليّ مشاجراتهم

پس وہ لوگ کوئی عذر معقول پیش نہیں کر سکتے
 اور نہ کسی دلیل کو توڑ سکتے ہیں اور میرا وقت
 ایک ایسا وقت تھا کہ نہایت بے قراری سے
 آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ کیونکہ
 اہل دجل نے جہاں تک ان کے لئے ممکن تھا
 طمع اور دھوکہ دینے سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔
 پھر باوجود اس کے اس زمانہ میں مسلمانوں
 میں نہایت درجہ کا اختلاف واقع ہے اور کوئی
 ایسا عقیدہ باقی نہیں رہا جس میں مسلمانوں
 کے فرقوں میں اختلاف اور نزاع نہ ہو اور
 لوگوں کی طبیعتوں نے ایک حکم چاہا جو عدل
 اور انصاف سے فیصلہ کرے سو خدا تعالیٰ نے مجھے
 حکم مقرر فرمادیا تاکہ ان کے اختلافات کے

را یکسر بر بستہ ام و در قدرت انہا نمائندہ کہ عذرے معقول در پیش آرند یا جتے را از حجت ہائے من بر شکند۔ و
 این وقت و قتی بودہ کہ دیدہ ہا از بس بے تابی منتظر آن بودند۔۔۔ زیرا کہ اہل دجل و فریب ہر قدر ممکن بود
 از راہ فریب و آفرزائی مردم را از راہ بردند۔ علاوہ ازاں در این زمان خود در میانہ فرقہ ہائے اہل اسلام
 جنگ و جدل و دار و گیر و پیکار از پایان درگزشہ عقیدہ نمائندہ کہ در نزد فرقہ از فرق اسلام اختلاف و نزاع
 دران نباشد۔ لاجرم طبیعت ہا بصد جان حکمے را آرزو کردند کہ بعدل و نصفت در میانہ ایں ہمہ اختلافات
 نور را از ظلمت ممتاز سازد لہذا خداوند بزرگ مرا حکم مقرر فرمود تا مراعہ ہمہ قضیہ ہائے اختلافات

وَأَقْضَىٰ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَالْمَعْدِلَةِ. إِنَّ
فِي هَذَا آيَةٍ لِّقَوْمٍ مُّتَفَكِّرِينَ بَلْ هِيَ مِنْ
أَعْظَمِ آيِ اللَّهِ عِنْدَ حَزْبٍ مُّتَدَبِّرِينَ.

وَمِنْ آيَاتِي أَنَّهُ تَعَالَىٰ وَهَبَ لِي
مَلَكَةً خَارِقَةً لِلْعَادَةِ فِي اللِّسَانِ
الْعَرَبِيَّةِ، لِيَكُونَ آيَةً عِنْدَ أَهْلِ الْفِكْرِ
وَالْفِطْنَةِ. وَالسَّبَبُ فِي ذَلِكَ
أَنِّي كُنْتُ لَا أَعْلَمُ الْعَرَبِيَّةَ إِلَّا
طَفِيفًا لَا تُسَمَّى الْعِلْمِيَّةُ، فَطَفِقَ
الْعُلَمَاءُ يَقْعُضُونَ وَيَكْسِرُونَ عُودَ
خَبْرِي وَمُخْبِرَتِي، وَيَتَزَرَّوْنَ عَلَيَّ
عِلْمِي وَمَعْرِفَتِي، لِيُيَسِّرُوا الْعَامَّةَ
مَنِي وَمِنْ سُلْسَلَتِي. وَشَهَرُوا

﴿۲۰﴾

مقدمات میری طرف رجوع کئے جائیں اور
میں ان کا فیصلہ کروں۔ اور اس میں فکر کرنے
والوں کیلئے نشان ہے بلکہ تدبیر کرنے والوں
کے نزدیک یہ سب نشانوں سے بڑا نشان ہے۔

اور میرے نشانوں میں سے ایک یہ ہے
کہ خدا تعالیٰ نے عربی زبان میں ایک ملکہ
خارق عادت مجھے عطا فرمایا ہے تاکہ فکر کرنے
والوں کے لئے وہ نشان ہو اور اس کا سبب یہ
ہے کہ میں بجز اندک اور حقیر شد بود کے جس
کو علیت نہیں کہہ سکتے عربی نہیں جانتا تھا۔
پس علماء نے میرے علم کی لکڑی کو خم دینا اور
توڑنا چاہا اور میرے علم کی عیب گیری اور نکتہ چینی
شروع کی تاکہ عوام کو مجھ سے اور میرے سلسلہ
سے بیزار کر دیں اور اپنی طرف سے یہ

﴿۲۰﴾

شأن در پیش من بشود و من قول فیصل در بارہ آناں امضا بکنم۔ در ایں نشانے است جہت آناں کہ اندیشہ
کنند بلکہ نزد کسانے کہ فکر مے کنند نشانے بزرگتر ازین نیست۔

واز جملہ نشانہا این است کہ خداوند کریم مرا مہارتے فوق العادہ در زبان عربی کرامت فرمودہ تا اہل فکر و
زیرکی را نشانے بزرگ باشد۔ اصل راز آنکہ من از لسان عرب جز از مایہ اند کے کہ براں لفظ علم راست نمی آید
در دست نہاشتم۔ و علمائے ایں بلاد در دنبال آں برآمدند کہ چوب علم مرا نمانند و بشکند و علم مرا عرضہ خردہ گیری
ساختن گرفتند بقصد آنکہ درد لہائے عامہ مردم از من و از طریق من بیزاری پیدا کنند و باواز دہل نعرہ ہا زدند

﴿۲۰﴾

<p>شہرت دے دی کہ یہ شخص عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتا اور اس سونے میں سے ایک ریزہ کا بھی مالک نہیں۔ پس میں نے جناب الہی میں دعا کی کہ وہ مجھے اس زبان میں کامل کرے اور اس کی بلاغت فصاحت میں مجھے بے نظیر بنادے اور میں نے نہایت عاجزی اور تضرع سے اس دعا میں الحاج کیا اور جناب الہی میں گرا اور گر گڑا اور صدق ہمت اور اخلاص جان اور کوشش بلیغ کے ساتھ اس سوال کو بار بار جناب الہی میں کیا۔ پس دعا قبول کی گئی۔ اور جو میں نے چاہا تھا وہ مجھے دیا گیا۔☆ اور عربیت کے</p>	<p>من عندهم أن هذا الرجل لا يعلم صيغة من هذه اللسان، ولا يملك قراضة من هذا العقيان. فسألت الله أن يُكَمِّلَنِي فِي هَذِهِ اللَّهْجَةِ، وَيَجْعَلَنِي وَاحِدَ الدَّهْرِ فِي مَنَاهِجِ الْبَلَاغَةِ. وَأَلَحْتُ عَلَيْهِ بِالْإِبْتِهَالِ وَالضَّرَاعَةِ، وَكَثُرَ إِطْرَاحِي بَيْنَ يَدَيِ حَضْرَةِ الْعِزَّةِ، وَتَوَالِي سَوَالِي بِجَهْدِ الْعِزِيمَةِ وَصَدَقَ الْهَمَةُ، وَإِخْلَاصُ الْمَهْجَةِ. فَأُجِيبَ الدُّعَاءَ وَأَوْتِيتُ مَا كُنْتُ أَسْأَلُ، وَفُتِّحَتْ لِي</p>
<p>☆ آثار اور اخبار میں تواتر سے یہ بات آچکی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معبود کا وجود حقیقت عیسویہ اور ماہیت محمدیہ سے مرکب ہے کوئی جز اس کا</p>	<p>☆ قد جاء في الآثار وتواتر في الاخبار ان المسيح الموعود والمهدي المعهود قد رُكِبَتْ نَسْمَتُهُ مِنَ الْحَقِيقَةِ الْإِسْوَئِيَّةِ وَالْهَوِيَّةِ الْمَحْمُودِيَّةِ. شَطْر</p>
<p>کہ ایں کس از لسان عرب نابلد محض مے باشد و ازیں زر ریزہ را ہم در دست ندارد۔ ناچار از جناب الہی درخواستم کہ مرا مہار تے در ایں لسان کرامت بفرماید۔ و در فصاحت و بلاغت مرا یگانہ زمانہ بسازد۔ و در ایں دعا سوز و گداز و درد و نیاز را از حد درگزرانیدم و برخاک آستانہ اش برو فدام۔ و از صدق ہمت و عزم صمیم ایں مسئلت را پیاپے عرض کردم تا آنکہ دُعَائے من بموقع قبول جا گرفت و آنچه خواستم مرا دادند☆۔ و دُر ہائے</p>	<p>☆ در آثار و اخبار تواتر اذکور است کہ وجود مسیح موعود و مہدی معبود از حقیقت عیسویہ و ماہیت محمدیہ ترکیب و تخییر یافتہ است۔</p>

<p>أبواب نوادر العربية واللطائف الأدبية، حتى أمليت فيها رسائل مبتكرة وكتبا محبرة، ثم</p>	<p>نوادر اور لطائف ادب کے دروازے میرے پرکھولے گئے یہاں تک کہ میں نے عربی میں کئی نو طرز رسالے اور بلاغت سے آراستہ کتابیں تالیف کیں۔ پھر</p>
<p>من ذالك وشطر من هذا. والبعض لبعض آخر حاذا. وروحانيتهما سارية في وجوده. بل انما هي نار وقوده. ظهر تافيه على طور البروز. وهما بوجوده كالسر المرموز. وكان من الشيون المحمدية بلاغة الكلام. كما اشار اليه اعجاز كلام الله العلام. فاعطى منه حظ للمسيح الموعود. ليدل على الظلية واتحاد الوجود. لئلا يكون طبيعته فاقدة لهذا الكمال. فان الحرمان لا يليق بشان الظلال. فوجد غضا طريا من هذه الشجرة الطيبة. وغمره ماء ظلية النبوة كما</p>	<p>اور کوئی جز اس کا اس میں موجود ہے اور بعض بعض کے مقابل پر واقع ہیں اور دونوں کی روحانیت اس کے وجود میں سرایت کرنے والی ہے بلکہ وہ روحانیت اس کے ہیزم کی آگ ہے اور دونوں اس میں بطور بروز ظاہر ہوئی ہیں اور اس کے وجود کا وہ بھید ہیں اور محمدی نشانوں میں سے ایک بلاغت تھی جیسا کہ قرآن شریف اس کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔ پس مسیح موعود کو ظلی طور پر وہ نشان عطا کئے گئے تاکہ اس کی طبیعت اس کمال سے خالی نہ ہو کیونکہ محروم ہونا ظلل کی شان سے بعید ہے۔ پس مسیح موعود نے اس پاک درخت سے تازہ و تر میوہ پایا اور نبوت کی ظلیت نے اس کو اپنے پانی میں ڈھانک لیا جیسا کہ امت کے کاملوں کی شان ہے اور اسی طرح اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کمالات بطور ورثہ</p>
<p>لطف عربیت و نوادرش بروئے من باز کردند۔ چنانچہ رسالہ ہائے چند بطرز نو و پُر از فصاحت در لسان تازی تالیف دادم</p>	<p>پارہ ازیں و بہرہ ازاں دروے موجود۔ پارہ با پارہ در برابر ایستادہ و روحانیت ہر دو بوجودش در گرفتہ بلکہ آں روحانیت ہیزم آتش اوست و آں ہر دو بروز آدروے ظاہر دراز نہان وجوداوی باشند۔ واز نشانہائے محمدی شان بلاغت ہم بودہ چنانچہ اعجاز قرآن کریم اشارہ بہ آں کردہ است۔ پس</p>

<p>عرضتها على العلماء وقلت يا حزب الفضلاء والأدباء! إنكم حسبتموني أميًّا ومن الجهلاء،</p>	<p>میں نے اس ملک کے علماء پر وہ کتابیں پیش کیں اور کہا کہ اے فاضلو اور ادیبو! تمہارا میری نسبت یہ گمان تھا کہ میں اُمّی اور جاہل ہوں</p>
<p>هو شان الكمل من الامة. وكذا لك وجد ارثا من كمالات ابن مريم عليه سلام الله و على نبينا الذي جعله الله اشرف واكرم. ولما كانت حقيقة المسيح الموعود معمورة في الحقيقتين المذكورتين. ومضمحلة متلاشية فيهما ومنعدم العين ومستتعبة لصفاهما في الدارين. غلب عليها اسمهما ولم يبق منها اسم ورسم في الكونين. وانعدم المغلوب وبقى فيه اسم الغالب و تقرر له في السماء اسم هذين المباركين. هذا ما اوقعه الله في بالي. و تلقاه حدسي و فراستي من لدن ربي لا كمالي. واما</p>	<p>پائے۔ ان پر اور ہمارے نبی پر سلام ہو۔ اور جبکہ مسیح موعود کی حقیقت ان دونوں مذکورہ حقیقتوں میں غرق تھی اور ان میں مضحل اور متلاشی تھے اور ان کی صفتوں کے پیرو تھے اس لئے ان دونوں برگزیدوں کا نام اس پر غالب ہوا اور اس کا اپنا نام و نشان کچھ نہ رہا اور مغلوب معدوم ہو گیا اور غالب کا نام رہ گیا۔ اور اس کے لئے آسمانوں پر ان دونوں مبارکوں کے نام رہ گئے۔ یہ وہ سر ہے جس کو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے میری فراست نے اس کو قبول کیا۔ مگر وہ امر جو مسلمانوں</p>
<p>و درپیش علماء ایں بلاد عرض نمودم و گفتم اے فضلاء و ادبا شما نسبت بمن گمان داشتید کہ من مرد جاہل و اُمّی ہستم۔</p>	
<p>مسیح موعود را ظلّاً تشریف آن شان عطا فرمودند تا او۔۔۔۔۔ ازین کمال محروم ننماد۔ زیرا کہ حرمان شایاں شان اظلال نمی باشد۔ آخر مسیح موعود از اں درخت۔۔۔ میوہ تازه و تریافت وظلّیت نبوت در آب خود غوطہ برداد چنانچہ شان کا ملان امت بودہ است۔ منہ</p>	<p>مسیح موعود را ظلّاً تشریف آن شان عطا فرمودند تا او۔۔۔۔۔ ازین کمال محروم ننماد۔ زیرا کہ حرمان شایاں شان اظلال نمی باشد۔ آخر مسیح موعود از اں درخت۔۔۔ میوہ تازه و تریافت وظلّیت نبوت در آب خود غوطہ برداد چنانچہ شان کا ملان امت بودہ است۔ منہ</p>

والأمر كان كذلك لولا التأييد من حضرة الكبرياء، فالآن أُيدت من الحضرة، وعلمنى ربى من لدنه بالفضل والرحمة، فأصبحت أديباً ومن المتفردين. وألفت رسائل فى حلل البلاغة والفصاحة، وهذه آية من ربى لأولى الألباب والنصفة، وعليكم حُجّة الله ذى الجلال والعزّة. فإن كنتم من المرتابين فى صدقى وكمال لسانى، والمتشككين فى حسن بيانى وتبيانى، ولا تؤمنون بآيتى

میں مشہور اور حدیثوں میں کئی مرتبہ اس کا ذکر آیا ہے وہ درحقیقت کشفی کلمے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے تھے۔ ان کی تاویل میں بعض لوگوں نے غلطی کھائی ہے اور ان کو ان کے ظاہر پر حمل کر بیٹھے اور اس میں خطا کی اور اب حق ظاہر ہو گیا اور طالبوں کے لئے راہ راست نمودار ہو گیا۔ منہ

بہارِ نبویہ

العقيدة التى هى مشهورة بين المسلمين وسمعتوها ذات المزار من المحدثين. فانما هى كلم كشفية خرجت من فم خير المرسلين. و اخطأ فيهما بعض المتولين. و حملوها على ظواهرها و كانوا فيه خاطئين. والآن حصص الحق و تراى الصراط لقوم طالبين. منه

بہارِ نبویہ

و درحقیقت ہم چنین بودم اگر فضل و رحمت خدا دست مرا نمی گرفت۔ اینک اکنون تائید ایزدی پشت مرا بکوفت و از محض فضل و کرم از خود مرایا موخت۔ چنانچہ اکنون ادیبے یگانہ گردیدم و کتبے چند کہ از فصاحت و بلاغت مشحون اند تالیف و چاپ کردم۔ و ایں نشانے است سترگ از برائے خرد دوران و دانشمندان و ہم از خدا جتے بر شما است۔ و اگر نسبت بکمال ادب و راستی من هنوز در پندار دگمان استید

ایمان نہیں اور گمان کرتے ہو کہ میں کاذب ہوں۔ پس تم بھی کوئی ایسی کتاب بنا کر لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم حق پر ہو گے جیسا کہ تمہارا گمان ہے۔ پس خدا تعالیٰ ضرور تمہاری عزت ظاہر کرے گا اور غالب ہو گے اور تمہیں کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ پھر بعد اس کے کوئی عتاب کرنے والا تمہیں عتاب نہیں کرے گا اور کوئی مخاطب عیب گیری پر قادر نہیں ہوگا اور لوگ یقین کر لیں گے کہ تم امین اور صالح ہو۔ اور اگر تم بیعت قتل علم اور عقل کے مقابلہ کی قدرت نہیں رکھتے۔ پس اٹھو اور ان لوگوں کو بلا لو جو تحریر اور تقریر میں تم میں مشہور ہیں اور ادیب ہونے میں شہرت رکھتے ہیں اور میں نے ایسا امر تم پر پیش کیا ہے جس میں سچے کی عزت اور جھوٹے کی ذلت ہے

هذه وتحسبونها هذيانى، وتزعمون أنى فى قولى هذا من الكاذبين فأتوا بكتاب من مثلها إن كنتم صادقين. وإن كان الحق عندكم كما أنكم تزعمون، فسيُبدى الله عزّتكُم ولا تُغلبون ولا ترجعون كالحاسرين، فلا يُعاتبكم بعده مُعاتب، ولا يزدريكم مُخاطب، ويستيقن الناس أنكم من الأمناء ومن الصالحين. وإن كنتم لا تقدرون عليه لقلّة العلم والذّهاء، فانهضوا وادعوا مشهورين منكم بالتكلم والإملاء، والمعروفين من الأدباء. وإنى عرضت عليكم أمرا فيه عزة الصادق وذلة الكاذب،

﴿۲۱﴾

و بیان و تبیان مرا پنچشم انکار می ببید و بایں نشان من ایمان نمی آرید۔ و این را ہر زہ درائی و ژاژ خائی برمی شمارید لازم کہ کتابے مثل آں بیارید اگر بویئے از راستی دارید۔ و اگر شماراست استید بروفق آنچہ می پندارید البتہ خدا دست شمارا بالا کند و بزرگی شما پدیدار گردد و دوزیا نے بشمانہ رسد و پس از ان ہیچ کونہندہ شمارا نفرین کند و مخاطبے در پئے خوردہ گیریء شما نشود۔ و مردم خواہند دانست کہ شما در حقیقت امانت گزار و راست کار ہستید۔ و اگر شما بہ سبب قتل علم و عقل مرد میدان مقابلہ نیستید بر خیزید و آں مردمان را جمع آرید کہ در تحریر و تقریر از میانہ شما سر بر آورده و نامی می باشند و بر ادب ناز ہا دارند۔ و من امرے در پیش شما اظہار کردم کہ باعث بر عزت صادق و ذلت کاذب خواہد بود

﴿۲۱﴾

وسینال الکاذبین خزئ و نصب من العذاب اللازب، فاتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین۔ فما کان لهم ان یأتوا بمثل کلامی او یتوبوا بعد إفحامی، وظهرت علی وجوہهم سواد وقحول، وضممر وذبول، وغشیهم حین وإحجام، وجہلوا کل ما صلفوا ولم یبق لهم کلام۔ وجاءنی حزباً منهم تائبین، وکثیر حق علیهم ما قال خاتم النبیین علیہ الصلاة والتحيات من رب العالمین۔ ثم اعلموایا حزب السامعین۔ إن هذه آية استفدته من روحانية خیر المرسلین بإذن الله رب العالمین۔ وقال السفهاء من الناس إنه دعوی اور جو جھوٹے ہیں ان کو ذلت اور لازمی عذاب پہنچ رہے گا۔ پس اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ مگر ان لوگوں نے نہ تو میری کلام کی نظیر پیش کی اور نہ اپنے انکار سے باز آئے۔ اور ان کے منہ پر سیاہی اور خشکی اور لاغری اور گدازش ظاہر ہو گئی اور نامرادی اور پیچھے ہٹنا ان کے لاحق حال ہو گیا اور تمام لاف و گزاف کو بھول گئے اور کلام کرنے کی جگہ نہ رہی اور بہتوں نے توبہ کی اور بہتوں پر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صادق آیا۔ پھر اے سننے والو یہ بھی یاد رکھو کہ میں نے اس نشان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے لیا ہے اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوا۔ اور بعض نادانوں نے کہا کہ یہ دعویٰ قرآن کے

وکاذب زودرسوائی ورنج لازم خواهد دید۔ اگر شمع از ایمان دار ید از خدا برتر سید۔ ولے با این ہمہ نہ نظیرے در برابر کلام من آوردند و نہ از انکار و اصرار دست باز داشتند۔ و سیاہی و لاغری و گدازش بر روئے شاں آشکار شد و بددلی و پس نشستن لاحق حال شاں گشت و ہمہ لاف و گزاف از یاد رفت و جائے سخن نماند۔ آخر بسیارے باز آمدند و بر بسیارے قول حضرت سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) صادق آمد۔ بر سامعین پوشیدہ نماند کہ من ایں نشان را از روحانیت حضرت رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) بدست آورده ام۔ و ایں ہمہ باذن الله بر روئے کار آمدہ۔ بعضے از نادانان گفتند این چنین دعویٰ مشابہت با دعویٰ قرآن دارد۔ لہذا از حسن ادب

یضامی دعویٰ القرآن، فهو بعيد من حسن الأدب والإيمان. وما هو إلا قول الذين ما عرفوا حقيقة الولاية، وأعتراهم ظلام العمية والغواية. وقد سبق البيان من أن الكرامات ظلال باقية للمعجزات، وموجبة لزيادة البركات، وتجد السنة والكتاب مبينين لهذه المسألة، وشاهدين على هذه الواقعة. ولا تجد من يُخالِفها إلا غويًا من العامة، فإن أبصار العامة لا تبلغ الحقائق ويعمأ عليهم دقائق الشريعة، فيحسبون في كمالات الولاية كسر شأن النبوة، مع أن الأمر

دعوی سے مشابہ ہے۔ اس لئے یہ حسنِ ادب اور ایمان سے دور ہے۔ مگر یہ ان لوگوں کا قول ہے جن کو ولایت کی حقیقت پر اطلاع نہیں اور نابینائی کا اندھیرا ان کے طاری حال ہو رہا ہے اور ہم پہلے اس سے ذکر کر چکے ہیں کہ کرامات معجزات کا دائمی سایہ ہے اور برکات نبوت کے زیادہ ہونے کا موجب ہیں اور توسنت اور قرآن کو اس مسئلہ کے بیان کرنے والے پائے گا اور اس واقعہ پر گواہ دیکھے گا۔ اور ہرگز ایک گمراہ اور عاصی آدمی کے اور کوئی شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ عام لوگوں کی آنکھیں حقیقتوں تک نہیں پہنچتیں اور دقائق شریعت ان پر چھپے رہتے ہیں اس لئے وہ لوگ ولایت کے کمالات میں نبوت کی کسرِ شان دیکھتے ہیں باوجودیکہ اہل معرفت

وطریق ایمان دور است۔ اما ایس گفتار نا بلدان کو چہ معرفت و شہر ان تاریک نہاد است۔ قبل از مذکور گردیدہ است کہ کرامات سایہ دائم غیر منفکہ معجزات و موجب از دیاد برکات نبوت بودہ اند۔ وسنت و قرآن بیان شافی ایس مسئلہ را می کنند و گواہ عادل ایس واقعہ می باشند۔ و غیر از مرد عامی و گمراہ ہیچ کس را مجال انکار بر آں نہ چہ عوام بہرہ از ادراک حقائق نیافتہ اند و دقائق شریعت براوشاں مستور می مانند۔ از اینجا است کہ انہا در کمالات ولایت کسر شان نبوت گمان مے برند حال آنکہ اصحاب معرفت و

خلافہ عند اہل التحقيق والمعرفة . اور تحقیق کے نزدیک اصل امر اس کے برخلاف ہے۔
 ومن آیاتی الخسوف
 والکسوف فی رمضان، وقد فصلت
 فی رسالتی ”نور الحق“ هذا البرهان .
 وکنت لم أزل ینتابنی نصر اللہ
 الکریم إلى أن ظهرت هذه الآیة من
 ذالک المولی الرحیم . وکان
 مکتوبا فی الأحادیث النبویة أن هذه
 للمهدی وظهوره من الدلائل
 القطعیة، فالحمد لله الذی أجزل لنا
 طولہ وأنجز وعده وأتم قوله، وأری
 آیات السماء ویسر للطالبین طرق
 الاهتداء، وأظهر سناہ لمن أم
 مسالک هداه، وكشف الأمر لأولی
 النهی وأری الحق لمن یری،
 اور میرے نشانوں میں سے وہ خسوف اور
 کسوف ہے جو رمضان میں ہوا تھا چنانچہ میں اپنے
 رسالہ نور الحق میں اس کا مفصل بیان کر چکا ہوں
 اور مجھے ہمیشہ مسلسل طور پر خدا تعالیٰ کی مدد پہنچتی
 تھی یہاں تک کہ یہ نشان ظاہر ہوا۔ اور احادیث
 نبویہ میں لکھا ہوا تھا کہ یہ نشان مہدی اور اس کے
 ظہور کے لئے قطعی دلائل میں سے ہے۔ پس خدا
 تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اپنی بخشش کو ہم پر کمال
 تک پہنچایا اور اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے نشان
 دکھلائے اور طالبوں کے لئے ہدایت پانے کی راہ
 کھول دی اور اپنی روشنی کو راہ چلنے والوں کے
 لئے ظاہر کیا اور عقلمندوں کے لئے حقیقت امر
 کو کھولا اور دیکھنے والوں کو حق دکھلایا۔

اہل تحقیق اصل امر را برخلاف آں می بینند۔

واز جملہ نشانہائے من خسوف وکسوف است کہ در شہر رمضان واقع شد۔ و در رسالہ نور الحق مفصلاً
 ازاں ذکر کردیم۔ و متصلاً مرا از پروردگار یاری می رسیدہ است تا اینکه ایں نشان از خدا بظہور آمد۔ و در
 احادیث آمدہ کہ ایں نشان از دلائل قطعیہ ظہور مہدی و۔۔۔ وجود او باشد۔ خدا را شکر است کہ نعمتہائے
 خود را بر ما با تمام و اکمال رسانید۔ و وعدہ را ایفا و نشان ہا را ظاہر کرد و راہ جو یاقین ہدایت باز فرمود و
 قاصدان راہ خود را چراغ فراہ برداشت و جہت بخرد آں پردہ از روئے کار بکشود و بینندہ ہا را

و جرد آیه كالعصب الجراز لیفحم
كل من نهض للبراز ولیتم حجته علی
المنكرین. فإن ظن ظان أن ظهوری
عند سطوة النصرانیة، وعند سیل
الصلیب، وعلی رأس المائة، لیس
بدلیل قاطع علی أنني من الحضرة،
وكذلك إن زعم زاعم أن إملائی فی
اللسان العربیة وما حوت معرفتی من
اللطف الأدبیة، وكل ما أروضت
ثدی الأدب فی هذه اللهجة، لیس
بثابت أنها من آی الله ذی الجلال
والعزة، بل یجوز أن یکون ثمرة
المساعی المستورة المستورة، وأن
الأرض لا تخلو من کید الکائدين

اور اپنے نشانوں کو شمیر تیز کی طرح ننگا کیا تاہر
ایک شخص جو مقابلہ کیلئے کھڑا ہو اس کو لا جواب
کرے اور منکروں پر اپنی حجت پوری کرے۔
اور اگر کوئی یہ گمان کرے کہ غلبہ نصرانیت کے
وقت میں میرا ظاہر ہونا اور صلیب کی طغیانی کے
وقت میں اور نیز صدی کے سر پر میرا آنا اس بات
پر قطعی دلیل نہیں کہ میں جناب الہی کی طرف سے
ہوں اور اسی طرح اگر کوئی یہ گمان کرے کہ میرا
عربی کتابوں کا لکھنا اور لطائف ادبیہ کا بیان کرنا
یہ خدا کا نشان نہیں ہو سکتا اور جائز ہے کہ یہ
اپنی پوشیدہ کوششوں کا ثمرہ ہو۔ سو ایسا ظن
کرنے والا خوف کسوف میں کیا گمان کرے
گا۔ کیا یہ بھی انسانی مکر ہے یا خدا تعالیٰ

راستی وانمود و نشانہائے خود را چوں شمیر تیز برہنہ کرد تا ہر کہ پادر مقابلہ اش بيفشرد ز بانہش را از
کار بیندازد و بر منکرین اتمام حجت بنماید۔ اگر کسے گمان کند کہ ظہور من در ہنگام استیلائے
صلیب و غلبہ نصرانیت و ہم بروز من بر رأس صد دلیل قطعی بجهت آں نیست کہ من از قبل
خداوند تعالیٰ شانہ می باشم و ہم چنین اگر کسے بر زبان آورد کہ تالیف کتب عربیہ و بیان لطائف
ادبیہ کہ از دست من سرانجام پذیرفته نشانے از طرف خدا نمی باشد بلکہ احتمال دارد کہ ایں ہمہ

فَمَا رَأَىٰ هَذَا الظَّانَ الْعَسُوفَ فِي آيَةِ
الْخُسُوفِ وَالْكَسُوفِ. أَتَلْكَ كَيْدَ
الْإِنْسَانِ أَوْ شَهَادَةَ مِنَ اللَّهِ الْوَلِيِّ
الرُّؤُوفِ. وَأَمَّا تَفْصِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ كَمَا
وَرَدَ فِي كِتَابِ الْحَدِيثِ مِنْ آلِ خَيْرِ
الْمُرْسَلِينَ. فَاعْلَمُوا يَا حِزْبَ الْمُؤْمِنِينَ
الْمُتَّقِينَ أَنَّ الدَّارَ قُطْنِي قَدْ رَوَىٰ عَنْ
مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ مِنْ ☆ بَنِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ،
وَهُوَ مِنْ بَيْتِ التَّطْهِيرِ وَالْعَصْمَةِ وَمِنْ
قَوْمِ مُطَهَّرِينَ، قَالَ قَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَهُوَ مِنَ الْأَمْنَاءِ الصَّادِقِينَ. أَنَّ لِمَهْدِينَا
آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مِنْذُ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ، يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوَّلِ لَيْلَةٍ
مِنْ رَمَضَانَ. يَعْنِي فِي أَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ
لِيَالِي خُسُوفِهِ وَلَا يُجَاوِزُ ذَالِكَ

کی طرف سے ایک گواہی ہے۔

مگر اس نشان کی تفصیل جیسا کہ کتب حدیث میں
آل خیر المرسلین سے مذکور ہے۔ یہ ہے کہ دارقطنی
نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ

ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں کہ جب سے کہ
زمین و آسمان پیدا کئے گئے کبھی ظہور میں نہیں آئے
یعنی یہ کہ قمر کی پہلی رات میں اس کی تین راتوں
میں سے جو خسوف کیلئے مقرر ہیں خسوف ہوگا اور

﴿۲۲﴾

شمرہ مساعی مخفیہ بودہ باشد۔ در پاسخ این بدگمان مشکک می گوئیم کہ در بارہ خسوف و
کسوف چہ گمان می داری۔ آیا آں ہم از تدابیر مخفیہ انسانی است یا از قبل خدا گواہ
آسمانی۔ اما تفصیل این نشان از روئے کتب احادیث آنکہ دارقطنی از امام محمد باقر رضی
اللہ عنہ روایت کند کہ برائے مہدی ما دو نشان است کہ از آغاز آفرینش زمین و زمان
ہرگز پدیدار نشدہ و آن این است کہ قمر در شب اول از شب ہائے خسوف او کہ سہ شب
می باشد منخسف گردد۔ و این خسوف در رمضان واقع بشود و آفتاب در روز وسط

سورج کے تین دنوں میں سے جو اس کے کسوف کے لئے مقرر ہیں۔ بیچ کے دن میں کسوف ہوگا۔ اور یہ بھی اسی رمضان میں ہوگا۔

ایسا ہی بیہقی اور دوسرے محدثوں نے لکھا ہے اور صاحب رسالہ حشریہ نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ یہ کسوف خسوف رمضان میں ہوگا اور اس کے بعد مہدی مکہ میں شناخت کیا جائے گا اور بعض صالحین سے ایک یہ بھی روایت ہے کہ مہدی اس وقت پہچانا جائے گا کہ جب بہت سے نشان آسمان سے ظاہر ہوں گے۔

مگر اوائل امر میں اُس کی تکفیر اور

الاولان، ويقع في الشهر الذي أنزل الله فيه القرآن، وتنكسف الشمس في النصف منه. یعنی فی نصف من ایام کسوفها المعلومة عند أهل العرفان، فی ذالک الشهر المزمان. وأخرج مثله البيهقي وغيره من المحدثين. وقال صاحب الرسالة الحشرية، وهو في هذه الديار من مشاهير علماء هذه الملة، أن القمر والشمس ينكسفان في رمضان، وإذا انكسفا فيعرف المهدى بعده أهل مكة بفراصة يزيد العرفان. وفي روايات أخرى من بعض الصلحاء أن المهدى لا يُعرف إلا بعد آيات كثيرة تنزل من السماء، وأما في أول الأمر

﴿۲۲﴾

از روز ہائے کسوف او کہ سہ روز اند تیرہ گردد و این ہم در رمضان اتفاق افتد۔ وہم چنین بیہقی و محدثین دیگر آورده اند و صاحب رسالہ حشریہ کہ از مشاہیر علمائے ایں دیار است گوید ایں خسوف و کسوف در رمضان بشود و بعد از اں اہل مکہ مہدی را خواہند شناخت۔ و بعضے از صلحا بر آنند کہ مہدی بعد از ظہور کثرت نشانہا از آسمان شناختہ شود۔ و لے اولاً چارہ از ایں نہ کہ نسبت بہ وے فتویٰ تکفیر دہند و جل و تلخیص بہ او منسوب کردہ شود و در بارہ او آں ہمہ گفتہ شود آنچه کفار پیشین نسبت بہ انبیاء گفتہ اند

﴿۲۲﴾

والابتداء ، فَيُكَفَّرُ وَيُكَذَّبُ وَيُعْزَى إِلَى
الدَّجْلِ وَالتَّلْبِيسِ وَالْإِفْتِرَاءِ ، وَتُكْتَبُ
عَلَيْهِ فَتَاوَى الْكُفْرِ وَالْخُرُوجِ مِنْ
الشَّرِيعَةِ الْغَرَّاءِ ، وَيُقَالُ فِيهِ كُلُّ مَا قَالَ
الْكَافِرُونَ فِي الْأَنْبِيَاءِ . ثُمَّ تَوْضَعُ لَهُ
الْقَبُولِيَّةُ فِي الْأَرْضِ مِنْ حَضْرَةِ الْكَبْرِيَاءِ
فَلَا يَوْجَدُ أَثْنَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا
وَيَذْكُرُونَهُ بِالْمَدْحِ وَالشَّاءِ . ثُمَّ اَعْلَمُ أَنَّ
آيَةَ الْخُسُوفِ وَالْكَسُوفِ قَدْ ذَكَرَهَا
الْقُرْآنُ فِي أَنْبَاءِ قُرْبِ الْقِيَامَةِ ، وَإِنْ شِئْتَ
فَاقْرَأْ هَذِهِ الْآيَةَ وَكُرَّرْهَا لِإِدْرَاكِ هَذِهِ
الْحَقِيقَةِ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ
الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ ثُمَّ
تَدَبَّرْ بِالْخُشُوعِ وَالْخَشْيَةِ ، وَلَا يَذْهَبُ
فِكْرُكَ إِلَى أَنَّهُ مِنْ وَقَائِعِ الْقِيَامَةِ ،

و بعد از ان برائے وے قبولیت در زمین نہادہ شود حتی کہ دوقن اگر در جائے فراہم آیند مدح و ثنائے
او بر زبان برانند۔

مخفی نہاند کہ قرآن کریم خسوف و کسوف را از نشانہائے قرب قیامت قرار دادہ چنانچہ گوید **فَإِذَا
بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ** و معنی اش آن نہ کہ ایں نشان از واقعات
قیامت بودہ است زیرا کہ خسوف و کسوف کہ ایں جاندار کو راست بستہ بہ وجود ایں عالم است۔ چہ آں ناشی از

وَيَاكَ وَهَذِهِ الْخَطَا الَّذِي يُبْعَدُكَ
 مِنَ الْمَحَبَّةِ. فَإِنَّ الْخُسُوفَ الَّذِي
 ذَكَرْهُ هُنَا هُوَ مَوْقُوفٌ عَلَى وَجُودِ
 هَذِهِ النُّشْأَةِ الدُّنْيَوِيَّةِ، فَإِنَّهُ يَنْشَأُ مِنْ
 أَشْكَالٍ نِظَامِيَّةٍ، وَأَوْضَاعٍ مَقْرَرَةٍ
 مُنْتَظِمَةٍ وَيَكُونُ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَعِينَةِ
 وَالْأَيَّامِ الْمَعْلُومَةِ الْمَشْتَهَرَةِ. وَلَا يَدُ
 فِيهِ مِنْ رَجُوعِ النِّيرِينَ إِلَى هَيْئَتِهِمَا
 السَّابِقَةِ بَعْدَ خُرُوجِهِمَا مِنْ هَذِهِ
 الْحَالَةِ. وَأَمَّا الْآيَاتُ الَّتِي تَظْهَرُ عِنْدَ
 وَقُوعِ وَاقِعَةِ السَّاعَةِ فَهِيَ تَقْتَضِي
 فُسَادَ هَذَا الْكَوْنِ بِالْكُلِّيَّةِ،
 فَإِنَّهَا حَالَاتٌ لَا تَبْقَى الدُّنْيَا
 بَعْدَهَا وَلَا أَهْلَ هَذِهِ الدَّارِ الدُّنْيَا.

ہے وہ اس دنیوی پیدائش پر موقوف ہے۔
 وجہ یہ کہ خسوف کسوف اوضاع مقررہ
 منتظمہ سے پیدا ہوتا ہے اور اوقات معینہ
 اور ایام معلومہ میں اس کا ظہور ہوتا ہے اور
 خسوف کسوف میں یہ امر ضروری ہے کہ
 آفتاب اور قمر بعد اس کے کہ اس حالت
 سے باہر آویں اپنی پہلی حالت کی طرف
 رجوع کریں مگر وہ نشان جو قیامت کے
 قائم ہونے کے وقت ظہور میں آئیں گے
 وہ اس وقت ظاہر ہوں گے جبکہ دنیا کا
 سلسلہ بگلی درہم برہم ہو جائے گا کیونکہ
 وہ ایسی حالتیں ہیں کہ ان کے بعد دنیا
 نہیں رہے گی اور نہ اہل دنیا رہیں گے

اوضاع مقررہ منتظمہ ودرایام معینہ و اوقات معلومہ ظہور شمی باشد۔ و نیز در آں ضروری
 است کہ آفتاب و ماہتاب بعد از خروج از آں تیرگی رجوع بحالت سابقہ خود نمایند۔ اما آن
 نشانہا کہ قرب قیامت پدیدار گردند آں وقتے باشد کہ ایں نظام سلسلہ عالم بالمرہ از ہم بپاشد
 زیرا کہ از پس آں حالت ہا دنیا و اہل دنیا را نشانے و اثرے نخواہد بود۔ و خسوف

والخسوف والكسوف يتعلقان بنظام هذه النشأة، ويوجدان فيه من بدو الفطرة، فثبت أن الخسوف الذي ذكره القرآن في صحفه المطهرة هو من الآثار المتقدمة على القيامة، ولقيام القيامة كالعلامة. وإنی کتبت هذه المباحث مفصلة في رسالتي نور الحق التي ألفتها في العربية، وأودعتها عجائب آية الخسوف والكسوف إتماماً للحجة. وکنت کتبت فی تلک الرسالة التي ألفتها لبيان آية الخسوف والكسوف. أنى علّمت من ربّي الرحيم الرؤوف أن العذاب يحلّ على قوم لا يتوبون بعد هذه الآية، اور کسوف خسوف اس دنیا کے نظام سے تعلق رکھتے ہیں اور ابتدا سے اس میں بنائے گئے ہیں پس ثابت ہوا کہ وہ کسوف خسوف جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ قیامت کے لئے آثار متقدمہ ہیں نہ یہ کہ قیامت کے قائم ہو جانے کی علامتیں ہیں اور میں نے ان بحثوں کو اپنے رسالہ نور الحق میں مفصل طور پر لکھ دیا ہے اور اس رسالہ میں اس نشان کے متعلق کئی عجائبات ہیں جو میں نے اتمام حجت کی غرض سے اس میں درج کر دیئے ہیں اور میں نے رسالہ نور الحق میں یہ لکھا تھا کہ ان لوگوں پر عذاب نازل ہوگا کہ جو کسوف خسوف کا نشان دیکھنے کے بعد توبہ نہیں کریں گے۔

وکسوف تعلق بہ نظام ایں عالم دارد و از بدو آفرینش موجود است۔ از ایں آشکار شد کہ خسوف و کسوف کہ در قرآن مذکور است از آثار متقدمہ قیامت است نہ علامہ قیامت۔ رسالہ نور الحق متکفل تفصیل ایں مضمون و عجائبے دیگر ہم از باب ایں نشان در آن مذکور است کہ جہت اتمام حجت ترقیم شدہ۔

و ہم در رسالہ نور الحق نوشتہ بودم کہ عقاب خداوندی بر سر آں مردم فرود آید کہ بعد از نشان خسوف و کسوف توبہ نکنند و دین را بر دنیا

و لا یُقدّمون الدین علی الدنیا الدنیّة. اور دین کو دنیا پر مقدم نہیں کر لیں گے۔ سو ایسا ہی
و کذا لک سُلّط الطاعون بعدھا علی اکثر غافلّی هذه الدّیّار، و أُحرق
أُلف من الناس بتلک النار، و أرسل علی کل غافل شواظ منها، فماتوا
بجمرها و أُخرجوا من القری و الأمصار. و ما انطفأ إلی هذا الوقت
هذا الضرام، و یرعد علی الرؤوس الحمام، و نری الأمر کما تواتر فیہ
الإلهام. إن فی ذالک لآیة لقوم متقین. و کذا لک کنت کتبت فی
تلک الرسالة أن الله سینصر أهل الحق بعد هذه الآیة، فیزید
جماعتهم و یتقوی أمرهم من

ہوا کہ خسوف کسوف کے بعد اس ملک کے اکثر غافلوں پر طاعون بھیجی گئی اور ہزاروں انسان اس وبا سے مر گئے اور ہر ایک غافل پر ایک چنگاری پڑی جس سے وہ مرے اور دیہات اور شہروں سے نکالے گئے اور یہ آگ اب تک ٹھنڈی نہیں ہوئی اور موت سروں پر نعرے مار رہی ہے جیسا کہ اس بارے میں متواتر الہام سے پہلے ہی سے معلوم ہوا تھا اور اس میں پرہیزگاروں کے لئے نشان ہیں۔ اور ایسا ہی میں نے اس رسالہ میں لکھا تھا کہ خدا تعالیٰ اس نشان کے بعد اہل حق کو مدد دے گا۔ پس ان کی جماعت زیادہ ہو جائے گی اور ان کا کام قوت

﴿۲۳﴾

برنگزینند۔ آخر بر حسب وعید خداوندی طاعون بر سر اکثرے از غافلان این دیار وارد آمد و ہزاران نفس طعمہ این وبائے عالم سوز گردیدند و بسیارے از خفتگان را از آں انگر خرمین جان پاک بسوخت۔ و از دہ ہا و قریہ ہا اخراج شدند و ہنوز ایں آتش سرد نشده و شیر مرگ ہنوز از غریدن باز نہ ایستادہ۔ چنانچہ الہامات متواترہ دریں معنی خبر داده بودند و دریں واقعات برائے ترسندگان نشانے واضح است۔

و ہم چنین در آں ایمائے رفتہ بود کہ بعد از اں نشان اہل حق را نصرت و تائید از خدا برسد و جماعت ما را افزونی دست بہم دہد۔ و کار ایشان

عنايات الحضرة، واللہ ينزل آياته ويشيع في الناس دقائق المعرفة. فصَدَّقَ اللّٰهُ هذه الأنباء كلها بالفضل والرحمة، وأرى الآيات ونصر بالتأييدات لقطع الخصومة. وزاد جماعتي كما وعد وجعلها لبيضة الإسلام كركن شديد والاسطوانة، وإنا سندكر بعضها إظهاراً لهذه الموهبة، فالحمد لله على هذه المنة، وإن في ذلك لآيات لقوم متفرسين.

ومن نوادر آياتي التي ظهرت بعد وعد الله في آية الكسوف والخسوف، وانتجعت في ألوف من القلوب بإذن الله الرؤوف، هو واقعة هلاك رجل

پکڑ جائے گا اور خدا تعالیٰ نشانوں کو ظاہر کرے گا اور معرفت کو لوگوں میں پھیلانے گا۔ پس خدا تعالیٰ نے ان تمام پیشگوئیوں کو اپنے فضل اور کرم سے پورا کیا اور نشان دکھلائے اور قطع خصومت کے لئے تائید کی اور وعدہ کے موافق میری جماعت کو زیادہ کیا۔ چنانچہ ہم بعض نشانوں کا اس جگہ ذکر کرتے ہیں اور اس احسان پر خدا تعالیٰ کا شکر ہے اور اس میں فراست والوں کے لئے نشان ہیں۔

اور عجیب تر نشانوں میں سے جو خسوف کسوف کے بعد ظہور میں آیا جس نے دلوں پر بڑا اثر ڈالا وہ لیکھرام کی موت کا نشان ہے

قوت گیر دو خدا تعالیٰ نشانہا پدیدار نماید وقوة معرفت بمردم ارزانی دارد۔ پس خدا را شکر کہ ہمہ ایں اخبار بالغیب کما ہی ہی بوقوع آمدہ۔ قطع خصومت اعدا کردہ وجہ تائید حق نصر تھا از خدا ظہور فرمودہ وبروق وعدہ الہی جماعت من افزونی یافتہ اکنون برائے شکر ایں نعمت بعضے از نشانہا را در معرض بیان می آریم۔ و ایں برائے اہل فراست نشانے عظیم است۔ و آں جملہ نشانہا بزرگ کہ بعد از خسوف و کسوف بروز یافتہ و در دلہا جا کردہ نشان

کان اسمہ لیکھرام، وکان من قوم عبدة الأصنام، وکان شدید الحقد یعترض علی الإسلام، ویسب نبینا خیر الأنام علیہ ألف ألف سلام. وتفصیل هذه القصة أنه سمع من بعض الإخوة أن رجلاً فی القادیان یدعی الإلهام والکرامات، ویقول إن الإسلام هو الدین عند الله رب السماوات، ومن خالفه فهو من المبطلین. فما زال یعجبه هذا الخبر حتی قصد القادیان ذات مرة وهو یومئذ ابن ثلاثین سنة، أو قلیل منه کما علمنا من وجهه فراسة. فجاءنی وسأل عن الآیات، وأظهر أنه لا یرح الأرض أو یرى بعض خرق العادات،

اور یہ شخص بڑا کینہ ور تھا اور اسلام پر اعتراض کیا کرتا تھا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا۔ اس نبی پر خدا تعالیٰ کے ہزاروں سلام ہوں اور اس قصہ کی تفصیل یہ ہے کہ اس نے بعض اپنے بھائیوں سے سنا کہ ایک آدمی قادیان میں ہے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور نیز کرامات کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ سچا دین اسلام ہی ہے اور جو اس کا مخالف ہے وہ باطل پر ہے۔ سو وہ اس خبر سے ہمیشہ تعجب کرتا تھا یہاں تک کہ ایک مرتبہ اس نے قادیان آنے کا ارادہ کیا اور وہ ان دنوں میں تیس برس کی عمر میں تھا یا کچھ کم جیسا کہ اس کے منہ کے دیکھنے سے ہمیں اندازاً معلوم ہوا۔ سو وہ میرے پاس آیا اور نشانوں کے بارے میں مجھ سے سوال کیا اور ظاہر کیا کہ وہ کبھی قادیان سے نہیں جائے گا

مرگ لیکرام است۔ ایں شخصے بود کینہ توز بر اسلام حملہ ہامی کرد و نبی کریم مارا دشنام مے داد و ناگفتنیہا مے گفت۔ تفصیل ایں مقال آنکہ آن عدو اسلام از ابنائے جنس خود بشنید کہ شخصے در قادیان است کہ دعویٰ الہام و اظہار خرق عادات می دارد۔ ومی گوید کہ دین حق اسلام است و ماسواہ باطل۔ و اوز شنیدن ایں قصہ در شگفت می بود تا عزم آمدن در قادیان را تصمیم بداد و دران زمان جوان سی سالہ بود یا بقدر بیش و کم بروفق آنچہ آں وقت از روئے او ہوید ابود۔ خلاصہ آں برہمن در نزد من آمد و نشانے درخواست۔۔۔ و گفت تا نشانے نہ بینم ز نہار از

أو يأخذ منى إقرار العجز عند هذه
السؤالات. وأصرّ على أن يؤانس آي
اللّٰه أمام ارتحاله، وكان جهولا غير
متأدّب في مقاله. فطفق يبطنى لرؤية
الآية، ويخجأنى من العماية، فإنه كان
جسدا له خوار، وما أعطى له روح
فراصة ولا افتكار. وكان احتكاء في
جنانه أن هذا الرجل كاذب في بيانه،
وكذلك انتقش في قلبه من خدع
أعوانه، وحمئت بهم بئر عرفانه.
ووافانى ذات المرار، فألحّ علىّ
وأبسط بكمال الإصرار، ونظر إلىّ
شزراً بالاستكبار، وقال إنى لن أفارق

جب تک کہ بعض نشان نہ دیکھے اور یا جب تک
کہ مجھ سے اقرار عجز نہ لے لیوے اور اس نے
اصرار کیا کہ اپنے جانے سے پہلے نشان دیکھے۔
اور وہ ایک جاہل بے ادب تھا۔ پس اس نے
مجھے نشان کے لئے دق کرنا شروع کیا اور نابینائی
کی وجہ سے اصرار کرتا تھا کیونکہ وہ جسم بے جان
تھا جس کو عقل کی روح نہیں دی گئی تھی اور اس
کے دل میں یہ بیٹھ گیا تھا کہ یہ شخص اپنے بیان
میں جھوٹا ہے اور یہ باتیں اس کے ہم صحبتوں نے
اس کے دل میں بٹھائی تھیں جن سے اُس کی
شناخت کا کنواں مکدر ہو گیا تھا اور وہ ایک
دن میرے پاس آیا اور نشان کے دیکھنے کے
لئے بڑا اصرار کیا اور میری طرف تکبر

قادیان بیروں خواہم شدیداً داغ اعتراف بجز برناصیہ شما خواہم گزاشت۔ و برائیں اصرار ورزید
کہ لا بد است کہ قبل از رفتن از ایں جانشانے مشاہدہ نماید۔ و آں شخصے بود از حلیہ ادب۔۔۔
عاری۔ و از نہایت شوخی و خیرگی دست استبداد بدامن من زد۔ چہ او حقیقہ کا لبد بے روان بود کہ
روح خرد در وے ندمیدہ بودند و گمان وے آں بود کہ من تار و پود دروغ بر بافتہ استم۔ و ایں اعتقاد
نسبت بہ من بعضے از ہم مشربانش خاطر نشان کردند۔ لہذا چشمہ شناخت وے مکدر گردید۔ خلاصہ
عادتا روزے پیش من آمد و جہت رویت نشانے اصرار از حد بگذرانید و در من بادیدہ استکبار و استحقار

هذه القرية إلا وتُريني الآية أو تقر
بكذبك وبما اخترت القرية. وساء
الحصار ما اختار من غلظ وشدة،
فبردتهم بوصية صبر وتؤدة، وكانوا
من الذين أخذوا مربعى منتجعهم،
ودارى محضرهم، وحسبوا إلهامى
مرتعمهم ومخيرهم. ثم قلت له يا هذا
إن الآية ليست كشىء ملقاة تحت
الأقدام لألقطه لك وأعطيك
كالخادم بالإكرام، بل الآيات عند الله
يُرى إذا ما شاء، ولا ينفع الوثب كثور
الوحش فإياك والمراء، والصبر حقيق
لمن طلب آى الله وجاء يستقرى الضياء

سے دیکھا اور کہا کہ میں اس گاؤں سے کبھی
نہیں جاؤں گا جب تک کہ تم نشان نہ دکھلاؤ
اور یا اپنے جھوٹ کا اقرار نہ کرو اور
حاضرین کو اُس کی سخت زبانی بُری معلوم
ہوئی۔ پس میں نے ان کو صبر کی وصیت
کے ساتھ ٹھنڈا کیا۔ پھر میں نے اس کو کہا
کہ اے شخص! نشان ایسی چیز تو نہیں جو
قدموں کے نیچے پڑی ہو اور فی الفور دکھلا
دی جائے۔ بلکہ نشان خدا کے پاس ہیں
جب چاہتا ہے دکھاتا ہے۔ اور گاؤں دشتی
کی طرح کو دنا مناسب نہیں۔ پس لڑائی
سے پرہیز کر۔ اور جو شخص نشانوں کو ڈھونڈتا
ہے اس کے لئے صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ

نگریست۔ وگفت ابد ازیں دہ نروم تا نشانے از شمانہ بنم یا شما سپر عجز بیفکنید۔ حاضران از گفتار
تلخ و درشتش برنجیدند۔ من از پند صبر آب بر آتش ایشاں زدم و باخراور اگفتم اے فلان نشان
چیزے نیست کہ پیش پا افتادہ باشد یا حقہ مشعبد نہ کہ دراں اعجوبہ نمودہ شود بلکہ نشانہا نزد
خداست وقتے کہ می خواہد نشان مے دہد۔ وچوں گاؤں دشتی تپیدن روا نیست۔ از ستیز و آویز
پرہیز کن۔ ہر کہ طالب نشان باشد اور اصبر لازم است۔ چہ نشان از طرف خدا نازل مے گردد و

فإنه أمر ينزل من حضرة العزة ويحتاج ظهوره إلى تضرعات العبودية. فاحبس نفسك عندنا إلى حَوْل. وهذا خير لك من سَبِّ و صَوْل. لعل الله يُريك آية ويهب يقينا وسكينة و كذا لك نرجو من الله المنان، فاصبر معنا إلى هذا الآوان إن كنت من الطالبين. فما نجعت نصيحتي في جنانه، وما انتهي من هذره وهذيانه فقلت أيها الرجل إن كنت لا تصبر وتعزم على الرحيل، ولا تختار ما أريناك من السبيل، فلك أن تذهب وتنتظر الإلهام، فذهب مغاضبا وترك

نشان ایک ایسی چیز ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں اور ان کا ظاہر ہونا تضرعاتِ عبودیت پر موقوف ہے۔ پس ایک برس تک میرے پاس توقف کرو اور یہ تیرے لئے بہتر ہے تاکہ خدا تعالیٰ تجھے نشان دکھائے اور یقین اور سکینیت بخشے اور اسی طرح ہم خدا تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں۔ پس اگر تو طالب ہے تو اس وقت تک صبر کر۔ مگر میری نصیحت نے اس کے دل میں اثر نہ کیا اور بیہودہ گوئی سے باز نہ آیا۔ تب میں نے کہا کہ اے شخص! اگر تو صبر نہیں کر سکتا اور جانے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور ہماری تجویز کو پسند نہیں کرتا تو تیرا اختیار ہے کہ تو چلا جا اور ہمارے الہام کی انتظار کرتا رہ۔ تب وہ غصہ کی حالت میں چلا گیا

﴿۲۳﴾

﴿۲۳﴾

ظہور آں موقوف بر تضرعاتِ عبودیت مے باشد۔ لہذا باید کہ یک سال تمام نزد من مکث کنی کہ خدا ترا نشانے بنماید و سکینیت و طمانینت بر تو فرو د آید۔ ہم چنین از خداوند امید داریم اگر طالب صادق استی تا آن زمان شکیبائی بگریں مگر اندر ز من دروے گرفت و ہرزہ گفتن آغاز کر دنا چار گفتم کہ اگر نمے توانی کہ بشکیبی و آمادہ بر رفتن استی و تجویز مرا قبول کنی اختیار داری برو و الہام مرا منتظر باش و چشم در راہ بنشین۔ آخر او خشم آگین از پیش من برخاست۔ و ازاں بعد

﴿۲۳﴾

بعد اس کے کوئی کلام نہ کی۔ پھر اس نے یہ کام شروع کیا کہ ہر ایک محفل میں مجھے تحقیر اور توہین سے یاد کرتا اور یہ دل میں ٹھانا کہ میرے کاروبار کو پراگندہ کرے اور قوم کی نظر میں مجھے ایک ذلیل انسان کی طرح دکھلاوے۔ سو اُس نے اس ارادے کے پورا کرنے کے لئے جھوٹ اور افترا پر کمر باندھی اور بد بختی کو خرید اور سعادت سے دور جا پڑا اور بہت سے افترا بنائے اور بہت سے بہتان گانٹھے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا شروع کیا اور قرآن شریف کی تکذیب کرنا اپنا پیشہ قرار دیا اور اپنی کتابوں میں اس نے زبان درازی شروع کی اور بزرگوں اور آسمانی چاندوں کی ہتک عزت اُس کا شیوہ ہو گئی اور خدا تعالیٰ کے پیاروں کو بُرا کہنا اس نے اپنا طریق بنالیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی

الکلام. ثم جعل یذکرنی فی محافل بتوہین وتحقیر، وأراد أن یجز أمری ویریه قومہ کشیء حقیر ومتاع کقطمیر. فاستعمل الأكاذیب لتکمیل هذه الإرادة، واشتری الشقاوة وبعُد من السعادة. وکم من مفتريات افتری، وکم من بهتان أشاعه من حقد وهوی. وصار شغله سب نبینا المصطفیٰ، وتکذیب کتابنا الذی هو عین الہدیٰ. وکم من کُتب أطال المقول فیها وهذی، وطفق یهتک أعراض العلیّة وبدور العلیٰ، ونُخب حضرة العزّة وأحبة ربنا الأعلى، وما خشی

گفتگوئے درمیان نیاورد۔ بعد چندے ایں وتیرہ پیش گرفت کہ ہر جامے رفت در تذلیل و تحقیر من میکوشید و بیدی یاد میکرد و براں شد کہ کاروبار مرا بر ہم زند و در دیدہ مردم مرا ہچکا رہ و انما ید۔ وجہ حصول ایں کام کمر بر افترا ہا و دروغ با فیہا بر بست و نبی کریم مارا (صلی اللہ علیہ وسلم) سقط گفتن و دشنام دادن و اہانت و تکذیب قرآن حکیم پیشہ گرفت۔ و برگزیدگان خدا و نجوم سما را در کتب خود ناسزا می گفت۔ خلاصہ ایں گوئے ناہنجاریہا و بے اندامی ہا شعار خود کرد۔

نکال الآخرة والأولى. وھاجتہ الحمیة والنفس الأبیة علی قذف رسولنا خیر الوری، فکان لا یخلو وقته من سب سیدنا المجتبی، وکان فی الشتم کسیل ھامر وماء غامر أو أشد فی الطغوی. وکانت ھذه العذرة کل حین فی شفّتیہ، وجنون الغیظ فی عینیہ، وما خاف وما انتھی. فالحاصل أنه کان یرید أن یحقّر الإسلام فی أعین الناس وعامة الوری، ویشیع بینهم تعلیم الخناس ویصرف عن الھدی. وکان اللہ یرید أن یجفأ قدره ویُری الناس قدره، ویُری الرّائین آیتہ الکبری. فلما تجلّی ربنا للمیقات، وجاء وقت الآیات، کتب إلیّ علی عزم السخریة والاستهزاء، وقال أین آیتک ووعدک. ألم تظھر حقیقة الافتراء؟ وغلّظ علیّ

ہانڈی کو پھوڑے اور اس کی پلیدی لوگوں پر ظاہر کرے اور ایک بڑا نشان دکھاوے

پس جبکہ خدا تعالیٰ کے وعدے اور نشان کا وقت قریب آیا تو اس شخص نے ٹھٹھے سے میری طرف ایک خط لکھا کہ تمہارے نشان کہاں گئے اور کیا اب تک تمہارا افترا ظاہر نہ ہوا اور

اما خدا خواست کہ طبلش از زیر گیم برون آید و طشتش از بام بہ زیر افتد۔ و نجاستش را بر مردم اظہار دہد و نشانے وانماید۔ چوں آں وقت وعدہ خدا و نشان فراز آمد آں ہند و مرا خطے نوشت پُر از

کما ہی عادة السفهاء، وأخذنی
بالعنف كالغرماء، وجراً مشرکوا هذه
القربة علی مطالبة الآية، وکانوا
یعللونه بالقصص الباطلة لیزول منه
الرعب ویأخذہ نوم الغفلة. وکانوا
ینفخون فی آذانه أن هذا الرجل
کاذب مکار، فلا يأخذک رعبه ولا
اسبطرار. فوالله ما أهرق دمه إلا
هذه الکذابون، فإنهم أغروه علی
وکانوا یحلفون، وما أحسنوا إليه
بزورهم بل کانوا یسیئون. ففسی
قلبه بکلماتهم، وآمن بمفتریاتهم،
وتلطخ برجس الشیاطین، و

جیسا کہ کمینوں کی عادت ہوتی ہے اپنی تحریر میں
بہت کچھ سختی کی اور مجھے اپنا مدیون قرار دے کر
ملامت شروع کی اور اس گاؤں کے ہندوؤں نے
اس کونشانوں کے طلب کے لئے دلیر کیا اور باطل
کہانیاں پیش کر کے اس کا ڈھارس باندھا تاکہ
اس رعب کو دور کریں جو اس پر پڑا ہوا تھا اور یہ
قادیان کے لوگ اس کے کانوں میں پھونکتے
رہے کہ یہ شخص تو جھوٹا اور مکار ہے۔ پس ایسا نہ ہو
کہ تو اس کے رعب کے نیچے آجائے۔ اور مجھے خدا
کی قسم ہے کہ اُس کے قتل کرنے والے یہی قادیان
کے لوگ ہیں کیونکہ ان لوگوں نے ہی میری دشمنی
اور مقابلہ کے لئے اس کو دلیر کیا اور قسمیں کھا کھا
کر اس کو تسلی دی۔ مگر ان لوگوں نے ان باتوں
کے ساتھ اُس سے نیکی نہیں کی بلکہ بدی کی۔ آخر
نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کی بہت سی باتیں سننے
سے اس کا دل سخت ہو گیا اور وہ ان کے افتراؤں
کو مان گیا اور ان کی پلیدی سے آلودہ ہو گیا

استہزا کہ نشانہائے شمشاد آہنوز پردہ از روئے دروغ و زور شمار نخواستہ۔ وچوں پست نرا داں
دراں نامہ دقیقہ از سفاہت و یا وہ گوئی فروغداشت۔ و مراد یون خود قرار دادہ از ہیچ گو نہ جز و تو بیخ
در یغ نفرمود۔ ہندو زادہ ہائے ایں وہ برائے طلب نشان دلیرش ساختند و افسانہائے ہرزہ درگوش
انداختہ پشت وے را توانا کردند و بکوشیدند کہ آں بیم و ہراس کہ بروے دست یافتہ بود از دروش بدر
رود و درگوش میدیدند کہ ایں کس کاذب محض است ز نہار از وے خوف در دلت راہ مبادا۔
و بخدا قاتلانش اہائے ایں وہ بودہ اند۔ زیرا کہ ایں مردم اورا بر مقاومت من بداشتند و سوغند ہا
یاد کردہ تقویت وے نمودند۔ اے در یغ ایں مردم در جائے خیر شرے و ضررے باورسانیدند۔ آخر دلش

اور سخت جھگڑا شروع کر دیا۔ اور وہ ابتدا میں میری صحبت کی طرف مائل ہو گیا تھا اور امید رکھتا تھا کہ میں نشان دیکھوں۔ پس یہ لوگ اس کے مزاحم ہوئے اور اس ارادہ سے اُس کو ہٹا دیا تا اثر صحبت سے متاثر نہ ہو جائے اور اس کو کہا کہ تو ان کی صحبت میں رہ کر کیا کرے گا اور ہم تو اس کی نسبت اہل تجربہ ہیں۔ اور وہ قادیان میں قریباً ایک مہینہ تک ٹھہرا اور بہت سے افترا اُس نے اپنے دل میں بٹھائے اور جہنم کی آگ کی طرح ان لوگوں نے اس کو فروختہ کیا اور اس کے دل کو رات کی طرح سیاہ کر دیا۔ اور پھر وہ ان تعلیموں کو پا کر چلا گیا اور مجھ سے نشانوں کا طلب کرنا شروع کیا اور اس کے دل میں دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں سے اپنے دل میں انکاری

صار أشد خصومة في الدين. وكان في أول أمره مال إلى صحبتي، لعله يرى أمارات حقيتي، فبطأ به هؤلاء خوفاً من أثر الصحبة، وقالوا ما تطلب منه وإنما نحن من أهل التجربة. وهو تبوء القاديان إلى شهر تام، وأخذ أنواع مفتريات من لئام، حتى أوقدوه كنار الجحيم، وسودوا قلبه ولا كسواد الليل البهيم، ثم رحل بعد أخذ هذه التعاليم. وطفق يطالب مني آية من الآيات، وقد اضطربت في قلبه نار المعادات، وكان يُنكر في

از کثرت گفت و شنید سخت شد و ہمہ دروغ زینہا و ہرزہ کاریہائے آنان را راست دانست و پیکار درشتی پیش گرفت۔ اما اولاً رو مائل بصحبت من بودہ متوقع آں بود کہ نشانے از من بہ بیند۔ ولے ایں مردم مانع آمدہ از اں ارادہ اش باز داشتند کہ نباید از رفتار و گفتار من متاثر بشود و گفتند نشستنت پیش ایں کس چہ حاصل کہ ماسا کنان ایں دہ و ہمسایگان و نسبت باین کس صاحب تجربت و خبرت می باشیم۔ او یک ماہ در قادیان مکث نمود و انبار افترا ہا در نزد خود فراہم آورد۔ و ہالئے ایں دہ چوں دوزخ شبفر و ختنند و دل وے را چوں شب تاریاہ گردانیدند۔ آخر او ایں ہمہ آموختہ ازیں جابر رفت و نشان از من طلب می کرد۔ و آتش عداوت سراپائے وے را بگرفت۔ و او بر نشانہائے خدا

نفسہ من عجائب رب السماوات،
 وأصرّ على الطلب ليكون له وقع في
 أعين المشركين والمشركات. ولما
 قصد الرحيل وختم القول والقليل.
 رأيت أني مقيم في صحن مكان
 كالشجعان، وفي يدي رُمح ذابل
 حديد السنان، كثير البريق
 واللمعان، وأراه أمام عيني ميّتا على
 التراب، وأطعن رأسه بنية الانصاب،
 ويتلأأ سنانني عند كل طعني ويسرق
 كالشهاب، ثم قال قائل ذهب وما
 يرجع قطّ إلى هذه الحداب. فوالله
 ما رجع حتى نعاہ إلينا بعض
 الأصحاب. وتفصيل هذه القصة

تھا۔ اور مجھ سے اس لئے نشان طلب کرتا تھا کہ تا
 ہندوؤں کے دلوں میں اس کی عزت پیدا ہو۔
 اور جب وہ قادیان سے چلا گیا تو میں نے خواب
 میں دیکھا کہ ایک میدان میں میں کھڑا ہوں اور
 میرے ہاتھ میں ایک باریک نیزہ ہے جو بہت
 چمک رہا ہے اور میں نے اس کو ایک مردہ پایا جو
 میرے آگے پڑا ہے اور میں اس نیزہ سے اس
 کے سر کو ادھر ادھر کرتا ہوں۔ تب ایک بولنے
 والے نے آواز دی کہ یہ چلا گیا اور پھر قادیان
 میں کبھی نہیں آئے گا۔ سو درحقیقت وہ پھر واپس
 نہ آیا یہاں تک کہ ہم نے اُس کے مرنے کی خبر
 سنی اور اس قصہ کی تفصیل یوں ہے کہ

انکار تمام داشت واز من جہت آں طلب میگرد کہ وقعے در دل ہنود پیدا بکند۔ وچوں از قادیان
 برفت در خواب می بینم در میدانے ایستادہ ام و نیزہ تیز درخشاں در دست من است و می بینم لیکھرام
 را مردہ وارے در پیش من افتادہ است بانوک نیزہ سرش را تغلیب می کنم۔ ناگہاں گویندہ آواز
 بداد کہ ایں رفت است و دیگر بقادیاں باز نخواہد آمد۔ و تحقیقت ہم چنین پدیدار شد و ہر چہ بعد از
 رفتش دیگر بقادیاں آمد آن خبر ہلاکش بود۔ تفصیل ایں اجمال و کشف ایں مقال آنکہ چون از ایں جا

﴿۲۵﴾

انہ لما فصل من هذه البقعة، جعل
 یصرّ علی تطلّب آی الرحمن، مع
 السبّ والشتّم وکثیر من الہذیان.
 فخررت أمام الحضرة، وتبصّصت
 لله ذی العزّة، ودعوت الله فی آناء
 اللیل بالتضرّع والابتہال، وأقبلت
 علی ربّی بذوبان المهجة وتکسر
 البال. فألهمنی ربّی أنه سیقتل
 بعذاب شدید، بحربة فی ست سنة
 فی یوم قرب یوم العید بإذن الله
 الوحید. فأخبرته عن هذا الإلهام،
 فما خاف بل زاد فی السبّ وتوهین
 الإسلام، وکتب إلیّ أنّی ألهمت
 أنّک تموت بالهیضة إلی ثلث سنة.

جب وہ اس جگہ سے چلا گیا تو اُس نے
 نشانوں کو طلب کرنا شروع کیا اور نیز
 گالیاں دیتا اور بدگوئی کرتا تھا۔ تب میں
 حضرت عزّت میں گرا اور قہری نشان کے
 لئے تضرع کیا۔ سو خدا نے مجھے خبر دی کہ وہ
 ایک عذاب شدید کے ساتھ چھ برس کے
 اندر قتل کیا جائے گا۔ اور اس کے قتل کا دن
 عید کے دن سے قریب ہوگا۔ سو اس الہام
 سے میں نے اُس کو خبر دے دی۔ سو وہ اس
 الہام کو سن کر اور بھی بدگوئی میں بڑھا اور
 میری طرف لکھا کہ مجھے بھی الہام ہوا ہے
 کہ تو تین برس تک ہیضہ سے مرجائے گا۔

رفت وطلب نشان و آغاز دشنام کرد بر آستانہ حضرت عزت برواقدام و برائے نشان قہری
 زبان ضراعت وابتہال کشودم۔

بنا براں خدا مرا خبر بداد کہ اودر مدت شش سال باعذاب الیم کشتہ شود و یوم قتلش
 قریب از روز عید باشد۔ ازین الہام اعلامش کردم و لے بعد از شنیدن در بدگوئی بیفزود و
 پیش من خط فرستاد کہ مرا نیز خبر داده اند کہ تو در مدت سہ سال از ہیضہ خواہی مُرد۔

وطبع هذا النبأ وشہرہ وأشاعہ فی اقوام مختلفہ. وأرسل إلّیَّ أوراقہ التّی كانت كأضحوكة، وكتبہ فی بعض کُتُبہ وذكرہ فی محافل غیر مرّۃ. فکتبت إلیہ أن الأمر فی أیدی الرحمن، فإن كنت صادقاً فیروی صدقک أهل الزمان. وإن کان الصدق فی قولی فسیظهرہ بالفضل والإحسان، إنہ مع الذین اتقوا والذین صدقوا فی القول والبیان، إنہ لا ینصر الکاذبین. فمضى زمان علی نبأہ الکاذب بخیر وعافیة، وما تغیر منّا جزء من شعرة واحدة. ولما قُرب میقات ربّی فی أمر حمامہ،

اور اس خبر کو اُس نے لوگوں میں مشہور کر دیا اور مجھے اس پیشگوئی کے اشتہار بھیجے اور کئی مجلسوں میں اس کا ذکر کیا۔ تب میں نے اس کی طرف لکھا کہ تمام بات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ سو اگر تو اپنی پیشگوئی میں سچا ہے تو تیری سچائی خدا تعالیٰ ظاہر کر دے گا۔ اور اگر میری بات سچ ہے تو اس کو اپنے فضل اور احسان سے ظاہر فرمائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور سچ بولتے ہیں اور جھوٹوں کی وہ مدد نہیں کرتا۔ سو اس کی جھوٹی پیشگوئی کا زمانہ بخیر و عافیت گزر گیا اور ایک بال بھی ہمارا بیکا نہ ہوا۔ اور جب اس کی موت کے بارے میں میرے رب کا وعدہ نزدیک آیا

وایں خبر را در اقوام مختلفہ اشاعت کرد و اشتہار مشتمل بر آں خبر غیب مرا فرستاد۔ اور انوشتم کہ سر رشته امور در دست رحمن است۔ اگر راستی بجانب تست قریب است کہ راستی تو آشکار شود۔ و اگر من صادق ہوں انشاء اللہ فضل و نصرت او دست مرا خواہد گرفت زیرا کہ خدا با آں مردم مے باشد کہ از و بترسند و راست بگویند و او گاہے حمایت کا زبان نکرده و نکند۔ آخر خبر دروغ وے چون گوزشت بر باد رفت و در مدت مقرر کردہ او وقت ما بسلامت گذشت و یک مؤزیانے نشد۔ اما چوں در بارہ مرگ وے میعاد پروردگار من فراز آمد۔

واتت عليه السنة الخامسة من أيامه، وکان یضحک ویقیس إلهامی علی زور کلامه. اتفق أنه دخل علیه رجل من المسافرين، وأظهر أنه کان من قومه الآریین، ثم أدخله فی الإسلام بعض الخادعین، والآن جاء متندماً کالطالبین الخائفین، ویرید أن یرجع إلی دین آبائه ویترک المسلمین. ومدحه وقال أنت کذا وکذا وللقوم کالرأس، وأیقظت کثیراً من النعاس، وقد انتشر ذکرک وسمع کمالک فی الرد علی الإسلام، فجئتک من أقصى البلاد لأستفیض من فیضک التام. والناس ممنونی فما استقلت

اور پانچواں برس اس پیشگوئی کا گزرنے لگا تو یہ اتفاق پیش آیا کہ ایک مسافر اس کے ملنے کے لئے آیا اور ظاہر کیا کہ وہ ہندو اس کی قوم میں سے ہے اور کسی نے دھوکا دے کر اس کو مسلمان کر دیا تھا اور اب اُس کو اس حرکت سے ندامت پیدا ہوئی ہے اور اس لئے آیا ہے کہ تا پھر اپنے باپ دادا کے دین میں داخل ہو اور اسلام کو چھوڑ دے اور یہ کہہ کر پھر اس کی تعریف شروع کی کہ تو ایسا اور ایسا ہے اور بہتوں کو تُو نے خواب غفلت سے جگایا ہے اور تیرے نام کی بہت شہرت ہوئی ہے اور معلوم ہوا کہ اسلام کا ردّ لکھنے میں تجھے کمال ہے اس لئے میں دور سے تجھ سے فیض پانے کے لئے آیا ہوں۔ اور لوگوں نے منع کیا مگر میں نے اپنے ارادے میں

وسال پنجم بر خبر غیب سپری شد۔ چنان اتفاق افتاد کہ غریبے برائے دیدنش رفت و وانمود کہ او ہندو نژاد و از اہل ملت وے می باشد۔ سالے چند است بانغوائے بعضے ناکساں مسلمان شدہ بود حالا بر فعل خود پشیمان و از اں حرکت دست تاسف گز آن بخدمت والا حاضر آمدہ کہ بردست میمون توبہ کند و دیگر مذہب آباء را بگزیند و پشت پا بر اسلام بزند۔ ایں بگفت و در مدح و تجہیش ترانہ سنجیدن گرفت کہ تو چنانی و چنینی کہ بسیارے را از خواب غفلت بیدار کردی و نام نامی تو شہرتے عجیب یافتہ۔ ترا در د اسلام ید طولی است۔ ازین جاست کہ جہت استفادہ از راہ دُور

من الإرادة، ووصلت حضرتک للاستفادة، بيد أنى اسير فى بعض الشبهات، وأرجو أن تقبل لى عشارى وتكشف عقد المعضلات، ثم أدخل فى دين آبائى وأترك الإسلام، فهذا هو الغرض وما أطول الكلام. فأمعن ليكرام نظره فى توسمه و سرح الطرف فى ميسمه، فلبس عليه أمره قدر الرحمن، وظن أنه من الصادقين ومن الإخوان. فتلقاه مَرَحَبًا وقال رجعت إلى دار الفلاح، وامتزج به كالماء والراح، وأنزله فى كنف الاهتمام، و تصدى له بالاعزاز والإكرام.

سستی نہیں کی۔ مگر یہ بات ہے کہ چند شہے میرے دل میں ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ تو میری لغزش کو معاف کرے اور میرے یہ عقدے حل کر دے۔ پھر میں اسلام کو چھوڑ کر اپنے باپ دادے کے دین میں داخل ہو جاؤں گا۔

تب لیکھرام نے اس کو خوب غور سے دیکھا اور خدا تعالیٰ نے اس مسافر کا دلی ارادہ اُس پر پوشیدہ کر دیا اور اس نے سمجھا کہ یہ سچا اور ہمارے بھائیوں میں سے ہے۔ سو اس نے مرحبا کہہ کر اس کو قبول کر لیا اور اس کے ساتھ یوں ملا جیسا کہ پانی اور شراب ملتے ہیں اور اپنی غمخواری کی پناہ میں اُس کو لے لیا اور اعزاز اور اکرام کے ساتھ پیش آیا۔

پیش تو آمدہ ام۔ ہر چند مردم بمنع مرا پیش آمدند۔ باز نیامدم و آہنگ چست خود راست نہ نمودم۔ بلے شکو کے چند دردم خلجانے دارد۔ امید دارم کہ از خطاء و زلت من در گذری و گرہ مرا بکشائی باز اسلام را ترک گفتہ کیش پدران را خواہم گزید۔ لیکھرام چون ایں قصہ از وے بشنید سراپائے ویرا نیکو بدید۔ و خدا نیت آں غریب را بروے مستور کرد و اورا صادق گمان نمود۔ خلاصہ مسئلت ویرا پذیرفت و باوے چوں شکر با شیر بیامخت و قوم خود را در بارہ

ثم جعل يُخبر قومه كالفرحين المبشرين، وينادي أنه ارتدّ من دين المسلمين. وأكل معه وتغذّى، وما درى أنه سيتردّى، وكان هو يُخفى مولده ومنبعه، لكى يُجهل مبعه. وكان يسير فى المصر موارياً عن الخلق عيانه، ومخفياً مقره ومكانه. حتى انتهى الأمر إلى يوم موعود، فدخل عليه على غرارة كمحب وودود. وأمهله ريثما يصفوا الوقت من الحضر، ويذهب من جاء من الزوّار. ثم سطا عليه كرجل فاتك كميش الهيحاء، وجنبه بسكين بلغ إلى الأحشاء، و

پھر اپنی قوم کو خوش خوش خبر دیتا پھرا اور بتلاتا پھرا کہ یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا پھر ہندو دین قبول کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور وہ شخص اس سے اپنا مولد چھپاتا رہا تا اس کے گھر کی اطلاع نہ ہو اور وہ شہر میں چھپا چھپا پھرتا تھا اور اس کا قرار گاہ کسی کو معلوم نہ تھا یہاں تک کہ لیکھرام کے اجل مقدر کا دن پہنچ گیا۔ اور یہ شخص اُس دن اُس کی عین غفلت کے وقت دوستوں کی طرح اُس کے پاس گیا اور اس کو اس قدر مہلت دی کہ جس میں حاضر باشوں سے فراغت ہو جائے اور جو ملنے کے لئے آئے ہیں وہ چلے جائیں۔ جب اس کے لئے فرصت کا وقت نکل آیا اور لیکھرام کو اس نے غفلت میں پایا تب یک دفعہ اُس پر ایک چابک دست انسان کی طرح حملہ کیا اور کارد

او مژدہ ہابدا کہ ایں دین اسلام پذیرفتہ بود۔ حالیا آمدہ است کہ دیگر کیش ہنود را قبول نماید۔ و آں کس مولد خود را بروے پوشیدہ داشت و در شہر نہان و پوشیدہ میزیست۔ حتی احدے آگاہ از قرار گاہش نبود۔ تا ایں کہ لیکھرام را اجل مقدر فرارسید۔ آں کس در زیمّ دوستاں اوروزے علی الغفلہ در پیش وے برفت و در انتظار آں نشست کہ مجلس از حاضران پر دازد و غسل از غوغائے مگس مامون گردد۔ چوں وقت فرصت بدست آمد و لیکھرام را غافل یافت بیک ناگہ چوں شیر گرسنہ بروے برجست و با کار دتیز شکمش را

﴿۲۶﴾

أُشْرِعَهُ إِلَى الْأَمْعَاءِ ، حَتَّى قَطَعَهَا
وَتَرَكَهَا فِي سِيلِ الدَّمِ كَالْغَنَاءِ . وَكَانَ
هَذَا يَوْمٌ بَعْدَ يَوْمِ الْعِيدِ ☆ كَمَا قُرِّرَ مِنْ
اللَّهِ فِي الْمَوَاعِيدِ . وَإِذَا ظَنَّ الْقَاتِلُ أَنَّهُ
أَخْرَجَ نَفْسَهُ الْخَسِيسَةَ ، فَهَرَبَ
وَتَرَكَ دَارَهُ الْخَبِيثَةَ ، ثُمَّ غَابَ عَنْ
أَعْيُنِ النَّاسِ كَالْمَلَأْنِكَةِ . وَمَا رَأَى أَحَدٌ
إِلَى هَذِهِ الْمَدَّةِ ، فَمَا أَعْلَمَ أَصْعَدَ إِلَى
السَّمَاءِ أَوْ سَتَرَهُ اللَّهُ بِالرَّدَاءِ . وَأَمَّا
الْمُقْتُولُ فَدُقَّ بِجُرُوحٍ ، وَلَكِنْ
كَانَتْ فِيهِ بَقِيَّةٌ رُوحٍ ، وَقَالَ أَحْمَلُونِي
إِلَى دَارِ الشِّفَاءِ ، فَحَمَلُوهُ وَمَا
وَجَدُوا فِيهِ أَحَدًا مِنَ الْأَطْبَاءِ ،
فَقَالَ يَا أَسْفَى عَلَى قِسْمَتِي ، قَدْ

﴿۲۶﴾

کے ساتھ اس کی پسلی توڑ کر اس کا رد کو انتڑیوں
تک پہنچا دیا اور پھر انتڑیوں کو ایسا ٹکڑے ٹکڑے
کیا کہ وہ خون کے اوپر ایسا تیرتی تھیں جیسے کہ
سیلاب کے اوپر خس و خاشاک تیرتا ہے اور یہ
دن عید کے دن سے دوسرا دن تھا جیسا کہ
خدا تعالیٰ کے وعدہ میں مقرر تھا اور جب قاتل
نے دیکھا کہ اس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ سو وہ
اس کے گھر کو چھوڑ کر بھاگا پھر فرشتوں کی طرح
آنکھوں سے غائب ہو گیا اور اس وقت تک کسی کو
اس کا نشان نہ ملا۔ نہ معلوم کہ وہ آسمان پر چلا گیا
یا خدا نے اس کو اپنی چادر کے نیچے ڈھانک لیا
اور مقتول زخموں سے کوفتہ کیا گیا مگر ابھی اس
میں جان باقی تھی۔ تب اس نے کہا کہ مجھے
ہسپتال میں لے چلو۔ سو اس کو لے گئے اور
وہاں ڈاکٹر کو نہ پایا۔ تب مقتول نے کہا
وائے میری قسمت میری بد بختی سے ڈاکٹر

﴿۲۶﴾

چاک زد بمثابہ کہ رودہ ہارا از ہم بُرید و آن روز روز دوم از عید اضحیٰ بود بر حسب آنچه در مواعید الہیہ قرار یافتہ
بود۔ و قاتل چون از کارش پیرداخت آن خانہ را بگذاشت و چون فرشتہ از دیدہ مردم پنہاں شد و تانکوں از
وے اثرے و خبرے در دست نیست۔ خدا دانند بآسمان بالا شد یا خدا لیش در زیر چادر خود پوشید۔ خلاصہ مقتول
اگرچہ از ریش و آسیب از بس کوفتہ و خستہ گردید و لے ہنوز روان در تنش ماندہ بود عزیزاں در رسیدند و در
دار الشفاء بُرند۔ ڈاکٹر یعنی طبیب آل زمان در اینجا نبود۔ مقتول زارنا لید و گفت آہ گلوں بختی من ڈاکٹر ہم این جا

☆ قبل لیکھرام فی الیوم الثانی من عید الفطر . وکان یوم السبت ۶ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء ، ۲ شوال ۱۳۱۳ من الهجرة المقدسة . منہ

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”عید الفطر“ ہونا چاہیے۔ عربی حاشیہ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ (ناشر)

غاب الأطباء من شقوتي. ثم جاءه الطبيب بعد تمادى الأوقات. وما بقى فيه إلا رمق الحياة. فعمل أعمالاً وما زاد إلا نكالا، وقال الموت شمير والبرء عسير، وانقطع الرجاء وزاد البرحاء. حتى إذا جثم ليلة هذه الواقعة، فجعل الحليلة ثيبا، وشرب كأس المنيّة، ووقع فى أحواض غُثيم، ورأى جزاء ظلم وضميم، وكذلك يجزى الله الظالمين. فارتفعت الأصوات من البكاء، وبلغ الصراخ إلى السماء، وسمعت أن عيناه استعبرت فى آخر حينه بما رأى آية الحق بعين يقينه. وأصبح قومہ قد طارت حواسهم، وضلّ قیاسهم، بما أباد الله نجيّهم،

بھی حاضر نہیں۔ پھر ایک مدت کے بعد ڈاکٹر آیا اور اپنا عمل کیا مگر بے سود تھا اور ڈاکٹر نے اشارہ کر دیا کہ جانبری مشکل ہے۔ پھر جب آدھی رات گزر گئی تو لیکھرام نے موت کا پیالہ پی لیا۔

اور میں نے سنا ہے کہ مرتے وقت اس کی آنکھیں پر آب تھیں کیونکہ خدا کی پیشگوئی کا پورا ہونا اس کو یاد آیا۔ اور اس کی موت کے بعد اس کی قوم کے حواس اڑ گئے کیونکہ موت نے ان کے ایک منتخب آدمی کو لے لیا۔

موجود نہ مے باشد۔ بعد از زمانے دراز ڈاکٹر آمد و ہرچہ توانست چارہ کار نمود۔ ولے چوں بیمہ از شب سپری شد لیکھرام جام تلخ مرگ بنوشید۔ شنیدہ ام کہ وقت مرگ سراشک از دیدہ اش رواں شد۔ چہ صدق وقوع خبر غیب بخاطر وے خطور کرد۔ قوم بر مرگ وے از بس سراسیمہ و آشفتہ شدند

واستری الموت سریہم، وکانوا یتیہون فی الأرض مقتیرین مستقرین، لعلہم یجدوا أثرا من قاتل أو یلاقوا بعض المخبرین. ولمّا استیأسوا فقال بعضهم إن هذا إلا سرّ ربّ العالمین، ولم یزل أسفہم یتزاید والأمر علیہم یتکاءد وصاروا کالمجانین وکانوا لا یفرّقون بین الدّجی والصّحی، وزال تدلّہم من الشّجی بما تمت الحجّة علیہم وفدحہم دیون المسلمین. وحسبوا موتہ نکتة عظیمة، ونائیة عمیمة، وأرجف المسلمون وقیل إن الآریة سیقتلون أحداً من سراة الإسلام لیأخذوا

اور وہ تلاش میں دہ بدہ اور شہر بشہر پھرنے لگے تاکہ قاتل کا ان کو سراغ ملے یا کسی مخبر کی ملاقات ہو۔ اور جب نومید ہو گئے تو بعض نے کہا کہ یہ تو خاص خدا کا بھید ہے اور ان کا غم بڑھتا گیا اور کام میں مشکلات بڑھتی گئیں۔ اور دیوانوں کی طرح ہو گئے اور مارے غم کے تاریکی اور روشنی میں فرق نہیں کر سکتے تھے اور ان کا تمام ناز غم سے جاتا رہا۔ کیونکہ ان پر حجت پوری ہو گئی اور وہ مسلمانوں کے قرض کے زیر بار ہو گئے اور اس کی موت کو انہوں نے بڑی مصیبت سمجھا اور ایک عام حادثہ خیال کیا۔ اور لوگوں نے یہ خبریں بھی اڑائیں کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے معززین

زیرا کہ مرگ برگزیدہ ایشاں را از میاۓ ایشاں در بود و در طلب قاتل دہ بدہ و قریہ بقریہ گردیدند۔ چوں یاس بر ایشاں چہرہ شد بعضے گمان کردند کہ ایں کار خداست۔ خلاصہ کوہ اندوہ بر سر شاں فرو آمد و دشوار بیہا و پیچیدگیہار نمود و چوں دیوانگان گردیدند۔ حتی کہ از شدہ غم و الم روز را از شب باز نہ می شناختند و ہمہ راحت و ناز شاں بسوز و گداز مبدّل شد زیرا کہ حجتہ اللہ بر ایشاں تمام شد و دوش ایشاں از دام اہا لئے اسلام گراں بار گردید۔ مرگ لیکرام را داہیہ عظمیٰ پنداشتند و کودک و بر نادر سوگواری اش نشستند ہم در آن زماں در افواہ افتاد کہ ہنود می گویند کہ یکے را از اعزّہ اسلام خواہند کشت تا دیدہ را از گرفتار

ثَأْرَهُمْ وَيُشْفُوا صَدُورَهُمْ بِالْإِنْتِقَامِ. فَأَمَّنَ اللَّهُ الْمُسْلِمِينَ مِمَّا كَانُوا يُحَذِّرُونَ، وَأَلْقَى عَلَيْهِمُ الرِّعْبَ فَكَفُّوا الْأَلْسْنَ وَهُمْ يَخَافُونَ، وَجَعَلَ قُلُوبَهُمْ شَتَّى فَطَفِقُوا يَتَخَصَّمُونَ، وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْلَمُونَ. وَلَمْ تَسْتَقِمْ لَهُمْ مَا سَوَّلُوا مِنَ الْمَكَائِدِ، ثُمَّ اسْتَأْنَفُوا مَكِيدَةَ أُخْرَى كَالصَّائِدِ، وَأَغْرَوْا الْحَكَّامَ لِيَدْخُلُوا دَارَی مُفْتَشِينَ، وَيَطْلُبُوا أَثَرًا مِنَ الْقَاتِلِينَ، فَخَذَّلَ اللَّهُ أَوْلِيَاءَ الطَّاغُوتِ، وَرَدَّ عَلَيْهِمْ مَا أَحْكَمُوا مِنَ الْكِيدِ الْمُنْحَوْتِ، فَرَجَعُوا خَائِبِينَ كَالْمَجْنُونِ الْمَبْهُوتِ. وَلَمَّا

میں سے کسی کو ہم بھی قتل کریں گے تا لیکھرام کا بدلہ لیں اور دل میں ٹھنڈ پڑے۔ پس خدا نے ان کے شر سے مسلمانوں کو امن میں رکھا اور ان پر رعب ڈال دیا سو انہوں نے زبانیں بند کر لیں۔ اور خدا نے ان میں آپس میں پھوٹ ڈال دی۔ اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اپنے فریبوں میں انہیں کامیابی نہ ہوئی۔

پھر نئے سرے ایک اور مکر سوچا اور حکام کو میری خانہ تلاشی کے لئے ترغیب دی مگر خدا نے اس میں بھی انہیں ناکام رکھا اور ان ہی کو انجام کار شر مندگی اٹھانی پڑی۔

خون لیکھرام خنک بسازند۔ ولے خدا مسلمانان را از شر شاں مصوں بداشت و شکوہ و رعب بر ایشان مستولی شد۔ تا زبان ہادر کام در کشیدند۔ و خدا ایشان را در بلائے تشیت کلمہ بتلا گردانید و در مکائد و فریبہا چیزے از پیش نبردند۔

آخر مکیدہ سگا لیدند بایں معنی کہ حکام را بر تلاش خانہ من آوردند۔ ولے از ایں باب ہم زیان و نومیدی بہرہ آناں شد و غرق خجالت باز گشتند۔

لم تضطرم نیر انہم، ولم تنصرہم أو ثانہم، استطلعوا اکابرہم ما عندہم من الآراء، وشاوروہم فی أمر الصلح والمراء. فقالوا لم تبق قوة وما یترقب من جهة نصرۃ، وقال اخیارہم إلی متی ہذہ التنازعات وقد اختلّ المعاملات. ومع ذالک خوفہم هول الطاعون وفجأة الممنون، فاختاروا السلم فی ہذہ الأيام. فالحاصل أن ہذہ الآیۃ آیۃ عظیمۃ من اللہ العلام، هو اللہ الذی یجیب المضطر إذا دعاه، ولا یخیب من رجاء، ولا یضیع من استرعاه، لہ الحمد والجلال والعظمۃ. ولقد ملکنا فی آیہ الحیرۃ واغرورقت العین بالدموع،

پھر جبکہ ان کی آگ بھڑک نہ سکی اور ان کے بتوں نے ان کی مدد نہ کی تو پھر وہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ صلح کرنے کے لئے باہم مشورے کرنے لگے اور ان میں سے اچھے آدمیوں نے کہا کہ اب صلح بہتر ہے کیونکہ معاملات میں ابتری واقع ہو گئی۔ اور علاوہ اس کے طاعون نے بھی ان کو ڈرایا۔ سو ان دنوں میں انہوں نے صلح کر لی اور یہ ایک خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان ہے۔ وہ وہی قادر خدا ہے جو بے قراوں کی دعا سنتا ہے اور امیدواروں کو نومید نہیں کرتا۔ اور جو شخص اس کی پناہ چاہتا ہے اس کو ضائع نہیں کرتا اسی کو حمد اور جلال اور عظمت ہے اور اس کے نشانوں پر نظر ڈال کر حیرت دامن گیر ہوتی ہے اور آنکھیں چشم پر آب ہو جاتی ہیں

﴿۲۷﴾

خلاصہ چوں ایشانرا میسر نیامد کہ آتش ایشان تواند زبانہ بالا کشد و بہتائے اوشاں ازدتگیری فرومانند در میانہ خود ہا مشورہ کردند کہ با مسلماناں از در آشتی در آیند چہ کلاناں انہادیدند کہ خللے۔۔۔ در معاملات رودادہ و علاوہ ازاں طاعون ہم تہدید و ترس افزود۔ آخر مصالحت در میان دو قوم واقع شد۔ الغرض ایں نشانے بزرگ ست کہ خدا تعالیٰ بتائید بندہ خود بخود آں قادر خدائے کہ دُعائے مضطربان را می شنود و امیدواران را دست روبر سید نمی زند و پناہ جو یندہ را ہلاک و تلف نمی سازد۔ حمد و جلال و عظمت مراد را سزاوار است۔ چوں بریں نشانہایش نظر کنیم حیرت و شگفت می آید و دیدہ پر آب میگردد۔

﴿۲۷﴾

فہل من رشید ینتفع بهذا المسموع؟ وما هذا إلا إعجاز خاتم الأنبياء، وشهادة طریۃ علی صدق نبوتہ من حضرة الکبرياء، فتدبروها یا معشر السعداء، رحمکم اللہ فی هذه وفی يوم الجزاء.

ولی آیات أخرى قد ترکتها اجتنابا من التّطویل، وكفاک هذه إن كنت خائفا من الرب الجلیل. واعلم أن الأصول المحکم فی معرفة صدق المأمورین أن تنظر إلى طرق تثبت بها نبوة النبیین. وما كان نبی إلا مکر فی أمره المکارون، وسخر من آیه المستنکرون،

پس کیا کوئی رشید ہے جو ان باتوں سے نفع حاصل کرے اور یہ نشان درحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آپ کے صدق نبوت پر ایک تازہ گواہی ہے۔ پس اس میں غور کرو خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے نشان ہیں جن کو میں نے بخوف طوالت بیان نہیں کیا اور اگر تجھے کچھ خدا کا خوف ہو تو تیرے لئے یہی بہت ہے اور مامورین کے پہچاننے کا یہ اصول ہے کہ ان کو اس طریق سے پہچانا جائے جس طریق سے انبیاء کی نبوت پہچانی جاتی ہے۔ اس لئے میری تکذیب کوئی انوکھی بات نہیں کیونکہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا اور استہزا کیا گیا اور

﴿۲۷﴾

آیا رشیدے ہست کہ از ایں پند ہا نفعے بردارد۔ تحقیقت ایں معجزہ نبی کریم ماست (صلی اللہ علیہ وسلم) و بر صدق نبوت وے گواہی تازہ مے باشد۔ نیک اندیشہ بفرمائید تا رحم خدا دست شمارا بگیرد۔ علاوہ ازیں خیلے نشانہائے دیگر ہم دارم کہ اینجا بنوشتن نیا وردم چرا کہ برائے تر سندہ از خدا ہمیں بسیار است۔ واصل شناختن مامورین همان است کہ با آن نبوت انبیاء علیہم السلام شناختہ می شود۔ و تکذیب من چیزے شگرف نہ۔ چہ کہ احدے از انبیاء نیامدہ

وَحَقَّرُوا شَأْنَهَا بَلْ كَانُوا بِهَا
يَسْتَهْزِءُونَ، وَقَالُوا فَلْيَأْتِ بِآيَةٍ كَمَا
أَرْسَلْنَا الْأَوَّلُونَ. مَعَ أَنَّهُمْ رَأَوْا آيَاتِ
وَشَاهَدُوا تَأْيِيدَاتِ، فَمِنَ الْوَاجِبِ
عَلَى الْأَبْرَارِ أَنْ يَجْتَنِبُوا طَرِيقَ هَذِهِ
الْكُفَّارِ، وَيَسْتَقِرُّوا سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ،
وَإِنْ أَعْرَضْتُمْ فَلَنْ تَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا
وَاللَّهُ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ.

خاتمة الكتاب

اعلموا أن الروایات فی المہدی
والمسیح كثيرة، وجميعها متخالفة
و متعارضة، وما اطلعنا علی مسانید
أكثر تلك الآثار، وما علمنا طرق
توثیق كثير من الأخبار، والقدر

باوجود اس کے کہ مخالفوں نے نشان اور خدا تعالیٰ
کی تائیدیں دیکھیں پھر بھی کہا کہ نشان دکھاؤ۔
پس نیکوں کو چاہیے کہ ان کفار کے طریقہ سے
پرہیز کریں اور مومنوں کی چال چلیں اور اگر تم
منہ پھيرو تو کچھ پرواہ نہیں۔ اللہ کا تم کچھ بگاڑ
نہیں سکتے۔

خاتمة

جاننا چاہیے کہ مہدی اور مسیح میں بہت سی
روایتیں ہیں اور وہ سب کی سب متخالف اور
متناقض ہیں۔ اور اکثر روایات کی اسناد پر ہمیں
اطلاع نہیں ہوئی اور ان کے پختہ سمجھنے کا ہمیں علم
حاصل نہیں ہوا۔ اور قدر مشترک یعنی ظاہر ہونا

کہ تمذیب اوشدہ۔ وبایں ہمہ کہ مذبذب نشانہائے آسمانی وتائیدات ربانی می بینند باز از استہزاء
طلب نشانہای کنند۔ لہذا ابرار را باید کہ از طریقہ کفار اجتناب ورزند و راہ مومنان پیوند۔ و اگر رو
بگردانید از جلال خدا چہ کاہد چہ را کہ او محتاج شمانیست۔

خاتمة کتاب

پوشیدہ نخواہد بود کہ در بارہ مہدی و مسیح روایات مختلفہ آمدہ و ہمد اش داغ تخالف و تناقض بر ناصیہ حال داشتہ است۔

المشترک أعنى ظهور المسيح
الحکم المہدی ثابت بدلائل قطعیة،
ولیس فیہ من کلمات مشککة. وأما
غیرہ من الروایات، ففیہا اختلافات
وتناقضات حیرت عقول المحدثین،
وأظلمت درایة المتقین، وجنّ لیل
الاستهامة علی العالمین. وجمعوا
تناقضات فی أقوالہم، وما نقّحوا
قولاً باستدلالہم، ووقعوا فی دُولول
کالہائمین. فقیل إن المہدی من
بنی العباس، وقیل ہو من بنی
الفاطمة التی ہی من أزکی الناس.
وقیل ہو رجل من بنی الحسین،
وقیل ہو من آل رسول الثقلین،
وقیل ہو رجل من أمة سید الکونین.

ایک شخص کا جس کا نام مسیح اور حکم اور مہدی ہے
دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اور اس میں کوئی شک
ڈالنے والا نہیں اور باقی روایتوں میں اختلاف
اور تناقض ہے جس میں محدثوں کی عقل حیران
ہے اور فقیہوں کی درایت تاریک ہے۔ اور
عالموں کے دلوں پر سرگردانی کی رات محیط ہو
رہی ہے اور انہوں نے بہت سے تناقض اپنے
قولوں میں جمع کئے ہیں اور کسی قول کو دلیل کے
ساتھ منقح کر کے بیان نہیں کیا اور گرداب حیرت
میں پڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ
مہدی بنی عباس سے ہوگا اور بعض خیال کرتے
ہیں کہ وہ بنی فاطمہ سے ہے اور بعض اس کو
بنی حسین میں سے سمجھتے ہیں اور بعض صرف
آل رسول خیال کرتے ہیں اور بعض اس کو
امت میں سے ایک انسان قرار دیتے ہیں

و لے قدر مشترک یعنی ظهور مسیح حکم کہ مہدی نیز ہست از دلائل قطعیہ پایہ ثبوت رسیدہ وغیر آن سائر
روایات بمثابہ ضد یک دیگر افتادہ کہ محدثین از کشودن گرہ سربستگی آنہا دست و پاگم کردہ اند و ہیچ
قولے را از عیب تناقض رستگار نہ نمودہ و ہیچ بیانی را مدلل و متقن نہ فرمودہ اند۔ چنانچہ بعضے بر آنند کہ
مہدی از بنی عباس باشد۔ و بعضے از بنی فاطمہ پندارند۔ و بعضے از ولد بنی حسن گویند و بعضے از
آل رسول اعتقاد دارند و بعضے او را فردے از افراد امت قرار دہند۔ و بعضے را عقیدہ آنست کہ

اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی دوسرا مہدی نہیں عیسیٰ ہی مہدی ہے اور وہی آئے گا اور کوئی نہیں ہوگا اور اسی طرح اور بھی قول ہیں اور اسی طرح مسیح کے نزول میں اختلاف ہے پس قرآن گواہی دیتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے اور وہ زندہ ہیں مرے نہیں اور ایک قوم نے یہ کہا ہے کہ وہ درحقیقت مر گیا ہے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے اور اس قول کی مخالفت وہی کرے گا جو حق کے مقابل پر ناحق جھگڑتا ہے اور جو لوگ اس کی موت کے قائل ہیں ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ مسیح کا نزول بطور بروز کے ہوگا اور معتزلہ اور اکابر صوفیوں کا یہی مذہب ہے۔ اور جو لوگ نزول آسمان کے قائل ہیں ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ وہ دمشق کے منارہ کے پاس نازل ہوگا اور بعض اس کی فرود گاہ لشکر اسلام قرار دیتے ہیں اور بعض وہ جو دجال کے ظہور کی جگہ ہے

وقیل لا مہدی إلا عیسیٰ، وکذا لک اختلاف فی نزول عیسیٰ، فالقرآن یشہد أنه مات ولحق الموتی، وقیل أنه ینزل من السماوات العلیٰ، وأنه حیّ وما مات وما فنا، وقال قوم أنه مات کما بین الفرقان الحمید، ولا یُخالِفُه إلا العنید. وقال هؤلاء انه لا ینزل إلا علی طور البروز، وذهب الیہ کثیر من المعتزلة وکرام الصوفیة من أهل الرموز. والذین اعتقدوا بنزوله من السماء فهم اختلفوا فی محل النزول وتفرقوا فی الآراء، فقیل إنه ینزل بدمشق عند منارة، ویوافی أهله علی غرارة، وقیل ینزل ببعض معسکر الإسلام، وقیل بأرض وطأها

بچ مہدی غیر عیسیٰ نخواہد بود۔ ہماں خواہد آمد و دیگرے غیروے نیست۔ ہم چین در باب نزول عیسیٰ اختلافات واقع است۔ قرآن گواہی دہد کہ حضرت عیسیٰ فوت کرد۔ قول دیگر آئندہ اواز آسمان نازل بشود و ہنوز زندہ است و نمرہ۔ و توے بر آئند کہ او حقیقت مردہ است بروفق آنچہ قول قرآن کریم است۔ و خلاف ایس قول کسی راہ رود کہ بمقابل حق ہرزہ ستیرہ کاری کند۔ از قائلین مرگ مسیح اکثر بر آئند کہ نزولش بطور بروز افتد۔ و معتزلہ و اکابر صوفیہ بر ہمیں مسلک رفتار کردہ اند۔ اما قائلان نزول از آسمان پس بعضے از ایشان گویند کہ او در نزد منارہ دمشق فرود آید۔ و بعضے گویند در لشکر اسلام نزول فرماید۔ و بعضے بر آئند کہ

الدِّجَالِ وَعَاثَ فِي الْعَوَامِ، وَقِيلَ إِنَّهُ يَنْزِلُ بِمَكَّةَ أُمَّ الْقُرَى، وَقِيلَ يَنْزِلُ بِالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَكَذَلِكَ قِيلَ أَقْوَالٌ أُخْرَى. وَزَادَتْ الْأَخْتِلَافَاتُ بِزِيَادَةِ الْأَقْوَالِ حَتَّى صَارَ الْوَصُولُ إِلَى الْحَقِّ كَالْأَمْرِ بِالْمَحَالِّ. وَقَدْ وَرَدَ فِي أَخْبَارِ خَيْرِ الْكَائِنَاتِ، عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّحِيَّاتِ، أَنَّ الْمَسِيحَ يَرْفَعُ الْأَخْتِلَافَاتِ، وَيَجْعَلُهُ اللَّهُ حَكَمًا فَيَحْكُمُ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَ الْأُمَّةِ مِنْ اخْتِلَافِ الْأَرَاءِ وَالْإِعْتِقَادَاتِ. فَالَّذِينَ يُحْكَمُونَ فِي تَنَازُعَاتِهِمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَى لِرَفْعِ اخْتِلَافَاتِهِمْ، بَلْ يَقْبَلُونَهُ لَصَفَاءِ نِيَّاتِهِمْ، فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا وَأُولَئِكَ مِنَ الْمَفْلُحِينَ. وَيَقُولُ الَّذِينَ أَعْرَضُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ

اور بعض مکہ معظمہ اور بعض بیت المقدس اور بعض اور اور جگہیں اس کے نزول کی قرار دیتے ہیں۔

اور احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ان اختلافات کو خود مسیح آکر دور فرمائے گا۔ اور خدا اس کو فیصلہ کے لئے حکم مقرر کر دے گا۔ پس جو لوگ اس کو حکم مان لیں گے اور اس کے فیصلہ سے تنگ دل نہیں ہوں گے اور صفائیت سے قبول کریں گے وہی سچے مومن ہوں گے۔ اور جو لوگ قبول نہیں کریں گے وہ کہیں گے کہ جس عقیدہ پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا وہی

ظہور اور مقام ظہور دجال باشد و بعض مکہ معظمہ و بعض بیت المقدس و ہم چنین مقامات متفرقه از بہر نزول او تنجین کنند۔ و در احادیث آمدہ کہ این نوع اختلافات را مسیح موعود خود رفع و فصل خواهد کرد۔ آناں کہ اورا حکم پذیرند و از قضاء و تحکیم وے تنگی و قبض درد دل نیا بند مومن آناں باشند۔ و منکران گویند کہ ما را ہماں عقیدہ ہا بس است کہ پدران ما بآہنہا

من الخاطئين. وعجبوا أن جاءهم
 مأمور من ربهم وقالوا إن هذا إلا من
 المفتيرين وقد كانوا من قبل على
 رأس المائة من المنتظرين. وإنه
 جاءهم لإعزازهم، وجهّزهم
 بجهازهم، وآتاهم ما يُفحم قوماً
 مفسدين. أما عرفوا وقته أو جاء
 عندهم في غير حين؟ وإن أيام الله
 قد أتت، وقرب يوم الفصل فبشرى
 للذين يقبلونه شاكرين. يريدون أن
 يطاءوا ما أراد الله أن يُعليه ويُجادلون
 بغير علم وبرهان مبین. وكتب الله
 أن يجعل عباده المرسلين غالبين،
 فليحاربوا الله إن كانوا قادرين،
 وما كان الأمر مشتبهاً

عقیدہ ہمارے لئے کافی ہے۔ اور ان کو اس بات سے
 تعجب ہے کہ کیونکر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور
 آگیا اور انہوں نے کہا یہ تو مفتری آدمی ہے۔ اور پہلے
 صدی کے سر پر انتظار کر رہے تھے۔ اور وہ ان کو عزت
 دینے کے لئے آیا اور اس نے ان کا تمام سامان طیار کیا
 اور وہ وسائل ان کو دیئے جس سے مخالف لا جواب ہو
 جائیں کیا انہوں نے اس مامور کے وقت کو شناخت
 نہیں کیا یا وہ ان کے پاس بے وقت آیا ہے۔ اور
 بہ تحقیق خدا تعالیٰ کے دن آگئے اور فیصلے کا دن قریب
 ہو گیا۔ پس انہیں بشارت ہو کہ جو شکر کے ساتھ قبول
 کریں۔ کیا ان کا یہ ارادہ ہے کہ جس کو خدا بلند کرنا
 چاہتا ہے اس کو پامال کر دیں اور ناحق بحث مباحثہ
 کرتے رہیں اور خدا نے تو یہ لکھ چھوڑا ہے کہ اس کے
 بھیجے ہوئے بندے غالب ہوں گے۔ پس کیا وہ
 خدا سے لڑ سکتے ہیں۔ اور بات مشتبہ نہیں تھی مگر

گرویدہ اند۔ وایشاں در گفت بمانند کہ چگونہ از جانب خدا آمد و اورا مفتری و دروغ باف
 گفتند و بر سر صد چشم در را ہش بودند۔ حال آنکہ اواز بہر ہمیں آمدہ است کہ آبروئے شان را
 بیفزاید و سامانے و موادے در دست شاں بداد کہ تا بر اعدائے اسلام نہجّت و برہان چیرہ و
 توانا بشوند۔ آیا ایشاں وقت ایں مامور را نہ شناختہ اند یا اونز دایشاں در غیر وقت آمدہ است۔
 ہمانا ایام اللہ آمدہ و یوم فصل قریب است۔ مژدہ آنان را کہ از کمال منت پزیری اورا قبول
 نمایند۔ آیامی خواہند کسے را کہ خدا میخواہد برافراز و پائے بر سروے بگذارند و پیکارہائے بیہودہ
 و پر خاشہائے لا طائل باوے بر پا دارند۔ و خدا مکتوب کرد است کہ البتہ فرستاد ہائیش منصور

ولكن قست قلوبهم فصاروا
 كالعمين. أيها الناس. لم تكفرون
 بآيات الله وقد رأيتموها بأعينكم.
 أليس فيكم رشيد أمين. وإنكم
 سخرتم من عبد الله المأمور، وكدم
 تقتلون به بالسيف المشهور، ولكن
 الله ألقى عليكم رعب السلطنة،
 ولولا هذه لسطوتم على عباد الله
 المرسلين، وقد تبين الحق فسوّلت
 لكم أنفسكم معاذير وما أمعنتم
 كالخاشعين، فنفوض أمرنا إلى الله
 وهو أحكم الحاكمين.

اُن کے دل سخت ہو گئے سو وہ اندھوں کی طرح ہو گئے۔
 اے لوگو! کیوں خدا تعالیٰ کے نشانوں سے
 انکار کرتے ہو اور تم نے ان کو چشم خود دیکھا۔
 کیا تم میں کوئی بھی رشید نہیں۔ اور تم نے خدا کے
 بندہ مامور سے ٹھٹھا کیا اور قریب تھا کہ تم اس کو
 تلوار سے قتل کر دیتے مگر خدا نے تم پر سلطنت کا
 رعب ڈالا۔ اور اگر یہ سلطنت نہ ہوتی تو تم خدا
 کے مرسلوں پر حملہ کرتے۔ اور حق کھل گیا اور تم
 نے ناحق عذر تراشے اور کچھ غور نہیں کی۔ سو ہم
 خدا تعالیٰ کی طرف اپنے کام کو سپرد کرتے ہیں
 اور وہ احکم الحاکمین ہے۔ فقط

راقم میرزا غلام احمد القادیانی ضلع گورداسپور پنجاب

۲۰ نومبر ۱۸۹۸ء

و مظفر خواہند بود۔ آیا ایشان میخوانند کہ پنجه با پنجه خدا بزنند۔ امر واضح و آشکار بود و لے دلہا شاں سخت و
 دیدہ شاں کور شد مردمان چرا انکار بر نشانہائے خدا دارند۔ حال آنکہ چشم سر مشاہدہ کردید چہ نفسے در میانہ
 شہجامہ رشد و صلاح در بر ندارد۔ بر مامور خدا خندہ بازہ اید و نزدیک بود کہ بہ تیغش سرازتن جدا میکردید
 اگر چنانچہ..... سطوت سلطنت برطانیہ بودے۔ لاریب اگر سایہ این دولت نمی بودد قیقے از دقایق حملہ
 کردن بر مرسلان الہی فرو نمی گذاشتید حق آشکار شد و لے عذر ہائے باطل بر بافتید و اندیشہ در کار نکردید۔
 پس زمام کار ہا در دست خدای سپاریم و در جمیع امور رجوع بادی آریم و هو احکم الحاکمین۔ تمت

اے خدا اے چشمہ نور ہمدی
از کرم با چشم این امت کشا
یک نظر کن سوئے این رازنہا
تا ہی اے طالب از وہم گمان

الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ جس کا نام ہے

راز حقیقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح اور سچے سوانح ظاہر کرتا ہے اور ہمارے مباہلہ کے متعلق
کئی نصیحتیں کر کے اصل غرض مباہلہ بتلاتا ہے

اور مقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب
بمیردی مالک مطبع چھپا ہے اور بتاریخ

۳۰ نومبر ۱۸۹۸
شایع ہوا

﴿۱﴾

اعلان۔ دسمبر میں تعطیلوں کے دنوں میں ہمیشہ جلسہ ہوتا تھا لیکن اب کے دسمبر میں میں اور میرے گھر کے لوگ اور اکثر خادمہ عورتیں اور مرد و عورتوں کی بیماری سے بیمار ہیں خدمت مہمانوں میں فتور ہوگا اور بھی کئی اسباب ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب کی دفعہ کوئی جلسہ نہیں ہے ہمارے سب دوست مطلع رہیں والسلام۔ المعلن مرزا غلام احمد۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ

”مبادا دل آں فرو مایہ شاد

کہ از بہر دنیا دہد دیں بہاد“

میں اپنی جماعت کے لئے خصوصاً یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ وہ اس اشتہار کے نتیجے کے منتظر رہیں کہ جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعت السنہ اور اس کے دور فیتوں کی نسبت شائع کیا گیا ہے جس کی میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء میں ختم ہوگی۔

اور میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر بیچہ مار کر یا وہ گوئی کے مقابلہ پر یا وہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں۔ وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سنیں گے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں مگر چاہیے کہ خاموش رہیں اور تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقویٰ اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اُس عدالت کے سامنے مثل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی جب تک انسان عدالت کے کمرہ سے باہر ہے اگرچہ اس کی بدی کا بھی مواخذہ ہے۔ مگر اس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی

﴿۲﴾

اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرماوے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اس کے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ و جدل ہو جاتی ہے اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں کچھ بحث مباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں ضرور ہے کہ نیک عملی اور راست بازی اور تقویٰ میں آگے قدم رکھو کہ خدا ان کو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ضائع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقویٰ کی برکت سے فرعون پر کیسے فتح یاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تھا کہ اُن کو ہلاک کرے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالیٰ نے فرعون کو مع اس کے تمام لشکر کے ہلاک کیا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بد بخت یہودیوں نے یہ چاہا کہ ان کو ہلاک کریں اور نہ صرف ہلاک بلکہ اُن کی پاک روح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگاویں کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو شخص لکڑی پر یعنی صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے یعنی اس کا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دور جا پڑتا ہے اور راندہ درگاہِ الہی اور شیطان کی مانند ہو جاتا ہے۔ اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ اور یہ نہایت بد منصوبہ تھا کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا تھا تا اس سے وہ نالائق قوم یہ نتیجہ نکالے کہ یہ شخص پاک دل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جس کا دل پاک نہیں ہے اور جیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بجان و دل بیزار اور خدا اُس سے بیزار ہے لیکن خدائے قادرِ قیوم نے بدنیت یہودیوں کو اس ارادہ سے ناکام اور نامراد رکھا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچایا بلکہ اس کو ایک سو بیس برس [☆] تک زندہ رکھ کر تمام دشمن یہودیوں کو اُس کے

☆ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس برس کی عمر ہوئی تھی۔

﴿۳﴾

سامنے ہلاک کیا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی اُس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گزرا جس نے قوم کی ایذا کی وجہ سے ہجرت نہ کی ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پا کر ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تھے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر آخر کار خاکِ کشمیر جنتِ نظیر میں انتقال فرمایا اور سری نگر خان یار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کئے گئے۔ آپ کی قبر بہت مشہور ہے۔

يُزَارُ وَيُتَبَرَّكُ بِهِ -

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تھے انواع اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا گو اوائل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی طرح داغِ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔ سوائے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اس کے لئے مدد نازل ہوتی ہے اور اس طرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولیٰ نبینا محمد

لیکن تمام یہود نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب کہ حضرت ممدوح کی عمر صرف تینتیس برس کی تھی۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے بفضلہ تعالیٰ نجات پا کر باقی عمر سیاحت میں گزاری تھی۔ احادیث صحیحہ سے یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی سیاح تھے۔ پس اگر وہ صلیب کے واقعہ پر مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے تو سیاحت کس زمانہ میں کی۔ حالانکہ اہل لغت بھی مسیح کے لفظ کی ایک وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لفظ مسح سے نکلا ہے اور مسح سیاحت کو کہتے ہیں۔ ماسوا اس کے یہ عقیدہ کہ خدا نے یہودیوں سے بچانے کے لئے حضرت عیسیٰ کو دوسرے

بہ
د
بہ

﴿۴﴾

صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھے اور ان دنوں میں ابو جہل وغیرہ کفار کا کیا کچھ عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہو گئے تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔ سو بھائیو! اس پر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھ لو گے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں۔ وہ شونی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھ کر کہو۔ تم اُس کی جماعت ہو جن کو اُس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اُس کے لب جھوٹ سے اور اُس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔ اے خدا کے بند و دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ

بہارِ نبویؐ

آسمان پر پہنچا دیا تھا سراسر لغو خیال معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا کے اس فعل سے یہودیوں پر کوئی حجت پوری نہیں ہوتی۔ یہودیوں نے نہ تو آسمان پر چڑھتے دیکھا اور نہ آج تک اُترتے دیکھا۔ پھر وہ اس مہمل اور بے ثبوت قصے کو کیونکر مان سکتے ہیں۔ ماسوا اس کے یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے حملہ کے وقت جو یہودیوں کی نسبت زیادہ بہادر اور جنگ جو اور کینہ ور تھے صرف اسی غار کی پناہ میں بچا لیا جو مکہ معظمہ سے تین میل سے زیادہ نہ تھی تو کیا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو بزدل یہودیوں کا کچھ ایسا خوف تھا کہ بجز دوسرے آسمان پر پہنچانے کے اُس کے دل میں

﴿۵﴾

خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اُس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اس کے لئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ۔ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔ کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔ وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے۔ تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لئے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیتؐ میں جان نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جب کہ وہ دنیا میں ذلیل کئے جاتے اور اُن کو برا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجال اور ٹھگ اور فریبی ان کا نام رکھا جاتا ہے اور اُن کے تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپ کو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ اُن کی تائید میں کوئی نشان دکھاوے تب یکدفعہ اُن کا دل دکھتا اور ان کا سینہ مجروح ہوتا ہے تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ

یہودیوں کی دست درازی کا کھٹکا دُور نہیں ہو سکتا تھا بلکہ یہ قصہ سراسر افسانہ کے رنگ میں بنایا گیا ہے۔ اور قرآن کریم کے صریح مخالف اور نہایت زبردست دلائل سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت شناخت کرنے کے لئے مرہم عیسیٰ ایک علمی ذریعہ اور اعلیٰ درجہ کا معیار حق شناسی ہے اور اس واقعہ سے پورے طور پر مجھے اس لئے واقفیت ہے کہ میں ایک انسان خاندان طبابت میں سے ہوں اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جو اس ضلع کے ایک معزز رئیس تھے ایک اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار طبیب تھے جنہوں نے قریباً ساٹھ سال اپنی عمر کے اس تجربہ میں بسر کئے تھے اور جہاں تک

﴿۶﴾

پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں اور ان کی درد مندانه دعاؤں کا آسمان پر ایک صعب ناک شور پڑتا ہے اور جس طرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بتہ بادل پیدا ہو کر یک دفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اُٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت پر زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہنچ جائے تو سمجھنا چاہیے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا۔

ہر بلا کیس قوم را حق دادہ است زیر آں گنج کرم بنہادہ است
مجھے افسوس سے اس جگہ یہ بھی لکھنا پڑا ہے کہ ہمارے مخالف نا انصافی اور دروغ گوئی اور کج روی سے باز نہیں آتے۔ وہ خدا کی باتوں کی بڑی جرأت سے تکذیب کرتے اور خدائے جلیل کے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ مجھے امید تھی کہ میرے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے بعد جو بمقابلہ شیخ محمد حسین بٹالوی اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبّی کے لکھا گیا تھا۔ یہ لوگ خاموش رہتے کیونکہ اشتہار میں صاف طور پر یہ لفظ تھے کہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک اس بات کی میعاد مقرر ہو گئی ہے کہ جو شخص کاذب ہو گا خدا اُس کو ذلیل

ممکن تھا ایک بڑا ذخیرہ طبعی کتابوں کا جمع کیا تھا۔ اور میں نے خود طب کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کتابوں کو ہمیشہ دیکھتا رہا۔ اس لئے میں اپنی ذاتی واقفیت سے بیان کرتا ہوں کہ ہزار کتاب سے زیادہ ایسی کتاب ہوگی جن میں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے۔ اور ان میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے لیے بنائی گئی تھی۔ ان کتابوں میں سے بعض یہودیوں کی کتابیں ہیں اور بعض عیسائیوں کی اور بعض مجوسیوں کی۔ سو یہ ایک علمی تحقیقات سے ثبوت ملتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے رہائی پائی تھی اگر انجیل والوں نے اس کے

بہارِ نبوت

﴿۷﴾

اور رسوا کرے گا۔ اور یہ ایک کھلا کھلا معیار صادق و کاذب تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے قائم کیا تھا اور چاہیے تھا کہ یہ لوگ اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد چپ ہو جاتے اور ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک خدا تعالیٰ کے فیصلہ کا انتظار کرتے لیکن افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ زلیٰ مذکور نے اپنے اشتہار ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء میں وہی گند پھر بھر دیا جو ہمیشہ اس کا خاصہ ہے اور سراسر جھوٹ سے کام لیا۔ وہ اس اشتہار میں لکھتا ہے کہ کوئی پیشگوئی اس شخص یعنی اس عاجز کی پوری نہیں ہوئی ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنة الله على الكاذبين۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بھی بجز لعنة الله على الكاذبين کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اصل تو یہ ہے کہ جب انسان کا دل بخل اور عناد سے سیاہ ہو جاتا ہے تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سنتے ہوئے نہیں سنتا۔ اُس کے دل پر خدا کی مہر لگ جاتی ہے۔ اُس کے کانوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ یہ بات اب تک کس پر پوشیدہ ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی شرطی تھی اور خدا کے الہام نے ظاہر کیا تھا کہ وہ رجوع الی الحق کی حالت میں میعاد کے اندر مرنے سے بچ جائے گا۔ اور پھر آتھم نے اپنے افعال سے اپنے اقوال سے اپنی سراسیمگی سے اپنے خوف سے اپنے قسم نہ کھانے سے اپنے نالاش نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ ایام پیشگوئی میں اُس کا دل عیسائی مذہب پر قائم نہ رہا اور اسلام کی عظمت اُس کے دل میں بیٹھ گئی اور یہ کچھ بعید

برخلاف لکھا ہے تو اُن کی گواہی ایک ذرہ اعتبار کے لائق نہیں کیونکہ اول تو وہ لوگ واقعہ صلیب کے وقت حاضر نہیں تھے اور اپنے آقا سے طرز بے وفائی اختیار کر کے سب کے سب بھاگ گئے تھے اور دوسرے یہ کہ انجیلوں میں بکثرت اختلاف ہے یہاں تک کہ برناس کی انجیل میں حضرت مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ ان ہی انجیلوں میں جو بڑی معتبر سمجھی جاتی ہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ ۸ ﴾

نہ تھا کیونکہ وہ مسلمانوں کی اولاد تھا اور اسلام سے بعض اغراض کی وجہ سے مرتد ہوا تھا اسلامی چاشنی رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے اُس کو پورے طور پر عیسائیوں کے عقیدہ سے اتفاق بھی نہیں تھا۔ اور میری نسبت وہ ابتدا سے نیک ظن رکھتا تھا۔ لہذا اس کا اسلامی پیشگوئی سے ڈرنا قرین قیاس تھا۔ پھر جب کہ اُس نے قسم کھا کر اپنی عیسائیت ثابت نہ کی اور نہ نالش کی اور چور کی طرح ڈرتا رہا اور عیسائیوں کی سخت تحریک سے بھی وہ ان کاموں کے لئے آمادہ نہ ہوا تو کیا اس کی یہ حرکات ایسی نہ تھیں کہ اُس سے یہ نتیجہ نکلے کہ وہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت سے ضرور ڈرتا رہا۔ غافل زندگی کے لوگ تو نجومیوں کی پیشگوئیوں سے بھی ڈرتے ہیں چہ جائیکہ ایسی پیشگوئی جو بڑے شد و مد سے کی گئی تھی۔ جس کے سُننے سے اُسی وقت اُس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ جس کے ساتھ در صورت نہ پورے ہونے کے میں نے اپنے سزایاب ہونے کا وعدہ کیا تھا پس اس کا رُعب ایسے دلوں پر جو دینی سچائی سے بے بہرہ ہیں کیونکر نہ ہوتا۔ پھر جب کہ یہ بات صرف قیاسی نہ رہی بلکہ خود آتھم نے اپنے خوف اور سراسیمگی اور دہشت زدہ ہونے کی حالت سے جس کو صدمہ لوگوں نے دیکھا اپنی اندرونی بے قراری اور اعتقادی حالت کے تغیر کو ظاہر کر دیا اور پھر بعد میں عا د قسم نہ کھانے اور نالش نہ کرنے سے اُس تغیر کی حالت کو اور بھی یقین تک پہنچایا اور پھر الہام الہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ کے اندر مر بھی گیا تو کیا یہ تمام واقعات ایک منصف اور خدا ترس کے دل کو

اور اپنے زخم اُن کو دکھلائے۔ پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت زخم موجود تھے جن کے لئے مرہم طیار کرنے کی ضرورت تھی۔ لہذا یقیناً سمجھا جاتا ہے کہ ایسے موقعہ پر وہ مرہم طیار کی گئی تھی۔ اور انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس روز اُسی گرد و نواح میں بطور مخفی رہے اور جب مرہم کے استعمال سے ہلکی شفا پائی تب آپ نے سیاحت اختیار کی۔ افسوس کہ ایک ڈاکٹر صاحب نے راولپنڈی سے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں اُن کو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿۹﴾

اس یقین سے نہیں بھرتے کہ وہ پیشگوئی کی میعاد کے اندر الہامی شرط سے فائدہ اٹھا کر زندہ رہا اور پھر الہام الہی کی خبر کے موافق اخفاء شہادت کی وجہ سے مر گیا۔ اب دیکھو تلاش کرو کہ آتھم

بہارِ نبی

اس بات کا انکار ہے کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ مختلف قوموں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو اس واقعہ کے سننے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے بلکہ زندہ مگر مجروح ہونے کی حالت میں رہائی پائی بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور خیال کیا کہ اس سے تمام منصوبہ کفارہ کا باطل ہوتا ہے۔ لیکن یہ قابلِ شرم بات ہے کہ اُن کتابوں کے وجود سے انکار کیا جائے جن میں یہ نسخہ مرہم عیسیٰ موجود ہے۔ اگر وہ طالبِ حق ہیں تو ہمارے پاس آ کر اُن کتابوں کو دیکھ لیں۔ اور صرف عیسائیوں کے لئے یہی مصیبت نہیں کہ مرہم عیسیٰ کی علمی گواہی اُن عقائد کو رد کرتی ہے اور تمام عمارت کفارہ و تثلیث وغیرہ کی یکدم گر جاتی ہے بلکہ ان دنوں میں اس ثبوت کی تائید میں اور ثبوت بھی نکل آئے ہیں کیونکہ تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیبی واقعہ سے نجات پا کر ضرور ہندوستان کا سفر کیا ہے اور نیپال سے ہوتے ہوئے آخرِ تبت تک پہنچے اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھہرے۔ اور وہ بنی اسرائیل جو کشمیر میں بابل کے تفرقہ کے وقت میں سکونت پذیر ہوئے تھے اُن کو ہدایت کی اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں سری نگر میں انتقال فرمایا اور محلہ خان یار میں مدفون ہوئے اور عوام کی غلط بیانی سے یوز آسفؑ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اس واقعہ کی تائید وہ انجیل بھی کرتی ہے جو حال میں تبت سے برآمد ہوئی ہے۔ یہ انجیل بڑی کوشش سے لندن سے ملی ہے۔ ہمارے مخلص دوست شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر قریبا تین ماہ تک لندن میں رہے اور اس انجیل کو تلاش کرتے رہے۔ آخر ایک جگہ سے میسر آ گئی۔

☆ نوٹ :- ایک نادان مسلمان نے اپنے دل سے ہی یہ بات پیش کی ہے کہ شاید یوز آسف سے زوجہ آصف مراد ہو جو سلیمان کا وزیر تھا۔ مگر اُس جاہل کو یہ خیال نہیں آیا کہ زوجہ آصف نبی نہیں تھی اور اُس کو شہزادہ نہیں کہہ سکتے یہ بھی نہیں سوچا کہ یہ دونوں مذکر نام ہیں۔ مؤنث کے لئے اگر وہ یہ صفات بھی رکھتی ہوئیہ اور شہزادی کہا جائے گا۔ نہ نبی اور شہزادہ۔ اس سادہ لوح نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ اُنیس سو کی مدت حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے ہی مطابق آتی ہے۔ سلیمان تو حضرت عیسیٰ سے کئی سو برس پہلے تھا۔ ماسوا اس کے اس نبی کی قبر کو سری نگر میں واقع ہے بعض یوز آسف کے نام سے پکارتے ہیں مگر اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ ہمارے مخلص مولوی عبداللہ صاحب کشمیری نے جب سری نگر میں اس مزار کی نسبت تفتیش کرنا شروع کیا تو بعض لوگوں نے یوز آسف کا نام سُن کر کہا کہ ہم میں وہ قبر عیسیٰ صاحب کی قبر مشہور ہے۔ چنانچہ کئی لوگوں نے یہی گواہی دی جواب تک سری نگر میں زندہ موجود ہیں جس کو شک ہو وہ خود کشمیر میں جا کر کئی لاکھ انسان سے دریافت کر لے اب اس کے بعد انکار بے حیائی ہے۔ منہ

﴿۱۰﴾

کہاں ہے؟ کیا وہ زندہ ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ کئی برس سے مرچکا مگر جس شخص کے ساتھ اُس نے

بہ
ہ
ہ

﴿۱۰﴾

یہ انجیل بدھ مذہب کی ایک پُرانی کتاب کا گویا ایک حصہ ہے۔ بدھ مذہب کی کتابوں سے یہ شہادت ملتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک ہند میں آئے اور ایک مدت تک مختلف قوموں کو وعظ کرتے رہے۔ اور بدھ مذہب کی کتابوں میں جو اُن کے ان ملکوں میں آنے کا ذکر لکھا گیا ہے اُس کا وہ سبب نہیں جو لائے بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ انہوں نے گوتم بدھ کی تعلیم استفادہ کے طور پر پائی تھی ایسا کہنا ایک شرارت ہے، بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب سے نجات بخشی تو انہوں نے بعد اس کے اس ملک میں رہنا قرین مصلحت نہ سمجھا اور جس طرح قریش کے انتہائی درجہ کے ظلم کے وقت یعنی جب کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ملک سے ہجرت فرمائی تھی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے انتہائی ظلم کے وقت یعنی قتل کے ارادہ کے وقت ہجرت فرمائی۔ اور چونکہ بنی اسرائیل بخت النصر کے حادثہ میں متفرق ہو کر بلادِ ہند اور کشمیر اور تبت اور چین کی طرف چلے آئے تھے اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام نے ان ہی ملکوں کی طرف ہجرت کرنا ضروری سمجھا۔ اور تواریخ سے اس بات کا بھی پتہ ملتا ہے کہ بعض یہودی اس ملک میں آ کر اپنی قدیم عادت کے موافق بدھ مذہب میں بھی داخل ہو گئے تھے۔ چنانچہ حال میں جو ایک مضمون سول ملٹری گزٹ پر چہ تاریخ ۲۳ نومبر ۱۸۹۸ء میں چھپا ہے اُس میں ایک محقق انگریز نے اس بات کا اقرار بھی کیا ہے اور اس بات کو بھی مان لیا ہے کہ بعض جماعتیں یہودیوں کی اس ملک میں آئی تھیں اور اس ملک میں سکونت پذیر ہو گئی تھیں اور اُسی پر چہ سول میں لکھا ہے کہ ”در اصل افغان بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں“ غرض جب کہ بعض بنی اسرائیل بدھ مذہب میں داخل ہو گئے تھے تو ضرور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آ کر بدھ مذہب کے رد کی طرف متوجہ ہوتے اور اس مذہب کے پیشواؤں کو ملتے۔ سوا ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اسی وجہ سے

﴿۱۱﴾

ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر مقابلہ کیا تھا وہ تو اب تک زندہ موجود ہے، جواب یہ مضمون لکھ رہا ہے

بہارِ
تہذیب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوانح بدھ مذہب میں لکھے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس ملک میں بدھ مذہب کا بہت زور تھا اور بید کا مذہب مرچکا تھا اور بدھ مذہب بید کا انکار کرتا تھا۔ ☆

خلاصہ یہ کہ ان تمام امور کو جمع کرنے سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں تشریف لائے تھے۔ یہ بات یقینی اور پختہ ہے کہ بدھ مذہب کی کتابوں میں اُن کے اس ملک میں آنے کا ذکر ہے اور جو مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کشمیر میں ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قریباً ۱۹۰۰ء سو برس سے ہے۔ یہ اس امر کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہے۔ غالباً اُس مزار کے ساتھ کچھ کتبے ہوں گے جواب مخفی ہیں۔ ان تمام امور کی مزید تحقیقات کے لئے ہماری جماعت میں سے ایک علمی تفتیش کا قافلہ طیار ہو رہا ہے جس کے پیشرو اخویم مولوی حکیم حاجی حرمین نور الدین صاحب سلمہ ربہ، قرار پائے ہیں یہ قافلہ اس کھوج اور تفتیش کے لئے مختلف ملکوں میں پھرے گا اور ان سرگرم دینداروں کا کام ہوگا کہ پالی زبان کی کتابوں کو بھی دیکھیں کیونکہ یہ بھی پتہ لگا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اُس نواح میں بھی اپنی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں گئے تھے لیکن بہر حال کشمیر میں جانا اور پھر تبت میں جا کر بدھ مذہب کی پستکوں سے یہ تمام پتہ لگانا اس جماعت کا فرض منصبی ہوگا۔ اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور نے ان تمام اخراجات کو اپنے ذمہ قبول کیا ہے لیکن اگر یہ سفر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بنارس اور نیپال اور مدراس اور سوات اور کشمیر اور تبت وغیرہ ممالک تک کیا جائے جہاں جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی بود و باش کا پتہ ملا ہے تو کچھ شک نہیں کہ یہ بڑے اخراجات کا کام ہے اور امید کی جاتی ہے کہ بہر حال اللہ تعالیٰ اس کو انجام دے دے گا۔ ہر ایک دانش مند سمجھ سکتا ہے

☆ صرف یہی بات نہیں کہ بدھ مذہب کی بعض کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہندوستان اور تبت میں آنے کا تذکرہ ہے بلکہ ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کی پُرانی تحریروں میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ منہ

﴿۱۲﴾

اے حیا و شرم سے دُور رہنے والو! ذرہ اس بات کو تو سوچو کہ وہ شہادت کے اخفا کے بعد کیوں جلد مر گیا۔

پہلے
جائزہ

کہ یہ ایک ایسا ثبوت ہے کہ اس سے یک دفعہ عیسائی مذہب کا تمام تانا بانا ٹوٹتا ہے اور انیس سو برس کا منصوبہ یک دفعہ کا عدم ہو جاتا ہے۔ اس بات کا اطمینان ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اس ملک ہند اور کشمیر وغیرہ میں آنا ایک واقعی امر ہے۔ اور اس کے بارے میں ایسے زبردست ثبوت مل گئے ہیں کہ اب وہ کسی مخالف کے منصوبہ سے چھپ نہیں سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان بیہودہ اور غلط عقائد کی اسی زمانہ تک عمر تھی۔ ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا ہے صلیب کو توڑے گا اور آسمانی حربہ سے دجال کو قتل کرے گا۔ اس حدیث کے اب یہ معنی کھلے ہیں کہ اُس مسیح کے وقت میں زمین و آسمان کا خدا اپنی طرف سے بعض ایسے امور اور واقعات پیدا کر دے گا جن سے صلیب اور تثلیث اور کفارہ کے عقائد خود بخود نابود ہو جائیں گے مسیح کا آسمان سے نازل ہونا بھی ان ہی معنوں سے ہے کہ اُس وقت آسمان کے خدا کے ارادہ سے کسر صلیب کے لئے بدیہی شہادتیں پیدا ہو جائیں گی۔ سو ایسا ہی ہوا۔ یہ کس کو معلوم تھا کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ صد ہا طبیبی کتابوں میں لکھا ہوا پیدا ہو جائے گا اس بات کی کس کو خبر تھی کہ بد مذہب کی پرانی کتابوں سے یہ ثبوت مل جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلا و شام کے یہودیوں سے نوید ہو کر ہندوستان اور کشمیر اور تبت کی طرف آئے تھے۔ ☆ یہ بات کون جانتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر میں قبر ہے۔ کیا انسان کی طاقت میں تھا کہ ان تمام باتوں کو اپنے زور سے پیدا کر سکتا۔ اب یہ واقعات اس طرح سے عیسائی مذہب کو مٹاتے ہیں جیسا کہ دن چڑھ جانے سے رات مٹ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کو وہ صدمہ پہنچتا ہے جو اُس چھت کو پہنچ سکتا ہے جس کا تمام بوجھ ایک شہتیر پر تھا۔ شہتیر ٹوٹا اور چھت گری۔ پس اسی طرح اس واقعہ کے ثبوت

☆ نوٹ:- حال میں مسلمانوں کی تالیف بھی چند پرانی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جن میں صریح یہ بیان موجود ہے کہ یوز آسف ایک پیغمبر تھا جو کسی ملک سے آیا تھا اور شہزادہ بھی تھا۔ اور کشمیر میں اُس نے انتقال کیا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبیؑ چھ سو برس پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزر رہے۔ منہ

﴿۱۳﴾

میں نے تو اُس کی زندگی میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو میں پہلے مروں گا۔ ورنہ میں آتھم کی موت کو دیکھوں گا سواگر شرم ہے تو آتھم کو ڈھونڈ کر لاؤ کہ کہاں ہے۔ وہ میری عمر کے قریب قریب تھا اور عرصہ تیس برس سے مجھ سے واقفیت رکھتا تھا۔ اگر خدا چاہتا تو وہ تیس برس تک اور زندہ رہ سکتا تھا۔ پس یہ کیا باعث ہوا کہ وہ انہی دنوں میں جب کہ اُس نے عیسائیوں کی دلجوئی کے لئے الہامی پیشگوئی کی سچائی اور اپنے دلی رجوع کو چھپایا خدا کے الہام کے موافق فوت ہو گیا۔ خدا اُن دلوں پر لعنت کرتا ہے جو سچائی کو پا کر پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہ انکار جو اکثر عیسائیوں اور بعض شریر مسلمانوں نے کیا خدا تعالیٰ کی نظر میں ظلم صریح تھا اس لئے اُس نے ایک دوسری عظیم الشان پیشگوئی کے پورا

یہودیہ

سے عیسائی مذہب کا خاتمہ ہے۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ انہی قدوتوں سے وہ پہچانا گیا ہے۔ دیکھو کیسے عمدہ معنی اس آیت کے ثابت ہوئے کہ مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ^۱ یعنی قتل کرنا اور صلیب سے مسیح کا مارنا سب جھوٹ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو دھوکا لگا ہے اور مسیح خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق صلیب سے بچ کر نکل گیا۔ اور اگر انجیل کو غور سے دیکھا جائے تو انجیل بھی یہی گواہی دیتی ہے۔ کیا مسیح کی تمام رات کی درد مندانہ دعار ہو سکتی تھی۔ کیا مسیح کا یہ کہنا کہ میں یونس کی طرح تین دن قبر میں رہوں گا اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ وہ مردہ قبر میں رہا۔ کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں تین دن مر رہا تھا۔ کیا پیلاطوس کی بیوی کے خواب سے خدا کا یہ منشا نہیں معلوم ہوتا کہ مسیح کو صلیب سے بچالے۔ ایسا ہی مسیح کا جمعہ کی آخری گھڑی صلیب پر چڑھائے جانا اور شام سے پہلے اتارے جانا اور رسم قدیم کے موافق تین دن تک صلیب پر نہ رہنا اور ہڈی نہ توڑے جانا اور خون کا نکلنا کیا یہ تمام وہ امور نہیں ہیں جو بآواز بلند پکار رہے ہیں کہ یہ تمام اسباب مسیح کی جان بچانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور دعا کرنے کے ساتھ ہی یہ رحمت کے اسباب ظہور میں آئے۔ بھلا مقبول کی ایسی دعا جو تمام رات رو رو کر کی گئی کب رد ہو سکتی تھی۔ پھر مسیح کا صلیب کے بعد حواریوں کو ملنا اور زخم دکھلانا کس قدر مضبوط دلیل اس بات پر ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔ اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو بھلا اب مسیح کو پکارو کہ تمہیں آکر مل جائے جیسا کہ حواریوں کو ملا تھا۔ غرض ہر ایک پہلو سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کی صلیب سے جان بچائی گئی اور وہ اس ملک ہند میں آئے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے ان ہی ملکوں میں آگئے تھے جو آخر کار مسلمان ہو گئے اور پھر اسلام کے بعد بموجب وعدہ توریت کے اُن میں کئی بادشاہ بھی ہوئے۔ اور یہ ایک دلیل صدق نبوت آتھم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کیونکہ

﴿۱۴﴾

کرنے سے یعنی پنڈت لیکھرام کی موت کی پیشگوئی سے منکروں کو ذلیل اور رسوا کر دیا۔ یہ پیشگوئی اس مرتبہ پر فوق العادت تھی کہ اس میں قبل از وقت یعنی پانچ برس پہلے بتایا گیا تھا کہ لیکھرام کس دن اور کس قسم کی موت سے مرے گا لیکن افسوس کہ بخیل لوگوں نے جن کو مرنا یا دینی اس پیشگوئی کو بھی قبول نہ کیا اور خدا نے بہت سے نشان ظاہر کئے مگر یہ سب سے انکار کرتے ہیں۔ اب یہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء آخری فیصلہ ہے۔ چاہیے کہ ہر ایک طالب صادق صبر سے انتظار کرے۔ خدا جھوٹوں کذابوں دجالوں کی مدد نہیں کرتا۔ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ عہد ہے کہ وہ مومنوں اور رسولوں کو غالب کرتا ہے۔ اب یہ معاملہ آسمان پر ہے، زمین پر چلانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ دونوں فریق اُس کے سامنے ہیں اور عنقریب ظاہر ہوگا کہ اُس کی مدد اور نصرت کس طرف آتی ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔ والسلام علی من اتبع الهدی

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء

بہت
جائزہ

توریت میں وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل نبی موعود کے پیرو ہو کر حکومت اور سلطنت پائیں گے۔ غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا یہ ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اور یہی وہ خیال ہے کہ جو نصاریٰ کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے۔ اور اس کے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اُٹھے تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں تیار ہوا ہے ممکن ہے کہ انیس ماہ کے اندر دست غیب سے ایک پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے۔ کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہونا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے یہ ایسا امر ہے کہ یک دفعہ عیسائی عقائد کو دلوں سے اڑاتا ہے اور عیسائیت کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالتا ہے۔

اے عزیزو! اب عیسائی مذہب کو چھوڑو کہ خدا نے حقیقت کو دکھا دیا۔ اسلام کی روشنی میں آؤ تا نجات پاؤ اور خدا نے علیم جانتا ہے کہ یہ تمام نصیحت نیک نیتی سے تحقیق کامل کے بعد کی گئی ہے۔ منہ

﴿۱۵﴾

خط مولوی عبداللہ صاحب باشندہ کشمیر

فائدہ عام کے لئے مع نقشہ مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اس اشتہار میں شائع کیا جاتا ہے

از جانب خاکسار عبداللہ بخدمت حضور مسیح موعود السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اقدس! اس خاکسار نے حسب الحکم سرینگر میں عین موقعہ پر یعنی روضہ مزار شریف شاہزادہ یوز آسف نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچ کر جہاں تک ممکن تھا بکوشش تحقیقات کی اور معمور اور سن رسیدہ بزرگوں سے بھی دریافت کیا اور مجاوروں اور گرد و جوار کے لوگوں سے بھی ہر ایک پہلو سے استفسار کرتا رہا۔

جناب من عند التحقیقات مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ مزار درحقیقت جناب یوز آسف علیہ السلام نبی اللہ کی ہے اور مسلمانوں کے محلہ میں یہ مزار واقع ہے۔ کسی ہندو کی وہاں سکونت نہیں اور نہ اُس جگہ ہندوؤں کا کوئی مدفن ہے۔ اور معتبر لوگوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ قریباً اُنیس سو برس سے یہ مزار ہے۔ اور مسلمان بہت عزت اور تعظیم کی نظر سے اس کو دیکھتے ہیں اور اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اور عام خیال ہے کہ اس مزار میں ایک بزرگ پیغمبر مدفون ہے جو کشمیر میں کسی اور ملک سے لوگوں کو نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً چھ سو برس پہلے گذرا ہے۔ یہ اب تک نہیں کھلا کہ اس ملک میں کیوں آیا۔ مگر یہ واقعات بہر حال ثابت ہو چکے ہیں۔

﴿۱۶﴾

وہ نبی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کوئی نہیں۔ اور یسوع کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آسف بننا نہایت قریب قیاس ہے کیونکہ جب کہ یسوع کے لفظ کو انگریزی میں بھی جیسوس بنالیا ہے تو یوز آسف میں جیسوس سے کچھ زیادہ تغیر نہیں ہے۔ یہ لفظ سنسکرت سے ہرگز مناسبت نہیں رکھتا۔ صریح عبرانی معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں کیوں تشریف لائے اس کا سبب ظاہر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جبکہ ملک شام کے یہودیوں نے آپ کی تبلیغ کو قبول نہ کیا اور آپ کو صلیب پر قتل کرنا چاہا تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق اور نیز دعا کو قبول کر کے حضرت مسیح کو صلیب سے نجات دے دی۔ اور جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے حضرت مسیح کے دل میں تھا کہ اُن یہودیوں کو بھی خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاویں کہ جو بخت النصر کی غارت گری کے زمانہ میں ہندوستان کے

☆
بیت
القدس
مقدس

﴿۱۷﴾

اور تو اتر شہادت سے کمال درجہ کے یقین تک پہنچ چکے ہیں کہ یہ بزرگ جن کا نام کشمیر کے مسلمانوں نے یوز آسف رکھ لیا ہے یہ نبی ہیں اور نیز شہزادہ ہیں۔ اس ملک میں کوئی ہندوؤں کا لقب ان کا مشہور نہیں ہے جیسے راجہ یا اوتار یا رکھی وُنی وِسَدہ وغیرہ بلکہ بالاتفاق سب نبی کہتے ہیں اور نبی کا لفظ اہل اسلام اور اسرائیلیوں میں ایک مشترک لفظ ہے۔ اور جبکہ اسلام میں کوئی نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آیا اور نہ آ سکتا تھا اس لئے کشمیر کے عام مسلمان بالاتفاق یہی کہتے ہیں کہ یہ نبی اسلام کے پہلے کا ہے۔ ہاں اس نتیجہ تک وہ اب تک نہیں پہنچے کہ جبکہ نبی کا لفظ صرف دو ہی قوموں کے نبیوں میں مشترک تھا یعنی مسلمانوں اور بنی اسرائیل کے نبیوں میں اور اسلام میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آ نہیں سکتا تو بالضرور یہی متعین ہوا کہ وہ اسرائیلی نبی ہے کیونکہ کسی تیسری زبان نے کبھی اس لفظ کو استعمال نہیں کیا۔ بلاشبہ اس اشتراک کا صرف دوزبانوں اور دو قوموں میں تخصیص ہونا لازمی ہے۔ مگر بوجہ ختم نبوت اسلامی قوم اس سے باہر نکل گئی۔ لہذا صفائی سے یہ بات طے ہوگئی کہ یہ نبی اسرائیلی نبی ہے۔ پھر اس کے بعد تو اتر تاریخی سے یہ ثابت ہو جانا کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گزرا ہے پہلی دلیل پر اور بھی یقین کا رنگ چڑھاتا ہے اور زیرک دلوں کو زور کے ساتھ اس طرف لے آتا ہے کہ یہ نبی

﴿۱۷﴾

ملکوں میں آگئے تھے۔ سوا سی غرض کی تکمیل کے لئے وہ اس ملک میں تشریف لائے۔
ڈاکٹر برنیر صاحب فرانسسی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ کئی انگریز محققوں نے اس رائے کو بڑے زور کے ساتھ ظاہر کیا ہے کہ کشمیر کے مسلمان باشندے دراصل اسرائیلی ہیں جو تفرقہ کے وقتوں میں اس ملک میں آئے تھے۔ اور اُن کے کتابی چہرے اور لمبے کرتے اور بعض رسوم اس بات کے

ب
ا
ب

﴿۱۸﴾

☆ نوٹ: نبی کا لفظ صرف دوزبانوں سے مخصوص ہے اور دنیا کی کسی اور زبان میں یہ لفظ مستعمل نہیں ہوا یعنی ایک تو عبرانی میں یہ لفظ نبی آتا ہے اور دوسری عربی میں۔ اس کے سوا تمام دنیا کی اور زبانیں اس لفظ سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں۔ لہذا یہ لفظ جو یوز آسف پر بولا گیا کتبہ کی طرح گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص یا اسرائیلی نبی ہے یا اسلامی نبی مگر ختم نبوت کے بعد اسلام میں کوئی اور نبی نہیں آ سکتا لہذا متعین ہوا کہ یہ اسرائیلی نبی ہے۔ اب جو مدت بتلائی گئی ہے اُس پر غور کر کے قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور وہی شہزادہ کے نام سے پکارے گئے ہیں۔ منہ

﴿۱۹﴾

حضرت مسیح علیہ السلام ہیں کوئی دوسرا نہیں کیونکہ وہی اسرائیلی نبی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گزرے ہیں۔ پھر بعد اس کے اس متواتر خبر پر غور کرنے سے کہ وہ نبی شہزادہ بھی کہلاتا ہے یہ ثبوتِ نورِ علیٰ نور ہو جاتا ہے کیونکہ اس مدت میں بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی شہزادہ کے نام سے کبھی مشہور نہیں ہوا۔ پھر یوز آسف کا نام جو یسوع کے لفظ سے بہت ملتا ہے ان تمام یقینی باتوں کو اور بھی قوت بخشتا ہے۔ پھر موقعہ پر پہونچنے سے ایک اور دلیل معلوم ہوئی ہے کہ جیسا کہ نقشہ منسلکہ میں ظاہر ہے اس نبی کی مزار جنوباً و شمالاً واقع ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شمال کی طرف سر ہے اور جنوب کی طرف پیر ہیں اور یہ طرزِ دفن مسلمانوں اور اہل کتاب سے خاص ہے اور ایک اور تائیدی ثبوت ہے کہ اس مقبرہ کے ساتھ ہی کچھ تھوڑے فاصلے پر ایک پہاڑ کوہ سلیمان کے نام سے مشہور ہے۔ اس نام سے بھی پتہ ملتا ہے کہ کوئی اسرائیلی نبی اس جگہ آیا تھا۔ یہ نہایت درجہ کی جہالت ہے کہ اس شہزادہ نبی کو ہندو قرار دیا جائے۔ اور یہ ایسی غلطی ہے کہ ان روشن ثبوتوں کے سامنے رکھ کر اس کے رد کی بھی حاجت نہیں۔ سنسکرت میں کہیں نبی کا لفظ نہیں آیا بلکہ یہ لفظ عبرانی اور عربی سے خاص ہے اور دفن کرنا ہندوؤں کا طریق نہیں اور ہندو لوگ تو اپنے مردوں کو جلاتے ہیں لہذا قبر کی صورت بھی قطعی یقین دلاتی ہے کہ یہ نبی اسرائیلی ہے قبر کے مغربی پہلو کی طرف ایک سوراخ واقع ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس سوراخ سے نہایت

☆

گواہ ہیں۔ پس نہایت قرین قیاس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام کے یہودیوں سے نوامید ہو کر اس ملک میں تبلیغِ قوم کے لئے آئے ہوں گے۔ حال میں جو روسی سیاح نے ایک انجیل لکھی ہے جس کو لندن سے میں نے منگوا یا ہے وہ بھی اس رائے میں ہم سے متفق ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آئے تھے اور جو بعض مصنفوں نے واقعات یوز آسف نبی کے لکھے ہیں جن کے یورپ کے ملکوں میں بھی ترجمے پھیل گئے ہیں ان کو پادری لوگ بھی پڑھ کر سخت حیران ہیں کیونکہ وہ تعلیمیں انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بہت ملتی ہیں بلکہ اکثر عبارتوں میں تو ارد معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی تبتی انجیل کا انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بہت توارد ہے۔ پس یہ ثبوت ایسے نہیں ہیں کہ

﴿۱۷﴾

☆ یہ ضرور نہیں کہ سلیمان سے مراد سلیمان پیغمبر مراد ہوں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اسرائیلی امیر ہوگا جس کے نام سے یہ پہاڑ مشہور ہو گیا۔ اس امیر کا نام سلیمان ہوگا۔ یہ یہودیوں کی اب تک عادت ہے کہ نبیوں کے نام پر اب تک نام رکھ لیتے ہیں۔ بہر حال اس نام سے بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہود کے فرقہ کی کشمیر میں گذر ہوئی ہے جن کے لئے حضرت عیسیٰ کا کشمیر میں آنا ضروری تھا۔ منہ

﴿۱۸﴾

عمدہ خوشبو آتی رہی ہے۔ یہ سوراخ کسی قدر کشادہ ہے، اور قبر کے اندر تک پہنچی ہوئی ہے۔ اس سے یقین کیا جاتا ہے کہ کسی بڑے مقصود کے لئے یہ سوراخ رکھی گئی ہے غالباً کتبہ کے طور پر اس میں بعض چیزیں مدفون ہوں گی۔ عوام کہتے ہیں کہ اس میں کوئی خزانہ ہے مگر یہ خیال قابل اعتبار معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں چونکہ قبروں میں اس قسم کا سوراخ رکھنا کسی ملک میں رواج نہیں۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس سوراخ میں کوئی عظیم الشان مجید ہے، اور صد ہا سال سے برابر یہ سوراخ چلے آنا یہ اور بھی عجیب بات ہے۔ اس شہر کے شیعہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ یہ کسی نبی کی قبر ہے جو کسی ملک سے بطور سیاحت آیا تھا اور شہزادہ کے لقب سے موسوم تھا۔ شیعوں نے مجھے ایک کتاب بھی دکھائی جس کا نام عین الحیات ہے۔ اس کتاب میں بہت سا قصہ صفحہ ۱۱۹ ابن بابویہ اور کتاب کمال الدین اور اتمام النعمت کے حوالہ سے لکھا ہے لیکن وہ تمام یہودہ اور لغو قصے ہیں۔ صرف اس کتاب میں اس قدر سچ بات ہے کہ صاحب کتاب قبول کرتا ہے کہ یہ نبی سیاح تھا اور شہزادہ تھا جو کشمیر میں آیا تھا۔ اور اس شہزادہ نبی کے مزار کا پتہ یہ ہے کہ جب جامع مسجد سے روضہ بلیمین کے کوچہ میں آویں تو یہ مزار شریف آگے ملے گی۔ اس مقبرہ کے بائیں طرف کی دیوار کے پیچھے ایک کوچہ ہے اور داہنی طرف ایک پرانی مسجد ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تبرک کے طور پر کسی پرانے زمانہ میں اس مزار شریف کے قریب مسجد بنائی گئی ہے اور اس مسجد کے ساتھ مسلمانوں کے مکانات ہیں۔ کسی دوسری قوم کا نام و نشان نہیں اور اس نبی اللہ کی قبر کے نزدیک داہنے گوشہ میں ایک پتھر رکھا ہے جس پر انسان کے پاؤں کا نقش ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ قدم رسول کا ہے۔ غالباً اس شہزادہ نبی کا یہ قدم بطور نشان کے باقی ہے۔ دو باتیں اس قبر پر بعض مخفی اسرار کی گویا حقیقت نما ہیں۔ ایک وہ سوراخ جو قبر کے نزدیک ہے دوسرے یہ قدم جو پتھر پر کندہ ہے۔ باقی تمام صورت مزار کی نقشہ منسلکہ میں دکھائی گئی ہے۔ فقط

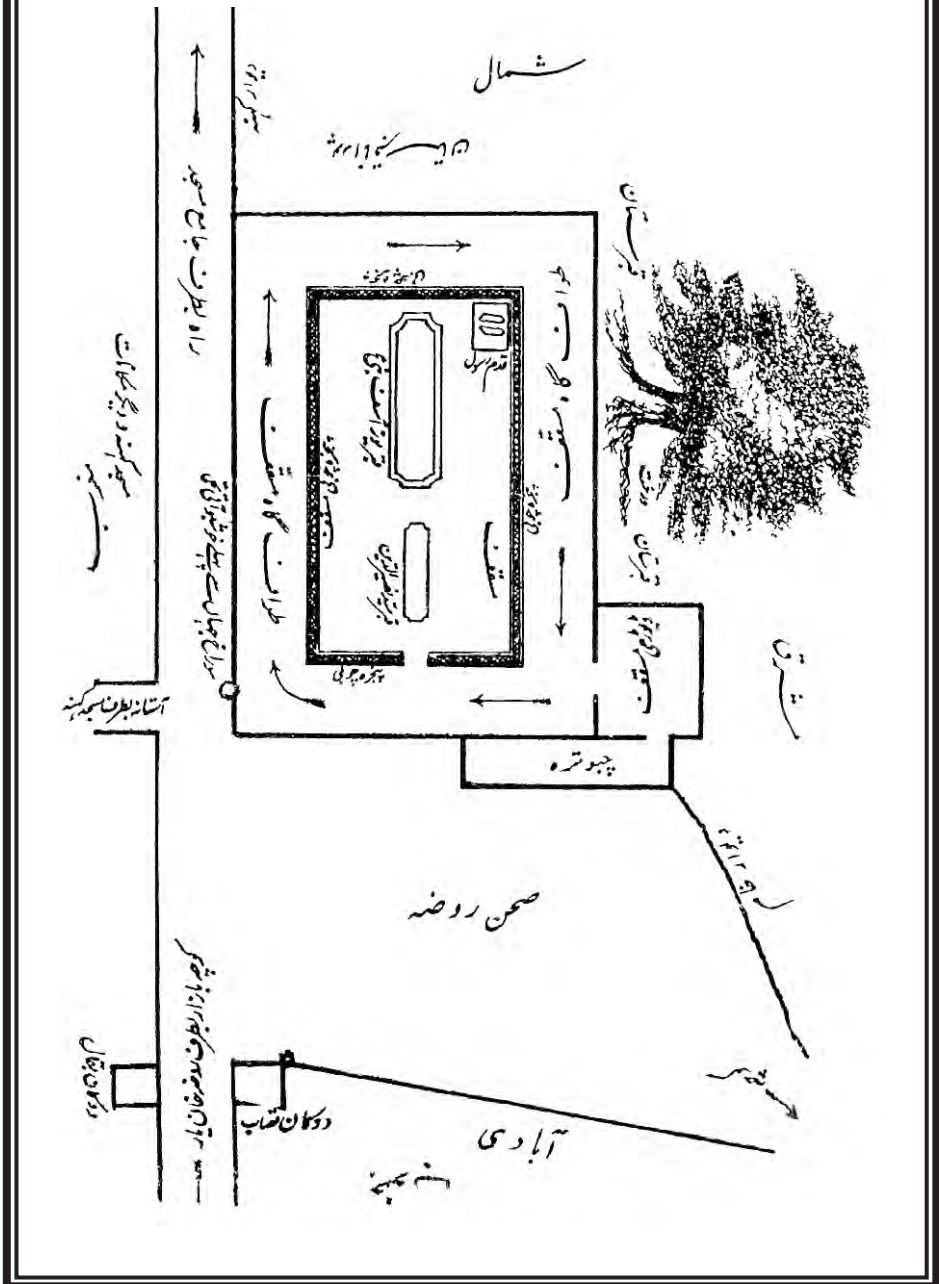
﴿۱۸﴾

ہو

کوئی شخص معاندانہ تخم سے یک دفعہ ان کو رد کر سکے بلکہ ان میں سچائی کی روشنی نہایت صاف پائی جاتی ہے اور اس قدر قرائن ہیں کہ یکجائی طور پر ان کو دیکھنا اس نتیجہ تک پہنچاتا ہے کہ یہ بے بنیاد قصہ نہیں ہے، یوز آسف کا نام عبرانی سے مشابہ ہونا اور یوز آسف کا نام نبی مشہور ہونا جو ایسا لفظ ہے کہ صرف اسرائیلی اور اسلامی انبیاء پر بولا گیا ہے اور پھر اس نبی کے ساتھ شہزادہ کا لفظ ہونا اور پھر اس نبی کی صفات حضرت مسیح علیہ السلام سے بالکل مطابق ہونا اور اس کی تعلیم انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بالکل ہم رنگ ہونا اور پھر مسلمانوں کے محلہ میں اس کا مدفون ہونا اور پھر انیس سو سال تک اس کے مزار کی مدت بیان کئے جانا اور پھر اس زمانہ میں ایک انگریز کے ذریعے سے بتی انجیل برآمد ہونا اور اس انجیل سے صریح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس ملک میں آنا ثابت ہونا یہ تمام ایسے امور ہیں کہ ان کو یکجائی طور پر دیکھنے سے ضرور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آئے تھے اور اسی جگہ فوت ہوئے اور اس کے سوا اور بھی بہت سے دلائل ہیں کہ ہم انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ میں لکھیں گے۔ من الممشہور

﴿۱۹﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں یہ اُن کا مزار ہے اور بموجب شہادت کشمیر کے معمر لوگوں کے عرصہ انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر محلہ خان یار میں ہے۔



خاتمہ کتاب

﴿ ۲۰ ﴾

خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے مخالفوں کو ذلیل کرنے کے لئے اور اس راقم کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ جو سرینگر میں محلہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے، وہ درحقیقت بلاشبک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ مرہم عیسیٰ جس پر طب کی ہزار کتاب بلکہ اس سے زیادہ گواہی دے رہی ہے اس بات کا پہلا ثبوت ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام نے صلیب سے نجات پائی تھی وہ ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اس مرہم کی تفصیل میں کھلی کھلی عبارتوں میں طبیبوں نے لکھا ہے کہ ”یہ مرہم ضربہ سقطہ اور ہر قسم کے زخم کے لئے بنائی جاتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے طیار ہوئی تھی یعنی اُن زخموں کے لئے جو آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر تھے۔“ اس مرہم کے ثبوت میں میرے پاس بعض وہ طبیبی کتابیں بھی ہیں جو قریباً سات سو برس کی قلمی لکھی ہوئی ہیں۔ یہ طبیب صرف مسلمان نہیں ہیں بلکہ عیسائی، یہودی اور مجوسی بھی ہیں جن کی کتابیں اب تک موجود ہیں۔ قیصر روم کے کتب خانہ میں بھی رومی زبان میں ایک قراہ دین تھی اور واقعہ صلیب سے دو سو برس گزرنے سے پہلے ہی اکثر کتابیں دنیا میں شائع ہو چکی تھیں۔ پس بنیاد اس مسئلہ کی کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اول خود انجیلوں سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور پھر مرہم عیسیٰ نے علمی تحقیقات کے رنگ میں اس ثبوت کو دکھلایا۔ پھر بعد اس کے وہ انجیل جو حال میں بیت سے دستیاب ہوئی اُس نے صاف گواہی دی کہ حضرت عیسیٰ ضرور ہندوستان کے ملک میں آئے ہیں۔ اس کے بعد اور بہت سی کتابوں سے اس واقعہ کا پتہ لگا۔ اور تاریخ کشمیر اعظمی جو قریباً دو سو برس کی تصنیف ہے، اس کے صفحہ ۸۲ میں لکھا ہے کہ ”سید نصیر الدین کے مزار کے پاس جو دوسری قبر ہے عام خیال ہے کہ یہ ایک پیغمبر کی قبر ہے۔“ اور پھر یہی مؤرخ اسی صفحہ میں لکھتا ہے کہ ”ایک شہزادہ کشمیر میں کسی اور ملک سے آیا تھا اور زہد اور تقویٰ اور ریاضت اور عبادت میں وہ کامل درجہ پر تھا وہی خدا کی طرف سے نبی ہوا اور کشمیر میں آ کر کشمیریوں کی دعوت میں مشغول ہوا جس کا نام یوز آسف ہے اور اکثر صاحب کشف خصوصاً ملا عنایت اللہ جو راقم کا مرشد ہے۔ فرما گئے ہیں کہ اس قبر سے برکات نبوت ظاہر ہو رہے ہیں۔“ یہ عبارت تاریخ اعظمی کی فارسی میں ہے جس کا ترجمہ کیا گیا۔ اور محمد ان ایگلو اور ٹیل کان لمیگزین ستمبر ۱۸۹۶ء اور اکتوبر ۱۸۹۶ء میں بہ تقریب ریو یو کتاب شہزادہ یوز آسف جو مرزا صفدر علی صاحب، سرجن فوج سرکار نظام نے لکھی ہے تحریر کیا ہے کہ ”یوز آسف کے مشہور قصہ میں جو ایشیا اور یورپ میں شہرہ آفاق ہو چکا ہے، پادریوں نے کچھ رنگ آمیزی کر دی ہے، یعنی یوز آسف کے سوانح میں جو حضرت مسیح کی تعلیم اور اخلاق سے بہت مشابہ ہے شاید یہ تحریریں پادریوں نے اپنی طرف سے زیادہ کر دی ہیں۔“ لیکن یہ خیال سراسر سادہ لوحی کی بنا پر ہے بلکہ پادریوں کو اس وقت یوز آسف کے سوانح ملے ہیں جبکہ اس سے پہلے تمام ہندوستان اور کشمیر میں مشہور ہو چکے تھے اور اس ملک کی پُرانی کتابوں میں اُن کا ذکر ہے اور اب تک وہ کتابیں موجود ہیں پھر پادریوں کو تحریف کے لئے کیا گنجائش تھی۔ ہاں پادریوں کا یہ خیال کہ شاید حضرت مسیح کے حواری اس ملک میں آئے ہوں گے اور یہ تحریریں یوز آسف کے سوانح میں اُن کی ہیں یہ سراسر غلط خیال ہے بلکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یوز آسف حضرت یسوع کا نام ہے جس میں زبان کے پھیر کی وجہ سے کسی قدر تغیر ہو گیا ہے۔ اب بھی بعض کشمیری بجائے یوز آسف کے عیسیٰ صاحب ہی کہتے ہیں۔ جیسا کہ لکھا گیا۔

والسلام علی من اتبع الهدی

حاشیہ متعلقہ صفحہ اول اشتہار

مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء

فوری ذلت

ذلت صادق مجو اے بے تمیز زیں رہے ہر گز نخواستہ ہی شد عزیز
 شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی بار بار یہی کہتے رہے کہ ہم صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لئے
 مباہلہ چاہتے ہیں اور مذہب اسلام میں مباہلہ مسنون بھی ہے لیکن ساتھ اس کے یہ بھی درخواست
 ہے کہ ”اگر ہم کاذب ٹھہریں تو فوری عذاب ہم پر نازل ہو۔“ اس کے جواب میں میں نے اشتہار
 ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں مفصل لکھ دیا ہے کہ مباہلہ میں فوراً عذاب نازل ہونا بالکل خلاف سنت ہے۔
 احادیث میں اب تک لَمَّا حَالَ الْحَوْل کا لفظ موجود ہے جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
 کہ نجران کے نصاریٰ نے ڈر کر مباہلہ کو ترک کیا اور اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرتے تو ابھی ایک سال
 گزرنے نہ پاتا کہ وہ ہلاک کئے جاتے، سو اس حدیث سے مباہلہ کے لئے ایک سال تک کی شرط
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی ہے اور مسلمانوں کے لئے قیامت تک یہی طریق
 مسنون ہے کہ حدیث کے لفظ کی رعایت کر کے مباہلہ کی مدت کو ایک سال سے کم نہیں کرنا چاہیے بلکہ
 مردانِ خدا اور عارفانِ حق جو زمین پر حجة اللہ ہیں وہ ہمیشہ کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہو
 کر اس معجزہ کے بھی وارث ہیں کہ اگر کوئی عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا جانتا ہے ☆ یا کوئی اور
 مشرک جو کسی اور انسان کو خدا خیال کرتا ہے اُن سے اس امر میں مباہلہ کرے تو خدا تعالیٰ اس مدت میں یا
 کسی اور مدت میں جو الہامی تصریح سے ملے گا معلوم ہو شخص مقابل کو اپنے غلبہ اور حق کی شہادت کے لئے
 کوئی آسمانی نشان دکھائے گا۔ اور یہ اسلام کی سچائی کے لئے ہمیشہ کے نشان ہیں جن کا مقابلہ کوئی قوم نہیں
 کر سکتی۔ غرض ایک برس کی میعاد جو وعید کی پیشگوئیوں میں ایک اقل مدت ہے، نصوص صریحہ سے
 ثابت ہے اور یہ ضد جو فوری عذاب چاہے وہی کرے گا جس کو علم حدیث سے سخت ناواقف ہے۔ ایسا شخص
 مولویت کی شان کو داغ لگاتا ہے۔ میں نے تو بٹالوی صاحب کے سمجھانے کے لئے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ مباہلہ

☆ انجیل سے ثابت ہے کہ نشان دکھلانے کی برکت حضرت مسیح کے زمانہ میں عیسائی مذہب میں پائی جاتی تھی بلکہ
 نشان دکھانا سچے عیسائی کی نشانی تھی لیکن جب سے کہ عیسائیوں نے انسان کو خدا بنایا اور سچے رسول کی تکذیب کی تب
 سے یہ تمام برکتیں اُن میں سے جاتی رہیں۔ اور دوسرے مُردہ مذہبوں کی طرح یہ مذہب بھی مُردہ ہو گیا۔ اسی وجہ سے
 ہمارے مقابلہ پر کوئی عیسائی آسمانی نشان دکھلانے کے لئے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ منہ

میں صرف ایک طرف سے بددعا نہیں ہوتی بلکہ دونوں طرف سے بددعا ہوتی ہے۔ پس اگر ایک فریق مومن اور مسلمان کہلاتا ہے اور دوسرے فریق کو کافر اور دجال اور بے دین اور لعنتی اور مرتد کہہ کر اسلام سے خارج کرتا ہے جیسا کہ میاں محمد حسین بٹالوی ہے تو اس کو کس نے منع کیا ہے کہ وہ فوری عذاب کے لئے بددعا کرے۔ مگر ملہم اُس کی مرضی کا تابع نہیں ہو سکتا۔ ملہم تو خدا تعالیٰ کے الہام کی تابع داری کرے گا لیکن ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کا ہمارا اشتہار جو مباہلہ کے رنگ میں شیخ محمد حسین اور اُس کے دو ہمراز رفیقوں کے مقابل پر نکلا ہے وہ صرف ایک دعا ہے جس کا صرف مطلب یہ ہے کہ جھوٹے کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت پہنچے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جھوٹا مارا جائے یا کسی کو ٹھٹھے سے گرے۔ چونکہ محمد حسین اور زلی اور تبتی نے افتراؤں اور لعنتوں اور گالیوں سے صرف میری ذلت چاہی ہے اس لئے میں نے خدا تعالیٰ سے یہی چاہا کہ اگر درحقیقت میں ذلت کے لائق اور کاذب اور دجال اور لعنتی ہوں جیسا کہ محمد حسین نے اس قسم کی گالیوں سے اپنے رسالے بھر دیئے ہیں اور بار بار میرا دل دکھایا ہے تو اور بھی ذلیل کیا جاؤں اور شیخ محمد حسین کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عزت ملے اور بڑے بڑے مراتب پاوے لیکن اگر میں کاذب اور دجال اور لعنتی نہیں ہوں تو جنابِ احدیت میں میری فریاد ہے کہ میرے ذلیل کرنے والے محمد حسین اور زلی اور تبتی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت پہنچے۔ غرض میں خدا تعالیٰ سے ظالم اور کاذب کی ذلت چاہتا ہوں۔ ہم دونوں میں سے کوئی ہو، اور اس پر آمین کرتا ہوں۔ مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جو فریق درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم اور کاذب ہے، اس کو خدا ذلیل کرے گا اور یہ واقعہ پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک پورا ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اُس کی نظر میں کون ظالم اور کاذب ہے۔ اگر اس عرصے میں میری ذلت ظاہر ہوگی تو بلاشبہ میرا کاذب اور ظالم اور دجال ہونا ثابت ہو جائے گا اور اس طرح پر قوم کا روز کا جھگڑا مٹ جائے گا۔ اور اگر شیخ محمد حسین اور جعفر زلی اور تبتی پر آسمان سے کوئی ذلت آئے تو وہ اس بات پر دلیل قاطعہ ہوگی کہ انہوں نے گالیاں دیئے اور دجال اور لعنتی اور کذاب کہنے میں میرے پر ظلم کیا ہے لیکن شیخ محمد حسین نے میرے عربی الہام پر اعتراض کر کے جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں ہے یعنی جو فقرہ اَنْعَجَبُ لَامِرِی ہے اپنے لئے ذلت کا دروازہ آپ کھولا ہے گویا اپنے ہاتھوں سے فوری ذلت کی خواہش کو پورا کیا ہے بلکہ فوری ذلت تو ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پوری ہوئی چاہئے تھی اور انہوں نے اس سے پہلے ہی ایک قابلِ شرم ذلت اٹھائی ہے جس کو فوری نہیں بلکہ

پیشگی ذلت کہنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ شیخ مذکور نے الہام موصوف کو دیکھ کر ایک موقع میں شیخ غلام مصطفیٰ صاحب کے آگے جو اسی شہر کے باشندے ہیں میرے اس اشتہار کو دیکھ کر یہ اعتراض کیا کہ الہام مندرجہ اشتہار میں جو یہ فقرہ ہے کہ اَتَعَجَّبُ لَامَرِی اس میں نحوی غلطی ہے اور خدا کا کلام غلط نہیں ہو سکتا بلکہ اَتَعَجَّبُ مِنْ اَمْرِی چاہیے یہ وہ اعتراض ہے جس سے بلا توقف شیخ کو ذلت نصیب ہوئی کیونکہ عرب کے نامی شاعروں بلکہ جاہلیت کے جلیل الشان شعراء کے کلام سے ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ عجب کا صلا لام بھی ہوا کرتا ہے۔ اب بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ شیخ صاحب موصوف نے یہ غلط اعتراض کر کے جو اُن کے کمال درجہ کی بے خبری اور جہالت پر دلالت کرتا ہے اہل علم کے سامنے اپنی نہایت درجہ کی پردہ دری اپنے ہاتھوں سے کرائی ہے اور ہر ایک دشمن اور دوست پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ صرف نام کے مولوی اور علوم عربیہ سے بے بہرہ ہیں اور ایسے شخص کے لئے جو مولوی کہلاتا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی ذلت نہیں جو وہ درحقیقت مولویت کی صفات سے بے نصیب ہے۔ افسوس اس شخص کو اب تک خبر نہیں کہ اس فعل کا صلا یعنی عجب کا کبھی مِنْ کے لفظ سے آتا ہے اور کبھی لام سے۔ ایک بچہ جس نے ہدایۃ النحو تک پڑھا ہو وہ بھی جانتا ہے کہ نحو یوں نے لام کا صلا بھی بیان کیا ہے جیسا کہ مِنْ کا بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس صلا کی شہادت میں جو شعر پیش کئے گئے ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے

عجبت لمولود لیس له اب ومن ذی ولد لیس له ابوان

شاعر نے اس شعر میں دونوں صلوں کا ذکر کر دیا ہے لام کا بھی اور مِنْ کا بھی۔ اور دیوان حماسہ کے صفحہ ۹ اور ۳۹۰ و ۴۱۱ و ۵۱۱ میں جو سرکاری کالجوں میں داخل ہے جس کی فصاحت بلاغت مسلم اور مقبول ہے جعفر بن عبّہ اور دوسرے شاعروں کے پانچ شعر لکھے گئے ہیں جن میں اُن عرب کے نامی شاعروں نے عجب کا صلا لام رکھا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

- | | |
|----------------------------------|------------------------------|
| (۱) عجبت لمسراھا وانی تخلّصت | الی و باب السجنِ دونی مُغلّق |
| (۲) عجبت لسعی الدھر بینی و بینھا | فلما انقضی مابیننا سکن الدھر |
| (۳) عجبت لبرئئ منک یاعزّ بعد ما | عمرت زماننا منک غیر صحیح |
| (۴) عجبت لعبدان هجونی سفاهة | ان اصطبحو من شائهم وتقیلوا |
| (۵) عجبا لاحمد والعجائب جمّة | انسی یلوم علی الزمان تبدلی |

اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جو حدیث مشکوٰۃ کتاب الایمان صفحہ ۳ میں اسلام کے معنی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جس کو تفسیق علیہ بیان کیا گیا ہے۔ اس میں بھی عجب کے لفظ کا صلا لام کے ساتھ آیا ہے اور حدیث کے لفظ یہ ہیں عجبتنا له یسئلہ و یصدّقہ۔ دیکھو اس جگہ عجبتنا کا صلا من نہیں لکھا بلکہ لام لکھا ہے اور عجبتنا منہ نہیں کہا

بلکہ عجبنا لہ کہا ہے۔ اب بٹالوی صاحب فرمادیں کہ اہل علم کے نزدیک ایک مولوی کہلانے والے کی یہی ذلت ہے یا اس کا کوئی اور نام ہے۔ اور یہ بھی فتویٰ دیں کہ اس ذلت کو فوری ذلت کہنا چاہیے یا کوئی اور نام رکھنا چاہیے۔ شیخ کینہ ورنے اپنے جوش کینہ سے جلد تر اپنے تئیں اس شعر کا مصداق بنالیا کہ

مرا خواندی و خود بدام آمدی نظر پختہ تر کن کہ خام آمدی

دیکھنا چاہیے کہ میری ذلت کی تلاش میں کیسی اپنی ذلت ظاہر کر دی۔ جس شخص کو مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث کی بھی خبر نہیں اور جو حدیث اسلام شناسی کا مدار ہے اس کے الفاظ بھی معلوم نہیں اور جو امر بخاری اور مسلم میں بتصریح مذکور ہے اس سے اب تک سفید ریش ہونے کی حالت میں بھی ایک ذرہ اطلاع نہیں کیا ایک منصف انسان ایسے شخص کا نام مولوی رکھ سکتا ہے۔ پس جس شخص کی عربی دانی کا یہ حال ہے اور حدیث دانی کی یہ حقیقت کہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث کے الفاظ سے ہی نا آشنائی ہے اُس کا حال بے شک قابلِ رحم ہے اور اُس کی ذلت پردہ پوشی کی کوششوں سے بالاتر ہے۔ اور اس کی یہ ذلت بلاشبہ فوری ذلت ہے جو نشان کے طور پر اس کی درخواست کے موافق ظاہر ہوئی۔ اُس نے اپنے مُنہ سے فوری ذلت مانگی خدا نے فوری ذلت ہی دکھائی۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ اس الہام کو کسی کی موت یا ٹانگ ٹوٹنے سے تعلق نہیں۔ یہ صرف کاذب کی ذلت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ سو قبل اس کے جو خدا تعالیٰ کا کوئی اور بھاری نشان ذلت ظاہر کرنے کے لئے ہو یہ ذلت بھی کاذب کے لئے خدا کے ہاتھ کا ایک تازیانہ ہے اور الہام اَتَعَجَبُ لِأَمْرِي میں درحقیقت یہ ایک نکتہ پوشیدہ تھا کہ یہ الہام محمد حسین کے لئے ایک پوشیدہ پیشگوئی تھی جس میں اشارہ کے طور پر یہ بیان تھا کہ محمد حسین فقرہ اَتَعَجَبُ لِأَمْرِي پر اعتراض کرے گا اور اس کے یہ معنی ہیں کہ اے محمد حسین کیا تو لامرِی کے لفظ پر تعجب کرتا ہے اور میرے اس الہام کو غلط ٹھہراتا ہے اور اس کا صلہ من بتلاتا ہے۔ دیکھ میں تیرے پر ثابت کروں گا کہ میں عشاق کے ساتھ ہوں اور تیری ذلت ظاہر کروں گا۔ سو وہی ذلت ظاہر ہوئی۔ اور اس پر حصر نہیں ہے۔ کیونکہ محمد حسین اور اس کے دوست اس ذلت کو حلوہ کی طرح ہضم کر جائیں گے یا شیرِ مادر کی طرح پی جائیں گے اس لئے وہ ذلت جو کاذب اور ظالم کے لئے آسمان پر طیار ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔ خدا نے مجھے الہام دیا ہے کہ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا پس اگر میں ناحق ذلیل کیا گیا ہوں تو خدا کے اُس ذلت دینے والے نشان کا اُمیدوار ہوں جو جھوٹے اور ظالم اور مفتری اور دجال کے ذلیل کرنے کے بارے میں ہے۔ اور اگر میں ہی ایسا ہوں تو میں ذلیل ہونگا ورنہ ان دو فریق میں سے جو ظالم اور کاذب ہوگا وہ اس ذلت کا مزہ چکھے گا۔ علاوہ اس علمی پردہ دری کے محمد حسین اور اس کے گروہ کو ایک اور بھی فوری ذلت پیش آئی ہے کہ واقعاتِ صحیحہ یقینیہ سے بپایہ ثبوت پہنچ گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر فوت ہوئے اور نہ آسمان پر چڑھے بلکہ یہود کے قتل کے ارادہ سے مخلصی پا کر ہندوستان میں آئے اور آخر ایک سوئیس کی عمر میں سری نگر کشمیر میں فوت ہوئے۔ پس محمد حسین وغیرہ کے لئے یہ ماتم سخت اور ذلت سخت ہے۔ منہ

امیقا در خدا

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے
اور اُس سے نیکی کر جیسا کہ اُس نے ہم سے نیکی کی۔ آمین

کشف الغطاء

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا قلام احمد قادیانی کی طرف سے بحضور گورنمنٹ
عالیہ اُس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بار میں اطلاع اور نیز اپنی خاندان
کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور نیز
اُن لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات
پھیلا نا چاہتے ہیں۔

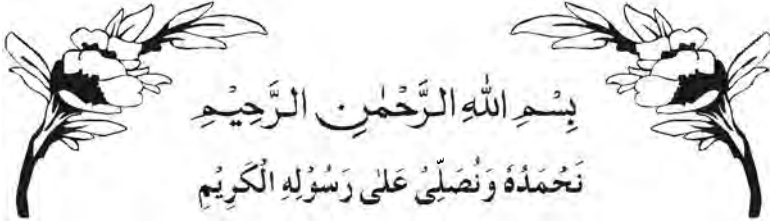
اور یہ بولت

تج غرت جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر
بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کرا علی افسروں اور معزز حکام کی باد
گزارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اول سر
آخر تک پڑھا جائے لیکن

یہ رسالہ تالیف ہو کر ۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام محمد فضل الدین صاحب الک مطبع کے مطبع ہوا



میں تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دامت اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے عالی مرتبہ حکام توجہ سے اول سے آخر تک پڑھیں۔



چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام مرزا غلام مرتضیٰ قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدرآباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں۔ لہذا میں قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کر لیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ نیا فرقہ ان ملکوں میں دن بدن ترقی پر ہے یہاں تک کہ بہت سے دیسی افسر اور معزز رئیس اور جاگیردار اور نامی تاجر اس فرقہ میں داخل ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اس لئے عام خیال کے مسلمانوں اور ان کے مولویوں کو اس فرقہ سے دلی عناد اور حسد ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس حسد کی وجہ سے خلاف واقعہ امور گورنمنٹ تک پہنچائے جائیں سو اسی لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ سے اپنے سچے واقعات اور اپنے مشن کے اصولوں سے اس محسن گورنمنٹ کو مطلع کروں۔

اب میں صفائی بیان کے لئے ان امور کے ذکر کو پانچ شاخ پر منقسم کرتا ہوں اول یہ کہ میں کون ہوں اور کس خاندان سے ہوں؟ سو اس بارے میں اس قدر ظاہر کرنا کافی ہے کہ میرا خاندان ایک خاندان ریاست ہے اور میرے بزرگ والیان ملک اور خود سر امیر تھے جو سکھوں کے وقت میں یکدفعہ تباہ ہوئے۔ اور سرکار انگریزی کا

اگرچہ سب پر احسان ہے مگر میرے بزرگوں پر سب سے زیادہ احسان ہے کہ انہوں نے اس گورنمنٹ کے سایہ دولت میں آکر ایک آتش تنور سے خلاصی پائی اور خطرناک زندگی سے امن میں آ گئے۔ میرا باپ میرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پُر زور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزّت کی نگہ سے ان کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے ۱۸۵۷ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم قیموں کے پتن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جان فثانی سے مدد دی۔ غرض اسی طرح میرے ان بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا ہے۔ سوانہی خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی جو بڑے فتنہ کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔ سرلیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ ریسان پنجاب میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے۔ اور میں ذیل میں ان چند چٹھیاں حکام بالا دست کو درج کرتا ہوں جن میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے۔

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب) نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ
 مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان
 حفظہ عریضہ شامشعر بریاد دہانی
 خدمات و حقوق خود و خاندان خود
 بملاحظہ حضور ایں جانب
 در آمد۔ ما خوب میدانیم کہ بلا
 شک شما و خاندان شما از ابتدائے
 دغل و حکومت سرکار انگریزی
 جان نثار و فاکیش ثابت قدم
 مانده اید و حقوق شما در اصل قابل
 قدر اند۔ بہر پنج تسلی و تشفی
 دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و
 خدمات خاندان شما را ہرگز
 فراموش نہ خواهد کرد۔ بموقعہ
 مناسب بر حقوق و خدمات
 شما غور و توجہ کردہ خواهد شد۔
 باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و

Translation of certificate of

J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Qadian.

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the British Govt you & your family have certainly remained devoted, faithful & steady subjects & that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favorable opportunity offers itself. You must continue to be faithful and

<p>جان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ در ایں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔</p> <p>فقط</p> <p>المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی</p>	<p>devoted subjects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your welfare.</p> <p>11.6.1849 Lahore</p>
<p>نقل مراسلہ</p> <p>(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)</p> <p>تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند</p> <p>از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوفہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگاہداشت سواران و بہمرسانی</p>	<p>Translation of Mr. Robert Cast's Certificate</p> <p>To,</p> <p>Mirza Ghulam Murtaza Khan Chief of Qadian</p> <p>As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horses to Govt, in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its begining</p>

اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی
 اور شروع مفسدہ سے آج
 تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار
 رہے اور باعث خوشنودی
 سرکار ہوا۔ لہذا بجلد وے اس
 خیر خواہی اور خیر سگالی کے
 خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا
 سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے
 اور حسب منشاء چٹھی صاحب
 چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶
 مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء
 پروانہ ہذا باظہار خوشنودی
 سرکار و نیک نامی و وفاداری
 بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ تاریخ

۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

up to date and thereby gained the favor of Govt, a khilat worth Rs.200/-is presented to you in recognition of good services and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of chief commissioner as conveyed in his No.576.Dated.10th August 1858.This parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt,for your fidelity and repute.

نقل مراسلہ

فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا

غلام قادر رئیس قادیان حفظہ

آپ کا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا

ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا۔

مرزا غلام مرتضیٰ صاحب

آپ کے والد کی وفات سے ہم کو

بہت افسوس ہوا۔ مرزا غلام مرتضیٰ

سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور

وفادار رئیس تھا۔

ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے

اسی طرح عزت کریں گے جس

طرح تمہارے باپ وفادار کی کی

جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے

نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری

اور پابجائی کا خیال رہے گا۔

Translation of Sir Robert Egerton

Financial Commr's:

Murasala Dated.29 June 1876

My dear friend

Ghulam Qadir,

I have perused your letter of the 2nd instant & deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtaza who was a great well wisher and faithful chief of Govt.

In consideration of your family services.I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and welfare of your family when a favorable opportunity occurs.

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء

الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر

فنانشل کمشنر پنجاب

- ﴿۳﴾ یہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا حال ہے اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے اس لئے میں اسی درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس^{۱۹} برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیے اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھانا چاہیے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا۔ اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و جان اختیار کریں اور یہ کتابیں عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔ اگرچہ میں سنتا ہوں کہ بعض نادان مولویوں نے ان کے دیکھنے سے مجھے کافر قرار دیا ہے اور میری تحریروں کو اس بات کا ایک نتیجہ ٹھہرایا ہے کہ گویا مجھے سلطنت انگریزی سے ایک اندرونی اور خفیہ تعلق ہے اور گویا میں ان تحریروں کے عوض میں گورنمنٹ سے کوئی انعام پاتا ہوں لیکن مجھے یقیناً معلوم ہوا ہے کہ بعض دانشمندوں کے دلوں پر ان تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور انہوں نے ان وحشیانہ عقائد سے توبہ کی ہے جن میں وہ برخلاف اغراض اس گورنمنٹ کے مبتلا تھے۔ ان نیک تاثیرات کے لئے میری مذہبی تحریریں جو پادریوں کے مخالف تھیں بڑی محرک ہوئی ہیں ورنہ جس زور کے ساتھ میں نے مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے بلایا ہے اور جا بجا سرحدی نادان ملاؤں کو جو ناحق آئے دن فتنہ انگیزی کرتے اور افغانوں کو مخالفت کے لئے ابھارتے ہیں سرزنش کی ہے یہ

پر زور تحریریں گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں متعصب اور نادان مسلمانوں کے لئے قابل برداشت نہ تھیں اور اب اہل عقل جب ایک طرف دینی حمایت کے مضمون میری تحریروں میں پاتے ہیں اور دوسری طرف میری یہ نصیحتیں سنتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی اور اطاعت کرنی چاہیے تو وہ میرے پر کوئی بدظنی نہیں کر سکتے اور کیونکر کریں یہ ایک واقعی امر ہے کہ مسلمانوں کو خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں وفاداری سے اس کی اطاعت کریں۔ میں نے اپنی کتابوں میں یہ شرعی احکام مفصل بیان کر دیئے ہیں۔ اب گورنمنٹ غور فرما سکتی ہے کہ جس حالت میں میرا باپ گورنمنٹ کا ایسا سچا خیر خواہ تھا اور میرا بھائی بھی اُسی کے قدم پر چلا تھا اور میں بھی انیس برس سے یہی خدمت اپنی قلم کے ذریعہ سے بجالاتا ہوں تو پھر میرے حالات کیونکر مشتبہ ہو سکتے ہیں۔ میری تمام جوانی اسی راہ میں گزری اور اب دائم المرض اور پیرانہ سالی کے کنارے پر پہنچ گیا ہوں اور ساٹھ سال کے قریب ہوں۔ وہ شخص سخت ظلم کرتا ہے کہ جو میرے وجود کو گورنمنٹ کے لئے خطرناک ٹھہراتا ہے۔ میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ مذہبی امور کے متعلق بھی میں نے کتابیں تالیف کی ہیں اور نہ مجھے اس سے انکار ہے کہ پادری صاحبوں کے عقائد کے مخالف بھی میری تحریروں شائع ہوئی ہیں جن کو وہ اپنے مذہبی خیالات کے لحاظ سے پسند نہیں کر سکتے۔ لیکن میرے لئے میری نیک نیتی کافی ہے جس کو خدا تعالیٰ جانتا ہے اور میری مخالفت عام مسلمانوں کی طرز مخالفت سے علیحدہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اس قدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے حملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لا کر گورنمنٹ سے ان کو سزا دلائی جائے یا اُن سے کینہ رکھا جائے بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہیے۔ اسی وجہ سے جب عام مسلمانوں نے مصنف کتاب امہات المومنین کے سزا دلانے کے لئے انجمن حمایت اسلام کے ذریعہ سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجے تو میں نے ان سے اتفاق نہیں کیا بلکہ اُن کے برخلاف میموریل بھیجا اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر کوئی رنج و دہ امر پیش آوے تو اسلام کا اصول عفو

اور درگزر ہے۔ قرآن ہمیں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت لفظوں سے تمہیں تکلیف دی جائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک مت پہنچو اور صبر اور اخلاق سے کام لو۔ قرآن نے ہمیں صاف کہا ہے کہ عیسائیوں سے محبت اور خلق سے پیش آؤ اور نیک کرو ہاں نیک نیتی سے اور ہمدردی کی راہ سے اور سچائی کے پھیلانے کی غرض سے اور صلح کی بنا ڈالنے کے ارادہ سے مذہبی مباحثات قابل اعتراض نہیں۔

دوسری شاخ جو میرے مشن کے متعلق ہے میری تعلیم ہے۔ میں اپنی تعلیم کو قریباً انیس^{۱۹} برس سے شائع کر رہا ہوں۔ اور پھر خلاصہ کے طور پر اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء اور نیز ۲۷ فروری ۱۸۹۵ء کے اشتہار میں ان تعلیموں کو میں نے شائع کیا ہے اور یہ تمام کتابیں اور اشتہار چھپ کر پنجاب اور ہندوستان میں خوب شہرت پا چکے ہیں۔ اس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو واحد لا شریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ہمدردی اختیار کرو۔ اور نیک چلن اور نیک خیال انسان بن جاؤ۔ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آ سکے۔ جھوٹ مت بولو، افترا مت کرو اور زبان اور ہاتھ سے کسی کو ایذا مت دو اور ہر ایک قسم کے گناہ سے بچتے رہو اور نفسانی جذبات سے اپنے تئیں روکے رکھو۔ کوشش کرو کہ تا تم پاک دل اور بے شر ہو جاؤ۔ وہ گورنمنٹ یعنی گورنمنٹ برطانیہ جس کے زیر سایہ تمہارے مال اور آبروئیں اور جانیں محفوظ ہیں بصدق اس کے وفادار تابع دار رہو اور چاہیے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو۔ اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پاک دلی سے اس کی پرستش کرو۔ اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو۔ اور بد صحبت سے پرہیز کرو اور آنکھوں کو بد نگاہوں سے بچاؤ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے

سچے ناصح بنو اور چاہیے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بد معاشوں اور بد چلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو اور چاہیے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تم میں کبھی بدی اور بغاوت کا منصوبہ نہ ہونے پاوے اور چاہیے کہ تم اس خدا کے پہچاننے کے لئے بہت کوشش کرو جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رستگاری ہے۔ وہ خدا اُسی پر ظاہر ہوتا ہے جو دل کی سچائی اور محبت سے اُس کو ڈھونڈتا ہے۔ وہ اسی پر تجلی فرماتا ہے جو اُسی کا ہو جاتا ہے۔ وہ دل جو پاک ہیں وہ اس کا تحت گاہ ہیں اور وہ زبانیں جو جھوٹ اور گالی اور یا وہ گوئی سے منزہ ہیں وہ اُس کی وحی کی جگہ ہیں اور ہر ایک جو اس کی رضا میں فنا ہوتا ہے اس کی اعجازی قدرت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ نمونہ اُس تعلیم کا ہے جو انیس برس سے اس جماعت کو دی جاتی ہے۔ اس لئے میں یقین کرتا ہوں کہ یہ جماعت خدا سے ڈرنے والی اور گورنمنٹ برطانیہ کی دل سے تابعدار اور شکر گزار اور بنی نوع کی ہمدرد ہے۔ ان میں وحشیانہ جوش نہیں ان میں درندگی کی خصلتیں نہیں۔ اگر گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام ایک ذرہ تکلیف اٹھا کر میری انیس برس کی تالیفات کو غور سے دیکھیں تو وہ اس تعلیم کو جو میں نے نمونہ کے طور پر لکھی ہے میری اکثر کتابوں میں پائیں گے۔ کوئی مرید مرید نہیں رہ سکتا جب تک اپنے مرشد میں قول اور فعل کی مطابقت نہ پاوے۔ پھر اگر میرا قول تو یہ ہو جو میں نے اس کا نمونہ لکھا ہے اور میرے فعل اس کے برخلاف ہوں تو کیونکر دانشمند انسانوں کا مجھ پر اعتقاد رہ سکتا ہے حالانکہ میری جماعت میں بہت سا حصہ عقلمندوں اور تعلیم یافتہ لوگوں کا ہے۔ ان میں بعض اشخاص گورنمنٹ کے معزز عہدوں پر ہیں یعنی تحصیلدار اور اسٹرا اسٹنٹ اور وکلاء اور ڈاکٹر اسٹنٹ سرجن اور پنجاب کے معزز امیر اور رئیس اور تاجر ہیں جن کے نام وقتاً فوقتاً میں شائع کرتا رہتا ہوں۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ کوئی بد ذاتی نہیں کہ کسی کی تعلیم تو کچھ ہو اور خفیہ کارروائیاں

﴿۹﴾

کچھ اور ہوں۔ پس کیا نیک دل اور دانشمند انسان ایک دم کے لئے بھی ایسے شریر کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ گورنمنٹ کے لئے یہ بات نہایت اطمینان بخش ہے کہ میری جماعت کے لوگ جاہل، وحشی، اوباش، بدمعاش اور بدرویہ لوگ نہیں ہیں بلکہ وہ ایسے نیک انسان اور نیک چلنی میں شہرت یافتہ ہیں جو کئی ان میں سے گورنمنٹ کی نظر میں نیک چلنی اور نیک مزاجی اور پاک دلی اور خیر خواہی سرکار میں مسلم ہیں اور گورنمنٹ کی طرف سے معزز عہدوں پر سرفراز ہیں۔ سرسید احمد خاں صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی نے جو اپنے آخری وقت میں یعنی موت سے تھوڑے دن پہلے میری نسبت ایک شہادت شائع کی ہے۔ اس سے گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ اس دانا اور مردم شناس شخص نے میرے طریق اور رویہ کو بدل پسند کیا ہے چنانچہ حاشیہ میں ان کے کلمات کو درج کرتا ہوں۔

☆ ”مرزا غلام احمد صاحب قادیانی“

☆

مرزا صاحب نے جو اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء کو جاری کیا ہے اُس اشتہار میں مرزا صاحب نے ایک نہایت عمدہ فقرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور وفاداری کی نسبت لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی کی رعیت ہے ایسا ہی ہونا چاہیے جیسا مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ اس لئے ہم اُس فقرہ کو اپنے اخبار میں چھاپتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے۔ یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقوق بجائے خود ہیں مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکر گذاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے

اب خلاصہ کلام یہ کہ میری تعلیم یہی ہے جو اس جگہ میں نے نمونہ کے طور پر لکھی ہے۔ اور میری جماعت وہ گروہ معزز اور غریب طبع اور نیک چلن انسانوں کا ہے کہ میں ہرگز گمان نہیں کر سکتا کہ گورنمنٹ ان کی نسبت یہ رائے ظاہر کرے کہ یہ لوگ اپنے چال چلن اور رویہ کے لحاظ سے خطرناک یا مشتبہ ہیں۔ یہ میرے سلسلہ کی خوش قسمتی ہے کہ وحشی اور نادانوں اور بد چلنوں نے میری طرف رجوع نہیں کیا بلکہ شریف اور معزز اور تعلیم یافتہ اور دیسی افسر اور اچھے اچھے عہدوں کے سرکاری ملازموں سے میری جماعت پُر ہے۔ اور تنگ خیالات کے متعصب اور جاہل مسلمان جو وحشی اور نفسانی جذبات کے نیچے دبے ہوئے اور تاریک خیال ہیں وہ اس جماعت سے کچھ تعلق نہیں رکھتے بلکہ بخل اور عناد کی نظر سے دیکھتے ہیں اور دل آزاری کے منصوبوں میں مشغول ہیں اور کافر کا فر کہتے ہیں۔

یہ پاک سلسلہ اس گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نمک حرام ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو ان کی خوشامدیں کرتے ہیں اُن کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آ کر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے منافقانہ نہیں ہے ولعنة الله على المنافقين بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے۔ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ مع تہذیب

الاخلاق ۲۴ جولائی ۱۸۹۷ء

یہ مضمون خیر خواہی گورنمنٹ انگریزی میں نے اُس وقت شائع کیا تھا جن دنوں میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور دوسرے لوگوں نے سلطان روم کی تعریف میں مضمون لکھے تھے اور بوجہ خیر خواہی اس گورنمنٹ کے مجھ کو کافر ٹھہرایا تھا۔ سید احمد خان صاحب خوب جانتے تھے کہ کس قدر میں انگریزی گورنمنٹ کا خیر خواہ اور امن پسند انسان ہوں اسی لئے میں نے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں سید صاحب کو اپنی صفائی کا گواہ لکھوایا تھا۔ منہ۔

تیسری شاخ میرے امور کی جس کو گورنمنٹ کی خدمت تک پہنچانا از حد ضروری ہے میرے وہ الہامی دعوے ہیں جو مذہب کے متعلق میں نے ظاہر کئے ہیں۔ جن کو بعض شریر اہل غرض خطرناک صورت پر اپنے رسالوں اور اخباروں میں لکھتے ہیں اور خلاف واقعہ باتیں کرتے ہیں اور افتراء سے کام لیتے ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ مجھے اپنی دانا گورنمنٹ کے سامنے اس بات کو مدلل لکھنے کی زیادہ ضرورت نہیں کہ وہ خدا جو اس دنیا کا بنانے والا اور آئندہ زندگی کی جاودانی امیدیں اور بشارتیں دینے والا ہے اس کا قدیم سے یہ قانون قدرت ہے کہ غافل لوگوں کی معرفت زیادہ کرنے کے لئے بعض اپنے بندوں کو اپنی طرف سے الہام بخشتا ہے اور ان سے کلام کرتا ہے اور اپنے آسمانی نشان اُن پر ظاہر کرتا ہے اور اس طرح وہ خدا کو روحانی آنکھوں سے دیکھ کر اور یقین اور محبت سے معمور ہو کر اس لائق ہو جاتے ہیں کہ وہ دوسروں کو بھی اس زندگی کے چشمہ کی طرف کھینچیں جس سے وہ پیتے ہیں تا غافل لوگ خدا سے پیار کر کے ابدی نجات کے مالک ہوں اور ہر ایک وقت میں جب دنیا میں خدا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور غفلت کی وجہ سے حقیقی پاک باطنی میں فتور آتا ہے تو خدا کسی کو اپنے بندوں میں سے الہام دے کر دلوں کو صاف کرنے کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔ سو اس زمانہ میں اس کام کے لئے جس شخص کو اُس نے اپنے ہاتھ سے صاف کر کے کھڑا کیا ہے وہ یہی عاجز ہے اور یہ عاجز خدا کے اُس پاک اور مقدس بندہ کی طرز پر دلوں میں حقیقی پاکیزگی کی تخم ریزی کے لئے کھڑا کیا گیا ہے جو آج سے قریباً انیس سو ۱۹۰۰ برس پہلے رومی سلطنت کے زمانہ میں گلیل کی بستیوں میں حقیقی نجات پیش کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا اور پھر پیلطوس کی حکومت میں یہودیوں کی بہت سی ایذا کے بعد اُس کو خدا کی قدیم سنت کے موافق ان ملکوں سے ہجرت کرنی پڑی اور وہ ہندوستان میں تشریف لائے تا اُن یہودیوں کو خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاویں جو بابل کے تفرقہ کے وقت ان ملکوں میں آئے تھے اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں اس ناپائدار دنیا کو چھوڑ کر اپنے

محبوب حقیقی کو جاملے اور کشمیر کے خطہ کو اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے فخر بخشا۔ کیا ہی خوش قسمت ہے سری نگر اور انموزہ اور خان یار کا محلہ جس کی خاک پاک میں اس ابدی شہزادہ خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہر جسم ودیعت کیا اور بہت سے کشمیر کے رہنے والوں کو حیات جاودانی اور حقیقی نجات سے حصہ دیا ہمیشہ خدا کا جلال اس کے ساتھ ہو آمین۔ سو جیسا کہ وہ نبی شہزادہ دنیا میں غربت اور مسکینی سے آیا اور غربت اور مسکینی اور حلم کا دنیا کو نمونہ دکھلایا اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ اس کے نمونہ پر مجھے بھی جو امیری اور حکومت کے خاندان سے ہوں اور ظاہری طور پر بھی اس شہزادہ نبی اللہ کے حالات سے مشابہت رکھتا ہوں ان لوگوں میں کھڑا کرے جو ملکوتی اخلاق سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ سو اس نمونہ پر میرے لئے خدا نے یہی چاہا ہے کہ میں غربت اور مسکینی سے دنیا میں رہوں۔ خدا کے کلام میں قدیم سے وعدہ تھا کہ ایسا انسان دنیا میں پیدا ہو۔ اسی لحاظ سے خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔ یعنی ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہمرنگ ہے۔ خدا نے مسیح علیہ السلام کو رومی سلطنت کے ماتحت جگہ دی تھی اور اس سلطنت نے اُن کے حق میں عمداً کوئی ظلم نہیں کیا مگر یہودیوں نے جو اُن کی قوم تھے بہت ظلم کیا اور بڑی توہین کی اور کوشش کی کہ سلطنت کی نظر میں اس کو باغی ٹھہراویں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے رومیوں کی نسبت قوانینِ معدلت بہت صاف اور اس کے حکام پیلاطوس سے زیادہ ترزیر کی اور فہم اور عدالت کی روشنی اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اور اس سلطنت کی عدالت کی چمک رومی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے ایسی سلطنت کے ظلِ حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے جس کی تحقیق کا پلہ شبہات کے پلہ سے بڑھ کر ہے۔

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنی

اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہ مجھے تمام اخلاقی حالتوں میں خدائے قیوم نے حضرت مسیح علیہ السلام کا نمونہ ٹھہرایا ہے تا امن اور نرمی کے ساتھ لوگوں کو روحانی زندگی بخشوں۔ میں نے اس نام کے معنی یعنی مسیح موعود کے صرف آج ہی اس طور سے نہیں کئے بلکہ آج سے انیس برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں بھی یہی معنی کئے ہیں۔

ممکن ہے کہ کئی لوگ میری ان باتوں پر ہنسیں یا مجھے پاگل اور دیوانہ قرار دیں کیونکہ یہ باتیں دنیا کی سمجھ سے بڑھ کر ہیں اور دنیا ان کو شناخت نہیں کر سکتی خاص کر قدیم فرقوں کے مسلمان جن کے ایسی پیشگوئیوں کی نسبت خطرناک اصول ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے مہدی کی انتظار ہے جو فاطمہ مادر حسین کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفان اسلام سے لڑائیاں کرے گا۔ مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو اور باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں میں جما ہوا ہے اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں اور صحیح اور راست صرف اس قدر ہے کہ ایک شخص عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر آنے والا بیان کیا گیا ہے کہ جو نہ لڑے گا اور نہ خون کرے گا اور غربت اور مسکینی اور حلم اور براہین شافیہ سے دلوں کو حق کی طرف پھیرے گا۔ سو خدا نے کھلے کھلے کلام اور نشانوں کے ساتھ مجھے خبر دی ہے کہ وہ شخص تو ہی ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے آسمانی نشان نازل کئے ہیں اور غیب کے بھیید اور آنے والی باتیں میرے پر ظاہر فرمائی ہیں اور وہ معارف مجھ کو عطا کئے ہیں کہ دنیا ان کو نہیں جانتی۔ اور یہ میرا عقیدہ ہے کہ کوئی خونی مہدی دنیا میں آنے والا نہیں تمام مسلمانوں سے الگ عقیدہ ہے اور میں نے اس عقیدہ کو اپنی تمام جماعت اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا ہے۔ اور یہ مسلمانوں کی امیدوں کے

برخلاف ہے۔ بلاشبہ ان کے عقیدے ایسے تھے کہ جو وحشیانہ جوشوں کو پیدا کرتے اور تہذیب اور شائستگی سے دور ڈالتے تھے اور غور کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ ایسے عقیدوں کا انسان ایک خطرناک انسان ہوتا ہے سو خدا نے جو رحیم کریم ہے میرے ظہور سے صلح کاری کی بنیاد ڈالی اور میری جماعت کے دلوں کو ان بیہودہ عقیدوں سے ایسا دھو دیا ہے جیسے ایک کپڑا صابون سے دھویا جائے۔ پس یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ مجھ سے عداوت رکھتے ہیں اور جس طرح یہود کی امیدوں کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام بادشاہ ہو کر نہ آئے اور نہ غیر قوموں سے لڑے آخر یہود نے ان پر ظلم کرنا شروع کیا اور کہا کہ یہ وہ نہیں ہے جس کا ہمیں انتظار تھا۔ یہی سبب اس جگہ پیدا ہو گیا۔ ہاں اس کے ساتھ دوسرے اختلاف بھی ہیں چنانچہ ان لوگوں کا ایک یہ بھی مذہب ہے کہ حتی المقدور غیر قوموں سے کینہ رکھا جائے اور اگر موقع ملے تو ان کا نقصان بھی کیا جائے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ہرگز کوئی آدمی مسلمان نہیں بنتا جب تک کہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا جیسا کہ اپنے نفس کے لئے اور میری یہی نصیحت ہے کہ دلوں کو صاف کرو اور تمام بنی نوع کی ہمدردی اختیار کرو اور کسی کی بدی مت چاہو کہ اعلیٰ تہذیب یہی ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ دوسری قوموں سے انتقام لینے کیلئے سخت حریص ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ عفو اور درگزر کرو اور کینہ و راور منافق طبع مت بنو۔ زمین پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ اور میں نے نہ صرف کہا بلکہ عملی طور پر دکھلایا اور میں نے ہرگز پسند نہیں کیا کہ جو شخص شرکا کا ارادہ کرتا ہے اس کے لئے میں بھی شرکا کا ارادہ کروں۔ مثلاً ڈاکٹر کلارک نے اقدام قتل کا الزام میرے پر لگایا تھا جو عدالت میں ثابت نہ ہوا بلکہ اس کے برخلاف قرائن پیدا ہوئے۔ تب کپتان ڈگلس صاحب مجسٹریٹ ضلع گورداسپورہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ڈاکٹر کلارک پر نالاش کرنا چاہتے ہیں؟ تو میں نے انشراح صدر سے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے ان عیسائیوں پر نالاش کرنے سے بھی اعراض کیا جو عدالت کی تحقیق کے رو سے ملزم ٹھہرے تھے اگر عفو اور درگزر میرا مذہب نہ ہوتا تو اس قدر دکھ اٹھانے کے بعد میں ضرور نالاش کرتا۔

پھر جب انجمن حمایت اسلام لاہور کے ذریعہ سے اس نواح کے مسلمانوں نے رسالہ امہات المومنین کے مصنف پر مؤاخذہ کرانا چاہا اور اس مطلب کیلئے بحضور صاحب لیفٹیننٹ گورنر بہادر کنی میموریل بھیجے اور بہت جوش ظاہر کیا تو اس وقت بھی میں نے ان کے برخلاف میموریل بھیجا۔ اور صاف لکھا کہ ہم مؤلف امہات المومنین سے ہرگز انتقام نہیں چاہتے۔ ہاں معقول طور پر رد لکھنا ہمارا فرض ہے۔ سوان امور میں ہمیشہ سے ان لوگوں اور ان کے مولویوں سے میرا اختلاف رہا ہے جس سے ان کو بڑا رنج ہے۔ مگر میں ان سے کچھ دشمنی نہیں رکھتا۔ اور بہر حال ان کو قابل رحم جانتا ہوں اور اس شخص سے زیادہ قابل رحم کون شخص ہو سکتا ہے جو سچائی اور راستی کی راہ کو چھوڑتا ہے۔ ایک اختلاف عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کی نسبت ہے جس سے یہ لوگ ہمیشہ افروختہ رہے۔ میں نے ایک وسیع تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اور مجھے بڑے پختہ ثبوت اس بات کے ملے ہیں کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب سے نجات دے کر ہندوستان کی طرف ان یہودیوں کی دعوت کے لئے روانہ کیا جو بخت نصر کے ہاتھ سے متفرق ہو کر فارس اور تبت اور کشمیر میں آ کر سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے ان ملکوں میں ایک مدت تک رہ کر اور پیغام الہی پہنچا کر آخر سری نگر میں وفات پائی اور آپ کا مزار مقدس سری نگر محلہ خان یار میں موجود ہے جو شہزادہ نبی یوز آسف کی مزار کہلاتی ہے۔

☆ ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں جب مولوی محمد حسین ڈاکٹر کلارک کی طرف سے گواہ ہو کر آیا تو میرے وکیل مولوی فضل دین صاحب نے محمد حسین کی نسبت ایک ایسے سوال کی مجھ سے اجازت چاہی جس سے عدالت میں محمد حسین کی بہت ذلت ہوتی تھی تب میں نے ان کو ایسے سوال سے منع کر دیا اور روک دیا۔ اگر میں دنیا میں کسی سے دشمنی رکھتا تو کیوں ایسا کرتا۔ منہ

✽ کشمیریوں کی بعض معزز قوموں کے نام کے ساتھ جیو کا لفظ ایک ابدی قومی یادگار ہے جو ان کو بنی اسرائیل ثابت کرتی ہے کیونکہ جیو کے معنی یہودی ہی کے ہیں۔ اور یہ لفظ جیو بمعنی یہودی انگریزی میں بھی اسی طرح بنایا گیا ہے۔ اس زبردست ثبوت قومی ناموں کی طرز مشابہت کے علاوہ ڈاکٹر برنیر مشہور فرانسیسی سیاح نے اپنے سفر نامہ میں زبردست دلائل اور نیز بڑے بڑے محققوں کی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ اہل کشمیر اصل میں بنی اسرائیل ہی ہیں۔ منہ

یسوع کا نام جبریس کے لفظ کی طرح اختلاط زبان کی وجہ سے یوز آسف ہو گیا۔

چوتھی شاخ یہ ہے کہ ان دعوؤں کے بعد قوم کے علماء نے میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ میرے دعویٰ مسیح موعود کو سن کر اور اس بات سے اطلاع پا کر کہ میں ان کے اس مہدی کے آنے سے منکر ہوں جس کی نسبت بہت سے وحشیانہ قصے انہوں نے بنا رکھے ہیں اور زمین پر خون کی ندیاں بہانے والا اس کو مانا گیا ہے ان مولویوں میں سے ایک شخص محمد حسین نامی نے جوائڈیٹر رسالہ اشاعة السنہ اور ساکن بٹالہ ضلع گورداسپورہ ہے میرے پر ایک کفر کا فتویٰ لکھا اور بہت سے مولویوں کے اس پر دستخط کرائے اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ یہ فتویٰ دیا گیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور ان کا مال لوٹ لینا جائز اور ان کی عورتوں کو جبراً اپنے قبضہ میں لے کر ان کے ساتھ نکاح کر لینا یہ سب باتیں درست ہیں بلکہ موجب ثواب ہیں۔ چنانچہ اشتہار مورخہ ۲۹ رمضان ۱۳۰۸ھ مطبوعہ مطبع حقانی لودیانہ اور رسالہ سیف مسلول مطبوعہ مطبع ایجنٹن پریس راولپنڈی کی پشت پر جو محمد حسین کی تحریک سے لکھے گئے ہیں یہ دونوں فتوے موجود ہیں مگر جب کہ رعب گورنمنٹ انگریزی سے ان فتوؤں پر عملدرآمد نہ ہو سکا تو محمد حسین نے ایک اور تدبیر سوچی کہ اس شخص کو نہایت سخت گالیوں اور دلائل کلمات سے ہمیشہ رنج دینا چاہیے۔ جیسا کہ اس نے اپنے رسالہ اشاعة السنہ مطبوعہ ۱۸۹۸ء میں کئی جگہ اس بات کا خود اظہار کیا ہے۔ اس قسم کی گالیوں اور بدزبانیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے ایک چالاک شخص کو جس کا نام محمد بخش جعفر زٹلی ہے اور لاہور میں رہتا ہے مقرر کیا اور ہر ایک قسم کے گندے اشتہار خود لکھ کر اس کے نام پر چھپوائے۔

☆ **نوٹ۔** محمد حسین بٹالوی کا اصل مذہب یہی ہے کہ مہدی لڑائیاں کرنے والا آنے والا ہے مگر وہ گورنمنٹ کو محض جھوٹ کے طور پر یہ کہتا ہے کہ ایسے مہدی کا میں قائل نہیں ہوں حالانکہ وہ بارہا ظاہر کر چکا ہے کہ قائل ہے اگر گورنمنٹ دوسرے مولویوں کو جمع کر کے پوچھے کہ یہ شخص ان کے پاس مہدی کی نسبت کیا عقائد بیان کرتا ہے تو جلد ثابت ہو جائے گا کہ یہ شخص گورنمنٹ کو کیا کہتا ہے اور اپنے بھائیوں یعنی دوسرے علماء کو مہدی کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ منہ

✽ دیگر اشاعة السنہ نمبر ۵ جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۶ و ۱۵۱ و ۱۵۵۔ منہ

اور درپردہ وہ سب کارروائی خود محمد حسین نے کی اور اس اپنی کارروائی سے وہ لوگوں کو اطلاع بھی دیتا رہا ہے اور اپنے رسالوں میں بھی شیخی کے طور پر یہ کام اپنی طرف منسوب کرتا رہا ہے اور یہ تمام اشتہارات جو نہایت چالاکی اور بدزبانی سے ایک سال سے یا کچھ زیادہ عرصہ سے محمد حسین شائع کر رہا ہے یہ نہایت اوباشانہ طریق سے گندے سے گندے پیرایہ میں لکھے جاتے ہیں اور ان اشتہاروں میں کوئی پہلو میری بے عزتی اور بے آبروئی کا اٹھانہیں رکھا اور میرے تمام ننگ و ناموس کو خاک میں ملانا چاہا ہے اور ایسی گندی اور ناپاک تہمتوں پر مشتمل ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ اس سختی اور بے شرمی کا برتاؤ کبھی ذلیل سے ذلیل قوم کے آدمی نے کسی اپنے مخالف کے ساتھ کیا ہو۔ ان اشتہارات میں سے جو ۱۲ اگست ۱۸۹۸ء کا اشتہار ہے جو مطبع تاج الہند میں چھپا ہے ایسا ہی ایک دوسرا اشتہار جو ۲۵ ستمبر ۱۸۹۸ء میں مطبع فخر الدین پریس لاہور میں طبع ہوا ہے اور ایسا ہی ایک تیسرا اشتہار اور ضمیمہ ۱۱ جون ۱۸۹۷ء کا جو اسی مطبع میں طبع ہوا ہے ان چاروں کا نمونہ کے طور پر کسی قدر مضمون اس جگہ درج کرتا ہوں تا حکام کو معلوم ہو کہ کہاں تک میری ذلت کا ارادہ کیا گیا ہے اور نہ ایک ماہ نہ دو ماہ بلکہ ایک سال سے ایسے گندے اشتہار جاری کر رہے ہیں جن کے متواتر زخموں کے بعد ☆ مجھے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء لکھنا پڑا۔ جس میں جھوٹے کی ذلت خدا تعالیٰ سے طلب کی ہے اور محمد حسین کے یہ چاروں اشتہار جو جعفر زٹلی کے نام پر نکالے گئے مجھے بے عزت کرنے کے لئے ان میں نہایت سخت اور گندے اور ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یعنی میری نسبت یہ لکھا ہے کہ ”اس شخص کی جو روکی اس کے بعض مریدوں سے آشنائی ہے“ اور پھر ٹھٹھے سے اپنے تئیں ملہم قرار دے کر میری نسبت لکھا ہے کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ ”اس شخص کی جو رو محمد بخش جعفر زٹلی سے

﴿۱۲﴾

☆ یہ اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء اس وقت تک شائع نہیں کیا جب تک کہ کئی اشتہار بدرخواست مباہلہ ان لوگوں کی طرف سے متواتر میرے پاس نہیں پہنچے۔ چنانچہ علاوہ ان اشتہارات کے ایک چٹھی جعفر زٹلی مورخہ ۱۹ نومبر ۱۸۹۸ء اور پانچ اشتہارات متواتر یکے بعد دیگرے مباہلہ کی درخواست کے متعلق محمد حسین نے آپ شائع کرائے ہیں۔ منہ

نکاح کرے گی۔“ اور پھر میری نسبت ٹھٹھے سے لکھتا ہے کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ ”قادیانی ایک سخت مقدمہ میں مایوس ہو کر پابجولاں قید فرنگ میں ڈالا جاوے گا اور جلاوطن ہوگا اور حالت قید میں بالکل دیوانہ اور مضطرب الحواس ہو جائے گا۔ اور اس کے نیچے سے ایک ناسور کا پھوڑا پیدا ہوگا۔ اور اس کو کوڑھ ہو جائے گا۔ اور اس کے جسم میں بے شمار کیڑے پیدا ہوں گے اور اس کی صورت مطلقاً مسخ ہو جائے گی اور اس کی پیاری بیوی بعض مریدوں سے آشنائی کرے گی اور پھر وہ آوارہ ہو کر قادیانی سے طلاق حاصل کرے گی۔ اور پھر محمد بخش جعفر زٹلی سے اس کا نکاح ہوگا اور مولوی ابوسعید محمد حسین نکاح خوان ہوں گے☆ اور آخر کار قادیانی آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہرا، زبان سے گونگا، خودکشی کر کے فی النار و السقر ہو جائے گا یعنی جہنم میں پڑے گا“ اور پھر ٹھٹھے کے طور پر اخیر میں لکھتا ہے کہ ”یہ سب الہام پورے ہو چکے صرف نکاح باقی ہے“ اور پھر میری نسبت تیسرے اشتہار میں ٹھٹھے سے لکھتا ہے کہ ”سنا ہے کہ اس شخص کو طاعون ہوگئی اور کتوں نے اس کا گوشت کھایا“۔ اور پھر جولائی ۱۸۹۷ء کے پرچہ میں میری تصویر پر پچھ کی بنائی ہے۔

علاوہ اس کے محمد حسین نے اپنے اشاعة السنہ ۱۸۹۸ء میں جا بجا مجھے بدکار اور گورنمنٹ انگریزی کا بدخواہ اور خونی قرار دیا ہے۔ پس جب کہ یہ ظلم محمد حسین اور اس کے گروہ یعنی محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کا حد سے زیادہ گذر گیا اور مجھے اس حد تک ذلیل کیا گیا کہ کوئی ایسا لفظ ذلت کا نہ چھوڑا جو میری نسبت استعمال نہ کیا اور پھر مباہلہ کے لئے متواتر درخواست بھیجی۔ تو بالآخر میں نے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جاری کیا جس کا مطلب صرف یہ تھا کہ خدا تعالیٰ ہم دونوں گروہ میں سے اس کو ذلیل کرے جو جھوٹا ہے اور پھر اس اشتہار کی شرح ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں اور بھی تصریح سے کر دی اور محمد حسین نے میرے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے بعد بھی جا بجا مجھے بدنام کرنا چاہا اور میرے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے جھوٹے طور پر یہ معنی کئے کہ اس میں میرے قتل کرنے کی دھمکی دی ہے حالانکہ اسی اشتہار میں

☆ مولوی محمد حسین نے اپنے اشاعة السنہ ۱۸۹۸ء میں بڑے تمسخر کے طور پر لکھا ہے کہ ”ان کی بیوی کا محمد بخش سے میں نکاح پڑھوں گا۔“ منہ

﴿۱۷﴾

میں نے تین جگہ کھول کر بیان کر دیا تھا کہ یہ اشتہار صرف جھوٹے کی ذلت کے لئے ہے ہم دونوں فریق میں سے کوئی ہو۔ اور پھر میں نے یہ سن کر کہ محمد حسین میرے اشتہار ۲۱/نومبر کے خلاف واقعہ معنی بیان کرتا ہے ۳۰/نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار اس غرض سے شائع کیا کہ تا محمد حسین اٹلے معنی کر کے لوگوں کو دھوکا نہ دیوے مگر میں نے سنا ہے کہ بعد اس کے پھر بھی وہ دھوکہ دیتا رہا۔ ایک بچہ بھی جو ادنیٰ استعداد رکھتا ہو میرے ان دونوں اشتہارات کو دیکھ کر جو ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء اور ۳۰/نومبر ۱۸۹۸ء میں جاری ہوئے تھے بدیہی طور پر سمجھ سکتا ہے کہ ان اشتہارات میں کسی کے قتل کرنے کی پیشگوئی نہیں ہے بلکہ محض جھوٹے کی ذلت کے لئے بددعا اور الہام ہے ☆۔ اور یہی غرض تھی جس کی وجہ سے میں نے محمد حسین کا اشتہار جو محمد بخش اور ابوالحسن تبتی کے نام سے جاری کیا گیا تھا۔ اشتہار ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء کے ساتھ چھاپ بھی دیا تھا اس سے میری یہ غرض تھی کہ تا معلوم ہو کہ محمد حسین نے محض بدزبانی سے مجھے ذلیل کرنا چاہا ہے اور میں خدا سے یہ فیصلہ چاہتا ہوں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے وہ اسی طرح ذلیل ہو۔ میں نے اس رسالے کے اخیر پر اپنے دو اشتہار یعنی ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء اور ۳۰/نومبر ۱۸۹۸ء کا ترجمہ انگریزی میں شامل کر دیا ہے۔ یہ بات کہ میں نے کیوں یہ اشتہار ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء لکھا اور کس صحیح ضرورت کی وجہ سے میں اس کے لکھنے کا مجاز تھا اس کا جواب میں ابھی دے چکا ہوں کہ میں ایک سال سے زیادہ عرصہ تک گندہ اشتہاروں کا نشانہ رہا یعنی محمد حسین اور اس کے گروہ کی طرف سے میری نسبت برابر ایک برس تک گالیوں کے اشتہار جاری ہوتے رہے اور ان اشتہارات میں میری سخت اہانت اور بے عزتی کی گئی اور مجھے ذلیل کرنے میں

☆ الہام جزاء سیئۃ بمثلھا کہ جو اشتہار ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء میں درج ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ جھوٹے کی ذلت تو ہوگی مگر اسی قسم کی جو اس نے اپنے فعل سے فریق ثانی کو پہنچائی ہو۔ پس اس جگہ ذلت کی قسم مثل کے لحاظ سے قرار دی گئی ہے۔ منہ

انتہا تک کوشش کی گئی یہاں تک کہ میری مستورات پر محض مفسدانہ شرارت سے بدکاری اور زنا کا الزام لگایا گیا۔ اس درجہ کی دل آزاری اور بے حرمتی کے وقت جو انسانی غیرت کو حرکت میں لاتی ہے میرا حق تھا کہ میں عدالت میں نالش کرتا لیکن میں نے اپنے فقیرانہ اور صابرانہ طریق کے لحاظ سے کوئی نالش نہ کی اور ایک سال کے قریب تک ایسے اشتہارات جن کا ایک ایک لفظ میری بے عزتی کے لئے لکھا گیا تھا محمد حسین اور اس کے گروہ نے بذریعہ ڈاک قادیان میں میرے پاس پہنچائے حالانکہ میں ایسے گندے اخباروں اور اشتہاروں کا خریدار نہ تھا۔ پس جب کہ بار بار مجھے اس قسم کی گالیوں اور بہتانوں سے آزار پہنچایا گیا تو آخر میں نے مدت دراز کے صبر کے بعد نہایت نیک نیتی سے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۹۸۸ء جو محض اس مضمون پر مشتمل تھا کہ جھوٹے کو خدا ذلیل کرے مگر اسی قسم کی ذلت سے جو اس نے پہنچائی جاری کیا۔

پانچویں شاخ قابل بیان یہ ہے کہ میرے ان دعووں سے پہلے میری نسبت ان لوگوں کا کیا نطن تھا اور ان دعووں کے بعد کیوں اس قدر عداوت اختیار کی؟ سو اس جگہ اس قدر لکھنا کافی ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعة السنہ جو مخالفوں کا سرگروہ ہے میرے ان دعاوی سے پہلے میری نسبت نہایت درجہ کا مدح خواں تھا۔ مجھ کو ایک نیک انسان اور ولی اور مسلمانوں کا فخر اور گورنمنٹ انگریزی کا نہایت درجہ کا خیر خواہ سمجھتا تھا چنانچہ وہ اپنے پرچہ اشاعة السنہ جون۔ جولائی۔ اگست ۱۸۸۴ء میں صفحہ ۱۶۹ میں میری نسبت لکھتا ہے کہ ”یہ شخص اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔“ پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۱۷۶ میں لکھتا ہے کہ ”مؤلف براہین احمدیہ (یعنی اس راقم) کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے ہمارے ہم مکتب بھی ہیں۔ ان کے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ نے غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کا خیر خواہ، جاں نثار و فادار ہونا عملاً بھی ثابت کر دکھایا اور پچاس گھوڑے گورنمنٹ کی مدد میں دیئے۔“ اور پھر

صفحہ ۱۷۸ اور ۱۷۹ میں لکھتا ہے کہ ”مرزا غلام احمد صاحب درویشانہ طور پر گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی میں ہمیشہ مصروف رہے اور بار بار انہوں نے لکھا ہے کہ یہ گورنمنٹ مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ اور خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک بار ان رحمت بھیجا ہے۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے، ایسا ہی محمد حسین نے اشاعۃ السنہ کے کئی اور پرچوں میں میری نسبت صاف طور پر گواہی دی ہے کہ ”یہ شخص غریب طبع اور بے شر اور گورنمنٹ انگلشیہ کا خیر خواہ ہے“ اور اس گواہی پر سا لہا سال تک اور اس وقت تک قائم رہا جب تک کہ میں نے ان لوگوں کے ان اعتقادات سے انکار کیا کہ جو ان لوگوں کے دلوں میں جمے ہوئے ہیں کہ دنیا میں ایک مہدی آئے گا اور نصاریٰ سے لڑے گا اور اس کی مدد کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور زمین پر کسی کافر کو نہیں چھوڑیں گے اور کافروں کی دولت مولویوں اور دوسرے مسلمانوں کو ملے گی اور اتنی دولت ملے گی کہ وہ اس کے رکھنے سے عاجز آجائیں گے۔ ان بے بنیاد اور بیہودہ قصوں کو میں نے قبول نہیں کیا اور بار بار لکھا کہ یہ خیالات حدیث اور قرآن سے ثابت نہیں اور سر اسر لغو اور باطل ہیں اور نہ صرف انکار کیا بلکہ یہ بھی ظاہر کیا کہ میں خدا تعالیٰ کے ارادہ کے موافق اور اس کے الہام سے مسیح موعود کے نام پر آیا ہوں اور میں لوگوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ عام مسلمانوں کے یہ اعتقاد کہ بنی فاطمہ سے ایک مہدی اٹھے گا اور مسیح آسمان سے اس کی مدد کے لئے آئے گا۔ پھر وہ زمین پر کافروں کے ساتھ لڑیں گے اور نصاریٰ کے ساتھ ان کی لڑائیاں ہوں گی اور مولویوں اور ان کے ہم خیال لوگوں کو انعام دینے کے لئے بہت سامال اکٹھا کیا جائے گا۔ یہ سب جھوٹے اور بے اصل خیالات ہیں بلکہ ایسی لڑائیاں کرنے والا کوئی نہیں آئے گا۔ صرف روحانی طور پر غافل لوگوں کی اصلاح منظور تھی۔ سو اس اصلاح کے لئے میں آیا ہوں سو یہ وعظ میرا ان لوگوں کو نہایت برا معلوم ہوا کیونکہ کروڑ ہا خیالی روپیوں کا نقصان ہو گیا۔ اور

لوٹ کے مالوں سے قطعی نومیدی ہو گئی اور مسیح موعود اور مہدی کی جگہ پر ایک غریب انسان آیا جو لڑائیوں سے منع کرتا اور بغاوت کے پلید منصوبوں سے روکتا اور غریبانہ زندگی کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر ایسا انسان ان لوگوں کو کیونکر اچھا معلوم ہوتا۔ ناچار اس کے قتل اور صلیب دینے کے لئے فتوے لکھے گئے۔ اس کی بیویوں اور اس کی جماعت کی عورتوں پر جبراً قبضہ کرنا اور ان سے نکاح کرنا دینداری کا اصول ٹھہرایا گیا۔ گالیاں دینا اور جھوٹی تہمتیں لگانا اور اس کی بیوی کا ذکر کر کے پلید تہمتوں سے اس کو متہم کرنا ثواب کا کام سمجھا گیا اور پھر دوبارہ غیظ و غضب ان لوگوں کا اس بات سے بھی چمکا کہ محمد حسین نے اپنے ایک رسالہ میں سلطان روم کی بہت تعریف کی تھی۔ اس کے مقابلہ پر میں نے ایک سفیر روم کی ملاقات کے بعد یہ اشتہار دیا کہ ہمیں سلطان روم کی نسبت سلطنت انگریزی کے ساتھ زیادہ وفاداری اور اطاعت دکھلانی چاہیئے۔ اس سلطنت کے ہمارے سر پر وہ حقوق ہیں جو سلطان کے نہیں ہو سکتے ہر گز نہیں ہو سکتے۔ اس میری تحریر پر مولویوں نے بہت شور مچایا اور سخت سخت گالیاں دیں اور میرے ساتھ اتفاق رائے صرف سرسید احمد خان کے سی۔ ایس۔ آئی نے کیا۔ جیسا کہ میں ان کی کلام کو جس کو انہوں نے اپنے اخبار میں شائع کیا تھا اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ بجز ان وجوہ کے اور کوئی وجہ عداوت ان لوگوں کی میرے ساتھ نہیں ہے۔ گورنمنٹ انگریزی کے عالی مرتبہ حکام ان لوگوں کے اشتہارات کو غور سے پڑھ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں کی درندگی کس حد تک پہنچ گئی ہے۔ اور میری تعلیم جو مدت انیس برس سے اپنی جماعت کو دے رہا ہوں وہ بھی اس محسن گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ میں نے اپنی جماعت کے لئے لازم

﴿۲۰﴾

☆ نوٹ:- دیکھو کتاب سیف مسلول صفحہ ۳۲ و ۳۰ مطبوعہ ایگریٹین پریس راولپنڈی بلاتاریخ اور اشتہار

مولوی محمد وغیرہ مطبوعہ حقانی پریس لدہانہ مورخہ ۲۹ / رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ۔ منہ

کر دیا ہے کہ وہ ان لوگوں کی بدی کا مقابلہ نہ کریں اور غریبانہ طرز پر زندگی بسر کریں اور اپنے نفس پر بھی میں نے یہی لازم کیا ہے کہ ان پلید ہمتوں اور بہتانوں کے مقابل پر خاموش رہوں۔ اسی وجہ سے ان لوگوں کی اوباشانہ باتوں کے مقابل پر ہمیشہ میں نے اور میری جماعت نے خاموشی اختیار کی۔ ایک منصف غور کر سکتا ہے کہ یہ کس قدر دل دکھانے والا طریق تھا کہ اس محمد حسین مولوی نے محمد بخش جعفر زٹلی اپنے دوست کے ذریعہ سے یہ اشتہار میری نسبت دیا کہ اس شخص کی بیوی اس کی جماعت سے آشنائی یعنی ناجائز تعلق رکھتی ہے مگر میں اس بہتان کے سننے سے خاموش رہا۔ پھر ایک دوسرے اشتہار میں لکھا کہ سنا ہے کہ یہ شخص مر گیا اور اس کا گوشت کتوں نے کھایا میں نے پھر بھی صبر کیا۔ پھر میری نسبت لکھا کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ اس کی بیوی آوارہ ہو کر محمد بخش جعفر زٹلی سے نکاح کرے گی اور محمد حسین نکاح پڑھے گا۔ پھر بھی میں نے صبر کیا۔ پھر ایک اور اشتہار میں مجھے ایک ریچھ قرار دے کر ایک تصویر ریچھ کی بنائی اور اس کے گلے میں رسہ ڈالا اور ساتھ اس کے گالیاں لکھیں۔ اور پھر ایک اور اشتہار میں یہ الہام ظاہر کیا کہ یہ شخص قید ہو جائے گا اور کوڑھی ہو جائے گا۔ اور پھر اسی محمد حسین نے اشاعة السنہ میں ایک جگہ لکھا کہ یہ شخص خونیں ہے بدکار ہے اور باغی ہے۔ ان تمام اشتہارات کے بعد ان لوگوں نے بار بار مباہلہ کی درخواست کی اور ان درخواستوں میں بھی گالیاں دیں۔ آخر خرمی اور ملائمت سے میری طرف سے ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار نکلا جس کا صرف یہ مطلب تھا کہ خدا ہم دونوں میں سے جھوٹے کو ذلیل کرے۔ مگر الہام میں ذلت کے ساتھ مثل کی شرط رکھی گئی ہے۔

غرض جو کچھ مجھ میں اور ان میں آج تک واقع ہوا اس کی یہی کیفیت تھی جو میں نے بیان کی اور محمد حسین اور محمد بخش جعفر زٹلی کے تمام گندے اشتہار میرے پاس موجود ہیں جن کا مضمون بطور خلاصہ اس رسالہ میں لکھ دیا گیا ہے۔ اور ان کی تاریخ طبع مع نام مطبع ذیل میں لکھتا ہوں۔

تاریخ اشتہار	نام مطبع	کیفیت
۱۱/ جون ۱۸۹۷ء	تاج الہند لاہور تکیہ سادھواں	اس اشتہار کا عنوان ضمیمہ اخبار جعفر زلیٰ ہے۔ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کی ایما سے لکھا گیا ہے جیسا کہ شیخ مذکور نے اس بات کو اپنے اشاعۃ السنہ اور نیز گواہوں کے روبرو قبول کیا ہے۔ اس اشتہار میں نہایت گندی پیشگوئیاں لکھی ہیں۔ یہ بھی شیخ محمد حسین کی ایما سے لکھا گیا ہے۔ یہ بھی شیخ محمد حسین کی ایما سے لکھا گیا ہے۔ اس اشتہار میں قتل کی بھی دھمکی دی ہے۔ یہ بھی محمد حسین کی ایما سے لکھا گیا اور گالیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے صفحہ چار تیسرے کالم میں لکھا ہے کہ مرزا مرگیا اور اس کی لاش عجائب خانہ میں رکھی گئی۔☆ ان تمام رسالوں میں جو ۱۸۹۱ء سے ۱۸۹۸ء تک ہیں مولوی محمد حسین نے ہر ایک طرح سے میرے پر تہمتیں لگائیں گالیاں دیں اور یہ بھی اقرار کیا کہ محمد بخش زلیٰ کے تمام گندے اشتہار میری ایما اور تعلیم سے ہیں اور محمد بخش کی بہت تعریف کی۔
۲۶/ جون ۱۸۹۷ء	"	
۲۳/ جون ۱۸۹۷ء	"	
۲۶/ مئی ۱۸۹۷ء	"	
۲۰/ اگست ۱۸۹۷ء	"	
۷/ اپریل ۱۸۹۷ء	"	
اشاعۃ السنہ محمد حسین بٹالوی ۱۸۹۱ء عیسوی سے لے کر ۱۸۹۸ء تک		

☆ صرف یہی بات نہیں کہ محمد حسین نے اپنے اشاعۃ السنہ میں قبول کیا ہے کہ یہ سب گالیاں اس کی
تحریک سے اور اس کی تعلیم سے دی ہوئی ہیں بلکہ اس بات پر چند معزز آدمی گواہ بھی ہیں کہ محمد حسین ان
اشتہارات کے بارے میں اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا مسودہ دیتا رہا ہے۔ منہ

اخیر پر یہ امر قابل غور حکام ہے کہ صد ہا معزز اور شریف انسان میری پاک زندگی کے گواہ ہیں اور خود میری جماعت کے معزز عہدہ دار جو گورنمنٹ کی نظر میں خاص اعتبار کے لائق ہیں۔ ایسا ہی جو معزز رئیس اور تاجر ہیں میرے نیک اور شریفانہ چال چلن پر شہادت دے سکتے ہیں اور نہ میں ایسے خاندان سے ہوں کہ جو گورنمنٹ انگریزی کی نظر میں کبھی مہتم تھا اور نہ کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی کوئی مجرمانہ حرکت مجھ سے ظہور میں آئی۔ اور میری جماعت میں اکثر معزز عہدہ دار اور رئیس اور شریف تعلیم یافتہ ہیں جو کسی بد چلن کے ساتھ تعلق مریدی نہیں رکھ سکتے اور محمد حسین سے میری کوئی ذاتی عداوت نہیں اور نہ کوئی مالی شراکت۔ صرف مذہبی عقائد کا اختلاف ہے۔ ہاں چونکہ ان لوگوں نے قریباً ایک برس سے گالیاں دینا اور گندے اشتہار نکالنا اپنا طریق بنا لیا ہے۔ اس لئے ان کے بہت سے اشتہارات کے بعد جو قریباً ایک برس تک میرے نام آتے رہے اور ان کی متواتر درخواست مباہلہ کے بعد جو بذریعہ اشتہارات کی گئی میری نیک نیتی اور خدا ترسی اور حلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ بجائے گالیوں کے خدا تعالیٰ سے بطور مباہلہ فیصلہ چاہوں اور یہ طریق مباہلہ میں نے اپنی طرف سے ایجاد نہیں کیا بلکہ یہ قدیم سے اسلام میں بطور سنت چلا آتا ہے۔ یہ اسلام کا طریق ہے کہ جو فیصلہ خود بخود نہ ہو سکے وہ بذریعہ مباہلہ خدا تعالیٰ پر ڈالا جائے مگر میں نے کسی کی موت یا کسی اور مصیبت کے لئے ہرگز یہ اشتہار نہیں لکھا۔ خلاصہ اشتہار صرف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ دونوں فریق میں سے جو ظالم ہو اس کو مثلی ذلت پہنچائے۔ میری عادت ہرگز نہیں کہ میں کسی کی موت کی نسبت خود بخود پیشگوئی کروں۔ چند آدمی جن کی نسبت اس سے پہلے پیشگوئی کی گئی تھی جیسے ڈپٹی آفٹم اور پنڈت لیکھرام۔ ان لوگوں نے خود اصرار کیا تھا اور نہایت اصرار سے اپنی دستی تحریریں دی تھیں اور اس پر زور دیا تھا کہ ان کے حق میں پیشگوئی کی جائے۔ اور لیکھرام نے علاوہ میری پیشگوئی کے میرے حق میں بھی پیشگوئی کی تھی اور اشتہار دیا تھا کہ یہ شخص تین سال تک ہیضہ سے مر جائے گا اور میری پیشگوئی کو اپنی رضا مندی سے ہزاروں انسانوں میں اس نے شائع

کر دیا تھا اور بذریعہ اشتہار خود ظاہر کر دیا تھا کہ یہ پیشگوئی میری رضامندی سے ہوئی ہے۔ اور خود ظاہر ہے کہ لیکھرام جیسا مخالف شخص ایسی پیشگوئی کو سن کر بحالت نارضا مندی نالش کرنے سے کیونکر رک سکتا تھا۔ یہ واقعہ صد ہا آدمیوں کو معلوم ہے کہ وہ اس پیشگوئی کے حاصل کرنے کے لئے قریباً دو ماہ تک قادیان میں رہا تھا۔ پھر پیشگوئی کے بعد پانچ برس برابر زندہ رہا اور کسی کے پاس شکایت نہ کی کہ میرے خلاف مرضی یہ پیشگوئی ہوئی۔ آخر پیشگوئی کی میعاد کے اندر ہی خدا تعالیٰ کی مرضی سے اس جہان سے گذر گیا۔ اس نے موت کے وقت بھی میری نسبت کوئی شک ظاہر نہیں کیا کیونکہ وہ دل سے جانتا تھا کہ میں شریر انفس اور منصوبہ باز نہیں ہوں۔ اور جو شخص روح القدس سے بولتا ہے کیا وہ اس بد معاش سے مشابہت رکھتا ہے جو شیطانی اور مجرمانہ فریب سے کوئی حرکت بے جا کرتا ہے؟ جو خدا سے بولتا ہے وہ خلقت کے روبرو بے کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ہزار ہا شکر کا محل ہے کہ مہربان اور منصف مزاج اور دانا گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے ہم زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر میری قوم کے یہ مولوی مجھ پر دانت پیتے ہیں اور مجھ کو جھوٹا اور بد اعمال خیال کرتے ہیں تو میں اس محسن گورنمنٹ کو اپنے اور ان لوگوں کے فیصلہ کے لئے اس طرح پر منصف کرتا ہوں کہ کوئی آئندہ کی غیب گوئی جو انسان کی نیکی یا بدی سے کچھ بھی تعلق نہ رکھے اور کسی انسانی فرد پر اس کا اثر نہ ہو اپنے خدا سے حاصل کر کے بتلاؤں اور اپنے صدق یا کذب کا اس کو مدار ٹھہراؤں اور در صورت کاذب ہونے کے ہر ایک سزا اٹھاؤں مگر ان میں کون ہے جو اس فیصلہ کو منظور کرے؟

﴿۲۳﴾

افسوس کہ اس محمد حسین کو خوب معلوم ہے کہ لیکھرام نے نہایت اصرار سے یہ پیشگوئی حاصل کی اور ایک مدت تک قادیان میں اسی غرض سے میرے پاس رہا تھا۔ اور ڈپٹی عبداللہ آتھم خود سرکاری قوانین سے واقف تھے۔ پس کیونکر ہو سکتا تھا کہ ایسا آدمی جو اکثر اسٹنٹ بھی رہ چکا تھا میرے خود بخود پیشگوئی کرنے کی حالت میں خاموش رہ سکتا۔ اور ایک دستی تحریر ان کی مسل مقدمہ ڈاکٹر کلارک میں میں نے شامل بھی کرائی ہے۔ اور

پھر یہ اشتہار مباہلہ جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع کیا گیا باوجود اس کے جو کسی کی ذات سے اس کو خصوصیت نہیں بلکہ صرف جھوٹے کی ذلت کے لئے شائع کیا گیا ہے ایسی آہستگی اور احتیاط سے اس کو میں نے شائع کیا ہے کہ جب تک محمد حسین کے گروہ کی طرف سے متواتر اشتہار اور خطوط بطلب مباہلہ میرے پاس نہیں پہنچے اس وقت تک میں نے اس اشتہار کو روک رکھا۔ یہ تمام اشتہار طلب مباہلہ کے میرے پاس موجود ہیں۔ غرض ان تمام واقعات کا صحیح نقشہ جو آج تک مجھ میں اور محمد حسین کے گروہ میں ظہور میں آئے یہی ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔

اور میں اس رسالہ کے اخیر میں اپنے دونوں اشتہار یعنی ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار اور ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار ملاحظہ حُکام کے لئے شامل کرتا ہوں۔

بالآخر میں اپنی دانا اور محسن گورنمنٹ کی خدمت میں یہ امر پیش کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ میری قوم کے مولویوں کو محض اس وجہ سے مخالفت ہے کہ میں ان کی امیدوں اور آرزوؤں کے برخلاف اپنی جماعت کو تعلیم کرتا ہوں۔ جس قسم کے مہدی اور مسیح کے وہ منتظر تھے میں ان اعتقادات کا مخالف ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے پر یہ ظاہر فرمایا ہے کہ یہ تمام باتیں بے اصل اور جھوٹ ہیں کہ کوئی ایسا مہدی یا مسیح دنیا میں آئے گا کہ جو مذہب اور دین کے پھیلانے کے لئے خونریزیاں کرے گا۔ خدا نے ہرگز نہیں چاہا کہ اس طور سے دین کو پھیلاوے۔ اگر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مخالفوں سے لڑائیاں ہوئی تھیں تو وہ لڑائیاں دین پھیلانے کے لئے ہرگز نہ تھیں صرف بطور مدافعت کے تھیں یعنی محض اس لئے ہوئی تھیں کہ اس وقت کے مخالف جاہلانہ مذہبی تعصب سے مسلمانوں کو روئے زمین سے نابود کرنا چاہتے تھے ان کو قتل کرتے تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں دیتے تھے اور نہیں چھوڑتے تھے کہ اسلام کے لئے آزادی سے وعظ کیا جائے۔ سو ان مجرمانہ حرکات کے بعد سزا دی کے طور پر وہ لوگ قتل کئے گئے جنہوں نے ناحق بے گناہ محض مذہبی کینہ سے

مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ مگر اب مذہبی کینہ اور تعصب سے مسلمانوں کو کوئی قتل نہیں کرتا اور مذہب کے لئے ان پر کوئی تلوار نہیں چلاتا۔ ہاں دنیا داری کے طور پر دنیا داروں کی باہم لڑائیاں ہوتی ہیں سو ہوا کریں ہمیں ان سے کیا غرض ہے۔ پھر جس حالت میں اسلام کے نابود کرنے کے لئے کوئی تلوار نہیں اٹھاتا تو سخت جہالت اور قرآن کی مخالفت ہے کہ دین کے بہانہ سے تلوار اٹھائی جائے۔ اگر کوئی ایسا شخص خونی مہدی یا مسیح کے نام پر دنیا میں آوے اور لوگوں کو ترغیب دے کہ تم کافروں سے لڑو تو سمجھنا چاہیے کہ وہ کذاب اور جھوٹا ہے اور قرآن کی تعلیم کے موافق کارروائی نہیں کرتا بلکہ مخالف راہ پر چلتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے اعتقاد والے قرآن کی پیروی نہیں کرتے بلکہ ایک جاہلانہ رسم اور عادت کے بت کی پرستش کرتے ہیں اور یہ پادریوں کی بھی نادانی اور سراسر غلطی ہے کہ ناحق ہمیشہ شور مچاتے رہتے ہیں کہ اسلام میں تلوار سے دین کو بڑھانا قرآن کا حکم ہے اور اس طرح پر نادان جاہلوں کو اور بھی بیہودہ اور باطل خیالات کی طرف رجوع دیتے اور ابھارتے ہیں۔ ان لوگوں کو قرآن کا علم نہیں ہے اور نہ خدا سے الہام پاتے ہیں کہ تا خدا کے کلام کے معنی خدا سے معلوم کریں اور اس طرح پر ناحق ایک خلاف واقعہ بات کی یاد دہانی کراتے رہتے ہیں۔ مجھے خدا نے قرآن کا علم دیا ہے۔ اور زبان عرب کے محاورات کے سمجھنے کے لئے وہ فہم عطا کیا ہے کہ میں بلا فخر کہتا ہوں کہ اس ملک میں کسی دوسرے کو یہ فہم عطا نہیں ہوا۔ میں زور سے کہتا ہوں کہ قرآن میں ایسی تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ دین کو تلوار کے ساتھ مدد دی جائے یا اعتراض کرنے والوں پر تلوار اٹھائی جائے۔ قرآن بار بار ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ تم مخالفوں کی ایذا پر صبر کرو۔ پس یقیناً سمجھنا چاہیے کہ ایسا مہدی یا مسیح اسلام میں ہرگز نہیں آئے گا کہ جو دین کے لئے تلوار اٹھائے۔ سچا دین دلائل کے ذریعہ سے دلوں کے اندر جاتا ہے نہ تلوار کے ساتھ بلکہ تلوار تو اور بھی مخالف کو اعتراض کا موقعہ دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہایت فضل کیا ہے کہ ان لوگوں کے ان باطل خیالات

﴿۲۵﴾

کے دور کرنے کے لئے مسیح موعود کا آسمان سے اترنا خلاف واقعہ ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے میری کوششوں سے ثابت ہو چکا ہے اور اب تمام انسانوں کو بڑے بڑے دلائل اور کھلے کھلے واقعات کی وجہ سے ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہرگز آسمان پر مع جسم عنصری نہیں گئے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اور ان دعاؤں کے قبول ہونے کی وجہ سے جو تمام رات حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی جان بچانے کے لئے کی تھیں صلیب سے اور صلیبی لعنت سے بچائے گئے اور ہندوستان میں آئے اور بدھ مذہب کے لوگوں سے بحثیں کیں آخر کشمیر میں وفات پائی اور محلہ خان یار میں آپ کا مزار مقدس ہے جو شہزادہ نبی کے مزار کے نام پر مشہور ہے۔ پھر جب کہ آسمان سے آنے والا ثابت نہ ہو سکا بلکہ اس کے برخلاف ثابت ہوا تو اس مہدی کا وجود بھی جھوٹ ثابت ہو گیا جس نے ایسے مسیح کے ساتھ مل کر خونریزیاں کرنا تھا۔ کیونکہ بموجب قاعدہ تحقیق اور منطق کے دو لازمی چیزوں میں سے ایک چیز کے باطل ہونے سے دوسری چیز کا بھی باطل ہونا لازم آیا۔ لہذا ماننا پڑا کہ یہ سب خیالات باطل اور بے بنیاد اور لغو ہیں اور چونکہ توریت کے رو سے مصلوب لعنتی ہو جاتا ہے اور لعنت کا لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ملعون خدا سے درحقیقت دور جا پڑے اور خدا اس سے بیزار ہو جائے اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے تو پھر نعوذ باللہ خدا کا ایسا پیارا۔ ایسا برگزیدہ۔ ایسا مقدس نبی جو مسیح ہے اس کی نسبت ایسی بے ادبی کوئی سچی تعظیم کرنے والا ہرگز نہیں کرے گا اور پھر واقعات نے اور بھی اس پہلو کو ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے۔ بلکہ اس ملک سے کفار کے ہاتھ سے نجات پا کر پوشیدہ طور پر ہندوستان کی طرف چلے آئے۔ لہذا ان نادان مولویوں کے یہ سب قصے باطل ہیں اور یہ سب خطرناک امیدیں لغو ہیں اور ان کا نتیجہ بھی بجز مفسدانہ خیالات کے اور کچھ نہیں۔ اگر میرے مقابل پر ان لوگوں کے اعتقادات کا

عدالت میں اظہار لیا جائے تو معلوم ہو کہ کیسے یہ لوگ خطرناک اعتقادات میں مبتلا ہیں کہ نہ صرف راستی سے دور بلکہ امن اور سلامت روشی سے بھی دور ہیں۔

اور میں اخیر پر اس رسالہ کو اس بات پر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ عیسائی عقیدوں کے لحاظ سے حضرت مسیح کا دوبارہ آنا پوپٹیکل مصالح سے کچھ تعلق نہیں رکھتا مگر جس طور سے حال کے اسلامی مولویوں نے حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا اور مہدی کے ساتھ اتفاق کر کے جہادی لڑائی کرنا غلط طور پر اپنے اعتقاد میں داخل کر لیا ہے یہ عقیدہ نہ صرف جھوٹ ہے بلکہ خطرناک بھی ہے اور جو کچھ حال میں حضرت عیسیٰ کے ہندوستان میں آنے اور کشمیر میں وفات پانے کا مجھے ثبوت ملا ہے وہ ان خطرناک خیالات کو دانشمند دلوں سے ہلکی مٹا دیتا ہے۔ اور میری یہ تحقیق عارضی اور سرسری نہیں بلکہ نہایت مکمل ہے۔ چنانچہ ابتدا اس تحقیق کا اُس مرہم سے ہے جو مرہم عیسیٰ کہلاتی ہے اور مرہم حواریین بھی اس کو کہتے ہیں اور طب کی ہزار کتاب سے زیادہ میں اس کا ذکر ہے اور مجوسی اور یہودی اور عیسائی اور مسلمان طبیبوں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ میں نے بہت سا حصہ اپنی عمر کا فن طبابت کے پڑھنے میں بسر کیا ہے اور ایک بڑا ذخیرہ کتابوں کا بھی مجھ کو ملا ہے اس لئے چشم دید طور پر یہ دلیل مجھ کو ملی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے فضل سے اور اپنی دردمندانہ دعاؤں کی برکت سے صلیب سے نجات پا کر اور پھر عالم اسباب کی وجہ سے مرہم حواریین کو استعمال کر کے اور صلیبی زخموں سے شفا پا کر ہندوستان کی طرف آئے تھے۔ صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے کچھ غشی کی صورت ہو گئی تھی جس سے خدا کی مصلحت سے تین دن ایسی قبر میں بھی رہے جو گھر کے دار تھی اور چونکہ یونس کی طرح زندہ تھے آخر اس سے باہر آ گئے۔ ☆

﴿۲۶﴾

☆ نوٹ :- یہ امر یقینی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور انہوں نے خود یونس نبی کے مچھلی کے قصہ کو اپنے قصہ سے جو تین دن قبر میں رہنا تھا مشابہت دے کر ہر ایک دانا کو یہ

اور پھر دوسرا ماخذ اس تحقیق کا مختلف قوموں کی وہ تاریخی کتابیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان اور تبت اور کشمیر میں آئے تھے اور حال میں جو ایک روسی انگریز نے بدھ مذہب کی کتابوں کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس ملک میں آنا ثابت کیا ہے وہ کتاب میں نے دیکھی ہے اور میرے پاس ہے وہ کتاب بھی اس رائے کی مؤید ہے۔

اور پھر سب سے اخیر شاہزادہ نبی کی قبر جو سری نگر محلہ خان یار میں ہے جس کو عوام

سمجھا دیا ہے کہ وہ یونس نبی کی طرح قبر میں زندہ ہونے کی حالت میں داخل کئے گئے اور جب تک قبر میں رہے زندہ رہے۔ ورنہ مردوں کو زندہ سے کیا مشابہت ہو سکتی ہے اور ضرور ہے کہ نبی کی مثال بے ہودہ اور بے معنی نہ ہو انجیل میں ایک دوسری جگہ بھی اسی امر کی طرف اشارہ ہے جہاں لکھا ہے کہ زندہ کو مردوں میں کیوں ڈھونڈتے ہو۔ بعض حواریوں کا یہ خیال کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت ہو گئے تھے ہرگز صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ کا قبر سے نکلنا اور حواریوں کو اپنے زخم دکھانا اور یونس نبی سے اپنی مشابہت فرمانا یہ سب باتیں اس خیال کو رد کرتی ہیں اور اس کے مخالف ہیں۔

پھر حواریوں میں اس مقام میں اختلاف بھی ہے چنانچہ برنباس کی انجیل میں جس کو میں نے پچشم خود دیکھا ہے حضرت عیسیٰ کے صلیب پر فوت ہونے سے انکار کیا گیا ہے اور انجیل سے ظاہر ہے کہ برنباس بھی ایک بزرگ حواری تھا اور آپ کا آسمان پر جانا ایک روحانی امر ہے۔ آسمان پر وہی چیز جاتی ہے جو آسمان سے آتی ہے اور جو زمین کا ہے وہ زمین میں جاتا ہے۔ تو ریت اور قرآن نے بھی یہی گواہی دی ہے اور جب کہ یہودی صلیبی کا رروائی کی وجہ سے حضرت مسیح کے روحانی رفع سے منکر تھے اس لئے ان کو جتایا گیا کہ حضرت مسیح آسمان پر گئے یعنی خدا نے نجات دے کر لعنت سے جو نتیجہ صلیب تھا ان کو بری کر لیا اور ان چند حواریوں کی گواہی کیونکر لائق قبول ہو سکتی ہے جو واقعہ صلیب کے وقت حاضر نہ رہے اور جن کے پاس شہادت رویت نہیں ہے۔ منہ

شہزادہ یوز آسف نبی کی قبر اور بعض عیسیٰ صاحب نبی کی قبر کہتے ہیں اس مطلب کی مؤید ہے اور اس قبر میں ایک کھڑکی بھی ہے جو برخلاف دنیا کی تمام قبروں کے اب تک موجود ہے۔ کشمیر کے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس قبر کے ساتھ کوئی خزانہ بھی مدفون ہے اس لئے کھڑکی ہے میں کہتا ہوں شاید کچھ جواہرات ہوں مگر میری دانست میں یہ کھڑکی اس لئے رکھی ہے کہ کوئی عظیم الشان کتبہ اس قبر کے اندر ہے۔ یہ اسی طرح کا واقعہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ انہی دنوں میں ضلع پیرا کوئی میں جو مالک شمال مغرب کے ضلع سرحد نیپال میں ایک گاؤں ہے ایک ٹیلہ کے اندر سے ایک بھاری صندوق نکلا ہے جس میں جواہرات اور زیور اور کچھ ہڈی اور راکھ تھی اور صندوق پر یہ کندہ تھا کہ گوتم بدھ سا کی منی کے پھول ہیں اور نبی کا لفظ جو اس صاحب قبر کی نسبت کشمیر کے ہزار ہا لوگوں کی زبان پر جاری ہے یہ بھی ہمارے مدعا کے لئے ایک دلیل ہے ☆ کیونکہ نبی کا لفظ عبری اور عربی دونوں زبانوں میں مشترک ہے دوسری کسی زبان میں یہ لفظ نہیں آیا اور اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی نبی نہیں آئے گا اس لئے متعین ہوا کہ یہ عبرانی نبیوں میں سے ایک نبی ہے اور پھر شاہزادہ کے لفظ پر غور کر کے اور بھی ہم اصل حقیقت سے نزدیک آ جاتے ہیں۔ اور پھر کشمیر کے تمام باشندوں کا اس بات پر اتفاق دیکھ کر کہ یہ نبی جس کی کشمیر میں قبر ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے۔ صاف طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو متعین کر رہا ہے اور صفائی سے یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یہی وہ پاک اور معصوم نبی اور خدا تعالیٰ کے جلال کے تحت سے ابدی شہزادہ ہے جس کو نالائق اور بد قسمت یہودیوں نے صلیب کے ذریعہ سے مارنا چاہا تھا۔

☆ ایک اور دلیل ہمارے اس دعوے پر یہ ہے کہ جس قدر حال تک کتابیں یوز آسف کے سوانح اور تعلیم کے متعلق ہم کو ملی ہیں جس کی قبر سرینگر میں ہے وہ تمام تعلیم انجیل کی اخلاقی تعلیم سے شدت مشابہت رکھتی ہے بلکہ بعض فقرات تو بعینہ انجیل کے فقرات ہیں۔ منہ

غرض یہ ایسا ثبوت ہے کہ اگر اس کے تمام دلائل یکجائی نظر سے دیکھے جائیں تو ہماری قوم کے غلط کارمولویوں کے خیالات اس سے پاش پاش ہو جاتے ہیں اور امن اور صلح کاری کی مبارک عمارت اپنی چمک دکھلاتی ہے جس سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ کوئی آسمان پر گیا اور نہ وہ لڑنے کے لئے مہدی کے ساتھ شامل ہو کر شورِ قیامت ڈالے گا بلکہ وہ کشمیر میں اپنے خدا کی رحمت کی گود میں سو گیا۔

اے معزز ناظرین! اب میں نے جو کچھ میرے اصول اور ہدایتیں اور تعلیم تھی سب گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ظاہر کر دیں میری ہدایتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ صلح کاری اور غربی سے زندگی بسر کرو اور جس گورنمنٹ کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ اس کے سچے خیر خواہ اور تابعدار ہو جاؤ نہ نفاق اور دنیا داری سے۔ آخر دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا اقبال دن بدن بڑھاوے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم سچے دل سے اس کے تابعدار اور امن پسند انسان ہوں۔ آمین

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء





ضمیمہ رسالہ ہذا

قابل توجہ گورنمنٹ

مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے بعد محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعة السنہ کا انگریزی میں ایک رسالہ ملا جس کو اس نے مطبع وکٹوریہ پریس لاہور میں چھاپ کر بمابہ ۱۴/ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں شائع کیا ہے۔ اس رسالہ کے دیکھنے سے مجھے بہت افسوس ہوا کیونکہ اس نے اس میں میری نسبت اور نیز اپنے اعتقاد مہدی کے آنے کی نسبت نہایت قابل شرم جھوٹ سے کام لیا ہے اور سراسر افتراء سے کوشش کی ہے کہ مجھے گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں باغی ٹھہراوے لیکن اس صحیح اور سچے مقولہ کے رو سے کہ کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں جو آخر ظاہر نہ ہو میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری زیرک اور روشن دماغ گورنمنٹ جلد معلوم کر لے گی کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

اول امر جو محمد حسین نے خلاف واقعہ اپنے اس رسالہ میں میری نسبت گورنمنٹ میں پیش کیا ہے یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کو اطلاع دیتا ہے کہ یہ شخص گورنمنٹ عالیہ کے لئے خطرناک ہے یعنی بغاوت کے خیالات دل میں رکھتا ہے۔ لیکن میں زور سے کہتا ہوں کہ اگر میں ایسا ہی ہوں تو اس نمک حرامی اور بغاوت کی زندگی سے اپنے لئے موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ میں ادب سے توجہ دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ میری نسبت اور میری تعلیم کی نسبت جہاں تک ممکن ہو کامل تحقیقات کرے اور میری جماعت کے اُن معزز عہدہ داروں اور دیسی افسروں اور رئیسوں اور دوسرے معزز اور تعلیم یافتہ لوگوں سے جن کی کئی سو تک تعداد ہے

حلفاً دریافت کرے کہ میں نے اس محسن گورنمنٹ کی نسبت کیا کیا ہدایتیں ان کو دی ہیں اور کس کس تاکید سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے وصیتیں کی ہیں اور نیز گورنمنٹ اس مولوی یعنی محمد حسین کی اس شہادت کو غور سے دیکھے جو اس نے اپنی اشاعة السنہ میں جس کا ذکر اس رسالہ میں ہو چکا ہے میری کتاب براہین احمدیہ کے ریویو کی تقریب پر میرے خیالات اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے خیالات کی نسبت جو گورنمنٹ انگریزی کے متعلق ہیں اپنے ہاتھ سے لکھی ہے اور نیز میری ان تحریروں کو جو برابر انیس سال سے گورنمنٹ عالیہ کی تائید میں شائع ہو رہی ہیں غور سے ملاحظہ فرماوے اور ہر ایک پہلو سے میری نسبت تحقیقات کرے۔ پھر اگر میرے حالات گورنمنٹ کی نظر میں مشتبہ ہوں تو میں بدل چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ سخت سے سخت سزا مجھ کو دیدے لیکن اگر میرے اصل حالات کے برخلاف یہ تمام رپورٹیں گورنمنٹ میں محمد حسین مذکور نے پہنچائی ہیں تو میں ایک وفادار اور خیر خواہ جان نثار رعیت ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ عالیہ میں تمام تر ادب داد خواہ ہوں کہ محمد حسین سے مطالبہ ہو کہ کیوں اس نے ان صحیح واقعات کے برخلاف گورنمنٹ کو خبر دی جن کو وہ اپنے ریویو براہین احمدیہ میں تسلیم کر چکا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے بارہ سال تک برابر اس پہلی رائے کے برخلاف کوئی رائے ظاہر نہ کی اور اب دشمنی کے ایام میں مجھے باغی قرار دیتا ہے حالانکہ میں نے اس محسن گورنمنٹ کی خیر خواہی میں انیس سال تک اپنی قلم سے وہ کام لیا ہے اور ایسے طور سے ممالک دور دراز تک گورنمنٹ کی انصاف منشی کی تعریفوں کو پہنچایا ہے کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس کا روائی کی نظیر دوسروں کے کارناموں میں ہرگز نہیں ملے گی۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں اپنی عاجزانہ عرض گورنمنٹ پر ظاہر کروں کہ مجھے اس شخص کے ان خلاف واقعہ کلمات سے کس قدر صدمہ پہنچا ہے اور کیسے درد رسان زخم لگے ہیں۔ افسوس کہ اس شخص نے عمداً اور دانستہ گورنمنٹ کی خدمت میں میری نسبت نہایت ظلم سے بھرا ہوا جھوٹ بولا ہے اور میری تمام خدمات کو برباد کرنا چاہا ہے۔ اس دعوے کی میرے پاس پختہ وجوہات اور کامل شہادتیں اور گواہ موجود ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ بوجہ اس کے کہ میں ایک

وفادار خاندان میں سے ہوں جنہوں نے اپنے مال سے اور جان سے گورنمنٹ پر اپنی اطاعت ثابت کی ہے۔ میری اس دردناک فریاد کو یہ محسن گورنمنٹ غور سے توجہ فرماوے گی اور جھوٹ بولنے والے کو تنبیہ کرے گی۔

دوسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین نے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ گویا میں نے کوئی الہام اس مضمون کا شائع کیا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کی سلطنت آٹھ سال کے عرصہ میں تباہ ہو جائے گی۔ میں اس بہتان کا جواب بجز اس کے کیا لکھوں کہ خدا جھوٹے کو تباہ کرے، میں نے ایسا الہام ہرگز شائع نہیں کیا۔ میری تمام کتابیں گورنمنٹ کے سامنے موجود ہیں میں بادب گذارش کرتا ہوں کہ گورنمنٹ اس شخص سے مطالبہ کرے کہ کس کتاب یا خط یا اشتہار میں میں نے ایسا الہام شائع کیا ہے؟ اور میں امید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ اس کے اس فریب سے خبردار رہے گی کہ یہ شخص اپنے اس جھوٹے بیان کی تائید کے لئے یہ تدبیر نہ کرے کہ اپنی جماعت اور اپنے گروہ میں سے ہی جو مجھ سے اختلاف مذہب کی وجہ سے دلی عناد رکھتے ہیں جھوٹے بیان بطور شہادت گورنمنٹ تک پہنچاوے۔ اس شخص اور اس کے ہم خیال لوگوں کی میرے ساتھ کچھ آمدورفت اور ملاقات نہیں تا میں نے ان کو کچھ زبانی کہا ہو۔ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اپنی کتابوں میں اور اشتہاروں میں شائع کرتا ہوں۔ اور میرے خیالات اور میرے الہامات معلوم کرنے کے لئے میری کتابیں اور اشتہارات متکفل ہیں اور میری جماعت کے معززین گواہ ہیں۔ غرض میں بادب التماس کرتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ اس خلاف واقعہ مخبری کا اس شخص سے مطالبہ کرے۔ کپتان ڈگلز صاحب سابق ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ مقدمہ ڈاکٹر کلارک میں جو میرے پر دائر ہوا تھا لکھ چکے ہیں کہ یہ شخص مجھ سے عداوت رکھتا ہے اسی لئے جھوٹ بولنے سے کچھ بھی پرہیز نہیں کرتا۔

تیسرا امر جو اسی رسالہ میں محمد حسین نے لکھا ہے یہ ہے کہ یہ شخص مسیح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے جواب میں اتنا لکھنا کافی ہے کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام

کی نبوت ثابت ہوتی رہی ہے اسی طرح میرے اس دعوے کو میرے خدا نے ثابت کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے آسمانی نشانوں نے میری گواہی دی ہے۔ اب رہی یہ بات کہ محمد حسین اور اس کے دوسرے ہم جنس مولوی کیوں مجھے جھوٹا کہتے ہیں اور کیوں اس قدر دشمنی کرتے ہیں؟ سو ابھی میں اس رسالہ میں لکھ چکا ہوں کہ یہ عداوت اس وجہ سے ہے کہ میری تعلیم ان کے اغراض اور مقاصد کے برخلاف ہے یعنی اس عقیدہ کے برخلاف کہ مسیح موعود آسمان سے اترے گا اور مہدی کے ساتھ شامل ہو کر نصاریٰ سے لڑائیاں کرے گا ☆ اور مہدی کا وجود ان لوگوں کی نظر میں اس لئے ضروری ہے کہ مسیح موعود خلیفہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے جیسا کہ محمد حسین نے خود اپنے رسالہ جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۳۸۰ میں سلطان روم کی خلافت کی تقریب میں اس بات کو اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے۔ سو ان لوگوں نے اسی دلیل سے مسیح کے دوبارہ آنے کے وقت مہدی قرشی کی ضرورت ٹھہرائی ہے اور پھر بہت سی لڑائیوں کا ذکر کیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ عقائد نہایت خطرناک ہیں کیونکہ اس عقیدہ کا آدمی ہمیشہ اپنے دل میں خلاف امن منصوبے رکھتا ہے۔ مگر میں ان عقائد کے برخلاف ہوں میں ایسے کسی مسیح اور مہدی کو نہیں مانتا جو کافروں سے لڑائیاں کرے گا اور ان کے مال مولویوں اور ان کے گروہ کو دے گا۔

☆ نوٹ:- مولوی محمد حسین نے جو حال میں ایک انگریزی رسالہ گورنمنٹ کو دکھانے کے لئے اکتوبر ۱۸۹۸ء میں شائع کیا ہے تا اس کو سرکار انگریزی کچھ زمین دے اس میں اُس نے برخلاف اپنے عقیدہ کے لکھا ہے کہ وہ مہدی موعود کے آنے کا قائل نہیں ہے حالانکہ اسی انکار کی وجہ سے اس نے مجھے لحد اور دجال ٹھہرایا ہے۔ سو اُس نے گورنمنٹ کے سامنے یہ نہایت قابل شرم جھوٹ بولا ہے۔ اپنے ہم جنس مولویوں کو ہمیشہ یہ سبق دیتا ہے کہ مہدی موعود آئے گا اور نصاریٰ کے ساتھ لڑائیاں کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی مدد کے لئے آسمان سے اتریں گے اور گورنمنٹ کے آگے برخلاف اس کے بیان کرتا ہے میں بادب عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ مولویوں کے روبرو اس بارے میں اس کا اظہار لے تا وہ حقیقت کھل جائے جس کو وہ ہمیشہ چھپاتا ہے۔ منہ

سو میں اس لئے ان کی نظر میں جھوٹا ہوں کہ میرے عقیدے سے ان کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ میری اس تعلیم سے ان کے خیالی منافع کا بڑا ہی نقصان ہوا ہے مگر یہ میرا قصور نہیں ہے۔ اُن کی خود غلط کاریوں اور غلط فہمیوں کا قصور ہے۔ اور محمد حسین کا اس رسالہ میں یہ لکھنا کہ میں اس مہدی کو نہیں مانتا جس کی اُس کے تمام ہم جنس مولوی انتظار کر رہے ہیں اور جس کی تائید کے لئے حسب خیال ان کے مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔ یہ سراسر منافقانہ تحریر ہے جو اس کے دل میں نہیں ہے اور صد ہا مولوی پنجاب اور ہندوستان کے گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ ایسے خونی مہدی کو مانتا ہے مگر منافقانہ طور پر گورنمنٹ کے پاس اس عقیدہ کے برخلاف بیان کرتا ہے اگر اس کے ہم جنس مولویوں سے جیسے مولوی احمد اللہ امرتسری۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی عبد الجبار امرتسری۔ مولوی محمد بشیر بھوپالی۔ مولوی عبدالحق دہلوی۔ مولوی ابراہیم آرہ۔ مولوی عبدالعزیز لدھیانوی اور خاص کر مولوی نذیر حسین دہلوی استاد محمد حسین سے حلفاً پوچھا جائے کہ تم لوگ مہدی موعود کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہو وہ لڑائیوں کے لئے آنے والا ہے یا نہیں؟ اور نیز یہ کہ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ تم میں سے ہے اور تمہارے عقیدہ پر ہے یا وہ الگ ہے اور کیا وہ اس وقت کی خلافت کو قریش کے سوا کسی اور کے لئے تجویز کرتا ہے تو ان گواہیوں سے یہ تمام منافقانہ کارروائی محمد حسین کی گورنمنٹ پر ایسی ظاہر ہو جائے گی جیسا کہ ایک سفید کی ہوئی اور خوبصورت بنائی ہوئی قبر میں سے کھودنے کے وقت اندر کی ہڈیاں اور آلائشیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔

میں اپنی زیرک اور روشن دماغ گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ شخص مہدی کی نسبت وہی عقیدہ رکھتا ہے جو اس کے ہم جنس دوست یعنی دوسرے مولوی پنجاب اور ہندوستان کے عقیدہ رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ سمجھ سکتی ہے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ محمد حسین اتنے بڑے اجماعی عقیدہ میں دوسرے مولویوں سے اختلاف رکھ کر پھر ان کا دوست

اور سرگروہ رہ سکے اور اس پر ایک اور دلیل بھی ہے کہ یہ شخص اپنے اشاعة السنہ جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۳۸۰ میں صاف لکھ چکا ہے کہ ”خلافت صرف قریش کے لئے مسلم ہے دوسری قوم کا کوئی شخص خلیفہ نہیں ہو سکتا۔“ اب سوچنا چاہیے کہ یہ کیونکر تجویز کر سکتا ہے کہ حضرت مسیح دوبارہ آویں گے تو وہ بادشاہ ہوں گے کیونکہ وہ تو قریش میں سے نہیں ہے بلکہ بنی اسرائیل میں سے ہے تو پھر بغیر وجود خلیفہ کے لڑائیاں کیونکر ہوں گی اس لئے ان تمام مولویوں کو ماننا پڑا ہے کہ مسیح کے دوبارہ آنے کے وقت ایک قرشی خلیفہ ہونا ضروری ہے جو وقت کا بادشاہ ہو۔ اسی وجہ سے مہدی معبود کے انکار کرنے سے تمام عقائد ان لوگوں کے درہم برہم ہو جاتے ہیں اور پھر مسیح کا آسمان سے اترنا بھی لغو ٹھہر جاتا ہے۔ کیونکہ زمین پر کوئی خلیفہ برحق نہیں جس کے ہم رکاب ہو کر مسیح علیہ السلام کا فروں سے لڑیں۔ اسی وجہ سے محمد حسین بدل یقین رکھتا ہے کہ ضرور مسیح کے اترنے کے وقت قریش میں سے مہدی موعود آئے گا جو خلیفہ وقت ہوگا اور مسیح موعود اس کی بیعت کرنے والوں کے ساتھ مل کر حق خدمت ادا کرے گا اسی وجہ سے صحیح بخاری کی یہ حدیث کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ان لوگوں کے نزدیک بقرینہ لفظ امام اور نیز بقرینہ لفظ مِنْکُمْ کے مہدی موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے مگر ہمارے نزدیک اس جگہ امام سے مراد مسیح ہے جو روحانی امامت رکھتا ہے۔ اور یہ رائے ہماری برخلاف محمد حسین اور اس کے تمام ہم جنس مولویوں کے ہے جو پنجاب اور ہندوستان میں رہتے ہیں کیونکہ یہ لوگ امام کے لفظ سے جو حدیث میں ہے مہدی معبود مراد لیتے ہیں جو قریش میں سے ہوگا اور لڑائیاں کرے گا اور مسیح موعود اس کا مشیر اور صلاح کار ہو کر آئے گا مگر خلیفہ وقت مہدی ہوگا۔ غرض یہ لوگ حدیث الَاِئِمَّةُ مِنْ قُرَیْشِ کے رو سے جس کے غلط معنی ان کے دلوں میں جمے ہوئے ہیں یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ آخر کار خلافت قریش میں آجائے گی اور اس خلیفہ کا نام محمد مہدی ہوگا جو بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور مذہب کے لئے بہت خونریزیاں کرے گا۔

اگر محمد حسین کو اتنا ہی پوچھا جائے کہ تمہارے اعتقاد کے موافق جب مسیح آسمان سے نازل ہوگا تو بقول تمہارے مسیح خلیفہ تو نہیں ہو سکتا کیونکہ قریش میں سے نہیں تو پھر کون خلیفہ ہوگا جو کفار سے جہاد کرے گا؟ اور بخاری کی حدیث اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ سے کون امام مراد ہے تو یہ لوگ ہرگز نہیں کہیں گے کہ امام سے مراد مسیح موعود ہے بلکہ یہی کہیں گے کہ مہدی مراد ہے یعنی وہ شخص جو قریش میں سے ہوگا۔ سو اس سوال سے ان لوگوں کی ساری قلعی کھل جاتی ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ جس حالت میں محمد حسین لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى کی حدیث کو صحیح خیال نہیں کرتا اور بخاری کی حدیث اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے یہ معنی کرتا ہے کہ اس امام سے مراد مسیح موعود نہیں ہے بلکہ وہ شخص ہے جو قریش میں سے خلیفہ وقت ہوگا تو کیا اس تقریر سے صاف طور پر نہیں کھلتا کہ مہدی کو مانتا ہے اور اس کا منتظر ہے؟ تو اس صورت میں اس شخص کا کس قدر قابلِ شرم جھوٹ ہے کہ سرکار انگریزی کو کچھ سناتا ہے اور اپنے گھر میں اعتقاد کچھ رکھتا ہے۔

اگر حکام والا جاہ اس بارے میں مجھ سے اس شخص کی گفتگو کراویں اور گفتگو کے وقت اس کے ہم جنس دوسرے مولوی بھی پاس کھڑے کرائے جائیں تو فی الفور کھل جائے گا کہ اب تک یہ شخص برخلاف اپنے دلی اعتقاد کے گورنمنٹ کو دھوکا دیتا رہا ہے۔

میرے پاس اس کی ایسی تحریریں موجود ہیں جن کی وجہ سے اس سوال کے وقت اس کی وہ ذلت ہوگی جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں جھوٹے کے لئے خدا تعالیٰ سے درخواست کی گئی ہے۔ کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ حضور گورنمنٹ میں اس قدر جھوٹ بولے۔ اگر یہ شخص قریشی خلیفہ کے آنے سے منکر ہوتا جس کو عام لفظوں میں مہدی کہتے ہیں اور میری طرح اسی مسیح کو مانتا کہ جو نہ لڑے گا اور نہ خونریزیاں کرے گا تو بلاشبہ میری طرح اس کے لئے بھی کفر کا فتویٰ لکھا جاتا۔

میں گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلہ میں اس شخص کے کھانے کے دانت اور اور دکھانے کے اور ہیں۔ اپنے ہم جنس مولویوں پر اُن کے خیال کے موافق اپنا عقیدہ ظاہر کرتا ہے اور پھر جب گورنمنٹ کے دکھلانے کے لئے تحریر کرتا ہے تو وہاں گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے یہ عقیدہ بیان کر دیتا ہے کہ ”میں نہیں مانتا کہ کوئی مہدی آئے گا اور لڑائیاں کرے گا“۔ لیکن اگر یہ مہدی کو نہیں مانتا تو دوسرے مولویوں کا جو مانتے ہیں کیونکر سرگروہ اور ایڈوکیٹ کہلاتا ہے؟ ان باتوں کا انصاف گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ میں ہے۔ میرے نزدیک گورنمنٹ ہم دونوں کی اصلیت تک اس صورت میں بآسانی پہنچے گی کہ ہم دونوں کے اپنے روبرو اور دوسرے مولویوں کے روبرو اس مقدمہ میں اظہار لے۔ اس وقت جو منافقانہ طرز کا آدمی ہوگا اس کی تمام حقیقت کھل جائے گی۔ لہذا

بادب التماس ہے

کہ یہ فیصلہ ضرور کیا جائے جب کہ یہ فاش جھوٹ اس نے اختیار کیا ہے تو کیونکر اطمینان ہو کہ جو دوسری باتیں گورنمنٹ تک پہنچاتا ہے ان میں سچ بولتا ہے؟ منہ

تَمَّتْ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي

میری وہ پیشگوئی جو الہام ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں فریق کاذب کے بارے میں تھی یعنی اس الہام میں جس کی عربی عبارت یہ ہے کہ جزاء سیئة بمثلها وہ مولوی محمد حسین بٹالوی پر

پوری ہو گئی

میری التماس ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس اشتہار کو توجہ سے دیکھے
مندرجہ عنوان امر کی تفصیل یہ ہے کہ ہم دو فریق ہیں ایک طرف تو میں اور میری جماعت اور
دوسری طرف مولوی محمد حسین اور اس کی جماعت کے لوگ یعنی محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبّتی
وغیرہ..... محمد حسین نے مذہبی اختلاف کی وجہ سے مجھے دجال اور کذاب اور ملحد اور کافر ٹھہرایا
تھا اور اپنی جماعت کے تمام مولویوں کو اس میں شریک کر لیا تھا۔ اور اسی بنا پر وہ لوگ میری نسبت
بدزبانی کرتے تھے اور گندی گالیاں دیتے تھے۔ آخر میں نے تنگ آ کر اسی وجہ سے مباہلہ کا
اشتہار ۲۱ نومبر ۹۸ء جاری کیا جس کی الہامی عبارت جزاء سیئة بمثلها میں یہ ایک
پیشگوئی تھی کہ ان دونوں فریق میں سے جو فریق ظلم اور زیادتی کرنے والا ہے اس کو اُسی قسم کی
ذلت پہنچے گی جس قسم کی ذلت فریق مظلوم کی گئی۔ سو آج وہ پیشگوئی پوری ہو گئی کیونکہ مولوی
محمد حسین بٹالوی نے اپنی تحریروں کے ذریعے سے مجھے یہ ذلت پہنچائی تھی کہ مجھے مسلمانوں کے
اجماعی عقیدہ کا مخالف ٹھہرا کر ملحد اور کافر اور دجال قرار دیا اور مسلمانوں کو اپنی اس قسم کی
تحریروں سے میری نسبت بہت اکسایا کہ اس کو مسلمان اور اہل سنت مت سمجھو کیونکہ اس کے عقائد
تمہارے عقائد سے مخالف ہیں۔ اور اب اس شخص کے رسالہ ۱۴/۱ اکتوبر ۱۸۹۸ء کے پڑھنے سے

جس کو محمد حسین نے اس غرض سے انگریزی میں شائع کیا ہے کہ تاگور نمٹ سے زمین لینے کے لئے اس کو ایک ذریعہ بناوے مسلمانوں اور مولویوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ شخص خود ان کے جماعی عقیدہ کا مخالف ہے۔ کیونکہ وہ اس رسالہ میں مہدی موعود کے آنے سے قطعی منکر ہے جس کی تمام مسلمانوں کو انتظار ہے جو ان کے خیال کے موافق حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے پیدا ہوگا اور مسلمانوں کا خلیفہ ہوگا اور نیز ان کے مذہب کا پیشوا اور دوسرے فرقوں کے مقابل پر مذہبی لڑائیاں کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی مدد اور تائید کے لئے آسمان سے اتریں گے اور ان دونوں کا ایک ہی مقصد ہوگا اور وہ یہ کہ تلوار سے دین کو پھیلا دیں گے۔ اور اب مولوی محمد حسین نے ایسے مہدی کے آنے سے صاف انکار کر دیا ہے اور اس انکار سے نہ صرف وہ مہدی کے وجود کا منکر ہوا بلکہ ایسے مسیح سے بھی انکار کرنا پڑا جو اس مہدی کی تائید کے لئے آسمان سے اترے گا اور دونوں باہم مل کر مخالفین اسلام سے لڑائیاں کریں گے۔ اور یہ وہی عقیدہ ہے جس کی وجہ سے محمد حسین نے مجھے دجال اور ملحد ٹھہرایا تھا اور اب تک مسلمانوں کو یہی دھوکا دے رہا تھا کہ وہ اس عقیدہ میں ان سے اتفاق رکھتا ہے اور اب یہ پردہ کھل گیا کہ وہ دراصل میرے عقیدہ سے اتفاق رکھتا ہے۔ یعنی ایسے مہدی اور ایسے مسیح کے وجود سے انکاری ہے اس لئے مسلمانوں کی نظر میں اور ان کے تمام علماء کی نظر میں ملحد اور دجال ہو گیا۔ سو آج پیشگوئی جز آء سیئۃ بمثلہا اس پر پوری ہو گئی کیونکہ اس کے یہی معنی ہیں کہ فریق ظالم کو اسی بدی کی مانند سزا ہوگی جو اس نے اپنے فعل سے فریق مظلوم کو پہنچائی۔

رہی یہ بات کہ اس نے مجھے گورنمنٹ انگریزی کا باغی قرار دیا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں کہ عنقریب گورنمنٹ پر بھی یہ بات کھل جائے گی کہ ہم دونوں میں سے کس کی باغیانہ کارروائیاں ہیں۔ ابھی سلطان روم کے ذکر میں اس نے میرے پر حملہ کر کے اپنے رسالہ اشاعة السنہ نمبر ۳ جلد ۱۸ صفحہ ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ میں ایک خطرناک اور باغیانہ مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”سلطان روم کو خلیفہ برحق سمجھنا چاہیے اور اُس کو

دینی پیشوا مان لینا چاہیے۔ اور اس مضمون میں میرے کافر ٹھہرانے کے لئے یہ ایک وجہ پیش کرتا ہے کہ یہ شخص سلطان روم کے خلیفہ ہونے کا قائل نہیں ہے۔ ”سو اگرچہ یہ درست ہے کہ میں سلطان روم کو اسلامی شرائط کے طریق سے خلیفہ نہیں مانتا کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے اور ایسے خلیفوں کا قریش میں سے ہونا ضروری ہے لیکن یہ میرا قول اسلامی تعلیم کے مخالف نہیں بلکہ حدیث اَلْاِئِمَّةُ مِنْ قُرَیْشٍ سے سراسر مطابق ہے۔ مگر افسوس کہ محمد حسین نے باغیانہ طرز کا بیان کر کے پھر اسلام کی تعلیم کو بھی چھوڑا حالانکہ پہلے خود بھی یہی کہتا تھا کہ سلطان خلیفہ مسلمین نہیں ہے اور نہ ہمارا دینی پیشوا ہے اور اب میری عداوت سے سلطان روم اس کا خلیفہ اور دینی پیشوا بن گیا۔ اور اس جوش میں اس نے انگریزی سلطنت کا بھی کچھ پاس نہیں کیا اور جو کچھ دل میں پوشیدہ تھا وہ ظاہر کر دیا اور سلطان روم کی خلافت کے منکر کو کافر ٹھہرایا۔ اور یہ تمام جوش اس کو اس لئے پیدا ہوا کہ میں نے انگریزی سلطنت کی تعریف کی اور یہ کہا کہ یہ گورنمنٹ نہ محض مسلمانوں کی دنیا کے لئے بلکہ ان کے دین کیلئے بھی حامی ہے۔ اب وہ بغاوت پھیلانے کے لئے اس بات سے انکار کرتا ہے کہ کوئی دینی حمایت انگریزوں کے ذریعہ سے ہمیں پہنچی ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ دین کا حامی فقط سلطان روم ہے۔ مگر یہ سراسر خیانت ہے۔ اگر یہ گورنمنٹ ہمارے دین کی محافظ نہیں تو پھر کیونکر شریروں کے حملوں سے ہم محفوظ ہیں۔ کیا یہ امر کسی پر پوشیدہ ہے کہ سکھوں کے وقت میں ہمارے دینی امور کی کیا حالت تھی اور کیسے ایک بانگ نماز کے سننے سے ہی مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تھے۔ کسی مسلمان مولوی کی مجال نہ تھی کہ ایک ہندو کو مسلمان کر سکے۔ اب محمد حسین ہمیں جواب دے کہ اُس وقت سلطان روم کہاں تھا اور اس نے ہماری اس مصیبت کے وقت ہماری کیا مدد کی تھی؟ پھر وہ ہمارا دینی پیشوا اور خدا کا سچا خلیفہ کیونکر ہوا۔ آخر انگریز ہی تھے جنہوں نے ہم پر یہ احسان کیا کہ پنجاب میں آتے ہی یہ ساری روکیں اٹھا دیں ہماری مسجدیں آباد ہو گئیں۔ ہمارے مدرسے کھل گئے اور عام طور پر ہمارے وعظ ہونے لگے اور ہزار باغی قوموں کے لوگ مسلمان ہوئے۔

پس اگر ہم محمد حسین کی طرح یہ اعتقاد رکھیں کہ ہم صرف پولیٹیکل طور پر اور ظاہری مصلحت کے لحاظ سے یعنی منافقانہ طور پر انگریزوں کے مطیع ہیں ورنہ دل ہمارے سلطان کے ساتھ ہیں کہ وہ خلیفہ اسلام اور دینی پیشوا ہے اس کے خلیفہ ہونے کے انکار سے اور اس کی نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو اس اعتقاد سے بلاشبہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے چھپے باغی اور خدا تعالیٰ کے نافرمان ٹھہریں گے۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ ان باتوں کی تہ تک کیوں نہیں پہنچتی اور ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے کہ جو گورنمنٹ کو کچھ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچھ پھونکتا ہے۔ میں گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ غور سے اس شخص کے حالات پر نظر کرے کہ یہ کیسے منافقانہ طریقوں پر چل رہا ہے، اور جن باغیانہ خیالات میں آپ مبتلا ہے وہ میری طرف منسوب کرتا ہے۔

بالآخر یہ بھی لکھنا ضروری ہے کہ جس قدر اس شخص نے مجھے گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹی سے دلائیں اور طرح طرح کے افتراء سے میری ذلت کی اس میں میری فریاد جناب الہی میں ہے جو دلوں کے خیالات کو جانتا ہے اور جس کے ہاتھ میں ہر ایک کا انصاف ہے میں خدا سے یہی چاہتا ہوں کہ جس قسم کی میری ذلت جھوٹے بہتانوں سے اس شخص نے کی یہاں تک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں مجھے باغی ٹھہرانے کے لئے خلاف واقعہ باتیں بیان کیں وہی ذلت اس کو پیش آوے۔ میرا ہرگز یہ مدعا نہیں ہے کہ بجز طریقِ جَزَاءً سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا کے کسی اور ذلت میں یہ مبتلا ہو بلکہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں یہی چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرے لئے اس نے ذلت کے سامان کئے ہیں اگر میں ان تہمتوں سے پاک ہوں تو وہ ذلتیں اس کو پیش آویں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ بہت حلیم اور حتی المقدور چشم پوشی کرنے والی ہے لیکن اگر میں بقول محمد حسین باغی ہوں یا جیسا کہ میں نے معلوم کیا ہے خود محمد حسین کے ہی باغیانہ خیالات ہیں تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کامل تحقیقات کر کے جو شخص ہم دونوں میں سے درحقیقت مجرم ہے

اس کو قرار واقعی سزا دے تا ملک میں ایسی بدی پھیلنے نہ پاوے۔ حفظ امن کے لئے نہایت سہل طریق یہی ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے نامی مولویوں سے دریافت کیا جائے کہ یہ شخص جو ان کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے اس کے کیا اعتقاد ہیں؟ اور کیا جو کچھ یہ گورنمنٹ کو اپنے اعتقاد بتلاتا ہے اپنے گروہ کے مولویوں پر بھی ظاہر کرتا ہے؟ کیونکہ ضرور ہے کہ جن مولویوں کا یہ سرگروہ اور ایڈووکیٹ ہے ان کے اعتقاد بھی یہی ہوں جو سرگروہ کے ہیں۔

بالآخر ایک اور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہ کے لئے یہ ہے کہ محمد حسین نے اپنے اشاعت السنہ جلد ۱۸ نمبر ۳ صفحہ ۹۵ میں میری نسبت اپنے گروہ کو اکسایا ہے کہ یہ شخص واجب القتل ہے پس جب کہ ایک قوم کا سرگروہ میری نسبت واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیتا ہے تو مجھے گورنمنٹ عالیہ کے انصاف سے امید ہے کہ جو کچھ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہیے وہ بلا توقف ظہور میں آوے تا اس کے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لئے اقدام قتل کے منصوبے نہ کریں۔ فقط

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء

☆☆☆

تعداد ۷۰۰

☆نوٹ: محمد حسین نے اس قتل کے فتوے کے وقت یہ جھوٹا الزام میرے پر لگایا ہے کہ گویا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اس لئے میں قتل کرنے کے لائق ہوں مگر یہ سراسر محمد حسین کا افترا ہے جس حالت میں مجھے دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بُرا کہتا تو اپنی مشابہت ان سے کیوں بتلاتا؟ کیونکہ اس سے تو خود میرا بُرا ہونا لازم آتا ہے۔ منہ

ٹائٹل بار اول

الحمد لله والمنه كه يهه رساله

موسومه

ایام الصلح

تعداد اشاعت ۱۰۰۰

قیمت مجلد ۱۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب
بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

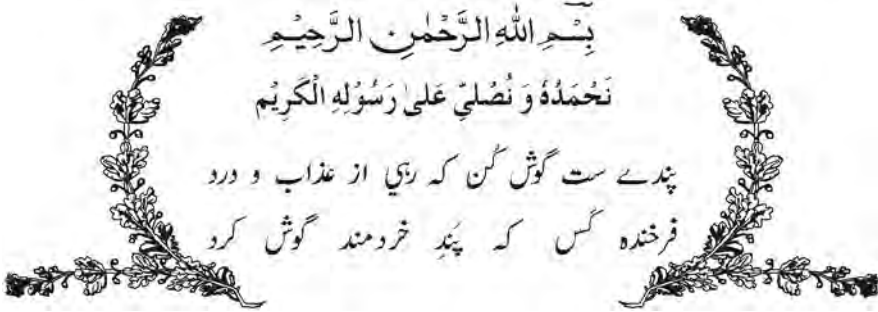
یکم جنوری ۱۸۹۹ء

اشتہار عام اطلاع کے لئے

اگرچہ یہ کتاب بعض متفرق مقامات میں عیسائیوں کے حملوں کا جواب دیتی اور ان کو مخاطب کرتی ہے لیکن یاد رہے کہ باوجود اس بات کے کہ عیسائیوں کی کتاب امہات المومنین نے دلوں میں سخت اشتعال پیدا کیا ہے مگر پھر بھی ہم نے اس کتاب میں جہاں کہیں عیسائیوں کا ذکر آیا ہے بہت نرمی اور تہذیب اور لطف بیان سے ذکر کیا ہے اور گواہی صورت میں کہ دل دکھانے والی گالیاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں ہمارا حق تھا کہ ہم مدافعت کے طور پر سختی کا سختی سے جواب دیتے لیکن ہم نے محض اس حیا کے تقاضا سے جو مومن کی صفت لازمی ہے ہر ایک تلخ زبانی سے اعراض کیا اور وہی امور لکھے ہیں جو موقعہ اور محل پر چسپاں تھے اور قطع نظر ان سب باتوں کے ہماری اس کتاب میں اور رسالہ فریاد درد میں وہ نیک چلن پادری اور دوسرے عیسائی مخاطب نہیں ہیں جو اپنی شرافت ذاتی کی وجہ سے فضول گوئی اور بدگوئی سے کنارہ کرتے ہیں اور دل دکھانے والے لفظوں سے ہمیں دکھ نہیں دیتے اور نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے اور نہ ان کی کتابیں سخت گوئی اور توہین سے بھری ہوئی ہیں۔ ایسے لوگوں کو بلاشبہ ہم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ ہماری کسی تقریر کے مخاطب نہیں ہیں بلکہ صرف وہی لوگ ہمارے مخاطب ہیں خواہ وہ بگفتن مسلمان کہلاتے یا عیسائی ہیں جو حد اعتدال سے بڑھ گئے ہیں اور ہماری ذاتیات پر گالی اور بدگوئی سے حملہ کرتے یا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ میں توہین اور ہتک آمیز باتیں منہ پر لاتے اور اپنی کتابوں میں شائع کرتے ہیں۔ سو ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے معزز لوگوں کی طرف نہیں ہے جو بد زبانی اور کمینگی کے طریق کو اختیار نہیں کرتے۔

ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لائیں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

المشتر مرزا غلام احمد از قادیان



ہمارے پہلے اشتہار مورخہ ۶ فروری ۱۸۹۸ء طاعون کے متعلق

ایک اور ضروری بیان

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض صاحبوں کے دلوں میں میرے اوّل اشتہار کے پڑھنے سے یہ ایک اعتراض پیدا ہوا ہے کہ لوگوں کو اوّل یہ بتانا کہ اس مرض کے استیصال کے لئے فلاں تدبیر یا دوا ہے اور پھر یہ کہنا کہ شامت اعمال سے یہ مرض پھیلتی ہے ان دونوں باتوں میں تناقض ہے۔ اور تعجب کہ اس اعتراض کے کرنے والے بعض مسلمان ہی ہیں۔ سو ایسے سب صاحبوں کو واضح رہے کہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت پر نظر ڈالنے سے ان تمام اوہام کا بڑی صفائی سے جواب ملتا ہے۔ خدا کا قانون قدرت جو ہماری نظر کے سامنے ہے ہمیں بتلا رہا ہے کہ سلسلہ تدبیر اور معالجات کا طلب اور استدعا سے وابستہ ہے یعنی جب ہم فکر کے ذریعہ سے یا کسی اور طریق جستجو کے ذریعہ سے کسی تدبیر اور علاج کو طلب کرتے ہیں یا اگر ہم طلب کرنے میں احسن طریق کا ملکہ نہ رکھتے ہوں یا اگر اس میں کامل نہ ہوں تو مثلاً اس غور اور فکر کے لئے کسی ڈاکٹر کو منتخب کرتے ہیں اور وہ ہمارے لئے اپنی فکر اور غور کے وسیلہ سے کوئی احسن طریق ہماری شفا کا سوچتا ہے تب اس کو قانون قدرت کی حد کے اندر کوئی طریق سوجھ جاتا ہے جو کسی درجہ تک ہمارے لئے مفید ہوتا ہے سو وہ طریق جو ذہن میں آتا ہے وہ درحقیقت اس خوض اور غور اور فکر اور توجہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔

﴿۲﴾

جس کو ہم دوسرے لفظوں میں دُعا کہہ سکتے ہیں کیونکہ فکر اور غور کے وقت جب کہ ہم ایک مخفی امر کی تلاش میں نہایت عمیق دریا میں اُتر کر ہاتھ پیر مارتے ہیں تو ہم ایسی حالت میں بہ زبانِ حال اُس اعلیٰ طاقت سے فیض طلب کرتے ہیں جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ غرض جب کہ ہماری رُوح ایک چیز کے طلب کرنے میں بڑی سرگرمی اور سوز و گداز کے ساتھ مبداءِ فیض کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور اپنے تئیں عاجز پا کر فکر کے ذریعہ سے کسی اور جگہ سے روشنی ڈھونڈتی ہے تو درحقیقت ہماری وہ حالت بھی دُعا کی ایک حالت ہوتی ہے۔ اُسی دُعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک بیتِ العلم کی کُنجی دُعا ہی ہے اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو۔ ہمارا سوچنا ہمارا فکر کرنا اور ہمارا طلب امر مخفی کے لئے خیال کو دوڑانا یہ سب امور دُعا ہی میں داخل ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ عارفوں کی دُعا آدابِ معرفت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے اور اُن کی رُوح مبداءِ فیض کو شناخت کر کے بصیرت کے ساتھ اس کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور مجبُوبوں کی دُعا صرف ایک سرگردانی ہے جو فکر اور غور اور طلب اسباب کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ سے ربط معرفت نہیں اور نہ اس پر یقین ہے وہ بھی فکر اور غور کے وسیلہ سے یہی چاہتے ہیں کہ غیب سے کوئی کامیابی کی بات اُن کے دل میں پڑ جائے اور ایک عارف دُعا کرنے والا بھی اپنے خدا سے یہی چاہتا ہے کہ کامیابی کی راہ اس پر کھلے لیکن محبوب جو خدا تعالیٰ سے ربط نہیں رکھتا وہ مبداءِ فیض کو نہیں جانتا اور عارف کی طرح اس کی طبیعت بھی سرگردانی کے وقت ایک اور جگہ سے مدد چاہتی ہے اور اسی مدد کے پانے کے لئے وہ فکر کرتا ہے۔ مگر عارف اُس مبداء کو دیکھتا ہے اور یہ تاریکی میں چلتا ہے اور نہیں جانتا کہ جو کچھ فکر اور خوض کے بعد بھی دل میں پڑتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ متفکر کے فکر کو بطور دُعا قرار دے کر بطور قبولِ دُعا اس علم کو فکر کرنے والے کے دل میں ڈالتا ہے۔ غرض جو حکمت اور معرفت کا نکتہ فکر کے ذریعہ سے دل میں پڑتا ہے وہ بھی خدا سے ہی آتا ہے اور فکر کرنے والا اگرچہ نہ سمجھے مگر خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ مجھ سے ہی مانگ رہا ہے۔

سو آخر وہ خدا سے اس مطلب کو پاتا ہے اور جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے یہ طریق طلبِ روشنی اگر علی وجہ البصیرت اور ہادی حقیقی کی شناخت کے ساتھ ہو تو یہ عارفانہ دُعا ہے اور اگر صرف فکر اور خوض کے ذریعہ سے یہ روشنی لا معلوم مبدء سے طلب کی جائے اور منور حقیقی کی ذات پر کامل نظر نہ ہو تو وہ مجھو بانہ دُعا ہے۔

اب اس تحقیق سے تو یہی ثابت ہوا کہ تدبیر کے پیدا ہونے سے پہلا مرتبہ دُعا کا ہے جس کو قانونِ قدرت نے ہر ایک بشر کے لئے ایک امرِ لابدی اور ضروری ٹھہرا رکھا ہے اور ہر ایک طالبِ مقصود کو طبعاً اس پل پر سے گزرنا پڑتا ہے۔ پھر جائے شرم ہے کہ کوئی ایسا خیال کرے کہ دُعا اور تدبیر میں کوئی تناقض ہے۔ دُعا کرنے سے کیا مطلب ہوتا ہے؟ یہی تو ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب جس کو دقیق در دقیق تدبیریں معلوم ہیں کوئی احسن تدبیر دل میں ڈالے یا بوجہ خالقیت اور قدرتِ اپنی طرف سے پیدا کرے پھر دُعا اور تدبیر میں تناقض کیونکر ہوا؟

علاوہ اس کے جیسا کہ تدبیر اور دُعا کا باہمی رشتہ قانونِ قدرت کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے ایسا ہی صحیفہ فطرت کی گواہی سے بھی یہی ثبوت ملتا ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ انسانی طبائع کسی مصیبت کے وقت جس طرح تدبیر اور علاج کی طرف مشغول ہوتی ہیں۔ ایسا ہی طبعی جوش سے دُعا اور صدقہ اور خیرات کی طرف جھک جاتی ہیں۔ اگر دُنیا کی تمام قوموں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کسی قوم کا کائنات اس متفق علیہا مسئلہ کے برخلاف ظاہر نہیں ہوا۔ پس یہی ایک روحانی دلیل اس بات پر ہے کہ انسان کی شریعت باطنی نے بھی قدیم سے تمام قوموں کو یہی فتویٰ دیا ہے کہ وہ دُعا کو اسباب اور تدبیر سے الگ نہ کریں بلکہ دُعا کے ذریعہ سے تدبیر کو تلاش کریں۔ غرض دُعا اور تدبیر انسانی طبیعت کے دو طبعی تقاضے ہیں کہ جو قدیم سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے دو حقیقی بھائیوں کی طرح انسانی فطرت کے خادم چلے آئے ہیں اور تدبیر دُعا کے لئے بطور نتیجہ ضروریہ کے اور دُعا تدبیر کے لئے بطور محرک اور جاذب کے ہے اور انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ تدبیر کرنے سے پہلے دُعا کے ساتھ مبدء فیض سے مدد طلب کرے

تا اُس چشمہٴ لازوال سے روشنی پا کر عمدہ تدبیریں میسر آ سکیں۔☆

ایک اور اعتراض ہے جو پیش کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ”کوئی تقدیر معلق نہیں ہو سکتی اور کوئی الہامی پیشگوئی جو شرعی طور پر ہو خدا تعالیٰ کی عادت کے برخلاف ہے۔“ سو واضح رہے کہ یہ اعتراض بھی ایسا ہی دھوکا ہے جیسا کہ پہلا دھوکا تھا۔ انسانوں کی طبیعتیں ہمیشہ سے اس طرف مائل ہیں کہ اگر وہ

﴿۴﴾

آج کل مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی پایا جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ دعا کچھ چیز نہیں ہے اور قضا و قدر بہر حال وقوع میں آتی ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ باوجود سچائی مسئلہ قضا و قدر کے پھر بھی خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں بعض آفات کے دور کرنے کے لئے بعض چیزوں کو سبب ٹھہرا رکھا ہے جیسا کہ پانی پیاس کے بجھانے کے لئے اور روٹی بھوک کے دور کرنے کے لئے قدرتی اسباب ہیں پھر کیوں اس بات سے تعجب کیا جائے کہ دعا بھی حاجت براری کے لئے خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ایک سبب ہے جس میں قدرت حق نے فیوض الہی کے جذب کرنے کے لئے ایک قوت رکھی ہے۔ ہزاروں عارفوں راستبازوں کا تجربہ گواہی دے رہا ہے کہ درحقیقت دعا میں ایک قوت جذب ہے اور ہم بھی اپنی کتابوں میں اس بارے میں اپنے ذاتی تجارب لکھ چکے ہیں اور تجربہ سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت نہیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ قضا و قدر میں پہلے سبب کچھ قرار پا چکا ہے مگر جس طرح یہ قرار پا چکا ہے کہ فلاں شخص بیمار ہوگا اور پھر یہ دوا استعمال کرے گا تو وہ شفا پا جائے گا اسی طرح یہ بھی قرار پا چکا ہے کہ فلاں مصیبت زدہ اگر دعا کرے گا تو قبولیت دعا سے اسباب نجات اس کے لئے پیدا کئے جائیں گے۔ اور تجربہ گواہی دے رہا ہے کہ جس جگہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اتفاق ہو جائے کہ ہمہ شرائط دعا ظہور میں آوے وہ کام ضرور ہو جاتا ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف کی یہ آیت اشارہ فرما رہی ہے۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی تم میرے حضور میں دعا کرتے رہو آخر میں قبول کر لوں گا۔ تعجب کہ جس حالت میں باوجود قضا و قدر کے مسئلہ پر یقین رکھنے کے تمام لوگ بیماریوں میں ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پھر دعا کا بھی کیوں دوا پر قیاس نہیں کرتے؟ منہ

☆
بیت

﴿۳﴾

﴿۴﴾

قبل نزول بلا اطلاع دی جائیں کہ فلاں وقت تک بلا آنے والی ہے تو وہ دُعا اور صدقہ سے ردِ بلا چاہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی باطنی شریعت نے نوع انسان کے صحیفہ فطرت پر یہی نقش لکھا ہے اور یہی فتویٰ دیا ہے کہ دعاؤں اور صدقات کے ساتھ بلائیں دفع ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی تمام قومیں طبعاً اس بات کی طرف مائل ہیں کہ کسی بلا کے نزول کے وقت یا خوف نزول کے وقت دعاؤں پر زور مارتے ہیں۔ ایک جہاز پر سوار ہونے والے جب غرق ہونے کے آثار پاتے ہیں تو کس طرح گڑگڑاتے اور روتے ہیں۔ قرآن شریف میں حضرت نوح سے لے کر ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر نافرمانوں کے حق میں اندازی پیشگوئیاں ذکر فرمائی گئی ہیں وہ سب شرطی طور پر ہیں جن کے یہی معنی ہیں کہ فلاں عذاب تم پر آنے والا ہے پس اگر تم توبہ کرو اور نیک کام بجالاؤ تو وہ موقوف رکھا جائے گا ورنہ تم ہلاک کئے جاؤ گے۔ ایسی پیشگوئیوں سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ پھر تعجب کہ بعض لوگ مسلمان کہلا کر ایسے اعتراض کرتے ہیں جو قرآنی تعلیم

﴿۵﴾

ان آیات پر نظر غور ڈالو اِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ^۱ یعنی جو شخص صبر کرے گا اور ڈرے گا خدا اس کا اجر ضائع نہیں کرے گا۔ یہ عام پیشگوئی ہے جو تقویٰ اور صبر کے ساتھ مشروط ہے اور پھر ایک اور پیشگوئی میں عذاب کا ذکر فرما کر آخر یہ فرمایا مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاَمْتُمْ^۲ یعنی خدا تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار اور مومن بن جاؤ گے۔ اس پیشگوئی میں ظاہر فرمایا کہ آنے والا عذاب شکر اور ایمان کے ساتھ دُور ہو جائے گا۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا فَاَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ^۳ وَاَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ اُجُورَهُمْ وَاللَّهُ لَا يَحِبُّ الظَّالِمِينَ^۴ یعنی میں کافروں پر عذاب شدید نازل کروں گا کیا دنیا میں اور کیا آخرت میں مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو میں انہیں ان کا پورا بدلہ دوں گا۔ دیکھو اس جگہ بھی ایمان کی شرط کے ساتھ عذاب کا ٹل جانا بیان فرمایا ہے۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَبُّكُمْ

☆
۱
۲
۳
۴

کے بھی مخالف ہیں۔ اس کا یہی سبب ہے کہ اس زمانہ میں بہت سے لوگ دن رات دنیا کی مشغولیوں میں غرق رہ کر اسلامی تعلیم سے سخت غافل ہو گئے ہیں۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جو کچھ ہم نے دفع طاعون کے بارے میں بطور حفظِ ماتقدم اپنے پہلے اشتہار میں ایک تذہیر لکھی تھی اس تذہیر کے بیان کرنے سے ہرگز ہمارا یہ منشا نہ تھا کہ وہ یقینی اور قطعی علاج ہے اور ایسا لازوال اور تسلی بخش ہے کہ اس کے بعد دعا کی بھی حاجت نہیں بلکہ منشا صرف اس قدر تھا کہ گمانِ غالب ہے کہ اُس سے فائدہ ہو۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ کسی مرض کے متعلق ڈاکٹروں اور طبیبوں کے ہاتھ میں کوئی ایسی دوا نہیں جس پر دعویٰ کر سکیں کہ وہ قضا و قدر کے ساتھ پوری لڑائی کر کے تمام قسم کی طبائع کو ضرور کسی مرض سے حکماً نجات دے دے گی بلکہ ہمارا یقین ہے کہ اب تک طبیبوں کو ایسی دوا میسر ہی نہیں آئی اور نہ آ سکتی ہے کہ جو حکماً ہر ایک طبیعت اور عمر اور ہر ایک ملک کے آدمی کو مفید پڑے اور ہر گز خطا نہ جائے۔ لہذا باوجود تذہیر کے بہر حال دُعا کا خانہ خالی ہے اور طاعون تو تمام امراضِ مہلکہ میں سے اوّل درجہ پر ہے۔ پھر کیونکر ایسی مہلک مرض کے بارے میں کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ کوئی تذہیر یا دوا اس کے حملہ قاتلہ سے تمام جانوں کو بچا سکتی ہے۔ پھر جب کہ

﴿۶﴾

ذُورْحَمَةٍ وَاسْعَةً وَلَا يُرَدُّ بِأَسْهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ^۱ یعنی اگر یہ لوگ تکذیب پر کمر بستہ ہوں تو ان کو کہہ دے کہ اگر تم ایمان لاؤ تو خدا کی وسیع رحمت سے تمہیں حصہ ملے گا اور اگر تکذیب سے باز نہ آؤ تو اس کا عذاب ایسا نہیں کہ کسی حیلہ اور تذہیر سے ٹل سکے۔ سو یہ پیشگوئی بھی شرطی ہے اور قرآن شریف میں ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کے قصوں میں جا بجا شرطی پیشگوئیاں ہیں ان سے انکار کرنا گویا اسلام سے انکار کرنا ہے بلکہ حضرت یونس کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اندازی پیشگوئی بغیر کسی شرط کے بھی صرف توبہ اور استغفار سے ٹل سکتی ہے کیونکہ ازل سے خدائے تعالیٰ کی صفات میں سے یہ صفت ہے کہ وہ توبہ کرنے والوں کی توبہ کو قبول کر کے وعید کی پیشگوئی کو تاخیر میں ڈال دیتا ہے۔ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قانونِ قدرت ہی بتلا رہا ہے کہ علمِ طب ظنی ہے اور تمام تدابیر اور معالجات بھی ظنی تو اس صورت میں کس قدر بد نصیبی ہے کہ ایسے ظنّیات پر بھروسہ کر کے مبداءِ فیض اور رحمت سے بذریعہ دُعا طلبِ فضل نہ کیا جائے۔ دُعا سے ہم کیا چاہتے ہیں؟ یہی تو چاہتے ہیں کہ وہ عالم الغیب جس کو اصل حقیقتِ مرض کی بھی معلوم ہے اور دوا بھی معلوم ہے وہ ہماری دستگیری فرماوے اور چاہے تو وہ دوائیں ہمارے لئے میسر کرے جو نافع ہوں اور یا اپنے فضل اور کرم سے وہ دن ہی ہم کو نہ دکھلاوے کہ ہمیں دواؤں اور طبیبوں کی حاجت پڑے۔ کیا اس میں شک ہے کہ ایک اعلیٰ ذات تمام طاقتوں والی موجود ہے جس کے ارادہ اور حکم سے ہم جیتے اور مرتے ہیں۔ اور جس طرف اس کا ارادہ جھکتا ہے تمام نظام زمین اور آسمان کا اسی طرف جھک جاتا ہے۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ کسی ملک کی حالت صحت کسی وقت عمدہ ہو تو ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے پانی اُس ملک کا ہر ایک غفونت سے محفوظ رہے اور ہوا میں کوئی تغیر غیر طبعی پیدا نہ ہو اور غذائیں صالحہ میسر آویں۔ اور دوسرے تمام مخفی اسباب کیا ارضی اور کیا سماوی جو مضر صحت ہیں ظہور اور بروز نہ کریں۔ اور اگر وہ کسی ملک کے لئے وبا اور موت کو چاہتا ہے تو وباء کے پیدا کرنے والے اسباب پیدا کر دیتا ہے کیونکہ تمام ملکوت السموات والارض اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور ہر ایک ذرہ دوا اور غذا اور اجرام اور اجسام کا اُس کی آواز سُنتا ہے یہ نہیں کہ وہ دنیا کو پیدا کر کے معطل اور بے اختیار کی طرح الگ ہو کر بیٹھ گیا ہے بلکہ اب بھی وہ دنیا کا خالق ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ چند سال میں ہمارے جسم کے پہلے اجزا تحلیل پا جاتے ہیں اور دوسرے اجزا اُن کی جگہ آ جاتے ہیں۔ سو یہ سلسلہ خَلْق اور آفرینش ہے جو برابر جاری رہتا ہے ایک عالم فنا پذیر ہوتا ہے اور دوسرا عالم اُس کی جگہ پکڑتا ہے۔ ایسا ہی ہمارا خدا قیومُ العالم بھی ہے جس کے سہارے سے ہر ایک چیز کی بقا ہے۔ یہ نہیں کہ اُس نے کسی رُوح اور جسم کو پیدا نہیں کیا یا پیدا کر کے الگ ہو گیا بلکہ وہ فی الواقع ہر ایک جان کی جان ہے اور ہر ایک موجود محض اس سے فیض پا کر قائم رہ سکتا ہے اور فیض پا کر ابدی زندگی حاصل کرتا ہے جیسا کہ ہم بغیر اس کے جی نہیں سکتے ایسا ہی بغیر اس کے ہمارا وجود بھی پیدا نہیں ہوا۔ پس جب کہ وہ ایسا

خدا ہے کہ ہماری حیات اور زندگی اُسی کے ہاتھ میں ہے اور اُسی کے حکم سے ہمارے وجود کے ذرات ملتے اور علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں تو پھر اُس کے مقابل پر یہ کہنا کہ بغیر اُس کی امداد اور فضل کے ہم محض اپنی تدبیروں پر بھروسہ کر کے جی سکتے ہیں کس قدر فاش غلطی ہے۔ نہیں بلکہ ہماری تدبیریں بھی اُسی کی طرف سے آتی ہیں۔ ہمارے ذہنوں میں تبھی روشنی پیدا ہوتی ہے جب وہ بخشا ہے۔ پانی اور ہوا پر بھی ہمارا تصرف نہیں۔ بہت سے اسباب ہیں جو ہمارے اختیار سے باہر اور صرف قبضہ قدرت خدائے تعالیٰ میں ہیں جو ہماری صحت یا عدم صحت پر بڑا اثر ڈالنے والے ہیں۔ جیسا کہ اللہ جلّ شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ **وَقَصْرِيفَ الرِّيحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ** یعنی ہواؤں اور بادلوں کو پھیرنا یہ خدا تعالیٰ کا ہی کام ہے اور اس میں عقل مندوں کو خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کے اختیارِ کامل کا پتہ لگتا ہے۔ اور یہ پھیرنا دو قسم پر ہے ایک ظاہری طور پر اور وہ یہ ہے کہ ہواؤں اور بادلوں کو ایک جہت سے دوسری جہت کی طرف اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف پھیرا جائے۔ دوسری قسم پھیرنے کی باطنی طور پر ہے۔ اور وہ یہ کہ ہواؤں اور بادلوں میں ایک کیفیت تریاتی یا سٹی پیدا کر دی جائے تا موجب امن و آسائش خلق ہوں یا امراض و بآئیکہ موجب ٹھہریں۔ سوان و دونوں قسموں کے پھیرنے میں انسان کا دخل نہیں اور ہلکی انسانی طاقت سے باہر ہیں۔ اور بایں ہمدایک یہ مشکل بھی پیش ہے کہ ہماری صحت یا عدم صحت کا مدار صرف ان ہی دو چیزوں پر نہیں بلکہ ہزار در ہزار اسباب ارضی و سماوی اور بھی ہیں جو دقیق در دقیق اور انسان کی فکر اور نظر سے مخفی ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ تمام اسباب اُس کی جد و جہد سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ انسان کو اس خدا کی طرف رجوع کرنے کی حاجت ہے جس کے ہاتھ میں یہ تمام اسباب اور اسباب در اسباب ہیں۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں میں نیک انسان اور بد انسان میں فرق کیا گیا ہے اور اُن کے جُدا جُدا مقام ٹھہرائے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ان دو انسانوں میں بھی فرق ہے جن میں سے ایک خدا تعالیٰ کو چشمہ فیض

﴿۸﴾

سمجھ کر بذریعہ حالی اور قالی دُعاؤں کے اس سے قوت اور امداد مانگتا اور دوسرا صرف اپنی تدبیر اور قوت پر بھروسہ کر کے دُعا کو قابل مضحکہ سمجھتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے بے نیاز اور متکبر و انہ حالت میں رہتا ہے۔ جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دُعا کرتا اور اس سے حل مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دُعا کو کمال تک پہنچا وے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز ناامداد نہیں رہتا اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے لیکن جو شخص دُعا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف مُنہ نہیں کرتا وہ ہمیشہ اندھا رہتا اور اندھا مَرتا ہے اور ہماری اس تقریر میں اُن نادانوں کا جواب کافی طور پر ہے جو اپنی نظر خطا کا رکی وجہ سے یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ بہتیرے ایسے آدمی نظر آتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے حال اور قال سے دُعا میں فنا ہوتے ہیں پھر بھی اپنے مقاصد میں نامُراد رہتے اور نامُراد مرتے ہیں اور بمقابل ان کے ایک اور شخص ہوتا ہے کہ نہ دُعا کا قائل نہ خدا کا قائل وہ اُن پر فتح پاتا ہے اور بڑی بڑی کامیابیاں اُس کو حاصل ہوتی ہیں۔ سو جیسا کہ ابھی میں نے اشارہ کیا ہے اصل مطلب دُعا سے اطمینان اور تسلی اور حقیقی خوشحالی کا پانا ہے۔ اور یہ ہرگز صحیح نہیں کہ ہماری حقیقی خوشحالی صرف اُسی امر میں میسر آ سکتی ہے جس کو ہم بذریعہ دُعا چاہتے ہیں بلکہ وہ خدا جو جانتا ہے کہ ہماری حقیقی خوشحالی کس امر میں ہے وہ کامل دُعا کے بعد ہمیں عنایت کر دیتا ہے جو شخص رُوح کی سچائی سے دُعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامُراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دُعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دُعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تختِ شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مراد یابی ہے جو آخر دُعا کرنے والوں کو ملتی ہے۔ اور

اُن کی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشحالی حاصل نہیں ہوئی تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لئے ایک دُکھ ہے۔ سو یہ اطمینان اور رُوح کی سچی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی بلکہ محض دُعا سے ملتی ہے۔ مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے وہ ایک ظاہری مُراد یا بی یا نامرادی کو دیکھ کر مدارِ فیصلہ اسی کو ٹھہرا دیتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ بالآخر اُن ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے اور دُعا میں مشغول ہوتے ہیں اور وہی بذریعہ حقیقی اور مبارک خوشحالی کے سچی مراد یا بی کی دولتِ عظمیٰ پاتے ہیں۔

یہ بڑی بے انصافی اور سخت تاریکی کے نیچے دبا ہوا خیال ہے کہ اُس فیض سے انکار کیا جائے جو محض دُعا کی نالی کے ذریعہ سے آتا ہے اور ان پاک نبیوں کی تعلیم کو بنظرِ استخفاف دیکھا جائے جس کا عملی طور پر نمونہ اُن ہی کے زمانہ میں کھل گیا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اُن مقدسوں کی بد دُعا سے ہمیشہ وہ سرکش اور نافرمان ذلیل اور ہلاک ہوتے رہے ہیں جنہوں نے اُن کا مقابلہ کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بد دُعا کا اثر دیکھو جس کے جوش سے پہاڑ بھی پانی کے نیچے آ گئے تھے اور کروڑ ہا انسان ایک دم میں دار الفنا میں پہنچ گئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بد دُعا پر غور کرو جس نے فرعون کو اُس کے تمام لشکروں کے ساتھ ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بد دُعا کی قوت اور اثر کو سوچو جس کے ذریعہ سے یہودیوں کا استیصال رومی سلطنت کے ہاتھ سے ہوا۔ پھر ہمارے سید و مولیٰ کی بد دُعا میں ذرہ فکر کرو کہ کیونکر اس بد دُعا کے بعد شریر ظالموں کا انجام ہوا۔

اب کیا یہ تسلی بخش ثبوت نہیں ہے کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک روحانی قانونِ قدرت ہے کہ دُعا پر حضرت احدیت کی توجہ جوش مارتی ہے اور سکینیت اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ملتی ہے اگر ہم ایک مقصد کی طلب میں غلطی پر نہ ہوں تو وہی مقصد مل جاتا ہے اور اگر ہم اس خطا کا رچہ کی طرح جو اپنی ماں سے سانپ یا آگ کا ٹکڑہ مانگتا ہے اپنی دُعا اور سوال میں غلطی پر ہوں تو خدا تعالیٰ وہ چیز جو ہمارے لئے بہتر ہو عطا کرتا ہے۔ اور با ایں ہمہ دونوں صورتوں میں ہمارے ایمان کو بھی ترقی دیتا ہے کیونکہ ہم دُعا کے ذریعہ سے پیش از وقت خدا تعالیٰ سے علم پاتے ہیں اور ایسا یقین بڑھتا ہے کہ گویا

ہم اپنے خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور دُعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتدا سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اُس کا کوئی مخلص بندہ اضطراب اور کرب اور قلق کے ساتھ دُعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے۔ تب اُس مردِ فانی کی دُعائیں فیوضِ الہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔ یہ دُعا اگرچہ بعالم ظاہر انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے مگر درحقیقت وہ انسان خدا میں فانی ہوتا ہے اور دُعا کرنے کے وقت میں حضرتِ احدیت و جلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اُس وقت وہ ہاتھ اُس کا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہی دُعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے اور اُس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے۔ دُعا کرنے والوں کے لئے آسمان زمین سے نزدیک آ جاتا ہے اور دُعا قبول ہو کر مشکل کشائی کے لئے نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں اور اُن کا علم پیش از وقت دیا جاتا ہے اور کم سے کم یہ کہ میخِ آہنی کی طرح قبولیتِ دُعا کا یقین غیب سے دل میں بیٹھ جاتا ہے۔ سچ یہی ہے کہ اگر یہ دُعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خدا شناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دُعا سے الہام ملتا ہے۔ دُعا سے ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دُعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اُس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے دُعا کی ضرورت نہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطالب کو پاویں بلکہ کوئی انسان بغیر ان قدرتی نشانوں کے ظاہر ہونے کے جو دُعا کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اُس سچے ذوالجلال خدا کو پا ہی نہیں سکتا جس سے بہت سے دل دور پڑے ہوئے ہیں۔ نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بیہودہ امر ہے مگر اُسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دُعا ہی ہے جس سے خداوند ذوالجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلی کرتا اور اَنَا الْقَادِر کا الہام اُن کے دلوں پر ڈالتا ہے۔ ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں رُوحانی

روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا اور تمام شکوک و شبہات دور کر دیتا ہے۔ کیونکہ جو مقاصد بغیر دعا کے کسی کو حاصل ہوں وہ نہیں جانتا کہ کیونکر اور کہاں سے اس کو حاصل ہوئے۔ بلکہ صرف تدبیروں پر زور مارنے والا اور دعا سے غافل رہنے والا یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یقیناً وحقاً خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے اُس کے مقاصد کو اس کے دامن میں ڈالا ہے یہی وجہ ہے کہ جو شخص دُعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کسی کامیابی کی بشارت دیا جاتا ہے وہ اس کام کے ہو جانے پر خدا تعالیٰ کی شناخت اور معرفت اور محبت میں آگے قدم بڑھاتا ہے اور اس قبولیت دُعا کو اپنے حق میں ایک عظیم الشان نشان دیکھتا ہے اور اسی طرح وقتاً فوقتاً یقین سے پُر ہو کر جذباتِ نفسانی اور ہر ایک قسم کے گناہ سے ایسا مجتنب ہو جاتا ہے کہ گویا صرف ایک رُوح رہ جاتا ہے۔ لیکن جو شخص دُعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے رحمت آمیز نشانوں کو نہیں دیکھتا وہ باوجود تمام عمر کی کامیابیوں اور بے شمار دولت اور مال اور اسبابِ تنعم کے دولت حق الیقین سے بے بہرہ ہوتا ہے اور وہ کامیابیاں اس کے دل پر کوئی نیک اثر نہیں ڈالتیں بلکہ جیسے جیسے دولت اور اقبال پاتا ہے غرور اور تکبر میں بڑھتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ پر اگر اس کو کچھ ایمان بھی ہو تو ایسا مُردہ ایمان ہوتا ہے جو اُس کو نفسانی جذبات سے روک نہیں سکتا اور حقیقی پاکیزگی بخش نہیں سکتا۔

یہ بات یاد رہے کہ اگرچہ قضا و قدر میں سب کچھ مقرر ہو چکا ہے مگر قضا و قدر نے علوم کو ضائع نہیں کیا۔ سو جیسا کہ باوجود تسلیم مسئلہ قضا و قدر کے ہر ایک کو علمی تجارب کے ذریعہ سے ماننا پڑتا ہے کہ بے شک دواؤں میں خواص پوشیدہ ہیں اور اگر مرض کے مناسب حال کوئی دوا استعمال ہو تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بے شک مریض کو فائدہ ہوتا ہے سو ایسا ہی علمی تجارب کے ذریعہ سے ہر ایک عارف کو ماننا پڑا ہے کہ دُعا کا قبولیت کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ ہم اس راز کو معقولی طور پر دوسروں کے دلوں میں بٹھا سکیں یا نہ بٹھا سکیں مگر کروڑ ہا راستبازوں کے تجارب نے اور خود ہمارے تجربہ نے اس مخفی حقیقت کو ہمیں دکھلا دیا ہے کہ

کہ ہمارا دعا کرنا ایک قوتِ مقناطیسی رکھتا ہے اور فضل اور رحمت الہی کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ نماز کا مغز اور رُوح بھی دعا ہی ہے جو سورۃ فاتحہ میں ہمیں تعلیم دی گئی ہے جب ہم اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہتے ہیں تو اس دعا کے ذریعہ سے اس نور کو اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے اُترتا اور دلوں کو یقین اور محبت سے منور کرتا ہے۔

﴿۱۳﴾

بعض لوگ جلدی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم دعا سے منع نہیں کرتے مگر دعا سے مطلب صرف عبادت ہے جس پر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ نہیں سوچتے کہ ہر ایک عبادت جس کے اندر خدا تعالیٰ کی طرف سے رُوحانیت پیدا نہیں ہوتی اور ہر ایک ثواب جس کی محض خیال کے طور پر کسی آئندہ زمانہ پر اُمید رکھی جاتی ہے وہ سب خیالِ باطل ہے حقیقی عبادت اور حقیقی ثواب وہی ہے جس کے اسی دُنیا میں انوار اور برکات محسوس بھی ہوں۔ ہماری پرستش کی قبولیت کے آثار یہی ہیں کہ ہم عین دُعا کے وقت میں اپنے دل کی آنکھ سے مشاہدہ کریں کہ ایک تریاتی نور خدا سے اُترتا اور ہمارے دل کے زہریلے مواد کو کھوتا اور ہمارے پر ایک شعلہ کی طرح گرتا اور فی الفور ہمیں ایک پاک کیفیتِ انشراح صدر اور یقین اور محبت اور لذت اور اُلُس اور ذوق سے پُر کر دیتا ہے۔ اگر یہ امر نہیں ہے تو پھر دُعا اور عبادت بھی ایک رسم اور عادت ہے۔ ہر ایک دُعا گو ہماری دنیوی مشکل کشائی کے لئے ہو مگر ہماری ایمانی حالت اور عرفانی مرتبت پر گزر کر آتی ہے۔ یعنی اوّل ہمیں ایمان اور عرفان میں ترقی بخشی ہے اور ایک پاک سکینت اور انشراح صدر اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ہمیں عطا کر کے پھر ہماری دنیوی کمزوریاں پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور جس پہلو سے مناسب ہے اس پہلو سے ہمارے غم کو دور کر دیتی ہے۔ پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ دُعا اُسی حالت میں دعا کہلا سکتی ہے کہ جب درحقیقت اس میں ایک قوتِ کشش ہو اور واقعی طور پر دُعا کرنے کے بعد آسمان سے ایک نور اُترے جو ہماری گھبراہٹ کو دور کرے اور ہمیں انشراح صدر بخشنے اور سکینت اور اطمینان عطا کرے۔ ہاں حکیم مطلق ہماری دعاؤں کے بعد دو طور سے نصرت اور امداد کو نازل کرتا ہے۔

(۱) ایک یہ کہ اُس بلا کو دُور کر دیتا ہے جس کے نیچے ہم دُوب کر مرنے کو تیار ہیں۔ (۲) دوسرے یہ کہ بلا کی برداشت کے لئے ہمیں فوق العادت قوت عنایت کرتا ہے بلکہ اُس میں لَدّت بخشنا ہے اور انشراح صدر عنایت فرماتا ہے۔ پس ان دونوں طریقوں سے ثابت ہے کہ دُعا سے ضرور نُصرت الہی نازل ہوتی ہے۔

﴿۱۴﴾

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دُعا جو خدا تعالیٰ کی پاک کلام نے مسلمانوں پر فرض کی ہے۔ اس کی فرضیت کے چار سبب ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ تا ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر توحید پر پختگی حاصل ہو۔ کیونکہ خدا سے مانگنا اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ مُرادوں کا دینے والا صرف خدا ہے۔ (۲) دوسرے یہ کہ تا دُعا کے قبول ہونے اور مراد کے ملنے پر ایمان قوی ہو (۳) تیسرے یہ کہ اگر کسی اور رنگ میں عنایت الہی شامل حال ہو تو علم اور حکمت زیادت پکڑے۔ (۴) چوتھے یہ کہ اگر دُعا کی قبولیت کا الہام اور رُویا کے ساتھ وعدہ دیا جائے اور اُسی طرح ظہور میں آوے تو معرفت الہی ترقی کرے اور معرفت سے یقین اور یقین سے محبت اور محبت سے ہر ایک گناہ اور غیر اللہ سے انقطاع حاصل ہو جو حقیقی نجات کا ثمرہ ہے۔ لیکن اگر کسی کو بطور خود مرادیں ملتی جائیں اور خدا تعالیٰ سے دوری اور مجبوی ہو تو وہ تمام مرادیں انجام کار حسرتیں ہیں اور وہ تمام مقاصد جن پر فخر کیا جاتا ہے آخر الامر جائے افسوس اور تاسّف ہیں۔ دنیا کے تمام عیش آخر رنج سے بدل جائیں گے اور تمام راحتیں دُکھ اور درد دکھائی دیں گی۔ مگر وہ بصیرت اور معرفت جو انسان کو دُعا سے حاصل ہوتی ہے اور وہ نعمت جو دُعا کے وقت آسمانی خزانہ سے ملتی ہے وہ کبھی کم نہ ہوگی اور نہ اُس پر زوال آئے گا بلکہ روز بروز معرفت اور محبت الہی میں ترقی ہو کر انسان اس زینہ کے ذریعہ سے جو دُعا ہے فردوسِ اعلیٰ کی طرف چڑھتا چلا جائے گا۔ خدا تعالیٰ کی چار اعلیٰ درجہ کی صفتیں ہیں جو اُمّ الصّفات ہیں اور ہر ایک صفت ہماری بشریت سے ایک امر مانگتی ہے اور وہ چار صفتیں یہ ہیں۔

ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت۔ مالکیت یوم الدین۔

(۱) ربوبیت اپنے فیضان کے لئے عدم محض یا مشابہ بالعدم کو چاہتی ہے اور تمام انواع مخلوق کی جاندار ہوں یا غیر جاندار اسی سے پیرائیہ وجود پہنچتے ہیں۔

(۲) رحمانیت اپنے فیضان کے لئے صرف عدم کو ہی چاہتی ہے۔ یعنی اُس عدم محض کو جس کے وقت میں وجود کا کوئی اثر اور ظہور نہ ہو اور صرف جانداروں سے تعلق رکھتی ہے اور چیزوں سے نہیں۔

(۳) رحیمیت اپنے فیضان کے لئے موجود ذوالعقل کے مُنہ سے نیستی اور عدم کا اقرار چاہتی ہے اور صرف نوع انسان سے تعلق رکھتی ہے۔

(۴) مالکیت یوم الدین اپنے فیضان کے لئے فقیرانہ تضرع اور الحاح کو چاہتی ہے اور صرف اُن انسانوں سے تعلق رکھتی ہے جو گداؤں کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرتے ہیں اور فیض پانے کے لئے دامنِ افلاس پھیلاتے ہیں اور سچ مُج اپنے تئیں تہی دست پا کر خدا تعالیٰ کی مالکیت پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ چار الہی صفتیں ہیں جو دنیا میں کام کر رہی ہیں اور ان میں سے جو رحیمیت کی صفت ہے وہ دُعا کی تحریک کرتی ہے اور مالکیت کی صفت خوف اور قلق کی آگ سے گداز کر کے سچا خشوع اور خضوع پیدا کرتی ہے کیونکہ اس صفت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مالکِ جزا ہے کسی کا حق نہیں جو دعوے سے کچھ طلب کرے اور مغفرت اور نجات محض فضل پر ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ خدا تعالیٰ کی یہ چار صفتیں ہیں جو قرآنی تعلیم اور تحقیقِ عقل سے ثابت ہوتی ہیں۔ اور منجملہ ان کے رحیمیت کی صفت ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ کوئی انسان دعا کرے تا اس دعا پر فیوضِ الہی نازل ہوں۔ ہم نے براہین احمدیہ اور کراماتِ الصادقین میں بھی یہ ذکر لکھا ہے کہ کیونکہ یہ چاروں صفتیں لُت و نشر مرتب کے طور پر سورہ فاتحہ میں بیان کی گئی ہیں اور کیونکہ صحیفہ فطرت پر نظر ڈال کر ثابت ہوتا ہے کہ اسی ترتیب سے جو سورہ فاتحہ میں ہے یہ چاروں صفتیں خدا کی فعلی کتابِ قانونِ قدرت میں پائی جاتی ہیں۔ اب دعا سے انکار کرنا یا

اس کو بے سود سمجھنا یا جذب فیوض کے لئے اس کو ایک محسوس قرار نہ دینا گویا خدا تعالیٰ کی تیسری صفت سے جو رحیمیت ہے انکار کرنا ہے۔ مگر یہ انکار درپردہ دہریت کی طرف ایک حرکت ہے کیونکہ رحیمیت ہی ایک ایسی صفت ہے جس کے ذریعہ سے باقی تمام صفات پر یقین بڑھتا اور کمال تک پہنچتا ہے۔ وجہ یہ کہ جب ہم خدا تعالیٰ کی رحیمیت کے ذریعہ سے اپنی دعاؤں اور تضرعات پر الہی فیضوں کو پاتے ہیں اور ہر ایک قسم کی مشکلات حل ہوتی ہیں تو ہمارا ایمان خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرت اور رحمت اور دوسری صفات کی نسبت بھی حق الیقین تک پہنچتا ہے اور ہمیں چشم دید ماجرا کی طرح سمجھ آ جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ درحقیقت حمد اور شکر کا مستحق ہے اور درحقیقت اس کی ربوبیت اور رحمانیت اور دوسری صفات سب درست اور صحیح ہیں لیکن بغیر رحیمیت کے ثبوت کے دوسری صفات بھی مشتبہ رہتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ امر مقدم اور ایک بھاری مرحلہ جو ہمیں طے کرنا چاہیئے وہ خدا شناسی ہے اور اگر ہماری خدا شناسی ہی ناقص اور مشتبہ اور دھندلی ہو تو ہمارا ایمان ہرگز متور اور چمکیلا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ خدا شناسی جب تک کہ رحیمیت کی صفت کے ذریعہ سے ہمارا چشم دید واقعہ نہ بن جائے تب تک ہم کسی طرح سے اپنے رب کریم کی حقیقی معرفت کے چشمہ سے آب زلال نہیں پی سکتے۔ اگر ہم اپنے تئیں دھوکا نہ دیں تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ ہم تکمیل معرفت کے لئے اس بات کے محتاج ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے ذریعہ سے تمام شکوک و شبہات ہمارے دور ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل اور قدرت کی صفات تجربہ میں آ کر ہمارے دل پر ایسا قوی اثر پڑے کہ ہمیں اُن نفسانی جذبات سے چھڑائے جو محض کمزوری ایمان اور یقین کی وجہ سے ہمارے پر غالب آتے اور دوسری طرف رُخ کر دیتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ انسان اس چند روزہ دنیا میں آ کر بوجہ اس کے کہ خدا شناسی کی پُر زور کرنیں اُس کے دل پر نہیں پڑتیں ایک خوفناک تاریکی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جس قدر دُنیا اور دنیا کی املاک اور دنیا کی ریاستیں اور حکومتیں اور دولتیں اس کو پیاری معلوم ہوتی ہیں اس قدر

﴿۱۷﴾

عالمِ معاد کی لذات اور خوشحالی حقیقی کی جستجو اُس کو نہیں ہوتی۔ اور اگر کوئی نسخہ دنیا میں ہمیشہ رہنے کا نکلے تو اپنے مُنہ سے اس بات کے کہنے کے لئے طیارہ ہے کہ میں بہشت اور عالمِ آخرت کی نعمتوں کی خواہش سے باز آیا۔ پس اس کا کیا سبب ہے؟ یہی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت اور رحمت اور وعدوں پر حقیقی ایمان نہیں۔ پس حق کے طالب کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اس حقیقی ایمان کی تلاش میں لگا رہے اور اپنے تئیں یہ دھوکا نہ دے کہ میں مسلمان ہوں اور خدا اور رسول پر ایمان لاتا ہوں۔ قرآن شریف پڑھتا ہوں شرک سے بیزار ہوں۔ نماز کا پابند ہوں اور ناجائز اور بد باتوں سے اجتناب کرتا ہوں۔ کیونکہ مرنے کے بعد کامل نجات اور سچی خوشحالی اور حقیقی سرور کا وہ شخص مالک ہوگا جس نے وہ زندہ اور حقیقی نور اس دنیا میں حاصل کر لیا ہے جو انسان کے مُنہ کو اس کی تمام قوتوں اور طاقتوں اور ارادوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف پھیر دیتا ہے اور جس سے اس سفلی زندگی پر ایک موت طاری ہو کر انسانی رُوح میں ایک سچی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ زندہ اور حقیقی نور کیا چیز ہے؟ وہی خدا داد طاقت ہے جس کا نام یقین اور معرفتِ تامہ ہے۔ یہ وہی طاقت ہے جو اپنے زور آور ہاتھ سے ایک خوفناک اور تاریک گڑھے سے انسان کو باہر لاتی اور نہایت روشن اور پُر امن فضا میں بٹھا دیتی ہے اور قبل اس کے جو یہ روشنی حاصل ہو تمام اعمالِ صالحہ رسم اور عادت کے رنگ میں ہوتے ہیں اور اس صورت میں ادنیٰ ادنیٰ ابتلاؤں کے وقت انسان ٹھوکر کھا سکتا ہے بجز اس مرتبہ یقین کے خدا سے معاملہ صافی کس کا ہو سکتا ہے؟ جس کو یقین دیا گیا ہے وہ پانی کی طرح خدا کی طرف بہتا ہے اور ہوا کی طرح اُس کی طرف جاتا ہے اور آگ کی طرح غیر کو جلا دیتا ہے اور مصائب میں زمین کی طرح ثابت قدمی دکھاتا ہے۔ خدا کی معرفت دیوانہ بنادیتی ہے مگر لوگوں کی نظر میں دیوانہ اور خدا کی نظر میں عقلمند اور فرزانہ۔ یہ شربت کیا ہی شیریں ہے کہ حلق سے اُترتے ہی تمام بدن کو شیریں کر دیتا ہے اور یہ دودھ کیا ہی لذیذ ہے کہ ایک دم میں تمام نعمتوں سے فارغ اور لاپرواہ کر دیتا ہے۔ مگر ان دعاؤں سے

سے حاصل ہوتا ہے جو جان کو تھیلی پر رکھ کر کی جاتی ہیں۔ اور کسی دوسرے کے خون سے نہیں بلکہ اپنی سچی قربانی سے حاصل ہوتا ہے۔ کیسا مشکل کام ہے۔ آہ صد آہ!

میں مناسب دیکھتا ہوں کہ صفائی بیان کے لئے صفاتِ اربعہ مذکورہ کی تشریح بذیل تفسیر سورہ فاتحہ اس جگہ لکھ دوں تا معلوم ہو کہ کیونکر اللہ جلّ شانہ نے اپنی کتاب کی پہلی سورۃ میں ہی دعا کے لئے ترغیب دی ہے۔ اور وہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مُلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ۔ آمین۔

﴿۱۸﴾

ترجمہ: خدا جس کا نام اللہ ☆ ہے تمام اقسام تعریفوں کا مستحق ہے۔ اور ہر ایک تعریف اُسی کی شان کے لائق ہے کیونکہ وہ رب العالمین ہے۔ وہ رحمان ہے، وہ رحیم ہے، وہ مالک یوم الدین ہے۔ ہم (اے صفات کاملہ والے) تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور مدد بھی تجھ سے ہی چاہتے ہیں۔ ہمیں وہ سیدھی راہ دکھا جو ان لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہے۔ اور ان راہوں سے بچا جو ان لوگوں کی راہیں ہیں جن پر تیرا غضب طاعون وغیرہ عذابوں سے دُنیا ہی میں وارد ہوا اور نیز ان لوگوں کی راہوں سے بچا کہ جن پر اگرچہ دنیا میں کوئی عذاب وارد نہیں ہوا۔ مگر اُخروی نجات کی راہ سے وہ دور جا پڑے ہیں اور آخر عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

اب واضح رہے کہ یہ سورۃ قرآن شریف کی پہلی سورۃ ہے جس کا نام سورۃ فاتحہ ہے کیونکہ ابتدا اس سے ہے اور اس کا نام اُمّ الکتاب بھی ہے کیونکہ قرآن شریف کی تمام تعلیم کا اس میں

☆ نوٹ: ان آیات سورۃ فاتحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا جس نے اللہ کے نام سے قرآن میں اپنے تئیں ظاہر کیا وہ رب العالمین ہو کر مبدء ہے تمام فیضوں کا اور رحمان ہو کر مُعْطٰی ہے تمام انعاموں کا۔ اور رحیم ہو کر قبول کرنے والا ہے تمام سُود مند دعاؤں اور کوششوں کا اور مالک یوم الدین ہو کر بخشنے والا ہے کوششوں کے تمام آخری ثمرات کا۔ منہ

خلاصہ اور عطر موجود ہے۔ اور اس سورۃ میں ہدایت پانے کے لئے ایک دُعا سکھائی گئی ہے تا معلوم ہو کہ فیوض ربانی حاصل کرنے کے لئے دُعا کرنا ضروری ہے اور اس سورۃ کو **الْحَمْدُ لِلّٰہ** سے شروع کیا گیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک حمد اور تعریف اس ذات کے لئے مسلم ہے جس کا نام اللہ ہے۔ اور اس فقرہ **الْحَمْدُ لِلّٰہ** سے اس لئے شروع کیا گیا کہ اصل مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت رُوح کے جوش اور طبیعت کی کشش سے ہو اور ایسی کشش جو عشق اور محبت سے بھری ہوئی ہو ہرگز کسی کی نسبت پیدا نہیں ہو سکتی جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ وہ شخص ایسی کامل خوبیوں کا جامع ہے جن کے ملاحظہ سے بے اختیار دل تعریف کرنے لگتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ کامل تعریف دو قسم کی خوبیوں کے لئے ہوتی ہے۔ ایک کمالِ حُسن اور ایک کمالِ احسان اور اگر کسی میں دونوں خوبیاں جمع ہوں تو پھر اُس کے لئے دل فدا اور شیدا ہو جاتا ہے۔ اور قرآن شریف کا بڑا مطلب یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی دونوں قسم کی خوبیاں حق کے طالبوں پر ظاہر کرے تا اُس بے مثل و مانند ذات کی طرف لوگ کھینچے جائیں اور رُوح کے جوش اور کشش سے اُس کی بندگی کریں۔ اس لئے پہلی سورۃ میں ہی یہ نہایت لطیف نقشہ دکھانا چاہا ہے کہ وہ خدا جس کی طرف قرآن بُلّاتا ہے وہ کیسی خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے۔ سوا سی غرض سے اس سورۃ کو **الْحَمْدُ لِلّٰہ** سے شروع کیا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ سب تعریفیں اس کی ذات کے لئے لائق ہیں جس کا نام اللہ ہے۔ اور قرآن کی اصطلاح کی رُو سے اللہ اُس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیاں حُسن و احسان کے کمال کے نقطہ پر پہنچی ہوئی ہوں اور کوئی منقصت اُس کی ذات میں نہ ہو۔ قرآن شریف میں تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹھہرایا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفات کاملہ اس میں پائی جائیں۔ پس جبکہ ہر ایک قسم کی خوبی اُس میں پائی گئی تو حسن اس کا ظاہر ہے۔ اسی حُسن کے لحاظ سے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا نام نور ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ **اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ ہر ایک نور اُسی کے نور کا پرتو ہے۔

اور احسان کی خوبیاں اللہ تعالیٰ میں بہت ہیں جن میں سے چار بطور اصل الاصول ہیں اور ان کی ترتیب طبعی کے لحاظ سے پہلی خوبی وہ ہے جس کو سورہ فاتحہ میں رب العالمین کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت یعنی پیدا کرنا اور کمال مطلوب تک پہنچانا تمام عالموں میں جاری و ساری ہے۔ یعنی عالم سماوی اور عالم ارضی اور عالم اجسام اور عالم ارواح اور عالم جواہر اور عالم اعراض اور عالم حیوانات اور عالم نباتات اور عالم جمادات اور دوسرے تمام قسم کے عالم اس کی ربوبیت سے پرورش پا رہے ہیں یہاں تک کہ خود انسان پر ابتداء نطفہ ہونے کی حالت سے یا اس سے پہلے بھی جو جو عالم موت تک یا دوسری زندگی کے زمانہ تک آتے ہیں وہ سب چشمہ ربوبیت سے فیض یافتہ ہیں۔ پس ربوبیت الہی بوجہ اس کے کہ وہ تمام ارواح و اجسام و حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ پر مشتمل ہے فیضان اعم سے موسوم ہے کیونکہ ہر ایک موجود اس سے فیض پاتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہر ایک چیز وجود پذیر ہے ہاں البتہ ربوبیت الہی اگرچہ ہر ایک موجود کی موجد اور ہر ایک ظہور پذیر چیز کی مربی ہے لیکن بحیثیت احسان کے سب سے زیادہ فائدہ اس کا انسان کو پہنچتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس لئے انسان کو یاد دلایا گیا ہے کہ تمہارا خدا رب العالمین ہے تا انسان کی اُمید زیادہ ہو اور یقین کرے کہ ہمارے فائدہ کے لئے خدا تعالیٰ کی قدرتیں وسیع ہیں اور طرح طرح کے عالم اسباب ظہور میں لاسکتا ہے۔ دوسری خوبی خدا تعالیٰ کی جو دوسرے درجہ کا احسان ہے جس کو فیضان عام سے موسوم کر سکتے ہیں رحمانیت ہے جس کو سورہ فاتحہ میں الرحمن کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے اور قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے خدا تعالیٰ کا نام رحمٰن اس وجہ سے ہے کہ اُس نے ہر ایک جاندار کو جن میں انسان بھی داخل ہے اُس کے مناسب حال صورت اور سیرت بخشی یعنی جس طرز کی زندگی اس کے لئے ارادہ کی گئی اس زندگی کے مناسب حال جن قوتوں اور طاقتوں کی ضرورت تھی یا جس قسم کی بناوٹ جسم اور اعضاء کی حاجت تھی وہ سب اس کو عطا کئے اور پھر اس کی بقا کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ اس کے لئے مہیا کیں۔ پرندوں کے لئے پرندوں کے مناسب حال اور

چرندوں کے لئے چرندوں کے مناسب حال اور انسان کے لئے انسان کے مناسب حال طاقتیں عنایت کیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ان چیزوں کے وجود سے ہزار ہا برس پہلے بوجہ اپنی صفت رحمانیت کے اجرام سماوی وارضی کو پیدا کیا تا وہ ان چیزوں کے وجود کی محافظ ہوں۔ پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت میں کسی کے عمل کا دخل نہیں بلکہ وہ رحمت محض ہے جس کی بنیاد ان چیزوں کے وجود سے پہلے ڈالی گئی۔ ہاں انسان کو خدا تعالیٰ کی رحمانیت سے سب سے زیادہ حصہ ہے کیونکہ ہر ایک چیز اس کی کامیابی کے لئے قربان ہو رہی ہے اس لئے انسان کو یاد دلایا گیا کہ تمہارا خدا رحمن ہے۔ تیسری خوبی خدا تعالیٰ کی جو تیسرے درجہ کا احسان ہے رحیمیت ہے جس کو سورہ فاتحہ میں الرَّحِيم کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے اور قرآن شریف کی اصطلاح کے رُوسے خدا تعالیٰ رحیم اس حالت میں کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دُعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤں اور تضييع اعمال سے ان کو محفوظ رکھتا ہے۔ یہ احسان دوسرے لفظوں میں فیض خاص سے موسوم ہے اور صرف انسان کی نوع سے مخصوص ہے۔ دوسری چیزوں کو خدا نے دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کا ملکہ نہیں دیا مگر انسان کو دیا ہے۔ انسان حیوان ناطق ہے اور اپنی نطق کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کا فیض پاسکتا ہے۔ دوسری چیزوں کو نطق عطا نہیں ہوا۔ پس اس جگہ سے ظاہر ہے کہ انسان کا دعا کرنا اس کی انسانیت کا ایک خاصہ ہے جو اس کی فطرت میں رکھا گیا ہے اور جس طرح خدا تعالیٰ کی صفات ربوبیت اور رحمانیت سے فیض حاصل ہوتا ہے اسی طرح صفت رحیمیت سے بھی ایک فیض حاصل ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ربوبیت اور رحمانیت کی صفتیں دُعا کو نہیں چاہتیں کیونکہ وہ دونوں صفات انسان سے خصوصیت نہیں رکھتیں اور تمام پرند چرند کو اپنے فیض سے مستفیض کر رہی ہیں بلکہ صفت ربوبیت تو تمام حیوانات اور نباتات اور جمادات اور اجرام ارضی و سماوی کو فیض رسان ہے اور کوئی چیز اُس کے فیض سے باہر نہیں۔ برخلاف صفت رحیمیت کے کہ وہ انسان کے لئے ایک خلعتِ خاصہ ہے۔ اور اگر انسان ہو کر اس صفت سے فائدہ نہ اٹھائے تو گویا ایسا انسان حیوانات بلکہ جمادات کے برابر ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے فیض رسانی کی چار صفت اپنی

ذات میں رکھی ہیں اور رحیمیت کو جو انسان کی دعا کو چاہتی ہے خاص انسان کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ میں ایک قسم کا وہ فیض ہے جو دعا کرنے سے وابستہ ہے اور بغیر دعا کے کسی طرح مل نہیں سکتا۔ یہ سنت اللہ اور قانون الہی ہے جس میں تخلف جائز نہیں یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے لئے ہمیشہ دُعا مانگتے رہے۔ توریت میں دیکھو کہ کتنی دفعہ بنی اسرائیل خدا تعالیٰ کو ناراض کر کے عذاب کے قریب پہنچ گئے اور پھر کیونکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور تضرع اور سجدہ سے وہ عذاب ٹل گیا حالانکہ بار بار وعدہ بھی ہوتا رہا کہ میں ان کو ہلاک کروں گا۔

اب ان تمام واقعات سے ظاہر ہے کہ دعا محض لغو امر نہیں ہے۔ اور نہ صرف ایسی عبادت جس پر کسی قسم کا فیض نازل نہیں ہوتا۔ یہ ان لوگوں کے خیال ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کا وہ قدر نہیں کرتے جو حق قدر کرنے کا ہے اور نہ خدا کی کلام کو نظر عمیق سے سوچتے ہیں اور نہ قانون قدرت پر نظر ڈالتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دعا پر ضرور فیض نازل ہوتا ہے جو ہمیں نجات بخشتا ہے۔ اسی کا نام فیض رحیمیت ہے۔ جس سے انسان ترقی کرتا جاتا ہے۔ اسی فیض سے انسان ولایت کے مقامات تک پہنچتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایسا یقین لاتا ہے کہ گویا آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ مسئلہ شفاعت بھی صفت رحیمیت کی بناء پر ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحیمیت نے ہی تقاضا کیا کہ اچھے آدمی بُرے آدمیوں کی شفاعت کریں۔

چوتھا احسان خدا تعالیٰ کا جو قسم چہارم کی خوبی ہے جس کو فیضانِ احصٰی سے موسوم کر سکتے ہیں مالکیتِ یوم الدین ہے جس کو سورۃ فاتحہ میں فقرہ مالکِ یوم الدین میں بیان فرمایا گیا ہے اور اس میں اور صفتِ رحیمیت میں یہ فرق ہے کہ رحیمیت میں دعا اور عبادت کے ذریعہ سے کامیابی کا استحقاق قائم ہوتا ہے اور صفتِ مالکیتِ یوم الدین کے ذریعہ سے وہ ثمرہ عطا کیا جاتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک انسان گورنمنٹ کا ایک قانون یاد کرنے میں محنت اور جدوجہد کر کے امتحان دے اور پھر اس میں پاس ہو جائے۔ پس رحیمیت کے اثر سے کسی کامیابی کے لئے استحقاق

پیدا ہو جانا پاس ہو جانے سے مشابہ ہے اور پھر وہ چیز یا وہ مرتبہ میسر آ جانا جس کے لئے پاس ہوا تھا اُس حالت سے مشابہ انسان کے فیض پانے کی وہ حالت ہے جو پر توہ صفت مالکیتِ یوم الدین سے حاصل ہوتی ہے۔ ان دونوں صفتوں رحیمیت اور مالکیتِ یوم الدین میں یہ اشارہ ہے کہ فیضِ رحیمیتِ خدا تعالیٰ کے رحم سے حاصل ہوتا ہے۔ اور فیضِ مالکیتِ یوم الدین خدا تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے اور مالکیتِ یوم الدین اگرچہ وسیع اور کامل طور پر عالمِ معاد میں متجلی ہوگی مگر اس عالم میں بھی اس عالم کے دائرہ کے موافق یہ چاروں صفتیں تجلی کر رہی ہیں۔ ربوبیتِ عام طور پر ایک فیض کی بنا ڈالتی ہے اور رحمانیت اس فیض کو جانداروں میں گھلے طور پر دکھلاتی ہے اور رحیمیت ظاہر کرتی ہے کہ خطِ ممدِ فیض کا انسان پر جا کر ختم ہو جاتا ہے اور انسان وہ جانور ہے جو فیض کو نہ صرف حال سے بلکہ منہ سے مانگتا ہے اور مالکیتِ یوم الدین فیض کا آخری ثمرہ بخشی ہے۔ یہ چاروں صفتیں دنیا میں ہی کام کر رہی ہیں مگر چونکہ دُنیا کا دائرہ نہایت تنگ اور نیز جہل اور بے خبری اور کم نظری انسان کے شامل حال ہے اس لئے یہ نہایت وسیع دائرے صفتِ اربعہ کے اس عالم میں ایسے چھوٹے نظر آتے جیسے بڑے بڑے گولے ستاروں کے دُور سے صرف نقطے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن عالمِ معاد میں پورا نظارہ ان صفتِ اربعہ کا ہوگا۔ اس لئے حقیقی اور کامل طور پر یوم الدین وہی ہوگا جو عالمِ معاد ہے۔ اُس عالم میں ہر ایک صفت ان صفتِ اربعہ میں سے دوہری طور پر اپنی شکل دکھائے گی یعنی ظاہری طور پر اور باطنی طور پر اس لئے اس وقت یہ چار صفتیں آٹھ صفتیں معلوم ہوں گی۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا گیا ہے کہ اس دنیا میں چار فرشتے خدا تعالیٰ کا عرش اُٹھا رہے ہیں اور اُس دن آٹھ فرشتے خدا تعالیٰ کا عرش اٹھائیں گے۔ یہ استعارہ کے طور پر کلام ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کی ہر صفت کے مناسب حال ایک فرشتہ بھی پیدا کیا گیا ہے اس لئے چار صفت کے متعلق چار فرشتے بیان کئے گئے۔ اور جب آٹھ صفت کی تجلی ہوگی تو اُن صفت کے ساتھ آٹھ فرشتے ہوں گے۔ اور چونکہ یہ صفت الوہیت کی ماہیت کو ایسا اپنے پر لئے ہوئے ہیں کہ گویا اُس کو اُٹھا رہے ہیں اس لئے استعارہ کے طور پر

اُٹھانے کا لفظ بولا گیا ہے۔ ایسے استعارات لطیفہ خدا تعالیٰ کی کلام میں بہت ہیں جن میں روحانیت کو جسمانی رنگ میں دکھایا گیا ہے۔ غرض خدا تعالیٰ میں یہ چار صفات عظیمہ ہیں جن پر ہر ایک مسلمان کو ایمان لانا چاہیئے اور جو شخص دعا کے ثمرات اور فیوض سے انکار کرتا ہے گویا وہ بجائے چار صفتوں کے صرف تین صفتوں کو مانتا ہے۔

اب واضح رہے کہ اللہ جلّ شانہ نے سورۃ فاتحہ میں الحمد للہ کے بعد ان صفاتِ اربعہ کو چار سرچشمہ فیض قرار دے کر اس سورۃ کے مابعد کی آیتوں میں بطور لغت و نشر مرتب ہر ایک چشمہ سے فیض مانگنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ فقرہ **الْحَمْدُ لِلّٰہ** سے فقرہ **مِلَّتِ یَوْمَ الدِّینِ** تک پانچ جدا جدا امر ہیں۔ (۱) **الْحَمْدُ لِلّٰہ** (۲) دوسرے **رَبِّ الْعَالَمِینَ** (۳) تیسرے **الرَّحْمٰنِ** (۴) چوتھے **الرَّحِیْمِ** (۵) **مِلَّتِ یَوْمَ الدِّینِ** اور مابعد کے پانچ فقرے ان پانچوں کے لحاظ سے بصورت لغت و نشر مرتب ان کے مقابل پر واقع ہیں۔

﴿۲۴﴾

جیسا کہ فقرہ **إِیَّاكَ نَعْبُدُ** فقرہ **الْحَمْدُ لِلّٰہ** کے مقابل پر ہے۔ جس سے یہ اشارہ ہے کہ عبادت کے لائق وہی ذات کامل الصفات ہے جس کا نام اللہ ہے اور فقرہ **إِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ** فقرہ **رَبِّ الْعَالَمِینَ** کے مقابل پر واقع ہے جس سے یہ اشارہ مقصود ہے کہ سرچشمہ ربوبیت سے جو ایک نہایت عام سرچشمہ ہے ہم مدد طلب کرتے ہیں کیونکہ بغیر خدا تعالیٰ کے فیض ربوبیت کے ظاہری یا باطنی طور پر نشوونما پانا یا کوئی پاک تبدیلی حاصل کرنا اور روحانی پیدائش سے حصہ لینا امر محال ہے۔ اور فقرہ **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ** فقرہ **الرَّحْمٰنِ** کے مقابل پر واقع ہے اور **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ** کا ورد کرنے والا **الرَّحْمٰنِ** کے چشمہ سے فیض طلب کرتا ہے۔ کیونکہ ہدایت پانا کسی کا حق نہیں ہے بلکہ محض رحمانیت الہی سے یہ دولت حاصل ہوتی ہے۔ اور فقرہ **صِرَاطَ الدِّیْنِ** **أَنْعَمْتَ عَلَیْہُمْ** فقرہ **الرَّحِیْمِ** کے مقابل پر واقع ہے۔ اور **صِرَاطَ الدِّیْنِ** **أَنْعَمْتَ عَلَیْہُمْ** کا ورد کرنے والا چشمہ **الرَّحِیْمِ** سے فیض طلب کرتا ہے کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اے دعاؤں کو رحم خاص سے قبول کرنے والے ان رسولوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی راہ ہمیں دکھلا جنہوں نے دُعا اور مجاہدات میں مصروف ہو کر تجھ سے

انواع اقسام کے معارف اور حقائق اور کشف اور الہامات کا انعام پایا اور دائمی دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ سے معرفتِ تامہ تک پہنچ گئے۔ اور فقرہ **غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ** فقرہ **مِلَّتِ يَوْمَ الدِّينِ** کے مقابل پر واقع ہے اور **غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ** کا ورد کرنے والا چشمہ **مِلَّتِ يَوْمَ الدِّينِ** سے فیض طلب کرتا ہے۔ اور اس کے یہ معنی ہیں کہ اے جزا و سزا کے دن کے مالک ہمیں اس سزا سے بچا کہ ہم دنیا میں یہودیوں کی طرح طاعون وغیرہ بلاؤں میں تیرے غضب کی وجہ سے مبتلا ہوں یا نصاریٰ کی طرح نجات کی راہ گم کر کے آخرت میں عذاب کے مستحق ہوں۔ اس آیت میں نصاریٰ کا نام ضالین اس لئے رکھا ہے کہ دنیا میں ان پر کوئی غضب الہی کا عذاب نازل نہیں ہوا صرف وہ لوگ اخروی نجات کی راہ گم کر بیٹھے ہیں اور آخرت میں قابلِ مواخذہ ہیں۔ مگر یہود کا نام مغضوب علیہم اس واسطے رکھا ہے کہ یہود پر دنیا میں ہی اُن کی شامتِ اعمال سے بڑے بڑے عذاب نازل ہوئے ہیں۔ منجملہ اُن کے عذاب طاعون ہے چونکہ یہود نے خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں اور راستباز بندوں کی صرف تکذیب نہیں کی بلکہ بہتوں کو ان میں سے قتل کیا یا قتل کا ارادہ کیا اور بدزبانی سے بھی بہت تکلیفیں پہنچاتے رہے اس لئے غیرتِ الہی نے بعض اوقات جوش میں آ کر اُن کو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا۔ بسا اوقات لاکھوں یہودی طاعون کے عذاب سے مارے گئے اور کئی دفعہ ہزاروں اُن میں سے قتل کئے گئے اور یا اسیر ہو کر دوسرے ملکوں میں نکالے گئے۔ غرض وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ہمیشہ مغضوب علیہم رہے چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ یہ ایک ٹیڑھی قوم ہے اس لئے توریت میں اکثر دنیا کے عذابوں سے ان کو ڈرایا گیا تھا۔ غرض اُن پر ہولناک طور پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا رہا کیونکہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو ہاتھ اور زبان سے دکھ دیتے تھے اسی وجہ سے دنیا میں ہی ان پر غضب بھڑکا تا وہ ان لوگوں کے لئے نمونہ عبرت ہوں کہ جو آئندہ کسی زمانہ میں خدا کے ماموروں اور راست باز بندوں کو عمدہ اُدھ دیں اور اُن کو ستاویں اور اُن کے قتل کرنے یا ذلیل کرنے کے لئے بد ارادے دل میں رکھیں۔ سو اس دعا کے سکھلانے میں دہرہ دہ اس بات کی طرف

بھی اشارہ ہے کہ تم یہودیوں کے خلق اور خُو سے باز رہو اور اگر کوئی مامور من اللہ تم میں پیدا ہو تو یہودیوں کی طرح اُس کی ایذا اور توہین اور تکفیر میں جلدی نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم سچے کو جھوٹا ٹھہرا کر اور پھر طرح طرح کے دُکھ اس کو دے کر اور بدزبانی سے اس کی آبروریزی کر کے یہودیوں کی طرح مور و غضب الہی ہو جاؤ لیکن افسوس کہ اس امت کے لوگ بھی ہمیشہ ٹھوکر کھاتے رہے اور انہوں نے بد قسمت یہودیوں کے قصوں سے کوئی عبرت حاصل نہیں کی۔ یہ کیسی عبرت پکڑنے کی بات تھی کہ یہودیوں کو ایلیا نبی کے واپس آنے کا وعدہ دیا گیا تھا اور لکھا گیا تھا کہ جب تک ایلیا نہ آوے مسیح نہیں آئے گا لیکن یہود نے کتب مقدسہ کے نصوص کے ظاہر معنی پر زور دے کر یہ عقیدہ اجماعی قائم کیا کہ درحقیقت ایلیا نبی کا ہی دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے۔ اسی عقیدہ کے رُو سے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قبول نہ کر سکے اور یہ حُجّت پیش کی کہ ایلیا اب تک وعدہ کے موافق دوبارہ دنیا میں نہیں آیا پھر مسیح کیسے آ گیا۔ اس ظاہر پرستی سے وہ بڑی مصیبت میں پڑے اور درحقیقت ان کی تمام بدبختی کی یہی جڑ تھی کہ انہوں نے کتاب مقدس کے ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا اور ان کے تمام علماء کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ مسیح نبی اللہ سے پہلے ایلیا کا دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے اور اس تاویل پر انہوں نے ٹھٹھا کیا کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ نبی ہے جو اپنے اندر ایلیا کی خُو اور طبیعت رکھتا ہے۔ اور کہا کہ اگر یہ مطلب تھا کہ ایلیا نبی دنیا میں واپس نہیں آئے گا بلکہ اس کا مثیل آئے گا تو خدا نے پیشگوئی میں یوں کیوں نہ فرمایا کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا مثیل آئے گا۔ غرض اس طرح پر ان کے دل سخت ہو گئے اور ایک راستباز کو کڈا ب اور کافر اور ملحد قرار دیا۔ اسی شامت سے وہ غضب الہی کے مورد ہو کر سخت سخت عذابوں میں مبتلا ہوئے۔ اسلام میں بھی یہودی صفت لوگوں نے یہی طریق اختیار کیا اور اپنی غلط فہمی پر اصرار کر کے ہر ایک زمانہ میں خدا کے مقدس لوگوں کو تکلیفیں دیں۔ دیکھو کیسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر ہزاروں نادان یزید کے ساتھ ہو گئے اور

﴿۲۶﴾

☆ نوٹ: یہ سب باتیں اس کتاب میں لکھی ہیں جو ایک یہودی فاضل نے تالیف کی ہے جو میرے پاس موجود ہے۔ منہ

اس امام معصوم کو ہاتھ اور زبان سے دکھ دیا آخر بجز قتل کے راضی نہ ہوئے اور پھر وقتاً فوقتاً ہمیشہ اس اُمت کے اماموں اور راستبازوں اور مجتہدوں کو ستاتے رہے اور کافر اور بے دین اور زندیق نام رکھتے رہے۔ ہزاروں صادق ان کے ہاتھ سے ستائے گئے اور نہ صرف یہ کہ ان کا نام کافر رکھا بلکہ جہاں تک بس چل سکا قتل کرنے اور ذلیل کرنے اور قید کرانے سے فرق نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اب ہمارا زمانہ پہنچا اور تیرہویں صدی میں جا بجا خود وہ لوگ یہ وعظ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئے گا اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجتہد پیدا ہوگا لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجتہد پیدا ہوا اور نہ صرف خدا تعالیٰ کے الہام نے اس کا نام مسیح موعود رکھا بلکہ زمانہ کے فتن موجودہ نے بھی بزبان حال یہی فتویٰ دیا کہ اس کا نام مسیح موعود چاہیے تو اس کی سخت تکذیب کی اور جہاں تک ممکن تھا اس کو ایذا دی اور طرح طرح کے حیلوں اور مکروں سے اس کو ذلیل اور نابود کرنا چاہا اور اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک ہند میں سلطنت نہ ہوتی تو مدت سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے معدوم کر دیتے۔

اور یہ بات ظاہر تھی کہ یہ زمانہ ایمانی اور اعتقادی فتنوں کا زمانہ تھا اور لاکھوں انسانوں کے اعتقاد توحید سے برگشتہ ہو کر مخلوق پرستی کی طرف جھک گئے تھے اور زیادہ تر حصہ مخلوق پرستی کا جس پر زور دیا جاتا تھا وہ یہی تھا کہ صلیبی نجات کی حمایت میں قلموں اور زبانوں سے وہ کام لیا گیا تھا کہ اگر نسخہ عالم کے تمام صفحات میں تلاش کریں تو تائید باطل میں یہ سرگرمی کسی اور زمانہ میں کبھی ثابت نہیں ہوگی۔ اور جبکہ صلیبی نجات کے حامیوں کی تحریریں انتہا درجہ کی تیزی تک پہنچ گئی تھیں اور اسلامی توحید اور نبیؐ و نبیؑ خیر الرسل علیہ السلام کی عفت اور عزت اور حقانیت اور کتاب اللہ قرآن شریف کے بجانب اللہ ہونے پر کمال ظلم اور تعدی سے حملے کئے گئے تھے اور وہ بیجا حملے جن کتابوں اور رسالوں اور اخباروں میں کئے گئے تھے ان کی تعداد کی سات کروڑ تک نوبت پہنچ گئی تھی اور یہ سب کچھ تیرہویں صدی کے ختم ہونے تک

ظہور میں آچکا تھا تو کیا ضرور نہ تھا کہ وہ خدا جس نے فرمایا تھا کہ **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** ^۱ وہ ان بے جا حملوں کے فرو کرنے کے لئے چودھویں صدی کے سر پر اپنی قدیم سنت کے موافق کوئی آسمانی سلسلہ قائم کرتا؟ پس اگر یہ سچ ہے کہ ہر ایک مجدد فتن موجودہ کے مناسب حال آنا چاہیے تو یہ دوسری بات بھی سچی ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد کس فتن صلیبہ کے لئے آنا چاہیے تھا۔ کیونکہ یہی وہ فتن ہیں جن کے لاکھوں دلوں پر خطرناک اثر پڑے ہیں اور یہی وہ فتن ہیں جن کو اس زمانہ کے تمام فتنوں کی نسبت عظیم الشان کہنا چاہیے اور جبکہ ثابت ہوا کہ چودھویں صدی کے مجدد کا کام صلیبی فتنوں کا توڑنا اور اس کے حامیوں کے حملوں کا جواب دینا ہے [☆] تو اب طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جس مجدد کا یہ کام ہو کہ وہ صلیبی فتنوں کو توڑے اور کس صلیب کا منصب اپنے ہاتھ میں لے کر حقیقی نجات کی راہ دکھلاوے۔ اور وہ نجات جو صلیب کی طرف منسوب کی گئی ہے اُس کا بطلان ثابت کرے۔ اس مجدد کا کیا نام ہونا چاہیے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مجدد کا نام مسیح موعود رکھا ہے؟ پس جبکہ زمانہ کی حالت موجودہ ہی بتلا رہی ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کا نام مسیح موعود ہونا چاہیے یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ ایسی صدی کا مسیح موعود ہی مجدد ہوگا جس میں فتنہ صلیبہ کا جوش و خروش ہو تو پھر کیوں انکار ہے۔ بہر حال جب فتن صلیبہ اپنے کمال کو پہنچ گئے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کروڑ ہا کتا ہیں صلیبی نجات کی تائید اور اسلام کی توہین اور ابطال میں شائع کی گئیں اور اس پُر فتن صدی کے سر پر ایک شخص کھڑا ہوا اور اُس نے دعویٰ کیا کہ ان فتنوں کی اصلاح

﴿ ۲۸ ﴾

☆ نوٹ: ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہے اس کا منصب یہ نہیں ہے کہ سختیوں اور ہنگامہ پرداز یوں سے کام لے بلکہ اس کا کام یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حلم اور غم کے موافق بُر دباری اور نرمی سے اتمام حُجّت کرے اور امن کے ساتھ حق کو پھیلاوے۔ منہ

کے لئے میں مامور ہوں تو کیا ایسا دعویٰ غیر محل پر تھا؟ اور کیا ضرور نہ تھا کہ ان خطرناک فتنوں کے وقت میں وہ خدا جو اسلام کو ذلت کی حالت میں دیکھ نہیں سکتا آسمان سے کوئی سلسلہ قائم کرتا اور اس مجروح اور زخمی کے لئے کوئی آسمانی مرہم نازل فرماتا؟ کیا یہ تعجب کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے رحم نے تقاضا کیا کہ ایسے ضعف اور ذلت کے وقت میں اسلام کی خبر لے؟ کیا اس سے بڑھ کر کسی اور وقت کا انتظار کرو گے؟ اور اس چودھویں صدی کو کسی مجدد کے آنے سے بے نصیب قرار دے کر کسی اور نامعلوم صدی کی انتظار میں رہو گے؟ کیا یہ تقویٰ کا طریق ہے کہ باوجود یکہ صدی میں سے چودہ سال بھی گذر گئے اور صلیبی فتنے دائرے کی طرح محیط ہو گئے مگر پھر بھی اعتقاد یہ ہو کہ آنے والا اب تک نہ آیا اور بدقسمت چودھویں صدی کسی معمولی مجدد سے بھی خالی رہی اور اگر آیا تو ایک دجال آیا؟ کیا یہی امانت ہے کہ ایسے خیالات رکھے جائیں کہ چودھویں صدی تو مجدد سے خالی گئی اور کسوف خسوف رمضان کا مہدی کے ظہور سے خالی گیا۔ اور صلیبی فتنوں کا زمانہ مسیح موعود کے ظہور سے خالی رہا گویا نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تینوں پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں یہ بھی تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے یہ ریل کی طرف اشارہ تھا۔ سوریل کے جاری ہونے پر بھی پچاس سال گذر گئے مگر ہمارے مخالفوں کا فرضی مسیح اب تک نہیں آیا۔ اللہ اکبر۔ یہ لوگ کیسے دل کے سخت ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے یوں انکار کیا اور میری پیشگوئیوں میں سے وہ پیشگوئیاں جو نظری طور پر پوری ہوئیں اُن کی نسبت کہتے ہیں کہ جھوٹی نکلیں اور جو بدیہی طور پر پوری ہوئیں اُن کی نسبت یہ خیال ہے کہ نجوم یادِ مَل سے کام لیا گیا۔ اور یا کسی مجرمانہ سازش سے پوری کی گئیں۔ ☆

☆ یہ دونوں طریق پیشگوئیوں کے پوری ہونے کے قدیم سے سنت الہی ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیاں کبھی تو نظری طور پر یعنی استعارات کے پیرایہ میں یا کسی اور دقیق التزام سے پوری ہوئیں اور یا بدیہی طور پر پوری ہوئیں۔ منہ

غرض ہمارے اندرونی مخالفوں نے کسی پہلو سے فائدہ نہ اٹھایا اور وہ سب کام کر دکھائے جو یہودیوں نے کئے تھے۔ وہ اعتراض جو بار بار ہم پر کیا گیا وہ یہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کا ذہنی مہدی یا مسیح خونریزوں کے طور پر آئے گا مگر یہ شخص لڑائیوں اور خونریزیوں سے منع کرتا ہے۔ اس کا بار بار جواب دیا گیا کہ یہ خیال سراسر غلط ہے بلکہ **يَضَعُ الْحَرْبَ** کی حدیث سے بکمال وضوح ثابت ہے کہ مسیح موعود خونریزوں کے رنگ میں ہرگز نہیں آئے گا اور صرف معارف اور حقائق اور نشانوں سے اتمام حجت کرے گا اور امن کے ساتھ حق کو پھیلانے گا۔ یہ باتیں ایسی صاف تھیں کہ قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے کمال آسانی سے سمجھ آ سکتی تھیں۔ مگر پُرانے خیالات جو عادات راسخ ہو گئے تھے غافل دلوں سے نکل نہ سکے۔ یہ تو سچ ہے کہ ہمارا مقصد صرف اسی قدر ہے کہ نرمی اور ملائمت سے لوگوں کے دھوکے دور کریں اور نوع انسان سے خواہ وہ عیسائی ہوں یا ہندو یا یہودی یا ہمدردی سے پیش آویں اور دلائل عقلیہ اور آیات سماویہ کی روشنی سے اُن کو دکھلاویں کہ وہ اپنے اعتقادات میں غلطی پر ہیں۔ اگر ہمارے اس طریق اور طرز سے ہمارے مخالف مسلمان ناراض ہیں اور کسی سخت گیر خونریز کا انتظار کرتے ہیں تو یہ اُن کی غلطی ہے اور ایسے خیال سے وہ قرآن اور حدیث سے دُور جا پڑے ہیں۔ اب یہ زمانہ ہے کہ ہم ہر ایک قوم کو اپنی اخلاقی حالت دکھلاویں اور اُن کے ظلم برداشت کریں اور آپ ظالمانہ حملہ ان پر نہ کریں۔ اخلاقی حالت بھی ایک معجزہ ہے اور بُر دباری سے زندگی بسر کرنا ایک آسمانی نشان ہے۔ اور جب ہم کسی دوسری قوم سے احسان دیکھیں تب تو زیادہ تر فرض ہو جاتا ہے کہ ہم احسان کے عوض میں

☆ ہمارے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مہدی کے ہاشمی یا سید ہونے کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب مجروح ہیں اور خود جب وقت آ جائے اور صاحبِ وقت نہ آئے تو یہی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ قصہ صحیح نہیں ہے یا اس کے اور معنی ہیں جو منصف کو ماننے پڑتے ہیں جیسا کہ ہم ایک قبر کو کھود کر نہ بہشت کی کھڑکی اس کے پاس دیکھتے ہیں نہ دوزخ کی، ناچار ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ اس پیشگوئی کے اور معنی ہیں جو عالمِ ظاہر سے تعلق نہیں رکھتے۔ منہ

احسان کریں اور نیکی کے عوض میں نیکی بجالاویں۔ جیسا کہ اب ہم عیسائی گورنمنٹ سے بہر طرح امن اور راحت دیکھ رہے ہیں۔ کیا اس کا عوض یہ ہے کہ ہم منافقانہ زندگی اُن سے بسر کریں اور دل میں کچھ اور زبان پر کچھ ہو؟ ہاں جس طرح مادرِ مہربان یہ چاہتی ہے کہ اس کا بیٹا کسی ایسی حالت میں گرفتار نہ ہو جس کا خطرناک نتیجہ ہے۔ اسی طرح ہم عیسائیوں اور ہندوؤں کے ساتھ شفقت اور رحمت سے معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں یہ دلی آرزو ہے کہ کوئی محبت اور آرام سے ہماری باتیں سنے اور دلائل میں غور کرے اور پھر اپنے نفس کا خیر خواہ ہو کر اپنے عقائد کی اصلاح کرے۔

یہ تفسیر سورۃ فاتحہ محض اس غرض سے یہاں لکھی گئی ہے کہ یہ قرآن شریف کی تمام تعلیم کا مغز ہے اور جو شخص قرآن سے اس کے برخلاف کچھ نکالنا چاہتا ہے وہ جھوٹا ہے اور اس سورۃ فاتحہ میں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ دُعا میں مشغول رہیں بلکہ دُعا **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ** سکھائی گئی ہے۔ اور فرض کیا گیا ہے کہ پنج وقت یہ دعا کریں پھر کس قدر غلطی ہے کہ کوئی شخص دُعا کی روحانیت سے انکار کرے۔ قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ دُعا اپنے اندر ایک روحانیت رکھتی ہے اور دُعا سے ایک فیض نازل ہوتا ہے جو طرح طرح کے پیرایوں میں کامیابی کا ثمرہ بخشا ہے۔

ہماری تقریر مذکورہ بالا سے ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ جس طرح باوجود تسلیم مسئلہ قضا و قدر کے صد ہا امور میں یہی سنت اللہ ہے کہ جدوجہد سے ثمرہ مترتب ہوتا ہے اسی طرح دعا میں بھی جدوجہد کی جائے وہ بھی ہرگز ضائع نہیں جاتی۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بے قراوں کی دعا سُنتا ہے۔

☆ یہ دعا نوع انسان کی عام ہمدردی کے لئے ہے۔ کیونکہ دُعا کرنے میں تمام نوع انسان کو شامل کر لیا ہے اور سب کے لئے دعا مانگی ہے کہ خدا دنیا کے دکھوں سے انہیں بچا دے اور آخرت کے ٹوٹے سے محفوظ رکھے اور سب کو سیدھی راہ پر لا دے۔ منہ

جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَمَّا يَجِبُ الْمُضْطَرُّ اِذَا دَعَا^۱۔ پھر جبکہ خدا تعالیٰ نے دُعا کی قبولیت کو اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا گمان کر سکتا ہے کہ دُعا کرنے پر کوئی آثار صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے اور محض ایک رسمی امر ہے جس میں کچھ بھی روحانیت نہیں؟ میرے خیال میں ہے کہ ایسی بے ادبی کوئی سچے ایمان والا ہرگز نہیں کرے گا جبکہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان کی صفت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دُعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے۔ پھر اگر دُعا میں کوئی روحانیت نہیں اور حقیقی اور واقعی طور پر دُعا پر کوئی نمایاں فیض نازل نہیں ہوتا تو کیونکر دُعا خدا تعالیٰ کی شناخت کا ایسا ذریعہ ہو سکتی ہے جیسا کہ زمین و آسمان کے اجرام و اجسام ذریعہ ہیں؟ بلکہ قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نہایت اعلیٰ ذریعہ خدا شناسی کا دُعا ہی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی اور صفات کاملہ کی معرفتِ تامہ یقینیہ کاملہ صرف دُعا سے ہی حاصل ہوتی ہے اور کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہوتی۔ وہ امر جو ایک بجلی کی چمک کی طرح یک دفعہ انسان کو تاریکی کے گڑھے سے کھینچ کر روشنی کی کھلی فضا میں لاتا اور خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیتا ہے وہ دُعا ہی ہے۔ دُعا کے ذریعہ سے ہزاروں بدمعاش صلاحیت پر آ جاتے ہیں۔ ہزاروں بگڑے ہوئے درست ہو جاتے ہیں۔ ہاں دُعا کی راہ میں دو بڑے مشکل امر ہیں جن کی وجہ سے اکثر دلوں سے عظمت دُعا کی پوشیدہ رہتی ہے (۱) اوّل تو شرط تقویٰ اور راستبازی اور خدا ترسی ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ^۲ یعنی اللہ تعالیٰ پرہیزگار لوگوں کی دُعا قبول کرتا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ قَالِيْ قَرِيْبٌ^۳ اَجِبْ دَعْوَةَ الدّٰعِ اِذَا دَعَا^۴ فَلْيَسْتَجِيبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ^۵ یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں کہ خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ میں بہت نزدیک ہوں یعنی کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں۔ میرا وجود نہایت اقرب طریق سے سمجھ آ سکتا ہے اور نہایت آسانی سے میری ہستی پر دلیل پیدا ہوتی ہے اور وہ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی

﴿۳۱﴾

دُعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اُس کی سنتا ہوں اور اپنے الہام سے اس کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں جس سے نہ صرف میری ہستی پر یقین آتا ہے بلکہ میرا قادر ہونا بھی پتہ یقین پہنچتا ہے لیکن چاہیے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خدا ترسی کی پیدا کریں کہ میں اُن کی آواز سنوں۔ اور نیز چاہیے کہ وہ مجھ پر ایمان لاویں اور قبل اس کے جو اُن کو معرفتِ تامہ ملے اس بات کا اقرار کریں کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے کیونکہ جو شخص ایمان لاتا ہے اُسی کو عرفان دیا جاتا ہے۔

ایمان کی تعریف۔ ایمان اس بات کو کہتے ہیں کہ اُس حالت میں مان لینا کہ جبکہ ابھی علم کمال تک نہیں پہنچا اور شکوک و شبہات سے ہنوز لڑائی ہے۔ پس جو شخص ایمان لاتا ہے یعنی باوجود کمزوری اور نہ مہیا ہونے کل اسباب یقین کے اس بات کو اغلب احتمال کی وجہ سے قبول کر لیتا ہے وہ حضرت احدیّت میں صادق اور راستباز شمار کیا جاتا ہے اور پھر اس کو مہمبت کے طور پر معرفتِ تامہ حاصل ہوتی ہے اور ایمان کے بعد عرفان کا جام اس کو پلایا جاتا ہے۔ اسی لئے ایک مردِ مثنوی رسولوں اور نبیوں اور مامورینِ من اللہ کی دعوت کو سن کر ہر ایک پہلو پر ابتداء امر میں ہی حملہ کرنا نہیں چاہتا بلکہ وہ حصہ جو کسی مامورِ من اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر بعض صاف اور کھلے دلائل سے سمجھ آ جاتا ہے اُسی کو اپنے اقرار اور ایمان کا ذریعہ ٹھہرا لیتا ہے اور وہ حصہ جو سمجھ نہیں آتا اُس میں سنتِ صالحین کے طور پر استعارات اور مجازات قرار دیتا ہے۔ اور اس طرح تناقض کو درمیان سے اٹھا کر صفائی اور اخلاص کے ساتھ ایمان لے آتا ہے تب خدا تعالیٰ اُس کی حالت پر رحم کر کے اور اس کے ایمان پر راضی ہو کر اور اُس کی دعاؤں کو سن کر معرفتِ تامہ کا دروازہ اُس پر کھولتا ہے اور الہام اور کشوف کے ذریعہ سے اور دوسرے آسمانی نشانوں کے وسیلہ سے یقین کامل تک اُس کو پہنچاتا ہے لیکن متعصب آدمی جو عناد سے پُر ہوتا ہے ایسا نہیں کرتا اور وہ ان اُمور کو جو حق کے پہچاننے کا ذریعہ ہو سکتے ہیں تحقیر اور توہین کی نظر سے دیکھتا ہے اور ٹھٹھے اور ہنسی میں اُن کو اڑا دیتا ہے اور وہ امور جو ہنوز اس پر مشتبہ ہیں اُن کو اعتراض کرنے کی دستاویز بناتا ہے اور ظالم طبع لوگ ہمیشہ ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔

چنانچہ ظاہر ہے کہ ہر ایک نبی کی نسبت جو پہلے نبیوں نے پیشگوئیاں کیں اُن کے ہمیشہ دو حصے ہوتے رہے ہیں ایک پینات اور محکمات جن میں کوئی استعارہ نہ تھا اور کسی تاویل کی محتاج نہ تھیں۔ اور ایک متشابہات جو محتاج تاویل تھیں اور بعض استعارات اور مجازات کے پردے میں مجبوب تھیں۔ پھر ان نبیوں کے ظہور اور بعثت کے وقت جو اُن پیشگوئیوں کے مصداق تھے دو فریق ہوتے رہے ہیں۔ ایک فریق سعیدوں کا جنہوں نے پینات کو دیکھ کر ایمان لانے میں تاخیر نہ کی اور جو حصہ متشابہات کا تھا اس کو استعارات اور مجازات کے رنگ میں سمجھ لیا یا آئندہ کے منظر رہے۔ اور اس طرح پر حق کو پالیا اور ٹھوکر نہ کھائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوا۔ پہلی کتابوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت دو طور کی پیشگوئیاں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ مسکینوں اور عاجزوں کے پیرایہ میں ظاہر ہوگا اور غیر سلطنت کے زمانہ میں آئے گا اور داؤد کی نسل سے ہوگا اور حلم اور نرمی سے کام لے گا اور نشان دکھائے گا۔ اور دوسری قسم کی یہ پیشگوئیاں تھیں کہ وہ بادشاہ ہوگا اور بادشاہوں کی طرح لڑے گا اور یہودیوں کو غیر سلطنت کی ماتحتی سے چھڑا دے گا۔ اور اس سے پہلے ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ اور جب تک ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں نہ آوے وہ نہیں آئے گا۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ظہور فرمایا تو یہود دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق جو بہت ہی کم اور قلیل التعداد تھا۔ اس نے حضرت مسیح کو داؤد کی نسل سے پا کر اور پھر اُس کی مسکینی اور عاجزی اور راستبازی دیکھ کر اور پھر آسمانی نشانوں کو ملاحظہ کر کے اور نیز زمانہ کی حالت موجودہ کو دیکھ کر کہ وہ ایک نبی مصلح کو چاہتی ہے اور پہلی پیشگوئیوں کے قرار داد وقتوں کا مقابلہ کر کے یقین کر لیا کہ یہ وہی نبی ہے جس کا اسرائیل کی قوم کو

﴿۳۳﴾

☆ پیشگوئیوں میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ تمام باتیں ان کی ایک ہی وقت میں پوری ہو جائیں بلکہ تدریجاً پوری ہوتی رہتی ہیں اور ممکن ہے کہ بعض باتیں ایسی بھی ہوں کہ اس مامور کی زندگی میں پوری نہ ہوں اور کسی دوسرے کے ہاتھ سے جو اس کے متبعین میں سے ہو پوری ہو جائیں۔ منہ

وعدہ دیا گیا تھا۔ سو وہ حضرت مسیح پر ایمان لائے اور اُن کے ساتھ ہو کر طرح طرح کے دکھ اُٹھائے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اپنا صدق ظاہر کیا۔ لیکن جو بد بختوں کا گروہ تھا اُس نے کھلی کھلی علامتوں اور نشانوں کی طرف ذرہ التفات نہ کیا یہاں تک کہ زمانہ کی حالت پر بھی ایک نظر نہ ڈالی اور شریرانہ حسدِ بازی کے ارادے سے دوسرے حصے کو جو مشابہات کا حصہ تھا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور نہایت گستاخی سے اس مقدس کو گالیاں دینی شروع کیں اور اس کا نام ملحد اور بے دین اور کافر رکھا اور یہ کہا کہ یہ شخص پاک نوشتوں کے اُلٹے معنے کرتا ہے اور اس نے ناحق ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کی تاویل کی ہے اور نصِ صریح کو اس کے ظاہر سے پھیرا ہے اور ہمارے علماء کو مکار اور ریاکار کہتا ہے اور کتبِ مقدسہ کے اُلٹے معنے کرتا ہے اور نہایت شرارت سے اس بات پر زور دیا کہ نبیوں کی پیشگوئیوں کا ایک حرف بھی اس پر صادق نہیں آتا۔ وہ نہ بادشاہ ہو کر آیا اور نہ غیر قوموں سے لڑا اور نہ ہم کو ان کے ہاتھ سے چھڑایا اور نہ اس سے پہلے ایلیا نبی نازل ہوا۔ پھر وہ مسیح موعود کیونکر ہو گیا۔ غرض ان بد قسمت شریروں نے سچائی کے انوار اور علامات پر نظر ڈالنا نہ چاہا اور جو حصہ مشابہات کا پیشگوئیوں میں تھا اس کو ظاہر پر حمل کر کے بار بار پیش کیا۔ یہی ابتلا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اکثر یہودیوں کو پیش آیا۔ انہوں نے بھی اپنے اسلاف کی عادت کے موافق نبیوں کی پیشگوئیوں کے اس حصہ سے فائدہ اُٹھانا نہ چاہا جو بیّنات کا حصہ تھا۔ اور مشابہات جو استعارات تھے اپنی آنکھ کے سامنے رکھ کر یا تحریف شدہ پیشگوئیوں پر زور دے کر اس نبی کریم کی دولتِ اطاعت سے جو سیّد الکونین ہے محروم رہ گئے اور اکثر عیسائیوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ انجیل کی کھلی کھلی پیشگوئیاں جس قدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تھیں اُن کو تو ہاتھ تک نہ لگایا اور جو سنت اللہ کے موافق پیشگوئیوں کا دوسرا حصہ یعنی استعارات اور مجازات تھے اُن پر گر پڑے اس لئے حقیقت کی طرف راہ نہ پاسکے۔ لیکن ان میں سے وہ لوگ جو حق کے طالب تھے اور جو پیشگوئیوں کی تحریر میں طرزِ عادتِ الہی ہے اس سے واقف تھے انہوں نے انجیل کی ان پیشگوئیوں سے جو آنے والے بزرگ نبی کے بارے میں تھیں فائدہ اُٹھایا اور مشرف باسلام ہوئے اور جس طرح یہود میں سے

اُس گروہ نے جو حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے تھے پیشگوئیوں کے بیانات سے دلیل پکڑی تھی اور متشابہات کو چھوڑ دیا تھا ایسا ہی اُن بزرگ عیسائیوں نے بھی کیا اور ہزار ہائیک بخت انسان اُن میں سے اسلام میں داخل ہوئے۔ غرض ان دونوں قوموں یہود اور نصاریٰ میں سے جس گروہ نے متشابہات پر جم کر انکار پر زور دیا اور بیانات پیشگوئیوں سے جو ظہور میں آئیں فائدہ نہ اٹھایا اُن دونوں گروہ کا قرآن شریف میں جا بجا ذکر ہے اور یہ ذکر اس لئے کیا گیا کہ تا اُن کی بد بختی کے ملاحظہ سے مسلمانوں کو سبق حاصل ہو اور اس بات سے متنبہ رہیں کہ یہود و نصاریٰ کی مانند بیانات کو چھوڑ کر اور متشابہات میں پڑ کر ہلاک نہ ہو جائیں۔ اور ایسی پیشگوئیوں کے بارے میں جو مامورین من اللہ کے لئے پہلے سے بیان کی جاتی ہیں اُمید نہ رکھیں کہ وہ اپنے تمام پہلوؤں کے رُو سے ظاہری طور پر ہی پوری ہوں گی بلکہ اس بات کے ماننے کے لئے تیار رہیں کہ قدیم سنت اللہ کے موافق بعض حصے ایسی پیشگوئیوں کے استعارات اور مجازات کے رنگ میں بھی ہوتے ہیں۔ اور اسی رنگ میں وہ پوری بھی ہو جاتی ہیں۔ مگر غافل اور سطحی خیال کے انسان ہنوز انتظار میں لگے رہتے ہیں کہ گویا ابھی وہ باتیں پوری نہیں ہوئیں بلکہ آئندہ ہوں گی۔ جیسا کہ ابھی تک یہود اسی بات کو روتے ہیں کہ ایلینا نبی دوبارہ دُنیا میں آئے گا اور پھر ان کا مسیح موعود بڑے بادشاہ کی طرح ظاہر ہوگا اور یہودیوں کو امارت اور حکومت بخشے گا۔ حالانکہ یہ سب باتیں پوری ہو چکی ہیں اور اس پر انیس سو برس کے قریب گزر گیا اور آنے والا آ بھی گیا۔ اور اس دنیا سے اٹھایا بھی گیا۔

یہ بات نہایت کارآمد اور یاد رکھنے کے لائق تھی کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے مامور ہو کر آتے ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی یا محدث اور مجددان کی نسبت جو پہلی کتابوں میں یا رسولوں کی معرفت پیشگوئیاں کی جاتی ہیں اُن کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک وہ علامات جو ظاہری طور پر وقوع میں آتی ہیں اور بیانات کا حکم رکھتی ہیں۔ اور ایک وہ متشابہات جو استعارات اور مجازات کے رنگ میں ہوتی ہیں پس جن کے دلوں میں زلیخ اور کجی ہوتی ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں اور طالب صادق بیانات اور محکمات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہود اور عیسائیوں کو یہ ابتلا پیش آ چکے ہیں۔ پس

مسلمانوں کے اولوالابصار کو چاہیے کہ ان سے عبرت پکڑیں اور صرف مشابہات پر نظر رکھ کر تکذیب میں جلدی نہ کریں اور جو باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے گھل جائیں اُن سے اپنی ہدایت کے لئے فائدہ اٹھائیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ شک یقین کو رفع نہیں کر سکتا۔ پس پیشگوئیوں کا وہ حصہ جو ظاہری طور پر ابھی پورا نہیں ہوا وہ ایک امرِ شکی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کی طرح وہ حصہ استعارہ یا مجاز کے رنگ میں پورا ہو گیا ہو مگر انتظار کرنے والا اس غلطی میں پڑا ہو کہ وہ ظاہری طور پر کسی دن پورا ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض احادیث کے الفاظ محفوظ نہ رہے ہوں کیونکہ احادیث کے الفاظ وحیِ متلو کی طرح نہیں اور اکثر احادیث احاد کا مجموعہ ہیں۔ اعتقادی امر تو الگ بات ہے۔ جو چاہو اعتقاد کرو مگر واقعی اور حقیقی فیصلہ یہی ہے کہ احاد میں عند العقل امکانِ تغیر الفاظ ہے۔ چنانچہ ایک ہی حدیث جو مختلف طریقوں اور مختلف راویوں سے پہنچتی ہے اکثر ان کے الفاظ اور ترتیب میں بہت سا فرق ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی وقت میں ایک ہی منہ سے نکلی ہے۔ پس صاف سمجھ آتا ہے کہ چونکہ اکثر راویوں کے الفاظ اور طرز بیان مجداً ہوتے ہیں اس لئے اختلاف پڑ جاتا ہے۔ اور نیز پیشگوئیوں کے مشابہات کے حصہ میں یہ بھی ممکن ہے کہ بعض واقعات پیشگوئیوں کے جن کا ایک ہی دفعہ ظاہر ہونا امید رکھا گیا ہے وہ تدریجاً ظاہر ہوں یا کسی اور شخص کے واسطے سے ظاہر ہوں جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی گنجیاں آپ کے ہاتھ پر رکھی گئی ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی کے ظہور سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے تھے اور آنجناب نے نہ قیصر اور کسریٰ کے خزانہ کو دیکھا اور نہ گنجیاں دیکھیں۔ مگر چونکہ مقدّر تھا کہ وہ گنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی تھا۔ اس لئے عالم وحی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ قرار دیا گیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ دھوکا کھانے والے اسی مقام پر دھوکا کھاتے ہیں وہ اپنی بد قسمتی سے پیشگوئی کے ہر ایک حصہ کی نسبت یہ امید رکھتے ہیں کہ

وہ ظاہری طور پر ضرور پورا ہوگا اور پھر جب وقت آتا ہے اور کوئی مامور من اللہ پیدا ہوتا ہے تو جو جو علامتیں اُس کے صدق کی نسبت ظاہر ہو جائیں اُن کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور جو علامتیں ظاہری صورت میں پوری نہ ہوں یا ابھی اُن کا وقت نہ آیا ہو اُن کو بار بار پیش کرتے ہیں۔ ہلاک شدہ اُمّیں جنہوں نے سچے نبیوں کو نہیں مانا اُن کی ہلاکت کا اصل موجب یہی تھا اپنے زعم میں تو وہ لوگ اپنے تئیں بڑے ہوشیار جانتے رہے ہیں مگر اُن کے اس طریق نے حق کے قبول سے اُن کو بے نصیب رکھا۔

﴿۳۶﴾

یہ عجیب بات ہے کہ پیشگوئیوں کی نا فہمی کے بارے میں جو کچھ پہلے زمانہ میں یہود اور نصاریٰ سے وقوع میں آیا اور انہوں نے سچوں کو قبول نہ کیا۔ ایسا ہی میری قوم مسلمانوں نے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ یہ تو ضروری تھا کہ قدیم سنت اللہ کے موافق وہ پیشگوئیاں جو مسیح موعود کے بارے میں کی گئیں وہ بھی دو حصوں پر مشتمل ہوتیں۔ ایک حصہ بینات کا جو اپنی ظاہر صورت پر واقع ہونے والا تھا اور ایک حصہ متشابہات کا جو استعارات اور مجازات کے رنگ میں تھا۔ لیکن افسوس کہ اس قوم نے بھی پہلے خطا کار لوگوں کے قدم پر قدم مارا اور متشابہات پر اڑ کر اُن بینات کو رد کر دیا جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئی تھیں۔ حالانکہ شرط تقویٰ یہ تھی کہ پہلی قوموں کی ابتلاؤں کو یاد کرتے متشابہات پر زور نہ مارتے اور بینات سے یعنی ان باتوں اور اُن علامتوں سے جو روز روشن کی طرح کھل گئی تھیں فائدہ اُٹھاتے۔ مگر وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی وہ پیشگوئیاں پیش کی جاتی ہیں جن کے اکثر حصے نہایت صفائی سے پورے ہو چکے ہیں تو نہایت لاپرواہی سے اُن سے مُنہ پھیر لیتے ہیں اور پیشگوئیوں کی بعض باتیں جو استعارات کے رنگ میں تھیں پیش کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حصہ پیشگوئیوں کا کیوں ظاہری طور پر پورا نہیں ہوا؟ اور بایں ہمہ جب پہلے مکتبوں کا ذکر آوے جنہوں نے بعینہ اُن ہی لوگوں کی طرح واقع شدہ علامتوں پر نظر نہ کی اور متشابہات کا حصہ جو پیشگوئیوں میں تھا اور استعارات کے رنگ میں تھا اس کو دیکھ کر کہ وہ ظاہری طور پر پورا نہیں ہوا حق کو قبول نہ کیا۔ تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم اُن کے زمانہ میں ہوتے تو ایسا نہ کرتے حالانکہ اب یہ لوگ ایسا ہی کر رہے ہیں جیسا کہ اُن پہلے مکتبوں

﴿۳۷﴾

نے کیا۔ جن ثابت شدہ علامتوں اور نشانوں سے قبول کرنے کی روشنی پیدا ہو سکتی ہے۔ ان کو قبول نہیں کرتے اور جو استعارات اور مجازات اور متشابہات ہیں اُن کو ہاتھ میں لئے پھرتے ہیں اور عوام کو دھوکا دیتے ہیں کہ یہ باتیں پوری نہیں ہوئیں حالانکہ سنت اللہ کی تعلیم، طریق کے موافق ضرور تھا کہ وہ باتیں اس طرح پوری نہ ہوتیں جس طرح اُن کا خیال ہے یعنی ظاہری اور جسمانی صورت پر بے شک ایک حصہ ظاہری طور پر اور ایک حصہ مخفی طور پر پورا ہو گیا۔ لیکن اس زمانہ کے متعصب لوگوں کے دلوں نے نہیں چاہا کہ قبول کریں۔ وہ تو ہر ایک ثبوت کو دیکھ کر مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ وہ خدا کے نشانوں کو انسان کی مکاری خیال کرتے ہیں۔ جب خدائے قدوس کے پاک الہاموں کو سُنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ انسان کا افترا ہے مگر اس بات کا جواب نہیں دے سکتے کہ کیا کبھی خدا پر افترا کرنے والے کو مفتریات کے پھیلانے کے لئے وہ مہلت ملی جو سچے ملہموں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی؟ کیا خدا نے نہیں کہا کہ الہام کا افترا کے طور پر دعویٰ کرنے والے ہلاک کئے جائیں گے اور خدا پر جھوٹ باندھنے والے پکڑے جائیں گے؟ یہ تو توریت میں بھی ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا اور انجیل میں بھی ہے کہ جھوٹا جلد فنا ہوگا اور اس کی جماعت متفرق ہو جائے گی۔ کیا کوئی ایک نظیر بھی ہے کہ جھوٹے ملہم نے جو خدا پر افترا کرنے والا تھا ایمان میں وہ عمر پائی جو اس عاجز کو ایمان دعوت الہام الہی میں ملی؟ بھلا اگر کوئی نظیر ہے تو پیش تو کرو۔ میں نہایت پُر زور دعوے سے کہتا ہوں کہ دُنیا کی ابتدا سے آج تک ایک نظیر بھی نہیں ملے گی۔ پس کیا کوئی ایسا ہے کہ اس محکم اور قطعی دلیل سے فائدہ اُٹھاوے اور خدا تعالیٰ سے ڈرے؟ میں نہیں کہتا کہ بُت پرست عمر نہیں پاتے یا دہریہ اور اَنَا الْحَق کہنے والے جلد پکڑے جاتے ہیں کیونکہ ان غلطیوں اور ان ضلالتوں کی سزا دینے کے لئے دوسرا عالم ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ پر الہام کا افترا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ الہام مجھ کو ہوا حالانکہ جانتا ہے کہ وہ الہام اُس کو نہیں ہوا وہ جلد پکڑا جاتا ہے اور اس کی عمر کے دن بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ قرآن اور انجیل اور توریت نے یہی گواہی دی ہے۔ عقل بھی یہی گواہی دیتی ہے اور اس کے مخالف کوئی منکر کسی تاریخ کے حوالہ سے

ایک نظیر بھی پیش نہیں کر سکتا اور نہیں دکھلا سکتا کہ کوئی جھوٹا الہام کا دعویٰ کرنے والا پچیس برس تک یا اٹھارہ برس تک جھوٹے الہام دنیا میں پھیلاتا رہا اور جھوٹے طور پر خدا کا مقرب اور خدا کا مامور اور خدا کا فرستادہ اپنا نام رکھا اور اُس کی تائید میں سالہائے دراز تک اپنی طرف سے الہامات تراش کر مشہور کرتا رہا اور پھر وہ باجود ان مجرمانہ حرکات کے پکڑا نہ گیا کیا اُمید کی جاتی ہے کہ کوئی ہمارا مخالف اس سوال کا جواب دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اُن کے دل جانتے ہیں کہ وہ ان سوالات کے جواب دینے سے عاجز ہیں مگر پھر بھی انکار سے باز نہیں آتے بلکہ بہت سے دلائل سے اُن پر حجت وارد ہو گئی مگر وہ خواب غفلت میں سو رہے ہیں۔

﴿۳۸﴾

اہل حق کے نزدیک اس امر میں اتمام حجت اور کامل تسلیٰ کا ذریعہ چار طریق ہیں (۱) اوّل نصوص صریحہ کتاب اللہ یا احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ جو آنے والے شخص کی ٹھیک ٹھیک علامات بتلاتی ہوں اور بیان کرتی ہوں کہ وہ کس وقت ظاہر ہوگا اور اس کے ظاہر ہونے کے نشان کیا ہیں اور نیز حضرت عیسیٰ کی وفات یا عدم وفات کا جھگڑا فیصلہ کرتی ہوں (۲) دوم وہ دلائل عقلیہ اور مشاہدات حسیہ جو علوم قطعیہ پر مبنی ہوں جن سے گریز کی کوئی راہ نہیں (۳) وہ تائیدات سماویہ جو نشانوں اور کرامات کے رنگ میں مدعی صادق کے لئے اُس کی دعا اور کرامت سے ظہور میں آئی ہوں تا اس کی سچائی پر نشان آسمانی کی زندہ گواہی کی مہر ہو۔ (۴) چہارم اُن ابرار اور اخبار کی شہادتیں جنہوں نے خدا سے الہام پا کر ایسے وقت میں گواہی دی ہو کہ جبکہ مدعی کا نشان نہ تھا کیونکہ وہ گواہی بھی ایک غیب کی خبر ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا نشان ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ یہ چاروں طریق اتمام حجت اور کامل تسلیٰ کے اس جگہ جمع ہو گئے ہیں۔ مگر پھر بھی ہمارے اندرونی مخالفوں کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔ ہم ذیل میں ان چاروں اتمام حجت کے طریقوں کو لکھتے ہیں اور حق کے طالبوں کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ وہ ان مخالفوں سے پوچھیں کہ ان دلائلِ بینہ سے کیوں روگردانی کرتے ہیں؟ کیا ضرور نہ تھا کہ وہ ان سے فائدہ اٹھاتے یہ تو ظاہر ہے کہ جو امر وقوع میں آ جائے وہ یقینی ہے اور جو

وقوع میں نہیں آیا وہ ہنوز ظنی ہے اور معلوم نہیں کہ کس پہلو سے وقوع میں آوے آیا ظاہری طور پر یا مجازات کے رنگ میں۔ کیونکہ پیشگوئیوں میں دونوں احتمال ہوتے ہیں لیکن جو حصہ وقوع میں آ کر یقینی مرتبہ تک پہنچ گیا ہے۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ جو امور اس کے نقیض واقع ہوں وہ استعارات کے رنگ میں ظاہر ہوں۔ تا خدا کی پیشگوئیوں میں تناقض لازم نہ آوے۔ اور وہ دلائل یہ ہیں:-

(۱) حق کے طالبوں کے لئے سب سے پہلے میں یہ امر پیش کرتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو گا کہ آیت **فَلَمَّا تَوْفَّيْتَنِ**^۱ نے صاف اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ عیسائی عقیدہ میں جس قدر بگاڑ اور فساد ہوا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوا۔ اب اگر حضرت عیسیٰ کو زندہ مان لیں اور کہیں کہ اب تک وہ فوت نہیں ہوئے تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ نصاریٰ نے بھی اب تک اپنے عقائد کو نہیں بگاڑا کیونکہ آیت موصوفہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نصاریٰ کے عقیدوں کا بگڑنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہو گا۔ رہی یہ بات کہ توفی کے اس جگہ کیا معنی ہیں؟ اس کا فیصلہ نہایت صفائی سے صحیح بخاری میں ہو گیا ہے کہ توفی مارنے کو کہتے ہیں۔ یہ قول ابن عباسؓ ہے جس کو حدیث **كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ** کے ساتھ بخاری میں اور بھی تقویت دی گئی ہے اور شارح عینی نے اس قول کا اسناد بیان کیا ہے۔ اب ایک تسلی ڈھونڈنے والا سمجھ سکتا ہے کہ قرآن شریف اور اس کتاب میں جو **أَصْحَ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللَّهِ** ہے صاف گواہی دی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے اور اس شہادت میں صرف امام بخاری رضی اللہ عنہ متفرد نہیں بلکہ امام ابن حزم اور امام مالک رضی اللہ عنہما بھی موت عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں اور ان کا قائل ہونا گویا اُمت کے تمام اکابر کا قائل ہونا ہے کیونکہ اس زمانہ کے اکابر علماء سے مخالفت منقول نہیں اور اگر مخالفت کرتے تو البتہ کسی کتاب میں اُس کا ذکر ہوتا۔

اس جگہ یاد رہے کہ ہمارے دعویٰ کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہے۔ اب دیکھو یہ بنیاد کس قدر مضبوط اور محکم ہے جس کی صحت پر قرآن شریف گواہی دے رہا ہے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دے رہی ہے۔ قول ابن عباس رضی اللہ عنہ گواہی دے رہا ہے۔ اور ائمہ اسلام گواہی دے رہے ہیں اور ان سب کے بعد عقل^۵ بھی گواہی دیتی ہے۔ اور ایلیانہبی کے دوبارہ آنے کا قصہ یہی گواہی دے رہا ہے جس کی تاویل خود حضرت مسیح کے منہ سے یہ ثابت ہوئی کہ ایلیا سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ ہے اور اس تاویل نے یہود کے اس اجماعی عقیدہ کو خاک میں ملا دیا کہ درحقیقت ایلیانہبی جو دنیا سے گذر گیا تھا پھر دنیا میں آئے گا۔ حق کے طالب اس مقام میں خوب سوچیں کہ نصوص قرآنیہ سے نصوص حدیثیہ سے پہلی کتابوں کی شہادت سے ائمہ کی گواہی سے دلائل عقلیہ سے یہی مذہب سچا ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اب ان کے دوبارہ آنے کی اُمید اسی قسم کی اُمید ہے جس اُمید کے سہارے پر یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کیا۔ ہم ثالثوں کے آگے یہ مقدمہ پیش کرتے ہیں وہ جواب دیں کہ اب اس فیصلہ میں کون سی کسر باقی رہ گئی ہے۔ تمام قرآن یہ گواہی دے رہا ہے کہ توفیٰ کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی انسان کی رُوح کو اپنے قبضہ میں لے لے نہ یہ کہ جسم کو اپنے قبضہ میں لے لے۔ ہاں رُوح کو اپنے قبضہ میں لے لینا دو طور سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ خواب کی حالت میں رُوح کو اپنے قبضہ میں لے اور پھر اس کو بدن میں واپس بھیج دے۔ اور یا یہ کہ موت کی حالت میں رُوح کو اپنے قبضہ میں لے اور پھر اُس کو بدن میں واپس نہ بھیجے۔ یہی دو صورتیں ہیں جو قرآن شریف میں بیان فرمائی گئی ہیں مگر جسم کو قبضہ میں لینا کہیں بیان نہیں فرمایا گیا اور نہ کسی لغت والے نے لکھا کہ توفیٰ کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی جسم کو اپنے قبضہ میں لے لے بلکہ بالاتفاق تمام اہل لغت یہی کہتے ہیں کہ جب یہ مثلاً کہا جائے کہ تَوَفَّی اللہُ زَیْدًا تو اس کے یہی معنی ہوں گے کہ خدا تعالیٰ نے زید کی رُوح کو قبض کر لیا۔ ہاں محاورہ قرآنی میں یہ دونوں باتیں آگئی ہیں کہ خواہ اللہ تعالیٰ کسی کے جسم کو نیند کی حالت میں اس کے بستر پر چھوڑ کر رُوح کو قبض کر لے اور پھر واپس جسم میں لاوے اور خواہ موت کی حالت میں ہمیشہ کے لئے قبض کرے اور حشر تک واپس نہ لاوے۔ مگر قبض کا فعل ہمیشہ رُوح سے تعلق رکھے گا نہ کہ جسم سے۔ ہمارے مخالف علماء یہ بھی غلطی کرتے ہیں کہ توفیٰ کے معنی نیند بھی لیتے ہیں۔ خدا اُن کی حالت پر رحم کرے۔

ان کو سمجھنا چاہیے کہ توفقی نیند کو ہرگز نہیں کہتے اور کبھی یہ لفظ نیند پر اطلاق نہیں کیا گیا اور نہ قرآن میں نہ کسی لغت کی کتاب میں نہ حدیث کی کتابوں میں نیند کے معنے لئے گئے۔ بلکہ توفقی کے دوہی معنے ہیں جیسا کہ ابھی میں نے ذکر کیا۔ یعنی اوّل یہ کہ ہمیشہ کے لئے رُوح کو قبض کرنا اور یہ معنے موت سے متعلق ہیں اور دوسرے یہ معنے کہ تھوڑے عرصہ کے لئے رُوح کو قبض کرنا اور پھر بدن کی طرف واپس بھیج دینا اور یہ قبض رُوح کی صورت نیند کی حالت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ قبض رُوح کی صورت اس وقت کسی پر صادق آئے گی جب خدا تعالیٰ کسی شخص کی نیند کی حالت میں اُس کی رُوح کو قبض کرے جیسا کہ ہر روز رات کو اسی طرح ہماری رُوح قبض کی جاتی ہے۔ ہمارا جسم کسی چارپائی یا چٹائی پر پڑا ہوا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہماری رُوح کو تمام رات یا جس وقت تک چاہے اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے۔ تب رُوح کے افعال میں ہماری خود اختیاری معطل پڑ جاتی ہے۔ پھر رات گزرنے کے بعد یا جس وقت خدا تعالیٰ چاہے ہماری رُوح پھر ہمارے بدن کی طرف پھیری جاتی ہے گویا ہم رات کو مرتے اور دن کو زندہ کئے جاتے ہیں۔ پس نیند کی حالت میں جو قبض رُوح ہوتا ہے اس کی یہی مثال ہے جو ہم تمام لوگوں کا چشم دید ماجرا ہے۔ مگر ہم اور ہمارے تمام مخالف جانتے ہیں کہ جب رات کو ہماری رُوح قبض کی جاتی ہے تب اگرچہ خدا تعالیٰ جہاں چاہتا ہے ہماری رُوح کو لے جاتا ہے مگر ہمارا جسم اپنی جگہ سے ایک بالشت بھی حرکت نہیں کرتا۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ نیند کی حالت میں ہمارا جسم آسمان پر چلا جاتا ہے یا اپنی قرار گاہ سے کچھ حرکت کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ غرض یہ فیصلہ نہایت صفائی سے ہو گیا ہے کہ توفقی کے معنے رُوح کا قبض کرنا ہے خواہ نیند کے عالم کی طرح تھوڑی مدّت تک ہو یا موت کے عالم کی طرح حشر کے وقت تک۔

اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفقی کے معنے ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں جس کو بعض مولوی صاحبان بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں مگر یہ امر جائے اعتراض نہیں۔ میں مانتا ہوں کہ وہ میری غلطی ہے الہامی غلطی نہیں۔ میں بشر ہوں اور بشریت کے عوارض مثلاً جیسا کہ سہو اور نسیان اور غلطی یہ تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں گو میں جانتا ہوں کہ

کسی غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا مگر یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اپنے اجتہاد میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے مگر انسان کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے کیونکہ سہو و نسیان لازمہ بشریت ہے۔ میں نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر واپس آئیں گے مگر یہ بھی میری غلطی تھی جو اس الہام کے مخالف تھی جو براہین احمدیہ میں ہی لکھا گیا۔ کیونکہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور مجھے اس قرآنی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خاص تھی۔ اور آنے والے مسیح موعود کے تمام صفات مجھ میں قائم کئے سو خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت تھی جو میں باوجود ان الہامی تصریحات کے ان الہامات کے منشاء پر اطلاع نہ پاسکا اور ایسے عقیدہ کو جو ان الہامات کے مخالف تھا براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ اس تحریر سے میری بریت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اگر وہ الہامات براہین احمدیہ کے میری بناوٹ ہوتے جن میں واقعی طور پر مجھے مسیح موعود قرار دیا گیا تھا تو میں اپنے بیان میں ان الہامات سے اختلاف نہ کرتا بلکہ اُسی وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیتا لیکن ظاہر ہے کہ میرا اپنا عقیدہ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھا ان الہامات کی منشاء سے جو براہین احمدیہ میں درج ہیں صریح نقیض پڑا ہوا ہے۔ جس سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ الہامات میری بناوٹ اور منصوبہ سے مبرا اور منزہ ہیں۔ اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ یہ انسان کا کام نہیں کہ بارہ برس پہلے ایک دعویٰ سے الہامی عبارت لکھ کر اس دعوے کی تمہید قائم کرے اور پھر سالہا سال کے بعد ایسا دعویٰ کرے جس کی بنیاد ایک مدت دراز پہلے قائم کی گئی ہے۔ ایسا باریک مکر نہ انسان کر سکتا ہے نہ خدا اس کو ایسے افتراؤں میں اس قدر مہلت دے سکتا ہے۔

اس تمام تقریر سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات کی بحث میں

☆ وہ یہ آیت ہے۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ - منہ

حق میری طرف ہے۔ پھر اس ثبوت کے ساتھ اور بہت سے دلائل ہیں کہ اس مسئلہ موتِ مسیح کو حق الیقین تک پہنچاتے ہیں جیسا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا آیت **قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** کو اس استدلال کی غرض سے عام صحابہ کے مجمع میں پڑھنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام نبی فوت ہو چکے ہیں۔ اور اللہ جل شانہ کا قرآن شریف میں فرمانا **فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ** جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کرہ زمین کے سوا دوسری جگہ نہ زندگی بسر کر سکتا ہے اور نہ مر سکتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح یعنی نبی سیاح ہونا بھی اُن کی موت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سیاحت زمین تقاضا کرتی ہے کہ وہ صلیب سے نجات پا کر زمین پر ہی رہے ہوں۔ ورنہ ہجر اس زمانہ کے جو صلیب سے نجات پا کر ملکوں کا سیر کیا ہو اور کوئی زمانہ سیاحت ثابت نہیں ہو سکتا صلیب کے زمانہ تک نبوت کا زمانہ صرف ساڑھے تین برس تھے۔ یہ زمانہ تبلیغ کے لئے بھی تھوڑا تھا چہ جائیکہ اس میں تمام ملک کی سیاحت کرتے۔ ایسا ہی مرہم عیسیٰ جو قریباً طب کی ہزار کتاب میں لکھی ہے ثابت کرتی ہے کہ صلیب کے واقعہ کے وقت حضرت عیسیٰ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ اپنے زخموں کا اس مرہم کے ساتھ علاج کراتے رہے۔ اس کا نتیجہ بھی یہی نکلا کہ زمین پر ہی رہے اور زمین پر ہی فوت ہوئے۔ معراج کی رات میں بھی اُن کی روح وفات شدہ ارواح میں پائی گئی۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے اب اس قدر دلائل موت کے بعد کوئی خدا ترس اُن کے زندہ ہونے کا عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔

﴿۴۳﴾

(۲) اب جب وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت ہو گئی تو مسیح موعود کی پیشگوئی کے بخیر

☆ اس استدلال کو سن کر تمام صحابہ خاموش رہے اور کسی نے مخالفت ظاہر نہ کی اور یہ نہ کہا کہ تمام انبیاء فوت نہیں ہوئے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں لہذا اس سے حضرت عیسیٰ کے فوت پر اجماع صحابہ ثابت ہوا اور اگر اس سے پہلے کسی کا اس کے مخالف خیال بھی تھا جو حدیثوں میں روایت کیا گیا ہو کا عدم ہو گیا۔ منہ

اس کے اور کوئی معنی نہ ہوئے کہ جناب موصوف کی خواہر طبیعت پر کوئی اور شخص اس امت میں سے پیدا ہو۔ جیسا کہ حضرت ایلیا کے نام پر حضرت یحییٰ علیہ السلام آگئے۔ اس بات کے ماننے سے مسیح موعود کی پیشگوئی میں کچھ بھی دقتیں اور مشکلات پیدا نہیں ہوئیں بلکہ ایک ذخیرہ غیر معقول باتوں کا معقول رنگ میں آگیا۔ اب کچھ ضرورت نہ رہی کہ نزول کے لفظ سے یہ سمجھا جائے کہ آسمان سے کوئی نازل ہوگا بلکہ لفظ نزول اپنے عام معنوں میں رہا کہ مسافروں کے لئے بولا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ہر ایک آنے والا عظمت کی نگاہ سے نازل سمجھا جاتا ہے اور نزیل جو مسافر کو کہتے ہیں۔ اور اگر فرض کے طور پر حدیث میں آسمان کا لفظ بھی ہو تب بھی حرج نہیں کیونکہ تمام مامور من اللہ آسمانی کہلاتے ہیں اور آسمانی نور ساتھ لاتے ہیں اور جھوٹے آدمی زمینی کہلاتے ہیں۔ یہ عام محاورہ خدا تعالیٰ کی کتابوں کا ہے لیکن اس جگہ یہ ضروری بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ قصہ نزول مسیح جو مسلم میں ایک لمبی حدیث میں جو نو اس بن سمعان سے ہے لکھا ہے جس کے معنی ہمارے مخالف یہ کرتے ہیں کہ گویا آسمان سے کوئی نازل ہوگا یہ معنی ثبوت مذکورہ بالا سے جو ہم نے قرآن اور حدیث اور دیگر شواہد سے دیا ہے بالکل کالعدم ہو کر ان کا بطلان ظاہر ہو گیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ معنی کئے جائیں تو ان معنوں اور بیان قرآن شریف اور دوسری احادیث میں سخت تناقض لازم آتا ہے اس صورت میں بجز اس بات کے ماننے کے چارہ نہیں ہے کہ یہ حدیث اور اس کے امثال استعارات کے رنگ میں ہیں۔ کیونکہ اگر اس مضمون کو ظاہر پر حمل کیا جائے تو بوجہ تناقض یہ تمام حدیث رد کرنے کے لائق ٹھہرے گی۔ مگر الحمد للہ یہ بات فیصلہ پا چکی ہے کہ پیشگوئیوں میں یہی اصول ہے کہ ایک حصہ ان کا ظاہر پر حمل کیا جاتا ہے اور ایک حصہ استعارات کا ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث کو رد کرنے کی حاجت نہیں بلکہ گنجائش تاویل وسیع ہے۔ چونکہ وہ عقیدہ باطلہ جس کے ابطال کے لئے مسیح موعود نے آنا تھا دمشق سے ہی پیدا ہوا ہے یعنی عقائد تثلیث و نجات صلیبی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں دمشق کو مسیح سے ایک تعلق تھا اور مسیح کی روحانیت کا ازل سے دمشق کی طرف رُخ تھا۔ پس جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کشف میں

﴿۴۴﴾

دجال کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور وہ طواف چوروں کی طرح اس بیت سے تھا کہ تا موقعہ پا کر خانہ کعبہ کو منہدم کرے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کشف میں مسیح موعود کو دمشق کے منارہ شرقی پر نازل ہوتے دیکھا سو یہ ایسا ہی ایک کشفی امر تھا جیسا کہ دجال کا طواف کرنا ایک کشفی امر تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ دجال فی الحقیقت مسلمان ہو جائے گا اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گا بلکہ ہر ایک دانا اس وحی کے یہی معنی لے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم کشف میں دجال کی روحانیت منکشف ہوئی اور یہ تمثیل کشفی نظر میں آنکھوں کے سامنے آئی کہ گویا دجال ایک شخص کی صورت میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے اور اس کی تاویل یہ تھی کہ دجال دین اسلام کا سخت دشمن ہوگا اور اس کی نظر بدینتی سے خانہ کعبہ کے گرد پھرتی رہے گی جیسا کہ کوئی اس کا طواف کرتا ہے ظاہر ہے کہ جیسا کہ رات کے وقت چوکیدار گھروں کا طواف کرتا ہے ویسا ہی چور بھی کرتا ہے لیکن چوکیدار کی بیت گھر کی حفاظت اور چوروں کا گرفتار کرنا ہوتا ہے ایسا ہی چور کی نیت نقب زنی اور نقصان رسانی ہوتی ہے۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف میں دجال کی روحانیت جو طواف کعبہ میں پائی گئی اس سے یہی مطلب تھا کہ دجال اس فکر میں لگا رہے گا کہ خانہ کعبہ کی عزت کو دور کرے۔ اور مسیح موعود جو خانہ کعبہ کا طواف کرتا دیکھا گیا اس سے یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود کی روحانیت بیت اللہ کی حفاظت اور دجال کی گرفتاری میں مصروف پائی گئی۔ یہی تشریح اس مقام کی ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو دمشق کے منارہ شرقی میں نازل ہوتے دیکھا۔ چونکہ مبداء تثلیث اور مخلوق پرستی اور صلیبی نجات کا دمشق ہی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی مبارک میں یہ ظاہر کیا گیا کہ مسیح موعود منارہ شرقی دمشق کے پاس نازل ہوا۔ اور نیز جبکہ مسیح موعود کی روحانیت اس طرف متوجہ تھی کہ تثلیث کی بنیاد کو

☆ اسی وجہ سے دوسری حدیث میں جو ابن عساکر میں ہے رَئِیْتُ کَافِظَہُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ مسیح ابن مریم منارہ شرقی دمشق کے قریب نازل ہوا ہے۔ منہ

درہم برہم کرے اور ظاہری مثال میں تثلیث کی بنیاد دمشق سے شروع ہوئی تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کشف میں یہ دکھایا گیا کہ گویا مسیح موعود دمشق کے منارہ مشرقی کے قریب نازل ہوا۔ یہ بعینہ ایسا ہی تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کا طواف کرنا کشفی عالم میں دکھایا گیا۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ظاہر کیا گیا کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج میں سے وہ بیوی پہلے فوت ہوگی جس کے لمبے ہاتھ ہوں گے اور دراصل لمبے ہاتھوں سے مراد سخاوت تھی۔ دراصل بات یہ ہے کہ بسا اوقات انبیاء علیہم السلام اور دوسرے مہمین پر ایسے امور ظاہر کئے جاتے ہیں کہ وہ سراسر استعارات کے رنگ میں ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام ان کو اسی طرح لوگوں پر ظاہر کر دیتے ہیں جس طرح وہ سنتے ہیں یا دیکھتے ہیں۔ اور ایسا بیان کرنا غلطی میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ اُسی رنگ اور طرز سے وحی نازل ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ الہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام استعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض ابتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعہ سے کسی زمانہ کے لئے مقدر ہوتے ہیں وہ علم کی اشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیشگوئیوں کے بعض اسرار سے نبیوں کو اطلاع تو دی جائے مگر ان کو ان اسرار کے افشا سے منع کیا جائے۔ بہر حال یہ امور نبوت کی شان سے ہرگز منافی نہیں ہیں۔ کیونکہ کامل اور غیر محدود علم خدا تعالیٰ کی ذات سے خاص ہے اور نزول مسیح موعود میں یہ احتمال بھی ہے کہ ایسی جگہ اُس موعود کا ظہور ہوگا جو دمشق سے شرق کی طرف واقع ہوگی اور بموجب تحقیق جغرافیہ کے وہ قادیاں ہے کیونکہ دمشق سے اگر ایک خط مستقیم مشرق کی طرف کھینچا جائے تو ٹھیک ٹھیک مشرقی طرف اس کی وہ نقطہ ہے جہاں لاہور ہے جو صدر مقام پنجاب کا ہے اور قادیاں لاہور کے مضافات میں سے ہے۔ کیونکہ دائرہ پنجاب کا مرکز حکومت قدیم سے لاہور ہی ہے اور قادیاں لاہور سے تقریباً ستر میل

☆ یعنی چونکہ مسیح موعود کی توجہ خاص اسی طرف تھی کہ وہ تثلیث کو براہین قطعیہ سے معدوم کرے اس لئے عالم کشف میں دمشق کے قریب اس کا اثر نامشہود ہوا کیونکہ اس کا آنا دمشق کی بنیاد کی قلع قمع کے لئے تھا۔ منہ

کے فاصلہ پر ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ نصوص صریحہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو چکی ہے اور حق کھل گیا ہے اور اس کے مقابل پر یہ دوسرا حصہ احادیث کا جس میں نزول مسیح کی خبر دی گئی ہے یہ سب استعارات لطیفہ ہیں جو از قبیل وحی و راء الحجاب ہیں جس کا قرآن شریف میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور وحی و راء الحجاب کی خدا تعالیٰ کی کلام میں ہزاروں مثالیں ہیں اس سے انکار کرنا منصف کا کام نہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دو جھوٹے نبیوں کو دو کڑوں کی شکل میں دیکھنا اسی قسم کی وحی تھی۔ گائیں ذبح ہوتے دیکھنا بھی اسی قسم کی وحی تھی لمبے ہاتھوں والی بیوی کا سب بیویوں سے پہلے فوت ہونا دیکھنا بھی اسی قسم کی وحی تھی اور ملا کی نبی کی وحی میں یہ ظاہر کیا جانا کہ ایلیا نبی دوبارہ آئے گا اور یہود کی بستیوں میں سے فلاں مقام میں نازل ہوگا یہ بھی اسی قسم کی وحی تھی اور مدینہ کی وبا کا عورت پر اگندہ شکل کے طور پر نظر آنا یہ بھی اسی قسم کی وحی تھی۔ اسی طرح دجال بھی جو ایک دجل کرنے والا گروہ ہے ایک شخص مقرر کی طرح نظر آیا۔ یہ بھی اسی قسم کی وحی ہے۔ نبیوں کی وحیوں میں ہزاروں ایسے نمونے ہیں جن میں روحانی امور جسمانی رنگ میں نظر آئے یا ایک جماعت ایک شخص کی صورت میں نظر آئی۔ تمام نوع انسان کے لئے جس میں انبیاء علیہم السلام بھی داخل ہیں خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ الہام اور وحی اور رؤیا اور کشف پر اکثر استعارات غالب ہوتے ہیں۔ مثلاً دو چار سو آدمی جمع کر کے اُن کی خواہیں سنو تو اکثر اُن میں استعارات ہوں گے۔ کسی نے سانپ دیکھا ہوگا اور کسی نے بھیڑیا اور کسی نے سیلاب اور کسی نے باغ اور کسی نے پھل اور کسی نے آگ اور تمام یہ امور قابل تاویل ہوں گے۔ حدیثوں میں ہے کہ قبر میں عمل صالح اور غیر صالح انسان کی صورت پر دکھائی دیتے ہیں۔ سو یہ ایک ایسا نکتہ ہے جس سے تمام تناقض دُور ہوتے ہیں اور حقیقت کھلتی ہے۔ مبارک وہ جو اس میں غور کریں۔

اور جبکہ کامل تحقیقات سے یہ فیصلہ ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہیں اور ہر ایک پہلو سے اُن کی وفات پایہ ثبوت پہنچ گئی بلکہ حدیث صحیح سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ انہوں نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور واقعہ صلیب کے بعد ستاسی برس اور زندہ رہے تو

یہ سوال باقی رہا کہ پھر ان حدیثوں کے کیا معنی ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم آخری زمانہ میں نازل ہو گا؟ اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں کہ یہ حدیثیں ظاہری معنوں پر ہرگز محمول نہیں ہو سکتیں کیونکہ قرآن شریف میں یعنی آیت **قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مَّرْسُولًا** میں صاف فرمایا گیا ہے کہ عادت اللہ میں یہ امر داخل نہیں کہ کوئی انسان اسی جسم غصری کے ساتھ آسمان پر چلا جائے اور پھر آسمان سے نازل ہو اور نہ اب تک کسی زمانہ میں یہ عادت اللہ ثابت ہوئی کہ کوئی شخص دنیا سے جا کر پھر واپس آیا ہو۔ اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی آج تک ایک بھی نظیر اس قسم کی واپسی کی پائی نہیں گئی۔ مگر اس بات کی نظیر پہلی کتابوں میں موجود ہے کہ جس شخص کے پھر دوبارہ دنیا میں آنے کا وعدہ دیا گیا وہ وعدہ اس طرح پر پورا ہوا کہ کوئی اور شخص اُس کی جگہ اور طبیعت پر آ گیا۔ جیسا کہ ایلیا نبی کا دوبارہ دنیا میں آنا یہود کو وعدہ دیا گیا تھا بلکہ لکھا گیا تھا کہ ضرور ہے کہ مسیح سے پہلے ایلیا دوبارہ دنیا میں آجائے مگر وہ وعدہ اپنی ظاہری صورت میں آج تک پورا نہیں ہوا حالانکہ مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس کے آنے کا وعدہ تھا وہ دنیا میں آ کر دنیا سے اٹھایا بھی گیا۔ پس کچھ شک نہیں کہ وہ وعدہ جیسا کہ حضرت مسیح نے اس پیشگوئی کے معنی کئے باطنی طور پر پورا ہو گیا یعنی حضرت یوحنا جس کا نام یحییٰ بھی ہے ایلیا کی جگہ اور طبیعت پر دنیا میں آیا گویا ایلیا آ گیا۔ اب نظیر مذکورہ بالا کے لحاظ سے ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ ضرور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا وعدہ بھی اسی رنگ اور طرز سے ظہور پذیر ہو جیسا کہ ایلیا کے دوبارہ آنے کا وعدہ ظہور پذیر ہوا اور نہ یہودیوں کی طرز پر مسیح کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کو ظاہری معنوں پر محمول کرنا گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرنا ہے۔ کیونکہ اگر کسی کا دوبارہ دنیا میں آنا سنت اللہ میں داخل تھا تو اس صورت میں یہودیوں کا یہ اعتراض نہایت درست اور بجا ہو گا کہ ایلیا نبی حسب وعدہ ملا کی نبی کے کیوں مسیح سے پہلے دوبارہ دنیا میں نہ آیا؟ اور جس صورت میں سنت الہی میں یہ داخل تھا کہ کوئی شخص دنیا سے گیا ہوا پھر دنیا میں آوے تو گویا نعوذ باللہ اللہ جلّ شانہ نے دانستہ یہودیوں کے سامنے حضرت مسیح کو خفیف اور نادم کیا کہ اُن سے پہلے ایلیا نبی کو دوبارہ

﴿۴۷﴾

دنیا میں نہ بھیجا اور تاویلوں کی حاجت پڑی اور ظاہر الفاظ کے رو سے یہودیوں کا یہ عذر بہت معقول تھا کہ جس حالت میں سچے مسیح کے آنے کے لئے یہ شرط تھی کہ پہلے ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آجائے تو پھر بغیر ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کے کیونکر مسیح ابن مریم دنیا میں آ گیا۔ اب جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے یہودیوں کو یہ جواب ملا ہے کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے سے یوحنا نبی یعنی یحییٰ کا آنا مراد تھا تو ایک دیندار آدمی سمجھ سکتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کا دوبارہ آنا بھی اسی طرز سے ہوگا کیونکہ یہ وہی سنت اللہ ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ وَلَکِنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا^۱

علاوہ ان باتوں کے مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کو یہ آیت بھی روکتی ہے وَلَکِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ^۲ اور ایسا ہی یہ حدیث بھی کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِی - یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے اور وحی نبوت شروع ہو جائے؟ کیا یہ سب امور حکم نہیں کرتے کہ اس حدیث کے معنی کرنے کے وقت ضرور ہے کہ الفاظ کو ظاہر سے پھیرا جائے۔ ماسوا اس کے ایک بڑا قرینہ اس بات پر کہ آنے والا مسیح موعود غیر اس مسیح کا ہے جو گذر چکا اختلاف حلیوں کا ہے۔ کیونکہ صحیح بخاری میں جَوَاصُحُ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللَّهِ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ سُرخ رنگ لکھا ہے۔ جیسا کہ بلا دیشام کے لوگوں کا رنگ ہوتا ہے اور جیسا کہ تصویروں میں دکھایا گیا ہے اور گھنگریالے بال لکھے ہیں۔ لیکن مسیح موعود جس کی اس اُمت میں آنے کی خبر دی گئی ہے اُس کا حلیہ گندم گوں اور سیدھے بالوں والا بیان کیا ہے اور علاوہ اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اسی اُمت میں سے ہوگا بخاری کے یہ لفظ ہیں کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اور مسلم کے یہ لفظ ہیں فَامَّکُمْ مِنْکُمْ دونوں سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ آنے والا مسیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ہے اور اگر یہ کہو کہ ”کیوں جائز نہیں کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہوں اور آنے والا کوئی بھی نہ ہو۔“ تو میں کہتا ہوں کہ ایسا خیال بھی سراسر ظلم ہے۔ کیونکہ یہ حدیثیں ایسے تو اتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں کہ عند العقل ان کا کذب محال ہے اور ایسے متواترات بدیہیات کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔ ماسوا اس کے ان حدیثوں میں جو بڑی بڑی

پیشگوئیاں تھیں جو امورِ غیبیہ پر مشتمل تھیں وہ ہمارے اس زمانہ میں پوری ہو گئی ہیں۔ پس اگر یہ حدیثیں جھوٹی اور انسان کا افترا ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ اُن کی وہ غیب کی باتیں پوری ہو سکتیں جو انسانی طاقت سے باہر ہیں۔ دیکھو یہ پیشگوئی جو یسعی اور حاکم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ قیامت کے قریب یعنی مسیح موعود کے وقت میں لوگ حج سے روکے جائیں گے کیسی صفائی سے ان دنوں میں پوری ہو رہی ہے جو باعث طاعون ہر ایک سلطنت نے حج کے ارادہ کرنے والوں کو سفرِ مکہ معظمہ سے روک دیا۔ کیا ایسا واقعہ پہلے بھی کبھی وقوع میں آیا؟ پھر دیکھو کہ یہ دوسری پیشگوئی جس کا یہ مضمون ہے کہ اس مہدی موعود کے زمانہ میں رمضان میں خسوف کُسو ف ہوگا اور چاند اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج اپنے خسوف کے دنوں میں سے بیچ کے دنوں میں منحسف ہوگا۔ یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے کہ دارقطنی میں آج سے گیارہ سو برس پہلے مندرج ہو کر تمام دنیا میں شائع ہو گئی تھی اور اب نہایت وضاحت سے پوری ہو گئی۔ ایسا ہی حاکم وغیرہ میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ ان دنوں میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو رات دن میں صد ہا کوس چلی جائے گی اور لوگ اس پر رات اور دن میں سفر کریں گے۔ اور ان دنوں میں اونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ دیکھو یہ کیسی اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی ہے جو مسیح موعود کے زمانہ کے بارے میں کی گئی۔ کیا کسی انسان کی طاقت ہے کہ صد ہا برس پہلے افترا کے طور پر ان پیشگوئیوں کو لکھ لے؟ ایسا ہی حدیثوں میں یہ بھی مندرج تھا کہ ان دنوں میں طاعون بھی پھوٹے گی۔ اب آنکھ کھول کر دیکھو کہ یہ وہی دن ہیں اور طاعون روز بروز رومار رہی ہے اور حدیثوں میں یہ پیشگوئی بھی لکھی گئی تھی کہ اُن دنوں میں سورج میں بھی ایک نشان ظاہر ہوگا اور سب کو معلوم ہے کہ ان ایام میں کیسے کامل اور عجیب طور پر سورج گرہن ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے عجیب نظارہ کے

﴿۴۹﴾

☆نوٹ: سلطان روم نے اب کے سال حج کرنے سے روک دیا۔ گورنمنٹ پنجاب نے اعلان کیا کہ اب کے موسم میں کوئی جہاز مکہ کو نہ جاوے گا کوئی عزم حج نہ کرے۔ روسی گورنمنٹ نے حج کے جانے سے ممانعت کر دی دیکھو اخبار عام مارچ و اخبار عام ۱۴ اپریل ۱۸۹۸ء۔ منہ

دیکھنے کے لئے یورپ اور امریکہ سے لوگ آئے۔ کیا یہ امور غیبیہ انسان کی طاقت میں ہیں؟ ایک یہ بھی پیشگوئی تھی کہ اُن دنوں میں ذوالسنین ستارہ بھی نکلے گا جو مسیح کے وقت اور اُس سے پہلے نوح کے وقت میں نکلا تھا۔ اب سب کو معلوم ہے کہ وہ ستارہ نکل آیا۔ اور انگریزی اور اردو اخباروں میں اُس کا نکلتا شائع کیا گیا۔ اور حدیثوں میں جاوا کی آگ کی نسبت بھی خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود کے زمانہ میں نکلے گی۔ اب سب کو معلوم ہے کہ وہ آگ بھی نکل آئی اور کسی واقف کار کو اس سے انکار نہیں۔ اور حدیثوں میں عدن میں طاعون پیدا ہونے کا بھی اشارہ کیا گیا ہے چنانچہ یہ سب باتیں اب پوری ہو گئیں۔ پھر ایسی حدیثیں جن میں اس قدر امور غیبیہ بھرے پڑے ہیں جو اپنے وقت پر پورے ہو گئے کیونکر جھوٹی ٹھہر سکتی ہیں؟ یہ ہم قبول کرتے ہیں کہ ان حدیثوں کے درمیانی زمانہ کے بعض علماء نے غلط معنی کئے ہیں اور اُن کی غلط فہمیوں کا عوام پر بہت ہی بُرا اثر ہوا۔ اور جو لوگ معقول پسند تھے مثلاً معتزلہ وہ ایسے غیر معقول معنی سن کر سرے سے حدیثوں کی صحت سے ہی انکاری ہو گئے۔ لیکن اس انکار سے جو کسی تاریخی جرح پر مبنی نہ تھا بلکہ محض اس خیال پر مبنی تھا کہ مضمون غیر معقول ہے حدیثوں کی صحت میں فرق نہیں آ سکتا بلکہ باوجود انکار کے پھر بھی اس قسم کی حدیثیں اس درجہ تواتر پر تھیں کہ وہ لوگ بھی تواتر کو رد نہ کر سکے اور سراسیمہ رہ گئے۔ اگر اسی زمانہ میں ان حدیثوں کے وہ معنی کئے جاتے جو اب کئے جاتے ہیں تو اسلام کا ایک بھی فرقہ اُن سے منکر نہ ہوتا۔ لیکن افسوس کہ ہر ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کر کے اور ہر ایک مجاز کو واقفیت [☆] کا پیرا یہ پہنا کر ان حدیثوں کو ایسے دشوار گزار راہ کی طرح بنایا گیا جس پر کسی محقق معقول پسند کا قدم ٹھہرنہ سکے۔ سو حدیثوں پر کوئی الزام نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کا قصور فہم ہے جنہوں نے ایسے معنی کئے اور عوام کو افسوس ناک غلطیوں میں مبتلا کیا اور بعض حال کے زمانہ کے معقول پسند بھی جو ان حدیثوں کی صحت سے انکار کرتے ہیں ان کے ہاتھ میں بجز اس کے کوئی وجہ انکار نہیں کہ وہ ان معنوں کو جو اس زمانہ کے علماء کرتے ہیں معقولیت اور سنت اللہ اور قانون قدرت سے خارج پاتے ہیں۔

لیکن ایسے منکر اُسی وقت تک معذور تھے جب تک کہ صحیح معنی جو سراسر سنت اللہ میں داخل ہیں اُن پر ظاہر نہیں کئے گئے تھے۔ اور اب تو یہ بہت شرمناک اور ناانصافی کا طریق ہے کہ باوجود معقول اور قریب قیاس معنوں کے اور باوجود اعلیٰ درجہ کے تواتر احادیث اور باوجود اتفاق اسلام اور نصرانیت کے ان حدیثوں کو رد کیا جائے۔ جو لوگ ان حدیثوں سے جو مسیح موعود کے ظہور کی خبر دے رہی ہیں انکار کرتے ہیں ان کا فرض ہے کہ پہلے وہ اُس تواتر اور ہر ایک پہلو کے ثبوت سے واقفیت حاصل کریں جو ان حدیثوں کو حاصل ہے اور اس بات کو سوچیں کہ یہ خبر صرف حدیث کی کتابوں میں نہیں بلکہ اول یہودیوں کی کتب مقدسہ میں پھر انجیل میں پھر قرآن میں اس کی خبر دی گئی ہے اور پھر سب کے بعد حدیثوں میں اس کی تفصیل آئی ہے اور تین تو میں اس خبر کو قطعی اور یقینی مانتی آئی ہیں۔ اور خدا کا قانون قدرت جس کا منشاء یہ ہے کہ ہر ایک فساد کے وقت اس فساد کے مناسب حال کوئی مصلح آنا چاہیے اس خبر کی تصدیق کرتا ہے۔ اور وہ دین کی رہزن بلائیں اور آفتیں جو قدم قدم پر پیش آ رہی ہیں جن کے مقابلہ میں تیرہ سو برس کی تمام بدعات اور آفات اور فتن کا مجموعہ ہیچ محض ہے۔ وہ بھی اس بات کو چاہتی ہیں کہ خدا تعالیٰ آسمانی اسباب سے حمایت دین کرے۔ پھر بجز تعصب اور ناحق کی نفسانیت کے کوئی مشکلات ہیں جو اس پیشگوئی کے قبول کرنے سے روکتی ہیں؟ کیا اس بات کا باور کرنا مشکل ہے کہ اگر خدا برحق ہے اور دین کچھ چیز ہے تو ان دنوں میں غیرتِ الہی ضرور اس بات کے لئے جوش زن ہونی چاہیے کہ جس قدر کفر اور شرک کے پھیلانے اور توحید کے ذلیل کرنے کے لئے زور لگایا گیا ہے اُسی قدر یا اس سے بڑھ کر اُس زندہ خدا کی طرف سے بھی زور آور حملے ہوں؟ تا لوگ یقین کریں کہ وہ موجود ہے اور اُس کا دین سچا ہے۔ کیا اب تک اس بات کے دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا کہ درحقیقت دین اسلام نہایت غربت کی حالت میں ہے؟ اندرونی طور پر عملی حالت کی یہ صورت ہے کہ گویا قرآن آسمان پر اُٹھ گیا ہے اور بیرونی طور پر مخالفوں نے غلط فہمیوں سے ہزار ہا اعتراض اسلام پر کئے ہیں اور لاکھوں دلوں کو سیاہ کر دیا ہے۔ پس اب اس بات سے کس طرح انکار ہو سکتا ہے

﴿۵۱﴾

کہ ایک مصلح عظیم الشان کی ضرورت ہے جس سے اسلام کی روحانیت بحال ہو اور بیرونی حملے کرنے والے پسپا ہوں۔ ہاں اس قدر ہم ضرور کہیں گے کہ یہ دن دین کی حمایت کے لئے لڑائی کے دن نہیں ہیں۔ کیونکہ ہمارے مخالفوں نے بھی کوئی حملہ اپنے دین کی اشاعت میں تلوار اور بندوق سے نہیں کیا بلکہ تقریر اور قلم اور کاغذ سے کیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے حملے بھی تحریر اور تقریر تک ہی محدود ہوں جیسا کہ اسلام نے اپنے ابتدائی زمانہ میں ہی کسی قوم پر تلوار سے حملہ نہیں کیا جب تک پہلے اس قوم نے تلوار نہ اٹھائی۔ سو اس وقت دین کی حمایت میں تلوار اٹھانا نہ صرف بے انصافی ہے بلکہ اس بات کو ظاہر کرنا ہے کہ ہم تقریر اور تحریر کے ساتھ اور دلائل شافیہ کے ساتھ دشمن کو ملزم کرنے میں کمزور ہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹوں اور کمزوروں کا کام ہے کہ جب جواب دینے سے عاجز آجائیں تو لڑنا شروع کر دیں۔ پس اس وقت ایسی لڑائی سے خدا تعالیٰ کے سچے اور روشن دین کو بدنام کرنا ہے۔ دیکھو کس طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تیرہ برس تک کفار کے ہاتھ سے دُکھا اٹھاتے رہے اور دلائل شافیہ سے اُن کو جواب کرتے رہے اور ہرگز تلوار نہ اٹھائی جب تک دشمنوں نے تلوار اٹھا کر بہت سے پاک لوگوں کو شہید نہ کیا۔ سو جنگِ لسانی کے مقابل پر جنگِ سنی شروع کر دینا اسلام کا کام نہیں ہے کمزوروں اور کم حوصلہ لوگوں کا کام ہے۔ اور جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے مسیح موعود کی پیشگوئی صرف حدیثوں میں نہیں ہے بلکہ قرآن شریف نے نہایت لطیف اشارات میں آنے والے مسیح کی خوشخبری دی ہے جیسا کہ اُس نے وعدہ فرمایا ہے کہ جس طرز اور طریق سے اسرائیلی نبوتوں میں سلسلہ خلافت قائم کیا گیا ہے وہی طرز اسلام میں ہوگی۔ [☆] یہ وعدہ مسیح موعود کے آنے کی خوشخبری اپنے اندر رکھتا ہے۔ کیونکہ جب سلسلہ خلافت انبیاء بنی اسرائیل میں غور کی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ سلسلہ

☆ دیکھو آیت وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

حضرت موسیٰ سے شروع ہوا اور پھر چودہ سو برس بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہو گیا۔ اور اس نظامِ خلافت پر نظر ڈال کر معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا مسیح موعود جس کے آنے کی یہود کو خوشخبری دی گئی تھی چودہ سو برس بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آیا اور غریبوں اور مسکینوں کی شکل میں ظاہر ہوا اور اس مماثلت کے پورا کرنے کے لئے جو قرآن شریف میں دونوں سلسلہ خلافت اسرائیلی اور خلافت محمدی میں قائم کی گئی ہے ضروری ہے کہ ہر ایک منصف اس بات کو مان لے کہ سلسلہ خلافتِ محمدیہ کے آخر میں بھی ایک مسیح موعود کا وعدہ ہو جیسا کہ سلسلہ خلافتِ موسویہ کے آخر میں ایک مسیح موعود کا وعدہ تھا اور نیز تکمیلِ مشابہت دونوں سلسلوں کے لئے یہ بھی لازم آتا ہے کہ جیسا کہ خلافتِ موسویہ کے چودہ سو برس کی مدت پر مسیح موعود بنی اسرائیل کے لئے ظاہر ہوا تھا ایسا ہی اور اسی مدت کے مشابہ زمانہ میں خلافتِ محمدیہ کا مسیح موعود ظاہر ہو۔ اور نیز تکمیلِ مشابہت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جیسا کہ یہودیوں کے علماء نے خلافتِ موسویہ کے مسیح موعود کو نعوذ باللہ کافر اور ملحد اور دجال قرار دیا تھا ایسا ہی خلافتِ محمدیہ کے مسیح موعود کو اسلامی قوم کے علماء کافر اور ملحد اور دجال قرار دیں۔ اور نیز تکمیلِ مشابہت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جیسا کہ خلافتِ موسویہ کا مسیح موعود ایسے وقت میں آیا تھا کہ جبکہ یہودیوں کی اخلاقی حالت نہایت ہی خراب ہو گئی تھی اور دیانت اور امانت اور تقویٰ اور طہارت اور باہمی محبت اور صلح کاری میں بہت فتور پڑ گیا تھا اور ان کی اس ملک کی بھی سلطنت جاتی رہی تھی جس ملک میں مسیح موعود ان کی دعوت کے لئے ظاہر ہوا تھا۔ ایسا ہی خلافتِ محمدیہ کا مسیح موعود قوم کی ایسی حالت اور ایسے ادبار کے وقت ظاہر ہو۔

اور ایک وجہ تکمیلِ مشابہت کی یہ بھی ہے کہ سلسلہ موسویہ کی آخری خلافت کے بارے میں توریت میں لکھا تھا کہ وہ سلسلہ مسیح موعود پر ختم ہوگا۔ یعنی اس مسیح پر جس کا یہودیوں کو وعدہ دیا گیا تھا کہ وہ اس سلسلہ کے آخر میں چودہ سو برس کی مدت کے سر پر آئے گا۔ اور اس کے آنے کا یہ نشان لکھا تھا کہ اس وقت یہودیوں کی سلطنت جاتی رہے گی۔ جیسا کہ توریت پیدائش باب ۴۹ آیت دس میں لکھا تھا کہ یہود اسے ریاست کا عصا جُدا نہ ہوگا اور نہ حکم اُس کے

پاؤں کے درمیان سے جاتا رہے گا جب تک سیلانہ آوے یعنی عیسیٰ علیہ السلام۔ اور تو میں اُس کے پاس اکٹھی ہوں گی۔ اس آیت کا یہی مطلب تھا کہ یہودیوں کی سلطنت جو خدا تعالیٰ کی بہت نافرمانی کریں گے مسیح موعود تک بہر حال قائم رہے گی اور اُن کا عصائے حکومت نہیں ٹوٹے گا جب تک ان کا مسیح موعود یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ آوے اور جب وہ آجائے گا تو وہ عصا ٹوٹے گا اور دنیا میں ان کی سلطنت باقی نہیں رہے گی۔ اسی طرح سلسلہ خلافتِ محمدیہ کے مسیح موعود کو صحیح بخاری میں عیسائی مذہب کی انتہا اور شروع انحطاط کا نشان قرار دیا ہے۔ چنانچہ بخاری کے لفظ یَحْسِرُ الصَّلِیْبَ کا یہ مطلب ہے کہ عیسائی مذہب کی ترقی کم نہ ہوگی۔ اور نہ اس کا قدم آگے بڑھنے سے ضعیف ہوگا اور نہ وہ گھٹے گا جب تک خلافتِ محمدیہ کا مسیح موعود نہ آوے۔ اور وہی ہے جو صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو ہلاک کرے گا۔ جب وہ آئے گا تو وہی زمانہ صلیبی مذہب کے تنزل کا ہوگا اور وہ اگرچہ اس دجال کو یعنی دجالی خیالات کو اپنے حربہ براہین سے معدوم بھی نہ کرے۔ تب بھی وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ خود بخود وہ خیالات دُور ہوتے چلے جائیں گے۔ اور اُس کے ظہور کے وقت تثلیثی مذہب کے زوال کا وقت پہنچ جائے گا اور اس کا آنا اس مذہب کے گم ہونے کا نشان ہوگا۔ یعنی اس کے ظہور کے ساتھ وہ چلے گی جو دلوں اور دماغوں کو تثلیثی مذہب کے مخالف کھینچے گی۔ اور ہزاروں دلائل اس مذہب کے بطلان کے لئے پیدا ہو جائیں گے اور بجز عقلی اور آسمانی

☆ نوٹ: دونوں پیشگوئیوں میں صرف فرق یہ ہے کہ پہلی پیشگوئی میں مسیح موعود کے ظہور کا نشان یہودیوں کا زوال سلطنت تھا اور دوسری پیشگوئی میں مسیح موعود کے ظہور کا نشان تثلیثی مذہب کے انحطاط کے آثار ہیں۔ غرض دوسری پیشگوئی کو سلطنت سے کچھ تعلق نہیں جیسا کہ پہلی پیشگوئی کو مذہب سے کچھ تعلق نہ تھا۔ منہ

☆ نوٹ: یہ ہوا اب ہمارے زمانہ میں کئی پہلو سے چل رہی ہے۔ یورپ میں لاکھوں اعلیٰ تعلیم یافتہ صرف نام کے عیسائی اور دراصل منکرِ تثلیث ہیں۔ پہلے زمانوں میں طبائع کا یہ انقلاب کہاں تھا۔ منہ

نشانوں کے مذہب کے لئے اُور کوئی لڑائی نہیں ہوگی۔ خود زمانہ ہی اس تبدیلی کو چاہے گا۔ اگر وہ مسیح موعود آیا بھی نہ ہوتا تب بھی زمانہ کی نئی ہوا ہی اُس دجالی ترقی کو پکھلا پکھلا کر نابود کر دیتی۔ مگر یہ عزّت اس کو دی جائے گی۔ کام سب خدا تعالیٰ کا ہوگا۔ تو میں ہلاک نہیں ہوں گی بلکہ ایک نئی تبدیلی سے جو دلوں میں پیدا ہوگی باطل ہلاک ہوگا۔ یہی تفسیر لفظ یَحْسِرُ الصَّلِيبَ اور يَصْعُقُ الْحَرْبَ کی ہے۔ یہ غلط اور جھوٹا خیال ہے کہ جہاد ہوگا۔ بلکہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ آسمانی حربہ جو مسیح موعود کے ساتھ نازل ہوگا یعنی آسمانی نشان اور نئی ہوا یہ دونوں باتیں دجالیّت کو ہلاک کریں گی اور سلامتی اور امن کے ساتھ حق اور توحید اور صدق اور ایمان کی ترقی ہوگی اور عداوتیں اُٹھ جائیں گی۔ اور صلح کے ایام آئیں گے۔ تب دنیا کا اخیر ہوگا۔ اسی وجہ سے ہم نے اس کتاب کا نام بھی ایام الصلح رکھا۔

غرض فقرہ حدیث یَحْسِرُ الصَّلِيبَ کا اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس مسیح موعود کے ظہور تک عیسائی مذہب خوب ترقی کرتا جائے گا اور ہر طرف پھیلے گا اور بڑی قوت اور شوکت اُس میں پیدا ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ مذاہب کے حصّوں میں سے ایک بڑا حصہ ٹھہر جائے گا۔ لیکن جب مسیح موعود کا ظہور ہوگا تب وہ دن عیسائی مذہب کے لئے تنزل کے ہوں گے اور خدا تعالیٰ ایک ایسی ہوا چلائے گا اور ایسا فہم و فراست دلوں میں پیدا کرے گا جس سے تمام سلیم دل سمجھ جائیں گے کہ انسان کو خدا بنانا غلطی اور کسی کی پھانسی سے حقیقی نجات ڈھونڈنا خطا ہے۔ اور ان دنوں میں یہ امر ثابت بھی ہو گیا کیونکہ بڑے بڑے پادری صاحبوں نے یہ اشتہار شائع کر دیئے ہیں کہ اس زمانہ میں یک دفعہ عیسائی مذہب تنزل کی صورت میں آ گیا ہے اور اسلام کے مقابل پر اگر دیکھا جائے تو باوجود کروڑ ہا روپیہ خرچ کرنے کے اسلام دن بدن ترقی میں بڑھا ہوا ہے اور یورپ کے روشن دماغ لوگ تشکیکی مذہب سے نفرت کرتے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس ملک میں بھی چوہڑوں پیماروں کی طرف توجہ کرنی پڑی۔ اور حدیثوں میں جو ہے کہ مسیح موعود صلیب کو توڑے گا اس سے

یہ مطلب نہیں کہ وہ درحقیقت صلیب کی صورت کو توڑ دے گا بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ ایسے دلائل اور براہین ظاہر کرے گا جن سے صلیبی اصول کی غلطیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ اور دانشمند لوگ اس مذہب کا کذب یقین کر جائیں گے۔ اور اس حدیث میں یہ صاف اشارہ ہے کہ اس مسیح موعود کا زمانہ ہی ایسا زمانہ ہوگا کہ صلیبی مذہب کا بطلان دن بدن کھلتا جائے گا اور خود بخود لوگوں کے خیال اس طرف منتقل ہوتے جائیں گے کہ مذہب تثلیث باطل ہے۔ ایسا اعتقاد سچائی کا خون کرنا ہے کہ اس وقت عیسائیوں کے ساتھ لڑائیاں ہوں گی۔ اسلام اور قرآن نے کبھی اور کہیں اجازت نہیں دی کہ جو لوگ صرف زبان سے اور مال سے اپنے دین کو ترقی دیتے ہیں اور مذہب کے لئے لڑائی نہیں کرتے اُن سے لڑائی کی جائے۔ یہ خیالات قرآنی تعلیم کے سخت مخالف ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے علماء کے حال پر رحم کرے وہ کیسی غلطی پر ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسیح کے وقت اسلام محض اپنی روحانی طاقت سے ترقی کرے گا۔ اور اپنی تریاتی قوت سے زہریلے مواد کو دور کر دے گا اور مسیح موعود کے ظہور کے ساتھ آسمان سے ایسے فرشتے دلوں میں سچائی کا القا کرنے والے نازل ہوں گے کہ جو خیالات کو تبدیل کریں گے۔ اسی لئے لکھا ہے کہ مسیح موعود دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوگا۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اس کے ظہور کے ساتھ ملائکہ کے تصرفات شروع ہو جائیں گے اور لوگ رفتہ رفتہ خواب غفلت سے جاگتے جائیں گے۔ اور چونکہ یہ سب کچھ مسیح کے ظہور کے ساتھ شروع ہو جائے گا۔ اس لئے یہ تمام کارروائی کسر صلیب کی مسیح موعود کی طرف منسوب ہوگی اور کفر کے مقابلہ پر مثلاً زید یا بکر یا خالد یا کوئی اور شخص جو کچھ عمدہ معارف بیان کرے گا وہ سب معارف مسیح موعود کے طفیل ہوں گے اور اُس کی طرف منسوب کئے جائیں گے کیونکہ وہی ہے جس کے ساتھ فرشتے آئے اور وہی ہے جو روحانی انوار کے لحاظ سے آسمان سے نازل ہوا اور وہی ہے جو باز کی طرح دمشقِ تثلیث کے شکار کے لئے اُترآ۔[☆] لیکن نہ سختی سے بلکہ امن اور

☆نوٹ:- یہ سنت اللہ ہے کہ جب ایک مامور آتا ہے تو آسمان سے اس کے ساتھ فرشتے یا یوں کہوں کہ نور اترتا ہے اور وہ نور مستعد دلوں پر پڑتا اور ان کو روشن کرتا اور ان کو قوت دیتا ہے اور ہر ایک شخص قوت پا کر روحانی امور کو سمجھنے لگتا ہے۔ چونکہ اس نزول نور کا اصل سبب وہ مامور ہی ہوتا ہے اس لئے اس زمانہ کے تمام دینی معارف اُسی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ منہ

﴿۵۵﴾

صلح کاری سے۔ خدا تعالیٰ جو ارحم الراحمین اور ماں باپ سے زیادہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ وہ اپنے غافل اور کمزور بندوں کے لئے یہ پہلو اختیار نہ کرے کہ اُن کو تیرہ سو برس سے غافل پا کر دلائل اور براہین سے سمجھاوے اور آسمانی نشانوں سے تسکین بخشے اور یہ پہلو اختیار کرے کہ کسی کو بھیج کر غافل بندوں کو فنا کرنے کے لئے طیار ہو جائے۔ یہ عادت اس کی ان صفات کے مخالف ہے جن کی قرآن شریف میں تعلیم دی گئی ہے۔ اور قرآن شریف میں یہ وعدہ تھا کہ خدا تعالیٰ فتنوں اور خطرات کے وقت میں دین اسلام کی حفاظت کرے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** سو خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے چار قسم کی حفاظت اپنی کلام کی کی۔ اول حافظوں کے ذریعہ سے اُس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا۔ اور ہر ایک صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کئے جو اُس کی پاک کلام کو اپنے سینوں میں حفظ رکھتے ہیں۔ ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جائے تو اس کا اگلا پچھلا سب بتا سکتے ہیں۔ اور اس طرح ہر قرآن کو تحریف لفظی سے ہر ایک زمانہ میں بچایا۔ دوسرے ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے جنہوں نے قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کی پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ تیسرے متکلمین کے ذریعہ سے جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دے کر خدا کی پاک کلام کو کوتاہ اندیش فلسفیوں کے استخفاف سے بچایا ہے۔ چوتھے رُوحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کی پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا ہے۔

سو یہ پیشگوئی کسی نہ کسی پہلو کی وجہ سے ہر ایک زمانہ میں پوری ہوتی رہی ہے اور جس زمانہ میں کسی پہلو پر مخالفوں کی طرف سے زیادہ زور دیا گیا تھا اُسی کے مطابق خدا تعالیٰ کی غیرت اور حمایت نے مدافعت کرنے والا پیدا کیا ہے۔ لیکن یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ ایک ایسا زمانہ تھا جس میں مخالفوں نے ہر چہار پہلو کے رُوسے حملہ کیا تھا۔ اور یہ ایک سخت طوفان کے دن تھے

﴿۵۶﴾

کہ جب سے قرآن شریف کی دنیا میں اشاعت ہوئی ایسے خطرناک دن اسلام نے کبھی نہیں دیکھے بد بخت اندھوں نے قرآن شریف کی لفظی صحت پر بھی حملہ کیا اور غلط ترجمے اور تفسیریں شائع کیں۔ بہتیرے عیسائیوں اور بعض نیچریوں اور کم فہم مسلمانوں نے تفسیروں اور ترجموں کے بہانہ سے تحریف معنوی کا ارادہ کیا۔☆ اور بہتوں نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن اکثر جگہ میں علوم عقلیہ اور مسائلِ مسلمہ مثبتہ طبعی اور ہیئت کے مخالف ہے اور نیز یہ کہ بہت سے دعاوی اس کے عقلی تحقیقاتوں کے برعکس ہیں اور نیز یہ کہ اس کی تعلیم جبر اور ظلم اور بے اعتدالی اور نا انصافی کے طریقوں کو سکھاتی ہے۔ اور نیز یہ کہ بہت سی باتیں اس کی صفاتِ الہیہ کے مخالف اور قانونِ قدرت اور صحیفہٴ فطرت کے منافی ہیں۔ اور بہتوں نے پادریوں اور آریوں میں سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور قرآن کریم کے نشانوں اور پیشگوئیوں سے نہایت درجہ کے اصرار سے انکار کیا اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام اور دین اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی صورت کھینچ کر دکھائی اور اس قدر افتراء سے کام لیا جس سے ہر ایک حق کا طالب خواہ مخواہ نفرت کرے۔ لہذا اب یہ زمانہ ایسا زمانہ تھا کہ جو طبعاً چاہتا تھا کہ جیسا کہ مخالفوں کے فتنہ کا سیلاب بڑے زور سے چاروں پہلوؤں پر حملہ کرنے کے لئے اُٹھا ہے ایسا ہی مدافعت بھی چاروں پہلوؤں کے لحاظ سے ہو۔ اور اس عرصہ میں چودھویں صدی کا آغاز بھی ہو گیا۔ اس لئے خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے وعدہ کے موافق جو اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَاحْفَظُوْنَۙ ہے اس فتنہ کی اصلاح کے لئے ایک مجدد بھیجا۔ مگر چونکہ ہر ایک مجدد کا خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک خاص نام ہے اور جیسا کہ ایک شخص جب ایک کتاب تالیف کرتا ہے تو اس کے مضامین کے مناسب حال اس کتاب کا نام رکھ دیتا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اس مجدد کا نام خدماتِ مفوضہ کے مناسب حال مسیح رکھا۔ کیونکہ یہ بات مقرر ہو چکی تھی کہ آخر الزمان کے

☆ نوٹ: بہتوں نے اپنی تفسیروں میں اسرائیلی بے اصل روایتیں لکھ کر ایک دنیا کو دھوکا دیا ہے۔ منہ

صلیبی فتنوں کی مسیح اصلاح کرے گا۔ پس جس شخص کو یہ اصلاح سپرد ہوئی ضرور تھا کہ اس کا نام مسیح موعود رکھا جائے۔ پس سوچو کہ یَسْرُ الصَّلِیب کی خدمت کس کو سپرد ہے؟ اور کیا اب یہ وہی زمانہ ہے یا کوئی اور ہے؟ سوچو خدا تمہیں تھام لے۔

اس تمام تحقیقات سے معلوم ہوا کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا ذکر نہیں ہے وہ نہایت غلطی پر ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ مسیح موعود کا ذکر نہایت اکمل اور اتم طور پر قرآن شریف میں پایا جاتا ہے۔ دیکھو اوّل قرآن شریف نے آیت **كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا** میں صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں۔ کیونکہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہم نے اس نبی کو اُس نبی کی مانند بھیجا ہے جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اور واقعات نے ظاہر کر دیا کہ یہ بیان اللہ جلّ شانہ کا بالکل سچا ہے۔ وجہ یہ کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیج کر آخر فرعون کو بنی اسرائیل کی نظر کے سامنے ہلاک کیا اور نہ خیالی اور وہمی طور پر بلکہ واقعی اور مشہود اور محسوس طور پر فرعون کے ظلم سے بنی اسرائیل کو نجات بخشی اسی طرح یعنی بنی اسرائیل کی مانند خدا تعالیٰ کے راستباز بندے مکہ معظمہ میں تیرہ برس تک کفار کے ہاتھ سے سخت تکلیف میں رہے اور یہ تکلیف اُس تکلیف سے بہت زیادہ تھی جو فرعون سے بنی اسرائیل کو پہنچی۔ آخر یہ راستباز بندے اُس برگزیدہ راستبازوں کے ساتھ اور اس کی ایما سے مکہ سے بھاگ نکلے اُسی بھاگنے کی مانند جو بنی اسرائیل مصر سے بھاگے تھے۔ پھر مکہ والوں نے قتل کرنے کے لئے تعاقب کیا اُسی تعاقب کی مانند جو فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل کے قتل کے لئے کیا گیا تھا۔ آخر وہ اُسی تعاقب کی شامت سے بدر میں اُس طرح پر ہلاک ہوئے جس طرح فرعون اور اس کا لشکر دریائے نیل میں ہلاک ہوا تھا اسی رمز کے کھولنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کی لاش بدر کے مُردوں میں دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ شخص اِس اُمت کا فرعون تھا۔ غرض جس طرح فرعون اور اس کا لشکر دریائے نیل میں ہلاک ہونا امور مشہودہ محسوسہ میں سے تھا جس کے وقوع میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا اسی طرح ابو جہل

﴿۵۷﴾

اور اُس کے لشکر کا تعاقب کے وقت بدر کی لڑائی میں ہلاک ہونا امور مشہودہ محسوسہ میں سے تھا جس سے انکار کرنا حماقت اور دیوانگی میں داخل ہے۔

سو یہ دونوں واقعات اپنے تمام سوانح کے لحاظ سے باہم ایسی مشابہت رکھتے ہیں کہ گویا دو توام بھائیوں کی طرح ہیں۔ اور عیسائیوں کا یہ قول کہ یہ مثیل موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں بالکل مردود اور قابلِ شرم ہے کیونکہ مماثلت امور مشہودہ محسوسہ بقیہ قطعہ میں ہونی چاہیے نہ ایسے فضول اور وہمی دعوے کے ساتھ جو خود جائے بحث اور سخت انکار کی جگہ ہے۔ یہ دعویٰ کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے منجی تھے اور ایسا ہی یسوع بھی عیسائیوں کا منجی تھا کس قدر بودہ اور بے ثبوت خیال ہے۔ کیونکہ یہ محض اپنے دل کے بے اثر تصورات ہیں جن کے ساتھ کوئی بدیہی اور روشن علامت نہیں ہے۔ اور اگر نجات دینے کی کوئی علامت ہوتی تو یہود بکمال شکر گزاری اُسی طرح حضرت عیسیٰ کو قبول کرتے اور اُن کے منجی ہونے کا اُسی قدر شکر کے ساتھ اقرار کرتے جیسا کہ دریائے نیل کے واقعہ کے بعد انہوں نے شکر گزاری کے گیت گائے تھے۔ لیکن ان کے دلوں نے تو کچھ بھی محسوس نہ کیا کہ یہ کیسی نجات ہے کہ یہ شخص ہمیں دیتا ہے۔ مگر وہ اسرائیلی یعنی خدا کے بندے جن کو ہمارے سید و مولیٰ نے مکہ والوں کے ظلم سے چھڑایا انہوں نے بدر کے واقعہ کے بعد اسی طرح گیت گائے جیسے کہ بنی اسرائیل نے دریائے مصر کے سر پر گائے تھے اور وہ عربی گیت اب تک کتابوں میں محفوظ چلے آتے ہیں جو بدر کے میدان میں گائے گئے۔

ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اس پیشگوئی کی روح تو یہی مماثلت ہے۔ پھر اگر یہ مماثلت امور مشہودہ محسوسہ میں سے نہ ہو اور مخالف کی نظر میں ایک امر ثابت شدہ اور بدیہیات اور مسلمات کے رنگ میں نہ ہو تو کیونکر ایسا بیہودہ دعویٰ ایک طالب حق کے ہدایت پانے کے لئے رہبر ہو سکتا ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ یسوع کا منجی ہونا عیسائیوں کا صرف ایک دعویٰ ہے جس کو وہ دلائل عقلیہ کے رُو سے ثابت نہیں کر سکے اور نہ بدیہیات کے رنگ میں دکھلا سکے اور پوچھ کر دیکھ لو کہ وہ لوگ عیسائیت اور دوسری قوموں میں کوئی ماہہ الامتیاز

دکھلا نہیں سکتے جس سے معلوم ہو کہ صرف یہ قوم نجات یافتہ اور دوسرے سب لوگ نجات سے محروم ہیں۔ بلکہ ثابت تو یہ ہے کہ یہ قوم روحانیت اور فیوضِ سماوی اور نجات کی روحانی علامات اور برکات سے بالکل بے بہرہ ہے۔ پھر مماثلت کیونکر اور کس صورت سے ثابت ہو مماثلت تو امورِ بدیہیہ اور محسوسہ اور مشہودہ میں ہونی چاہیئے تا لوگ اُس کو یقینی طور پر شناخت کر کے اس سے شخصِ مثیل کو شناخت کریں۔ کیا اگر آج ایک شخصِ مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرے اور مماثلت یہ پیش کرے کہ میں روحانی طور پر قوم کا منجی ہوں اور نجات دینے کی کوئی محسوس اور مشہود علامت نہ دکھلاوے تو کیا عیسائی صاحبان اُس کو قبول کر لیں گے کہ درحقیقت یہی مثیل موسیٰ ہے؟ پس سچا فیصلہ اور ایمان کا فیصلہ اور انصاف کا فیصلہ یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مثیل موسیٰ ہرگز نہیں ہیں اور خارجی واقعات کا نمونہ کوئی انہوں نے ایسا نہیں دکھلایا جس سے مومنوں کی نجات دہی اور کفار کی سزا دہی میں حضرت موسیٰ سے اُن کی مشابہت ثابت ہو بلکہ برعکس اس کے اُن کے وقت میں مومنوں کو سخت تکالیف پہنچیں☆ جن تکالیف سے خود حضرت عیسیٰ بھی باہر نہ رہے۔ پس ہم ایمان کو ضائع کریں گے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک خائن ٹھہریں گے اگر ہم یہ اقرار نہ کریں کہ وہ مثیل جس کا توریت کتاب استثنائے ذکر ہے وہ وہی نبی مؤیدِ الہی ہے جو معہ اپنی جماعت کے تیرہ برس برابر دکھا اٹھا کر اور ہر ایک قسم کی تکلیف دیکھ کر آخر معہ اپنی جماعت کے بھاگا۔ اور اس کا تعاقب کیا گیا آخر بدر کی لڑائی میں چند گھنٹوں میں فیصلہ ہو کر ابو جہل اور اس کا لشکر تلوار کی دھار سے ایسے ہی مارے گئے جیسا کہ دریائے نیل کی دھار سے فرعون اور اس کے لشکر کا کام تمام کیا گیا۔ دیکھو کیسی صفائی اور کیسے مشہود اور محسوس طور پر یہ دونوں واقعات مصر اور مکہ اور دریائے نیل اور بدر کے آپس میں مماثلت رکھتے ہیں۔

﴿۵۹﴾

☆ نوٹ: اگر عیسائیوں کا یہ خیال ہو کہ یسوع نے روحانی طور پر لوگوں کو گناہوں سے نفرت دلائی تو اس بات میں یسوع کی کچھ خصوصیت نہیں تمام نبی اسی غرض سے آیا کرتے ہیں کہ حتی الوسع لوگوں کی اخلاقی اور عملی اور اعتقادی حالت کی اصلاح کریں اور ان کی کوششوں کے اثر بھی ضرور ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ دعویٰ ہے کہ گناہوں کی سزا صرف یسوع کے ذریعہ سے ٹلی تو اس پر کوئی دلیل نہیں۔ منہ

غرض جبکہ یہ ثابت ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت مثیل موسیٰ ہیں تو تکمیلِ مماثلت کا یہ تقاضا تھا کہ اُن کے پیر وؤں اور خلفاء میں بھی مماثلت ہو۔ اور یہ بات ضروری تھی کہ جیسا کہ موسیٰ اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک اشد اور اکمل مشابہت مومنوں کے نجات دینے اور کافروں کو عذاب دینے کے بارے میں پائی گئی ان دونوں بزرگ نبیوں کے آخری خلیفوں میں بھی کوئی مشابہت باہم پائی جائے۔ سو جب ہم سوچتے ہیں تو جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے نہ صرف ایک مشابہت بلکہ کئی مشابہتیں ثابت ہوتی ہیں جو مجھ میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں پائی جاتی ہیں۔☆

اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ برگزیدہ انسان جس کا یہودیوں کو تورات میں وعدہ دیا گیا تھا کہ وہ اُن کے زوالِ سلطنت کے وقت میں ظاہر ہوگا اور وہ سلسلہ خلافتِ موسویہ کا آخری خلیفہ ہوگا ایسا ہی وہ انسان جس کا قرآن شریف اور حدیثوں میں وعدہ دیا گیا تھا کہ وہ آخری زمانہ میں غلبہٴ صلیب کے وقت ظاہر ہوگا ان دونوں انسانوں کا مسیح کیوں نام رکھا گیا؟

☆نوٹ:- اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس زمانہ میں مبعوث ہوئے ہیں اُس زمانہ میں سلطنت کی طرف سے کوئی مذہبی سختی نہیں تھی۔ بعینہ انگریزی سلطنت کی طرح ہر ایک کو آزادی دی گئی تھی سلطنتِ رومیہ ہرگز تلوار کے ساتھ اپنے مذہب کو نہیں پھیلاتی تھی جیسا کہ آج کل سلطنتِ برطانیہ ہے۔ ہاں رومی گورنمنٹ میں بباعثِ عام آزادی اور یونانی فلسفہ کے پھیلنے کے مذہبی تقویٰ اور طہارت بہت کم ہو گئی تھی۔ یونانی فلسفہ کی تعلیم نے لوگوں کو قریب قریب دہریہ کے بنادیا تھا۔ سو اُس وقت ایسے نبی کی ضرورت نہ تھی جو تلوار کے ساتھ آتا جیسا کہ اب ضرورت نہیں کیونکہ مقابل پر مذہب کے لئے تلوار اٹھانے والا نہ تھا اس لئے خدا نے ایک نبی جس کا نام عیسیٰ تھا محض رُوح القدس کی برکت کے ساتھ بھیجا تا دلوں کو روحانی تاثیر سے خدا تعالیٰ کی طرف پھیرے اور دوبارہ خدا کا جلال دنیا میں قائم کرے۔ اور مقدر تھا کہ اسی طرح مثیل موسیٰ کے سلسلہ کے آخر میں روحانی طاقت کے ساتھ ایک شخص آئے گا جو اس سلسلہ کا مسیح موعود ہوگا کیونکہ وہ بھی نہ لڑے گا نہ تلوار نکالے گا اور محض روحانی طاقت سے سچائی کو پھیلائے گا کیونکہ وہ سلطنت بھی امن اور آزادی کی سلطنت ہوگی اور اُسی قسم کا روحانی فساد ہوگا جو رومی سلطنت کے وقت میں تھا۔ منہ

اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل مسیح اس صدیق کو کہتے ہیں جس کے مسیح یعنی چھوٹے میں خدا نے برکت رکھی ہو اور اُس کے اَنفاس اور وعظ اور کلام زندگی بخش ہوں۔ اور پھر یہ لفظ خصوصیت کے ساتھ اس نبی پر اطلاق پا گیا جس نے جنگ نہ کیا اور محض روحانی برکت سے اصلاحِ خلّاق کی۔ اور اس کے مقابل پر مسیح اس معبود دجّال کو بھی کہتے ہیں جس کی خبیث طاقت اور تاثیر سے آفات اور دہریت اور بے ایمانی پیدا ہو اور بغیر اس کے کہ وہ سچائی کے نابود کرنے کے لئے کوئی اور جابرانہ وسائل استعمال کرے صرف اس کی توجہ باطنی یا تقریر یا تحریر یا مخالطت سے محض شیطانی رُوح کی تاثیر سے نیکی اور محبت الہی ٹھنڈی ہوتی چلی جائے۔ اور بدکاری، شراب خوری۔ دروغ گوئی۔ اباحت۔ دُنیا پرستی۔ مکر۔ ظلم۔ تعدّی۔ قحط اور وبا پھیلے۔ یہی معنی ہیں جو لسان العرب وغیرہ اعلیٰ درجہ کی لغت کی کتابوں سے اُن کے بیان کو یکجائی نظر سے دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہی معنی ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں القا کئے ہیں اور اگرچہ دوسرے انبیاء بھی مسیحیت کی صفت اپنے اندر رکھتے ہیں مگر جس نبی نے ایسا زمانہ پایا اور جہاد وغیرہ وسائل کو اُس نے استعمال نہ کیا اور صرف دعا اور روحانی طاقت سے کام لیا اس کا بالخصوصیت یہ نام ہے۔ سو ایسا مسیح اعلیٰ درجہ کا بنی اسرائیل میں صرف ایک ہی گذرا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چودہ سو برس بعد تشریف لائے۔ اور سلسلہ خلافتِ موسویہ کے آخری خلیفہ ٹھہرے اور ہو جب توریت کی پیشگوئی اور قرآن شریف کی پیشگوئی کے خدا تعالیٰ کو منظور ہوا جو اُسی کی مانند سلسلہ خلافتِ محمدیہ کے اخیر پر ایک مسیح پیدا کرے سو اُس نے اسی مدّت کی مانند اس مسیح کو بھی چودھویں صدی کے سر پر پیدا کیا۔ اور پہلے مسیح کی طرح دوسرے مسیح کی نسبت بھی احادیثِ صحیحہ میں حضرت سید اکانات صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی گئی کہ وہ ایسے وقت میں آئے گا کہ جب قرآن آسمان پر اُٹھ جائے گا یعنی لوگ طرح طرح کے شکوک اور شبہات میں مبتلا ہوں گے اور اکثر روز جزاء کی نسبت نہایت ضعیف الاعتقاد اور دہریہ کی طرح ہو جائیں گے اور وہ اپنی کلام اور معجزات اور نشانوں اور روحانی طاقت سے دوبارہ ان میں ایمان قائم کرے گا اور شبہات سے نجات دے گا۔ اور اپنے آسمانی حربہ سے بغیر کسی ظاہری جہاد کے

مسیح الدجال کی رونق کو مٹا دے گا اور روح القدس کی پاک تاثیریں بغیر وسیلہ ہاتھوں کے دنیا میں پھیلیں گی۔ اور حق بنی کی ٹھنڈی ہوا دلوں پر چلے گی اور صلح کاری اور امن اور بنی نوع کی محبت کے ساتھ ایک بھاری تبدیلی ظہور میں آئے گی۔ اور شیطان شکست کھائے گا اور روح القدس غالب ہو گا۔ اس آخری زمانہ کے لئے بہت سے نبیوں نے پیشگوئی کی ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے نادان مولویوں نے جہاد کا مسئلہ خواہ مخواہ اس میں گھسیڑ دیا۔ خدا تعالیٰ کے پاک نبی کا ہرگز یہ منشا نہ تھا۔ یاد رہے کہ اگر کوئی جہاد کرے تو وہ مسیح موعود ہی نہیں بلکہ تریاقی ہوا کا زہریلی ہوا سے ایک روحانی جنگ ہو گا۔ آخر تریاقی ہوا فتح پائے گی اور مسیح موعود صرف اس جنگ روحانی کی تحریک کے لئے آیا۔ ضرور نہیں کہ اُس کے روبروئی اس کی تکمیل بھی ہو۔ بلکہ یہ تخم جو زمین میں بویا گیا آہستہ آہستہ نشوونما پائے گا یہاں تک کہ خدا کے پاک وعدوں کے موافق ایک دن یہ ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ اور تمام سچائی کے بھوکے اور پیاسے اس کے سایہ کے نیچے آرام کریں گے۔ دلوں سے باطل کی محبت اٹھ جائے گی گویا باطل مرجائے گا اور ہر ایک سینہ میں سچائی کی روح پیدا ہوگی اس روز وہ سب نوشتے پورے ہو جائیں گے جن میں لکھا ہے کہ زمین سمندر کی طرح سچائی سے بھر جائے گی۔ مگر یہ سب کچھ جیسا کہ سنت اللہ ہے تدریجاً ہو گا۔ اس تدریجی ترقی کے لئے مسیح موعود کا زندہ ہونا ضروری نہیں بلکہ خدا کا زندہ ہونا کافی ہو گا۔ یہی خدا تعالیٰ کی قدیم سنت ہے اور الہی سنتوں میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ پس ایسا آدمی سخت جاہل ہو گا کہ جو مسیح موعود کی وفات کے وقت اعتراض کرے کہ وہ کیا کر گیا۔ کیونکہ اگرچہ یک دفعہ نہیں مگر انجام کار وہ تمام بیج جو مسیح موعود نے بویا تدریجی طور پر بڑھنا شروع کرے گا اور دلوں کو اپنی طرف کھینچے گا یہاں تک کہ ایک دائرہ کی طرح دنیا میں پھیل جائے گا۔ وہ وقت اور گھڑی خدا تعالیٰ کے علم میں ہے جب یہ اکمل اور اتم تبدیلی ظہور میں آئے گی۔ جس طرح تم دیکھتے ہو کہ دجالیت بھی یک دفعہ زمین میں نہیں پھیلی بلکہ اس کا بیج آہستہ آہستہ بڑھتا اور پھولتا گیا ایسا ہی آہستہ آہستہ سچائی کی طرف دنیا اپنی

☆ شاید وہ ست جگ جس کی ہندو انتظار کرتے ہیں وہ بھی اسی زمانہ کی طرف اشارہ ہے۔ منہ

کروٹ بدلے گی۔ تماشا بینوں کی طرح یہ خیال نہیں رکھنا چاہیے کہ یکدفعہ دنیا اُلٹ پلٹ ہو جائے گی بلکہ جس طرح پرکھیت اور درخت بڑھتے ہیں ایسا ہی ہوگا۔ !!!

یاد رہے کہ جس مسیح یعنی روحانی برکات والے کی مسلمانوں کو آخری زمانہ میں بشارت دی گئی ہے اُسی کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ وہ دجال معبود کو قتل کرے گا۔ لیکن یہ قتل تلوار یا بندوق سے نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دجالی بدعات اس کے زمانہ میں نابود ہو جائیں گی۔

حدیثوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل دجال شیطان کا نام ہے پھر جس گروہ سے شیطان اپنا کام لے گا اُس گروہ کا نام بھی استعارہ کے طور پر دجال رکھا گیا کیونکہ وہ اُس کے اعضاء کی طرح ہے۔ قرآن شریف میں جو یہ آیت ہے **لَخَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ**^۱ یعنی انسانوں کی صنعتوں سے خدا کی صنعتیں

﴿۶۲﴾

بہت بڑی ہیں یہ اشارہ ان انسانوں کی طرف ہے جن کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ آخری زمانہ میں بڑی بڑی صنعتیں ایجاد کریں گے اور خدائی کاموں میں ہاتھ ڈالیں گے۔ اور مفسرین نے لکھا ہے کہ اس جگہ انسانوں سے مراد دجال ہے اور یہ قول دلیل اس بات پر ہے کہ دجال معبود ایک شخص نہیں ہے ورنہ ناس کا نام اُس پر اطلاق نہ پاتا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ ناس کا لفظ صرف گروہ پر بولا جاتا ہے سو جو گروہ شیطان کے وساوس کے نیچے چلتا ہے وہ دجال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف کی اس ترتیب کا اشارہ ہے کہ وہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**^۲ سے شروع کیا گیا اور اس آیت پر ختم کیا گیا ہے۔ **الَّذِي يُوسِّسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ**^۳۔ پس لفظ ناس سے مراد اس جگہ بھی دجال ہے۔ ماحصل اس سورۃ کا یہ ہے کہ تم دجال کے فتنہ سے خدا تعالیٰ کی پناہ پکڑو۔ اس سورۃ سے پہلے سورۃ اخلاص ہے جو عیسائیت کے اصول کے رد میں ہے۔ بعد اس کے سورۃ فلق ہے جو ایک تاریک زمانہ اور عورتوں کی مکاری کی خبر دے رہی ہے اور پھر آخر ایسے گروہ سے پناہ مانگنے کا حکم ہے جو شیطان کے زیر سایہ چلتا ہے اس ترتیب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی گروہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں شیطان کہا ہے

اور اخیر میں اس گروہ کے ذکر سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں اس گروہ کا غلبہ ہوگا جن کے ساتھ نَفَاثَاتٍ فِی الْعُقَدِ ہوں گی۔ یعنی ایسی عیسائی عورتیں جو گھروں میں پھر کر کوشش کریں گی کہ عورتوں کو خاوندوں سے علیحدہ کریں اور عقد نکاح کو توڑیں۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ یہ تینوں سورتیں قرآن شریف کی دجالی زمانہ کی خبر دے رہی ہیں اور حکم ہے کہ اس زمانہ سے خدا کی پناہ مانگوتا اس شر سے محفوظ رہو۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ شر و صرف آسمانی انوار اور برکات سے دور ہوں گے جن کو آسمانی مسیح اپنے ساتھ لائے گا۔

غرض یہ نہایت عجیب بات ہے کہ جیسے ایک مسیح یعنی محض روحانی طاقت سے دین کو قائم کرنے والا اور محض روح القدس سے یقین اور ایمان کو پھیلانے والا موسوی سلسلہ کے آخر میں آیا ایسا ہی اور اسی مدت کی مانند مثیل موسیٰ کے سلسلہ خلافت کے آخر میں آیا۔ اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہمارے سید مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ نے یہودیوں کو فرعون کے ہاتھ سے نجات دی اور نہ صرف نجات بلکہ ایمان لانے کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ یہودی قوم کو سلطنت اور بادشاہی بھی مل گئی۔ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں آئے کہ جب یہودی لوگ سخت ذلت میں پڑے ہوئے تھے۔ اور آپ نے جیسا کہ دوسرے ایمان لانے والوں پر آزادی اور نجات کا دروازہ کھولا اور کفار کے ظلم اور تعدی سے چھڑایا اور آخر خلافت اور بادشاہت اور حکومت تک پہنچایا۔ ایسا ہی یہودیوں پر بھی آپ نے آزادی اور نجات کا دروازہ کھولا

﴿۶۳﴾

﴿۶۳﴾

﴿۶۳﴾

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ تمام افغان یوسف زئی۔ داؤد زئی۔ لودی۔ سروانی۔ اورک زئی۔ سد زئی۔ بارک زئی وغیرہ دراصل بنی اسرائیل ہیں۔ اور ان کا مورث اعلیٰ قیس ہے۔ اور چونکہ یہ بھی ایک مشہور واقعہ افغانوں میں ہے کہ والدہ کی طرف سے ان کے سلسلہ کی ابتدا سارہ بنت خالد ابن ولید سے ہے۔ یعنی قیس اُن کے مورث نے سارہ سے شادی کی تھی اس لئے اور ان معنوں سے وہ خالد کی آل بھی ٹھہرے۔ لیکن بہر حال یہ متفق علیہ افغانوں میں تاریخی امر ہے کہ قیس مورث اعلیٰ اُن کا بنی اسرائیل میں سے تھا۔ یہ بات یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں یعنی تینوں فرقوں نے بالاتفاق تسلیم کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قریباً سات سو برس پہلے بخت نصر بابل نے بنی اسرائیل کو گرفتار کر کے بابل میں پہنچا دیا تھا اور اس حادثہ کے بعد بنی اسرائیل کی بارہ قوموں میں سے

☆

اور پھر حکومت اور امارت تک پہنچایا۔ یہاں تک کہ چند صدیوں کے بعد ہی وہ رُوئے زمین کے

پہلے

صرف دو قومیں یہود اور بن یامین کی اپنے ملک میں واپس آئیں اور دس قومیں اُن کی مشرق میں رہیں اور چونکہ اب تک یہود پتہ نہیں بتلا سکے کہ وہ قومیں کہاں ہیں اور نہ انہوں نے اُن سے خط و کتابت اور رشتہ کا تعلق رکھا۔ اس لئے اس واقعہ سے یہ احتمال پیدا ہوتا ہے کہ انجام کار وہ قومیں مسلمان ہو گئی ہوں گی۔ پھر جب ہم اس قصہ کو اسی جگہ چھوڑ کر افغانوں کے سوانح پر نظر کرتے ہیں کہ وہ اپنے باپ دادوں سے قدیم سے یہ سنتے آئے ہیں کہ دراصل وہ اسرائیلی ہیں جیسا کہ کتاب ”خزائن افغانی“ میں مفصل لکھا ہے تو اس امر میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں رہتا کہ یہ لوگ انہی دس قوموں میں سے ہیں جو مشرق میں ناپیدا نشان بتلائی جاتی ہیں اور ان ہی اسرائیلیوں میں سے کشمیری بھی ہیں جو اپنی شکل اور پیرایہ میں افغانوں سے بہت کچھ ملتے ہیں۔ اور تاریخ بریرہ میں کئی اور انگریزوں کے حوالہ سے ان کی نسبت بھی یہ ثبوت دیا ہے کہ وہ اسرائیلی الاصل ہیں۔ اور ایسے امر کے بحث کے وقت جس کو ایک قوم پشت بہ پشت اپنے خاندان اور نسب کی نسبت تسلیم کرتی چلی آئی ہو یہ بالکل نامناسب ہے کہ ہم چند یہودہ قیاسوں کو ہاتھ میں لے کر اُن کی مسلمات کو رد کر دیں۔ اگر ایسا کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں کوئی قوم بھی اپنی صحت قومیت کو ثابت نہیں کر سکتی۔ ہمیں اس بات کو اوّل درجہ کی دلیل قرار دینا چاہیے کہ ایک قوم باوجود ہزاروں اور لاکھوں اپنے افراد کے پھر ایک بات پر متفق ہو پھر جبکہ کل افغان ہندوستان اور کابل اور قندھار وغیرہ سرحدی زمینوں کے اپنے تئیں اسرائیلی ظاہر کرتے ہیں تو سخت بیوقوفی ہوگی کہ خواہ مخواہ ان کی مسلمات قدیمہ سے انکار کیا جائے۔ قوموں کی جانچ پڑتال میں یہی کافی ثبوت اور اطمینان کے لئے وضع استقامت ہے کہ جو کسی قوم میں ان کے خاندان اور قومیت کی نسبت مشہور واقعات ہوں اُن کو مان لیا جائے اور ایسے امور میں اس سے زیادہ ثبوت ممکن ہی نہیں کہ ایک قوم باوجود اپنی کثرت برادری اور کثرت انتشار و نفوذ کے ایک قول پر متفق ہو اور اگر یہ ثبوت قابل اعتبار نہ ہو تو پھر اس زمانہ میں مسلمانوں کی جس قدر قومیں ہیں مثلاً سید اور قریشی اور مغل وغیرہ یہ سب بے ثبوت اور صرف زبانی دعویٰ ٹھہریں گی۔ لیکن یہ ہماری سخت غلطی ہوگی کہ ہم ان اخبار مشہورہ متواترہ کو نظر انداز کریں جو ہر ایک قوم اپنی صحت قومیت کے بارے میں بطور تاریخی امر کے اپنے پاس رکھتی ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ کوئی قوم اپنے خاندان کے بیان کرنے میں حد سے زیادہ مبالغات کر دے مگر ہمیں نہیں چاہیے کہ مبالغات کو دیکھ کر یا کئی فضول اور بے ربط باتیں پا کر اصل امر کو بھی رد کر دیں۔ بلکہ مناسب تو یہ ہے کہ وہ زوائد جو درحقیقت فضول معلوم ہوں چھوڑ دیئے جائیں اور نفس امر کو جس پر قوم کا اتفاق ہے لیا جائے۔ پس اس طریق سے ہر ایک محقق کو ماننا پڑے گا کہ قوم افغان ضرور بنی اسرائیل ہے۔ ہر ایک کو خود اپنے نفس کو اور اپنی قوم کو زیر بحث رکھ کر سوچنا چاہیے کہ اگر وہ قوم جس میں وہ اپنے تئیں داخل سمجھتا ہے کوئی دوسرا شخص محض چند قیاسی باتیں مد نظر رکھ کر اس قوم سے اس کو خارج کر دے اور تسلیم نہ کرے کہ وہ اس قوم میں سے ہے اور اس کے ان ثبوتوں کو جو پشت بہ پشت کے بیانات سے معلوم ہوئے ہیں نظر انداز کرے اور مجمع عظیم کے اتفاق کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھے تو ایسا آدمی کیسا فتنہ انگیز

بادشاہ ہو گئے کیونکہ یہ قوم افغان جن کی اب تک افغانستان میں بادشاہت پائی جاتی ہے۔

﴿۶۵﴾

یہ
ج
ہے

معلوم ہوتا ہے۔ پس بقول شخصے کہ ”ہر چہ بر خود نہ پسندی بردیگرے نہ پسند“ یہ بھی نامناسب ہے کہ دوسروں کی قسم تو میت پر جو ایک بڑی قومی اتفاق سے مانی گئی ہے ناحق کا جرح کیا جائے۔ ہمیں کیا حق پہنچتا ہے اور ہمارے پاس کیا دلیل ہے کہ ہم ایک قوم کے مسلمات اور متفق علیہ امر کو یوں ہی زبان سے رڈ کر دیں۔ جب ایک امر منقولی اتفاق سے صحیح قرار دیا گیا ہے تو اس کے بعد قیاس کی گنجائش نہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بہت سی باتیں فضولی اور شنی کے طور پر بعض قوموں کے لوگ اپنی قومیت کی نسبت بیان کیا کرتے ہیں۔ لیکن محقق لوگ فضول باتوں کی وجہ سے اصل واقعات کو ہرگز نہیں چھوڑتے بلکہ خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَذَّبَ زُپر عمل کر لیتے ہیں مثلاً گوتم بدھ کے سوانح میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ وہ منہ کی راہ سے پیدا ہوا تھا۔ لیکن جب ہم گوتم کے سوانح لکھنا چاہیں تو ہمیں نہیں چاہیے کہ منہ کی راہ کی پیدائش پر نظر ڈال کر بدھ کے اصل وجود سے ہی انکار کر دیں۔ تاریخ نویسی کا امر بڑا نازک امر ہے۔ اس میں وہ شخص جادہ استقامت پر رہتا ہے کہ جو افراط اور تفریط دونوں سے پرہیز کرے۔ یہ اعتراض بھی ٹھیک نہیں کہ ”اگر افغان لوگ عبرانی الاصل تھے تو ان کے ناموں میں کیوں عبرانی الفاظ نہیں اور ان کا شجرہ پیش کردہ توریت کے بعض مقامات سے کیوں اختلاف رکھتا ہے۔“ یہ سب قیاسی باتیں ہیں جو قومی تاریخ اور تواریخ کو مٹا نہیں سکتیں۔ دیکھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے اس شجرہ کو صحیح نہیں قرار دیا جو وہ لوگ حضرت اسمعیل تک پہنچایا کرتے تھے اور بجز چند پشت کے باقی کذب کا ذہین قرار دیا ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ قریش بنی اسمعیل نہیں ہیں۔ پھر جب کہ قریش جو علم انساب میں بڑے حریص تھے تفصیل وار سلسلہ یاد نہ رکھ سکے تو یہ قوم افغان جن میں اکثر غفلت میں زندگی بسر کرنے والے گذرے ہیں اگر انہوں نے اپنے سلسلہ کی تفصیل بیان کرنے میں غلطی کی یا کچھ جھوٹ ملایا تو اصل مقصود میں کیا فرق آ سکتا ہے۔ اور اب تو بیت بھی کوئی ایسی محفوظ ہے جو نص قطعی کا حکم رکھتی ہو۔ ابھی ہم نے معلوم کیا ہے کہ یہود کے نسخوں اور عیسائیوں کے نسخوں میں بہت فرق ہے۔ غرض یہ نکتہ چینی خوب نہیں ہے اور یہ بات بھی صحیح نہیں کہ افغانوں کے نام عبرانی طرز پر نہیں۔ بھلا بتاؤ کہ یوسف زئی، داؤد زئی اور سلیمان زئی یہ عبرانیوں کے نام ہیں یا کچھ اور ہے۔ ہاں جب یہ لوگ دوسرے ملکوں میں آئے تو ان ملکوں کا رنگ بھی ان کی بول چال میں آ گیا۔ دیکھو سادات کے نام بھی ہمارے ملک میں چمن شاہ اور مگھن شاہ اور تھو شاہ اور متو شاہ وغیرہ پائے جاتے ہیں تو اب کیا ان کو سید نہیں کہو گے؟ کیا یہ عربی نام ہیں؟ غرض یہ یہودہ نکتہ چینی اور نہایت قابل شرم خیالات ہیں۔ ہم قوم کی متواترات سے کیوں انکار کریں۔ اس سے عمدہ تر اور صاف تر ذریعہ حقیقت شناسی کا ہمارے ہاتھ میں کون سا ہے؟ کہ خود قوم جس کی اصلیت ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں ایک امر پر اتفاق رکھتی ہے۔

ماسوا اس کے دوسرے قرائن بھی صاف بتلا رہے ہیں کہ حقیقت میں یہ لوگ اسرائیلی ہیں۔ مثلاً کہ سلیمان جو اوّل افغانوں کا مسکن تھا خود یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اس پہاڑ کا یہ نام اسرائیلی یا دگار کے لحاظ سے رکھا گیا ہے۔

دوسرے ایک بڑا قرینہ یہ ہے کہ قلعہ خیبر جو افغانوں نے بنایا کچھ شک نہیں کہ یہ خیبر کا نام بھی محض اسرائیلی

یہ لوگ دراصل یہودی ہی ہیں۔ اور برنیر صاحب اپنی کتاب وقائع عالمگیری میں یہ بھی ثابت کرتے ہیں

بقیہ حاشیہ

﴿۶۶﴾

یادگار کے لئے اُس خیر کے نام پر جو عرب میں ہے جہاں یہودی رہتے تھے رکھا تھا۔
تیسرا قرینہ ایک یہ بھی ہے کہ افغانوں کی شکلیں بھی اسرائیلیوں سے بہت ملتی ہیں۔ اگر ایک جماعت یہودیوں کی ایک افغانوں کی جماعت کے ساتھ کھڑی کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اُن کا منہ اور ان کا اونچا ناک اور چہرہ بیضادی ایسا باہم مشابہ معلوم ہوگا کہ خود دل بول اُٹھے گا کہ یہ لوگ ایک ہی خاندان میں سے ہیں۔
چوتھا قرینہ افغانوں کی پوشاک بھی ہے افغانوں کے لمبے گرتے اور جُپے یہ وہی وضع اور پیرایہ اسرائیلیوں کا ہے جس کا انجیل میں بھی ذکر ہے۔

پانچواں قرینہ اُن کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔ مگر خواتین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو بُرائی نہیں مانتے بلکہ ہنسی اُٹھتے ہیں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہودی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔

چھٹا قرینہ افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے پر یہ ہے کہ افغانوں کا یہ بیان کہ قیس ہمارا مورث اعلیٰ ہے ان کے بنی اسرائیل ہونے کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی کتب مقدسہ میں سے جو کتاب پہلی تاریخ کے نام سے موسوم ہے اس کے باب ۲۹ آیت ۳۹ میں قیس کا ذکر ہے اور وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اس سے ہمیں پتہ ملتا ہے کہ یا تو اسی قیس کی اولاد میں سے کوئی دوسرا قیس ہوگا جو مسلمان ہو گیا ہوگا اور یا یہ کہ مسلمان ہونے والے کا کوئی اور نام ہوگا اور وہ اس قیس کی اولاد میں سے ہوگا۔ اور پھر باعث خطا عطف اس کا نام بھی قیس سمجھا گیا۔ بہر حال ایک ایسی قوم کے منہ سے قیس کا لفظ نکلنا جو کتب یہود سے بالکل بے خبر تھی اور محض ناخواندہ تھی۔ یقینی طور پر یہ سمجھتا ہے کہ یہ قیس کا لفظ انہوں نے اپنے باپوں سے سنا تھا کہ ان کا مورث اعلیٰ ہے۔ پہلی تاریخ آیت ۳۹ کی یہ عبارت ہے۔ ”اور نیر سے قیس پیدا ہوا اور قیس سے ساؤل پیدا ہوا اور ساؤل سے یہوئتن۔“

ساتواں قرینہ اخلاقی حالتیں ہیں۔ جیسا کہ سرحدی افغانوں کی زودرنجی اور تلوار مزاجی اور خود غرضی اور گردن کشی اور کج مزاجی اور کج روی اور دوسرے جذبات نفسانی اور خونی خیالات اور جاہل اور بے شعور ہونا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ تمام صفات وہی ہیں جو توریت اور دوسرے صحیفوں میں اسرائیلی قوم کی لکھی گئی ہیں اور اگر قرآن شریف کھول کر سورہ بقرہ سے بنی اسرائیل کی صفات اور عادات اور اخلاق اور افعال پڑھنا شروع کرو تو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا سرحدی افغانوں کی اخلاقی حالتیں بیان ہو رہی ہیں۔ اور یہ رائے یہاں تک صاف ہے کہ اکثر انگریزوں نے بھی یہی خیال کیا ہے۔ برنیر نے جہاں یہ لکھا ہے کہ کشمیر کے مسلمان کشمیری بھی دراصل بنی اسرائیل ہیں۔ وہاں بعض انگریزوں کا بھی حوالہ دیا ہے اور ان تمام لوگوں کو اُن دس فرقوں میں سے ٹھہرایا ہے جو مشرق میں گم ہیں جن کا اب اس زمانہ میں پتہ ملا ہے کہ وہ درحقیقت سب کے سب مسلمان ہو گئے

﴿۶۷﴾

﴿۶۶﴾

کہ تمام کشمیری بھی دراصل یہودی ہیں اور اُن میں بھی ایک بادشاہ گذرا ہے اور افغانوں کی

یہودیہ

ہیں۔ پھر جبکہ افغانوں کی قوم کے اسرائیلی ہونے میں اتنے قرائن موجود ہیں اور خود وہ تعامل کے طور پر اپنے باپ دادوں سے سنتے آئے ہیں کہ وہ قوم اسرائیلی ہیں اور یہ باتیں ان کی قوم میں واقعات شہرت یافتہ ہیں تو سخت نا انصافی ہوگی کہ ہم محض تحکم کے طور سے اُن کے ان بیانات سے انکار کریں۔ ذرا یہ تو سوچنا چاہیے کہ ان کے دلائل کے مقابلہ پر ہمارے ہاتھ میں انکار کی کیا دلیل ہے؟ یہ ایک قانونی مسئلہ ہے کہ ہر ایک پُرانی دستاویز جو چالیس برس سے زیادہ کی ہو وہ اپنی صحت کا آپ ثبوت ہوتی ہے پھر جبکہ صد ہا سال سے دوسری قوموں کی طرح جو اپنی اپنی اصلیت بیان کرتی ہیں افغان لوگ اپنی اصلیت قوم اسرائیل قرار دیتے ہیں تو ہم کیوں جھگڑا کریں اور کیا وجہ کہ ہم قبول نہ کریں؟ یاد رہے کہ یہ ایک دوکا بیان نہیں یہ ایک قوم کا بیان ہے جو لاکھوں انسانوں کا مجموعہ ہے اور پشت بعد پشت کے گواہی دیتے چلے آئے ہیں۔

اب جبکہ یہ بات فیصلہ پا چکی کہ تمام افغان درحقیقت بنی اسرائیل ہیں تو اب یہ دوسرا امر ظاہر کرنا باقی رہا کہ پیشگوئی توریت استثناباب ۱۸ آیت ۱۵ سے ۱۹ تک کی افغانی سلطنت سے کمال وضاحت پوری ہوگئی۔ یہ پیشگوئی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے یہ مقدر کیا ہے کہ موسیٰ کی طرح دنیا میں ایک اور نبی آئے گا۔ یعنی ایسے وقت میں جب کہ پھر بنی اسرائیل فرعون کے زمانہ کی مانند طرح طرح کی ذلتوں اور دکھوں میں ہوں گے اور وہ نبی ان کو جو اس پر ایمان لائیں گے اُن دکھوں اور بلاؤں سے نجات دے گا۔ اور جس طرح موسیٰ پر ایمان لانے سے بنی اسرائیل نے نہ صرف دکھوں سے نجات پائی بلکہ ان میں سے بادشاہ بھی ہو گئے ایسا ہی ان اسرائیلیوں کا انجام ہوگا جو اس نبی پر ایمان لائیں گے یعنی آخر ان کو بھی بادشاہی ملے گی اور ملکوں کے حکمران ہو جائیں گے۔ اسی پیشگوئی کو عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر لگانا چاہا تھا جس میں وہ ناکام رہے کیونکہ وہ لوگ اس مماثلت کا کچھ ثبوت نہ دے سکے۔ اور یہ تو ان کے دل کا ایک خیالی پلاؤ ہے کہ یسوع نے گناہوں سے نجات دی۔ کیا یورپ کے لوگ جو عیسائی ہو گئے ہر ایک قسم کی بدکاری اور زنا کاری اور شراب خواری سے سخت متنفر اور موحدانہ زندگی بسر کرتے ہیں؟ ہم نے تو یورپ دیکھا نہیں۔ جنہوں نے دیکھا ہے اُن سے پوچھنا چاہیے کہ یورپ کی کیا حالت ہے؟ ہم نے تو یہ سنا ہے کہ علاوہ اور باتوں کے ایک لندن میں ہی شراب خواری کی یہ کثرت ہے کہ اگر شراب کی دوکانیں سیدھے خط میں لگائی جائیں تو تخمیناً ستر میل تک اُن کا طول ہو سکتا ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اوّل تو گناہوں سے نجات پانا ایک ایسا امر ہے جو آنکھوں سے چُھپا ہوا ہے کون کسی کے اندرونی حالات اور

یہودیہ

ہم اس بات کو ماننے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے دوسرے نبیوں کی طرح حتی الوسع قوم کے بعض لوگوں کی اصلاح کی۔ مگر اصلاح کرنا اُن سے کچھ خاص نہیں تمام نبی اصلاح کے لئے ہی آتے ہیں نہ فساد پھیلانے کے لئے۔ ہاں مغفرت کا چشمہ اُن ہی کی ذات کا ہونا اور انسان کی حق تلفیاں ہوں یا خدا کی۔ سب اُن کے طفیل بخشے جاتا یہ صرف ایک یہودہ دعویٰ ہے جو علاوہ عدم ثبوت قانون قدرت کے بھی برخلاف ہے۔ منہ

﴿۶۸﴾

بادشاہت مسلسل کئی صدیوں سے چلی آتی ہے۔ اب جبکہ یہودیوں کی کُتب مقدسہ میں نہایت صفائی سے بیان کیا گیا ہے کہ موسیٰ کی مانند ایک منجی ان کے لئے بھیجا جائے گا یعنی وہ ایسے وقت میں آئے گا کہ جب قوم یہود فرعون کے زمانہ کی طرح سخت ذلت اور دکھ میں ہوگی۔ اور پھر اُس منجی پر ایمان لانے سے وہ تمام دُکھوں اور ذلتوں سے رہائی پائیں گے تو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی جس کی طرف یہود کی ہر زمانہ میں آنکھیں لگی رہی ہیں وہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

﴿۶۷﴾

﴿۶۸﴾

بقیہ
حاشیہ

خطرات کے بجز خدا تعالیٰ کے واقف ہو سکتا ہے۔ پھر یورپ جو عیسائیوں کے لئے عیسائیت کی زندگی کا ایک کھلا کھلا نمونہ ہے جو کچھ ظاہر کر رہا ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں۔ ہم محض اس قوم کی معصومانہ زندگی قبول کر سکتے ہیں جس کے بعض افراد معصومانہ زندگی کے نشان اپنے ساتھ رکھتے ہوں اور راستبازوں کے برکات اُن میں پائے جاتے ہوں۔ سو یہ قوم تو اسلام ہے جس کی راستبازی کے انوار کسی زمانہ میں کم نہیں ہوئے۔ ورنہ صرف دعویٰ دلیل کا کام نہیں دے سکتا ماسوا اس کے یہ دعویٰ کہ گناہوں کا منجی کسی دوسرے زمانہ میں آنے والا تھا اس وجہ سے بھی نامعقول ہے کہ اگر ایسا منجی بھیجنا منظور تھا تو موسیٰ کے وقت میں ہی اس کی ضرورت تھی کیونکہ بنی اسرائیل طرح طرح کے گناہوں میں غرق تھے۔ یہاں تک کہ بُت پرستی کر کے گناہوں کی معافی کے محتاج تھے۔ پس یہ کس قدر غیر معقول بات ہے کہ گناہ تو اُسی وقت بکثرت ہوں یہاں تک کہ گوسالہ پرستی تک نوبت پہنچی اور گناہوں سے نجات دینے والا چودہ سو برس بعد آوے جبکہ کروڑ ہا انسان ان ہی گناہوں کی وجہ سے داخل جہنم ہو چکے ہوں۔ ایسے ضعیف اور بودے خیال کو کون قبول کر سکتا ہے اور اس کے مقابل پر یہ کس قدر صاف بات ہے کہ اس منجی سے مراد بلاؤں سے نجات دینے والا تھا اور وہ درحقیقت ایسے وقت میں آیا کہ جب کہ یہودیوں پر چاروں طرف سے بلائیں محیط ہو گئی تھیں۔ کئی دفعہ غیر قوموں کے بادشاہ ان کو گرفتار کر کے لے گئے۔ کئی دفعہ غلام بنائے گئے اور دودفعہ ان کی ہیکل مسمار کی گئی۔ ہمارے معنوں کے رُو سے زمانہ ثبوت دیتا ہے کہ درحقیقت بلاؤں سے نجات دینے والا ایسے وقت آنا چاہیے تھا جس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ مگر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یسوع جو ہر دودس کے زمانہ میں پیدا ہوا وہی زمانہ گناہوں کے منجی کے بھیجنے کا زمانہ تھا۔ تا گناہوں سے نجات بخشے۔ غرض روحانی منجی ہونا ایسی بات ہے کہ محض تکلف اور بناوٹ سے بنائی گئی ہے۔ یہودی جس حالت کے لئے اب تک روتے ہیں وہ یہی ہے کہ کوئی ایسا منجی پیدا ہو جو اُن کو دوسری حکومتوں سے آزادی بخشے۔ کبھی کسی یہودی کے خواب میں بھی نہیں آیا کہ رُوحانی منجی آئے گا اور نہ تو ریت کا یہ منشا ہے۔ تو ریت تو صاف کہہ رہی ہے کہ آخری دنوں میں پھر بنی اسرائیل پر مصیبتیں پڑیں گی اور اُن کی حکومت اور آزادی جاتی رہے گی پھر ایک نبی کی معرفت خدا اس حکومت اور آزادی کو دوبارہ بحال کرے گا۔ سو یہ پیشگوئی بڑے زور و شور اور وضاحت کے ساتھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے پوری ہو گئی کیونکہ جب یہود لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

﴿۶۹﴾

﴿۶۹﴾

ہیں جن کے ذریعہ سے توریت کی پیشگوئی کمال وضاحت سے پوری ہو گئی۔ کیونکہ جب یہودی ایمان لائے تو اُن میں سے بڑے بڑے بادشاہ ہوئے یہ اس بات پر دلیل واضح ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسلام لانے سے اُن کا گناہ بخشا اور اُن پر رحم کیا جیسا کہ توریت میں وعدہ تھا۔

پھر ہم اپنی پہلی کلام کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ مسیح موعود کے لئے قرآن شریف میں صرف وہی پیشگوئی نہیں جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں بلکہ ایک اور پیشگوئی ہے جو بڑی وضاحت سے آنے والے مسیح کی

پہلے
جائے

ایمان لائے تو اسی زمانہ میں حکومت اور امارت اور آزادی اُن کو مل گئی اور پھر کچھ دنوں کے بعد وہ لوگ بہ برکت قبول اسلام روئے زمین کے بادشاہ ہو گئے اور وہ شوکت اور حکومت اور امارت اور بادشاہت ان کو حاصل ہوئی جو حضرت موسیٰ کے ذریعہ سے بھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ افغانوں کا عروج جو بنی اسرائیل ہیں شہاب الدین غوری کے وقت سے شروع ہوا۔ اور جب بہلول لودی افغان تخت نشین ہوا تب ہندوستان میں عام طور پر افغانوں کی امارت اور حکومت کی بنیاد پڑی۔ اور یہ افغان بادشاہ یعنی بہلول بہت حریص تھا کہ ہندوستان میں افغانوں کی حکومت اور امارت پھیلاوے اور ان کو صاحبِ املاک اور جاگیر کرے اس لئے اس نے اپنی سلطنت میں جوق جوق افغان طلب کر کے ان کو عہدے اور حکومت اور بڑے بڑے املاک عطا کئے اور جب تک کہ ہندوستان کی سلطنت بہلول اور شیر شاہ افغان سوری کے خاندان میں رہی تب تک افغانوں کی آبادی اور اُن کی دولت اور طاقت بڑی ترقی میں رہی یہاں تک کہ یہ لوگ امارت اور حکومت میں اعلیٰ درجہ تک پہنچ گئے۔ افغانوں کی سلطنت اور اقبال اور دولت کے تصور کے وقت احمد شاہ ابدالی سدّ وزنی کے اقبال پر بھی ایک نظر ڈالنی چاہیے۔ جو افغانوں میں سے ایک زبردست بادشاہ ہوا ہے اور پھر تیمور شاہ سدّ وزنی اور شاہ زمان اور شجاع الملک اور شاہ محمود اور امیر دوست محمد خان اور امیر شیر علی خان ہوئے۔ اور اب بھی والی ملک کابل افغان ہے۔ جو اس ملک کا بادشاہ کہلاتا ہے یعنی امیر عبدالرحمن۔

﴿۷۰﴾

ان تمام واقعات سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کو جو دوبارہ آزادی اور شوکت اور سلطنت کا وعدہ دیا گیا تھا وہ اُن کے مسلمان ہونے کے بعد آخر پورا ہو گیا۔ اس سے توریت کی سچائی پر ایک قوی دلیل پیدا ہوتی ہے کہ کیونکر توریت کے وہ تمام وعدے بڑی قوت اور شان کے ساتھ انجام کار پورے ہو گئے اور اس جگہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ نبی جو بنی اسرائیل کی دوبارہ مصیبتوں کے وقت منجی ٹھہرایا گیا تھا وہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہاں جس طرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف راہ میں بنی اسرائیل کو چھوڑ کر وفات پائی اور قوم اسرائیل کو اُن کے بعد سلطنت ملی اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جیسے جیسے بنی اسرائیل اسلام میں داخل ہوتے گئے حکومت اور امارت اُن کو ملتی گئی یہاں تک کہ آخر کار دُنیا کے بڑے بڑے حصوں کے بادشاہ ہو گئے۔ منہ

خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے **هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ** وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۗ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۱ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے اور علومِ حکمیہ دینیہ جن سے تکمیلِ نفس ہو اور نفوسِ انسانیہ علمی اور عملی کمال کو پہنچیں بالکل گم ہو گئی تھی اور لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔

یعنی خدا اور اس کی صراطِ مستقیم سے بہت دُور جا پڑے تھے۔ تب ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا رسول اُمّی بھیجا اور اُس رسول نے اُن کے نفوس کو پاک کیا اور علمِ الکتاب اور حکمت سے اُن کو مملو کیا یعنی نشانوں اور معجزات سے مرتبہ یقینِ کامل تک پہنچایا اور خدا شناسی کے نُور سے اُن کے دلوں کو روشن کیا اور پھر فرمایا کہ ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا وہ بھی اوّل تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دُور ہوں گے تب خدا اُن کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے گا یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا وہ اُن کو بھی دکھایا جائے گا یہاں تک کہ اُن کا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا اور حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کے وقت سلمان فارسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثَّرِيَاءِ لَنَالَهُ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ یعنی اگر ایمان ثریا پر یعنی آسمان پر بھی اُٹھ گیا ہوگا تب بھی ایک آدمی فارسی الاصل اُس کو واپس لائے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ایک شخص آخری زمانہ میں فارسی الاصل پیدا ہوگا اس زمانہ میں جس کی نسبت لکھا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ اور یہ فارسی الاصل وہی ہے جس کا نام مسیح موعود ہے کیونکہ صلیبی حملہ جس کے توڑنے کے لئے مسیح موعود کو آنا چاہیے وہ حملہ ایمان پر ہی ہے اور یہ تمام آثارِ صلیبی حملہ کے زمانہ کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور لکھا ہے کہ اس حملہ کا لوگوں کے ایمان پر بہت بُرا اثر ہوگا۔ وہی حملہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں دجالی حملہ

﴿۷۰﴾

﴿۱۷﴾

کہتے ہیں۔ آثار میں ہے کہ اُس دجال کے حملہ کے وقت بہت سے نادان خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ دیں گے اور بہت سے لوگوں کی ایمانی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور مسیح موعود کا بڑا بھاری کام تجدید ایمان ہوگا کیونکہ حملہ ایمان پر ہے اور حدیث لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ سے جو شخص فارسی الاصل کی نسبت ہے یہ ثابت ہے کہ وہ فارسی الاصل ایمان کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے آئے گا۔ پس جس حالت میں مسیح موعود اور فارسی الاصل کا زمانہ بھی ایک ہی ہے اور کام بھی ایک ہی ہے یعنی ایمان کو دوبارہ قائم کرنا اس لئے یقینی طور پر ثابت ہوا کہ مسیح موعود ہی فارسی الاصل ہے اور اُسی کی جماعت کے حق میں یہ آیت ہے **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** ^۱ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے صرف دو ہی گروہ ہیں اوّل صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے سخت تاریکی میں مبتلا تھے اور پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پیشگوئیوں کا مشاہدہ کیا اور یقین نے اُن میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کی کہ گویا صرف ایک رُوح رہ گئے۔ دوسرا گروہ جو بموجب آیت موصوفہ بالا صحابہ کی مانند ہیں مسیح موعود کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا۔ اور آیت **آخِرِينَ مِنْهُمْ** میں جو اس گروہ کو **مِنْهُمْ** کی دولت سے یعنی صحابہ سے مشابہ ہونے کی نعمت سے حصّہ دیا گیا ہے۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھے اور پیشگوئیاں مشاہدہ کیں ایسا ہی وہ بھی مشاہدہ کریں گے اور درمیانی زمانہ کو اس نعمت سے کامل طور پر حصّہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ آج کل ایسا ہی ہوا کہ تیرہ سو برس بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ خسوف کسوف رمضان میں موافق حدیث دارقطنی اور فتاویٰ ابن حجر کے ظہور میں آ گیا یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں ہوا۔ اور جیسا کہ مضمون حدیث تھا۔ اُسی طرح پر چاند گرہن اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کے دنوں میں سے

﴿۷۲﴾

بیچ کے دن میں وقوع میں آیا۔ ایسے وقت میں کہ جب مہدی ہونے کا مدعی موجود تھا اور یہ صورت جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوا کبھی وقوع میں نہیں آئی کیونکہ اب تک کوئی شخص نظیر اس کی صفحہ تاریخ میں ثابت نہیں کر سکا۔ سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر ذوالسنین ستارہ بھی جس کا نکلنا مہدی اور مسیح موعود کے وقت میں بیان کیا گیا تھا۔ ہزاروں انسانوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ ایسا ہی جاوا کی آگ بھی لاکھوں انسانوں نے مشاہدہ کی ایسا ہی طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے چشم خود ملاحظہ کر لیا۔ ملک میں ریل کا طیار ہونا اونٹوں کا بے کار ہونا یہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے جو اس زمانہ میں اسی طرح دیکھے گئے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معجزات کو دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ جلّ شانہ نے اس آخری گروہ کو مِنْهُمْ کے لفظ سے پکارا تا یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں وہ بھی صحابہ کے رنگ میں ہی ہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاج نبوت کا اور کس نے پایا۔ اس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلا زاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے حاصل کی۔ بہتیرے اُن میں ایسے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے اُن میں ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے اُن میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم

خریج کرتے تھے۔ اُن میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن اُن کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے۔ اور آسمانی نشانوں سے اُن کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کو کھینچتا تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخِرِیْنَ مِنْہُمْ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں۔ اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔ !!!

﴿۷۳﴾

اور آیت اٰخِرِیْنَ مِنْہُمْ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ جیسا کہ یہ جماعت مسیح موعود کی صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مشابہ ہے ایسا ہی جو شخص اس جماعت کا امام ہے وہ بھی ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعود کی صفت فرمائی کہ وہ آپ سے مشابہ ہوگا اور دو مشابہت اُس کے وجود میں ہوں گی۔ ایک مشابہت حضرت مسیح علیہ السلام سے جس کی وجہ سے وہ مسیح کہلائے گا اور دوسری مشابہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کی وجہ سے وہ مہدی کہلائے گا۔ اسی راز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لکھا ہے کہ ایک حصہ اس کے بدن کا اسرائیلی وضع اور رنگ پر ہوگا اور دوسرا حصہ عربی وضع اور رنگ پر۔ حضرت مسیح علیہ السلام ایسے وقت میں آئے تھے جبکہ ملتِ موسوی یونانی حکماء کے حملوں سے خطرناک حالت میں تھی۔ اور تعلیمِ توریت اور اُس کی پیشگوئیوں اور معجزات پر سخت حملہ کیا جاتا تھا اور یونانی خیالات کے موافق خدا تعالیٰ کے وجود کو بھی ایک ایسا وجود سمجھا گیا تھا کہ جو صرف مخلوق میں مخلوط ہے اور مدبرِ بالا راہ نہیں۔ اور سلسلہ نبوت سے ٹھٹھا کیا جاتا تھا۔ لہذا حضرت عیسیٰ کے مبعوث کرنے سے جو حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد آئے خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ موسوی نبوت کی صحت اور اس سلسلہ کی حقانیت پر تازہ شہادت قائم کرے اور نئی تائیدات اور آسمانی گواہوں سے موسوی عمارت کی دوبارہ مرمت کر دیوے۔ اسی طرح جو اس اُمت کے لئے مسیح موعود بھی چودھویں صدی کے سر پر بھیجا گیا اُس کی بعثت سے بھی یہی مطلب تھا کہ جو یورپ کے فلسفہ

اور یورپ کی دجائیت نے اسلام پر طرح طرح کے حملے کئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور پیشگوئیوں اور معجزات سے انکار اور تعلیم قرآنی پر اعتراض اور برکات اور انوار اسلام کو سخت استہزاء کی نظر سے دیکھا ہے ان تمام حملوں کو نیست و نابود کرے اور نبوت محمدیہ علی صاحبہا الف الف سلام کو تازہ تصدیق اور تائید سے حق کے طالبوں پر چمکاوے اور یہی سر ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۲ میں آج سے سترہ برس پہلے ایک الہام اسی بارہ میں ہوا وہ الہام خدا تعالیٰ کا لاکھوں انسانوں میں شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے:- ”بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلندتر محکم افتاد۔ پاک محمد

مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کرے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔

رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں۔“ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲۔ اور خوب غور کرو کہ میرے نشانوں سے کیا مدعا ٹھہرایا گیا۔ ابھی میں بیان کر چکا ہوں کہ اسی مطلب کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تھے تا تکذیب کی حالت میں نئے نشانوں کے ساتھ توریت کی تصدیق کریں۔ اور اسی مطلب کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا نئے نشانوں کے ساتھ قرآن شریف کی سچائی غافل لوگوں پر ظاہر کی جائے۔ اسی کی طرف الہام الہی میں اشارہ ہے کہ پائے محمدیاں بر منار بلندتر محکم افتاد۔ اور یہی اشارہ اس دوسرے الہام براہین احمدیہ میں ہے۔ الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ. لَتَسْمَعُنَّ قَوْلَهُ مَا اُنْذِرَ اَبَاءَهُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ سَبِيلَ الْمُجْرِمِينَ. قُلْ اِنِّي اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ. اگر کوئی کہے کہ ”حضرت عیسیٰ نبی اللہ ہو کر توریت کی تصدیق کے لئے آئے۔ پس اُن کے مقابل پر تمہاری گواہی کیا قدر رکھتی ہے۔ اس جگہ بھی تصدیق جدید کے لئے کوئی نبی ہی چاہیے تھا“ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں اس نبوت کا دروازہ تو بند ہے جو اپنا سکہ جماتی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ اور حدیث میں ہے لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ اور ہاں ہمہ حضرت مسیح کی وفات نصوص قطعیہ سے ثابت ہو چکی لہذا دنیا میں اُن کے دوبارہ

﴿۷۴﴾

آنے کی اُمید طمع خام۔ اور اگر کوئی اور نبی نیا پُرانا آوے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء رہیں۔ ہاں وحی ولایت اور مکالماتِ الہیہ کا دروازہ بند نہیں ہے جس حالت میں مطلب صرف یہ ہے کہ نئے نشانوں کے ساتھ دینِ حق کی تصدیق کی جائے اور سچے دین کی شہادت دی جائے تو جو نشان خدا تعالیٰ کے نشان ہیں خواہ وہ نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوں اور خواہ ولی کے ذریعہ سے وہ سب ایک درجہ کے ہیں کیونکہ بھیجنے والا ایک ہی ہے۔ ایسا خیال کرنا سراسر جہالت اور حق ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نبی کے ہاتھ سے اور نبی کے ذریعہ سے کوئی تائید ساوی کرے تو وہ قوت اور شوکت میں زیادہ ہے۔ اور اگر ولی کی معرفت وہ تائید ہو تو وہ قوت اور شوکت میں کم ہے بلکہ بعض نشان تو تائید اسلام کے ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ اس وقت نہ کوئی نبی ہوتا ہے اور نہ ولی جیسا کہ اصحابِ اقیل کے ہلاک کرنے کا نشان ظاہر ہوا۔ یہ تو مسلم ہے کہ ولی کی کرامت نبی متبوع کا معجزہ ہے پھر جبکہ کرامت بھی معجزہ ہوئی تو معجزات میں تفریق کرنا ایمانداروں کا کام نہیں۔ ماسوا اس کے حدیثِ صحیح سے ثابت ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے مُرسلوں میں داخل ہے۔ بخاری میں وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی قراءت غور سے پڑھو۔ اور نیز ایک دوسری حدیث میں ہے کہ علماء اہلِ کتاب بنی اسرائیل۔ صوفیائے اپنے مکاشفات سے بھی اس حدیث کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تصحیح کی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ مسلم میں مسیح موعود کے حق میں نبی کا لفظ بھی آیا ہے یعنی بطور مجاز اور استعارہ کے۔ اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں بھی ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے حق میں ہیں۔ دیکھو صفحہ ۴۹۸ میں یہ الہام ہے۔ هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ۔ اس جگہ رسول سے مراد یہ عاجز ہے۔ اور پھر دیکھو صفحہ ۵۰۴ براہین احمدیہ میں یہ الہام جسری اللہ فی حلیل الانبیاء۔ جس کا ترجمہ ہے خدا کا رسول نبیوں کے لباس میں۔ اس الہام میں میرا نام رسول بھی رکھا گیا اور نبی بھی۔ پس جس شخص کے خود خدا نے یہ نام رکھے ہوں اس کو عوام میں سے سمجھنا کمال درجہ کی شوخی ہے۔ اور خدا کے نشانوں کی شہادتیں کسی طرح کمزور نہیں ہو سکتیں۔ خواہ نبی کے ذریعہ سے

ہوں یا محدث کے ذریعہ سے۔ اصل تو یہ ہے کہ خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کا فیض ایک مظہر پیدا کر کے اپنی گواہی آپ دلاتا ہے اور ولی کو مفت کا نام حاصل ہوتا ہے۔ سو درحقیقت ولی جو مصدق ہے وہ آپ سے زینت پاتا ہے آپ اس سے زینت نہیں پاتے۔ واللہ درالقائل ے

ہمہ خوبانِ عالم را بہ زیور ہا بیاریند تو سیمیں تن چناں خوبی کہ زیور ہا بیارائی
ہم بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود کے ظہور کی علامات جو پوری ہونے والی تھیں وہ پوری ہو چکیں۔ صحیح بخاری میں ایک بڑی علامت یہی لکھی گئی تھی کہ وہ غلبہ صلیب کے وقت میں ظاہر ہوگا۔ چنانچہ حدیث یُکْسِرُ الصَّلِيبَ صریح اس امر پر دلالت کر رہی ہے۔ اب کس عقلمند کو اس بات میں کلام ہو سکتا ہے کہ صلیبی عقائد کی اشاعت کمال کو پہنچ گئی۔ [☆] فقرہ یکسر الصلیب کے الفاظ وہ الفاظ ہیں جن پر کمال وثوق سے یقین کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے تھے اور جس قدر ہم ان لفظوں میں غور کریں اُسی قدر ایک روشنی بخش ثبوت اس بات کا پیدا ہوتا ہے کہ اس امر میں کچھ بھی شک نہیں کہ یہ پیشگوئی تمام تر صراحت یہی بتلا رہی ہے کہ مسیح آنے والا عیسائی مذہب کے غلبہ میں آئے گا۔ پس طالب حق کو یہ امر ایک فیصلہ شدہ مان لینا چاہیے کہ مسیح موعود کا ظہور عیسائیت کے غلبہ کے وقت سے وابستہ ہے اور کچھ شک نہیں ہے کہ یہ علامت ظہور میں آ چکی ہے اور پادریوں کے حملوں سے اور ان کی کروڑ ہا کتابوں کی اشاعت سے جس قدر نادانوں اور غافلوں اور بے خبروں کو دھوکے لگے ہیں اور جس قدر ارتداد کے بازار گرم ہوئے ہیں اور جس قدر سیدنا امام الطیبین خیر المرسلین کی توہین کی گئی ہے اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور تعلیم اسلام یہاں تک کہ امہات المؤمنین ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹے الزام لگائے گئے ہیں کیا کوئی مومن یہ رائے ظاہر کر سکتا ہے کہ ابھی یہ ظالمانہ حملے

﴿۷۶﴾

☆ دیکھو کیسے لوگ پادریوں کے ہاتھ سے رو رہے ہیں۔ کتاب ”امہات المؤمنین“ نے کیا کیا مسلمانوں کے دلوں کو زخم پہنچائے جس سے انجمن حمایت اسلام لاہور کے لوگوں کو بھی غیرت آئی اور انہوں نے گورنمنٹ میں میموریل بھیجا جو مدافعت کے لئے حقیقی علاج نہیں ہے۔ کیا اب تک آسمانی مدد کا وقت نہ آیا؟ افسوس! منہ

کمال کو نہیں پہنچے اور ابھی تو بین اور جھوٹے الزامات کے لگانے اور مخلوق کو دھوکا دینے اور ارتداد کا بازار گرم کرنے میں کچھ کسر باقی رہ گئی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ایسا خیال بجز کسی سیاہ دل نادان کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور سچا محب اللہ رسول کا جس وقت وہ کتابیں دیکھے گا جو صلیب کی تائید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں لکھی گئی ہیں تو بے شک اس کا جگر پاش پاش ہوگا اور وہ ضرور سمجھ لے گا کہ یہ وہ غلو ہے جو توہین اسلام اور تائید باطل میں انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ اور جب یہ قبول کر لیا گیا کہ غلو انتہا تک پہنچ گیا ہے تو ساتھ ہی ماننا پڑا کہ کسر صلیب کا وقت آ گیا اور جب وقت آ گیا تو ساتھ اس کے یہ بھی ماننا پڑا کہ اب وہ دن ہیں کہ جن میں ضرور ہے کہ مسیح موعود ظاہر ہو چکا ہو کیونکہ خدا کے وعدوں کا ٹلنا محال ہے۔ ہاں ہم بار بار یاد دلاتے ہیں کہ کسر صلیب کا وقت تو آ گیا لیکن یہ کسر محض روحانی طریق سے ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ جس طرز پر مخالف کے حملے ہوں اُسی طرز پر اُن حملوں کا ذب اور دفع کیا جائے۔ پس جبکہ محض قلم اور تحریر اور تقریر کے رُوسے حملے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ اسلام کی طرف سے بھی تحریر اور تقریر تک حملے محدود ہوں اور کوئی اشتعال اور غضب جہادی لڑائیوں کے رنگ میں ظاہر نہ ہو بلکہ نرمی اور بردباری سے دشمن کی غلطیوں کو دُور کر دیا جائے اور یہ بھی مناسب نہیں کہ عیسائیوں کی سخت گوئی سُن کر حُکام کے آگے استغاثہ کریں کیونکہ یہ بھی ضعف کی نشانی ہے۔ مذہبی آزادی سے جیسا کہ عیسائی فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ ایسا ہی مسلمان بھی اُٹھا سکتے ہیں مگر تہذیب اور نرمی کے ساتھ۔ یاد رکھو کہ عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے ہزار سختی کی جائے گو وہ کیسی ہی بدگوئی کریں گالیاں نکالیں لیکن اگر نرمی سے کام لوگے اور بردباری سے سختی کا جواب دو گے تو ایک دن ضرور ایسا آئے گا کہ نادان معترض سمجھ جائیں گے کہ یہ تمام اعتراضات اُن کی اپنی ہی غلط کاریاں تھیں تب ندامت کے ساتھ اپنی شوخیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کریں گے۔

﴿۷۷﴾

آب ہم پھر اصل مطلب کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ حدیثوں کے رُوسے مسیح موعود کے ظہور کی یہ علامت ہے کہ اُس وقت صلیبی مذہب کی تائید میں بڑی بڑی کوششیں کی جائیں گی

اور نادان لوگ اس قدر بدگوئی اور گالیوں اور فحش بولنے کی نجاست کھائیں گے کہ خنزیر بن جائیں گے۔ تب مسیح ظہور کرے گا اور روحانی حربہ یعنی اتمام حجت سے اُن خنزیریوں کا کام تمام کر دے گا۔ اور اس کے ساتھ فرشتے نازل ہوں گے یعنی سچائی کی تائید میں کچھ ایسی ہوا چلے گی کہ دلوں کو اسلامی توحید کی طرف پھیرے گی اور لوگ باطل عقیدوں سے باطل متغیر ہوتے جائیں گے اور اس طرح ملل باطلہ پر موت آ جائے گی۔ ان حدیثوں کے یہی معنی واقعی طور پر صحیح ہیں۔ نہ یہ کہ تلوار چلے گی اور تمام دنیا خون میں غرق کی جائے گی!!

اب جبکہ صلیبی زور اور صلیبی حمایت اور بدگوئی میں قلم زنی انتہا تک پہنچ گئی تو وہ علامت جو ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور مسیح موعود کے لئے مقرر فرمائی تھی ظاہر ہو گئی۔ اور احادیث صحیحہ میں لکھا ہے کہ جب علامات کا ظہور شروع ہوگا تو تسبیح کے دانوں کی طرح جبکہ اُن کا دھاگہ توڑ دیا جائے وہ ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتی جائیں گی۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ غلبہ صلیب کی علامت کے ساتھ اور تمام علامتیں بلا توقف ظاہر ہونی چاہئیں۔ اور جو علامتیں اب بھی ظاہر نہ ہوں اُن کی نسبت قطعی طور پر سمجھنا چاہیے کہ وہ علامتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں فرمائیں یا بیان فرمائیں مگر ان سے ان کے ظاہری معنی مراد نہ تھے کیونکہ جب علامات کا تسبیح کے دانوں کی طرح ایک کے بعد دوسرے کا ظاہر ہونا ضروری ہے، تو جو علامت اس نظام سے باہر رہ جائے اور ظاہر نہ ہو اس کا باطل ہونا ثابت ہوگا۔ دیکھو یہ علامتیں کیسی ایک دوسرے کے بعد ظہور میں آئیں (۱) چودھویں صدی میں سے چودہ برس گزر گئے جس کے سر پر ایک مجدد کا پیدا ہونا ضروری تھا (۲) صلیبی حملہ مع فحش گوئی اسلام پر نہایت زور سے ہوئے جو کسر صلیب کرنے والے مسیح موعود کو چاہتے تھے۔

☆ نوٹ: قرآن شریف میں بھی آخری زمانہ میں پادریوں اور مشرکوں کا اسلام پر اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بدگوئی اور فحش گوئیوں کے ساتھ زبان کھولنا بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ آتَوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ اَلْا یعنی تم اہل کتاب اور مشرکوں سے دلائل اور دُکھ دینے والی باتیں بہت سنو گے۔ سو جس قدر اس زمانہ میں دلائل باتیں سنی گئیں اُن کی نظیر تیرہ سو برس میں نہیں پائی گئی۔ اس لئے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا یہی زمانہ ہے۔ منہ

(۳) ان حملوں کے کمال جوش کے وقت میں ایک شخص ظاہر ہوا جس نے کہا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ (۴) آسمان پر حدیث کے موافق ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا کسوف خُوف ہوا۔ (۵) ستارہ ذوالسنین نے طلوع کیا وہی ستارہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں نکلا تھا جس کی نسبت حدیثوں میں پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ آخر زمان یعنی مسیح موعود کے وقت میں نکلے گا۔ (۶) ملک میں طاعون پیدا ہوا ابھی معلوم نہیں کہاں تک انجام ہو۔ یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ آخر زمان یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں طاعون پھوٹے گی۔ (۷) حج بند کیا گیا۔ یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ آخر زمان یعنی مسیح کے زمانہ میں لوگ حج نہیں کر سکیں گے۔ کوئی روک واقع ہوگی۔ (۸) ریل کی سواری پیدا ہوگئی۔ یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو صبح اور شام اور کئی وقت چلے گی اور تمام مدار اس کا آگ پر ہوگا اور صد ہا لوگ اُس میں سوار ہوں گے (۹) بے باع ریل اکثر اونٹ بے کار ہو گئے۔ یہ بھی حدیثوں اور قرآن شریف میں تھا کہ آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہوگا اونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ (۱۰) جاوا میں آگ نکلی اور ایک مدت تک کنارہ آسمان سُرخ رہا۔ یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایسی آگ نکلے گی۔ (۱۱) دریاؤں میں سے بہت سی نہریں نکالی گئیں۔ یہ قرآن شریف میں تھا کہ آخری زمانہ میں کئی نہریں نکالی جائیں گی۔

ایسا ہی اور بھی بہت سی علامتیں ظہور میں آئیں جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں۔ اب چونکہ ضرور ہے کہ تمام علامتیں یکے بعد از دیگرے واقع ہوں اس لئے یہ ماننا پڑا کہ جو علامت ذکر کردہ عنقریب وقوع میں نہیں آئے گی وہ یا تو جھوٹ ہے جو ملایا گیا اور یا یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ اور معنوں سے یعنی بطور استعارہ یا مجاز وقوع میں آگئی ہے۔ اور طریق عقلی بھی یہی چاہتا ہے کہ مسیح موعود کا اسی طرح ظہور ہو کیونکہ عقل کے سامنے ایسی کوئی سنت اللہ نہیں جس سے عقل اس امر کو شناخت کر سکے کہ آسمان سے بھی لوگ صد ہا برس کے بعد نازل ہوا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے نئے نشان بھی یہی گواہی دے رہے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ کاروبار

انسان کی طرف سے ہوتا تو بموجب وعدہ قرآن شریف چاہیے تھا کہ جلد تباہ ہو جاتا۔ لیکن خدا اس کو ترقی دے رہا ہے۔ بہت سے نشان ایسے ظاہر ہو چکے ہیں کہ اگر ایک منصف سوچے تو بد بھی طور پر ان نشانوں کی عظمت اُس پر ظاہر ہو سکتی ہے۔ لیکھرام کی موت کی پیشگوئی کس معرکہ کی پیشگوئی تھی اور کس زور شور سے پوری ہوئی۔ کس قدر پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہو چکیں۔ کہاں ہے آتھم؟ اور کہاں ہے لیکھرام؟ اور کہاں ہے احمد بیگ؟ اگر ذرہ عقل سے کوئی شخص کام لے تو اُسے معلوم ہوگا کہ یہ تینوں شخص پیشگوئیوں کے مطابق فوت ہوئے ہیں۔ براہین احمدیہ کی پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے سترہ سال پہلے لکھی گئیں کس قدر عظمت اپنے اندر رکھتی ہیں۔ ان میں ان تمام امور کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا گیا ہے جو آج تک بعد میں ظہور میں آتے رہے۔ براہین احمدیہ میں قبل از وقت بذریعہ الہام یہ بتلایا گیا ہے کہ دُور دُور سے لوگ آئیں گے اور اس جماعت میں داخل ہوں گے اور خدا بہت سے ممد و معاون پیدا کرے گا جو اپنے مالوں کے ساتھ مدد دیں گے۔ اور یہ بھی براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ تین فتنے تین قوموں مسلمانوں اور پادریوں اور آریوں کی طرف سے برپا ہوں گے۔ اب دیکھو کہ یہ سب باتیں کس صفائی کے ساتھ پوری ہوئیں اور ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ کی نسبت اور اس کے انجام کے بارے میں دو ماہ پیشتر اپنی جماعت میں قریباً دو سو آدمی کو بتلایا گیا۔ دیکھو وہ جیسا کہ بتلایا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ مہوتسو کے جلسہ کی نسبت الہامی اشتہار دیا گیا تھا کہ ہمارا مضمون بالارہے گا اور وہ اشتہار قبل از وقت ہندوؤں اور مسلمانوں سب کو پہنچایا گیا تھا۔ دیکھو وہ الہام کیسا سچ نکلا۔ اب خود سوچو کہ کیا اس قدر الہام جو بعض اُن میں سے سترہ سال پہلے بتلائے گئے کیا یہ انسان کا کام ہو سکتا ہے؟ نہیں نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے تا وہ اپنے بندے کی سچائی پر گواہی دے۔ یہ وہی گواہی ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۰ میں یہ الہام ہے۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مومنون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مسلمون۔ ترجمہ: ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ماننے ہو؟ کیا

تم اطاعت کرتے ہو؟ دیکھو کس قدر گواہیاں میرے اس دعویٰ پر ہیں۔ (۱) نئے نشان جو میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں الگ گواہیاں ہیں۔ (۲) ہمارے سید و مولیٰ کی علامات مقرر کردہ کا اس وقت پورا ہونا یہ الگ شہادتیں ہیں۔ (۳) اہل کشف کی پیشگوئیوں کا اس زمانہ میں میرے حق میں پورا ہونا۔ جیسے شاہ ولی اللہ کی پیشگوئی اور نعمت اللہ کی پیشگوئی اور گلاب شاہ کی پیشگوئی یہ تمام الگ شہادتیں ہیں۔ (۴) اور صدی کے سر کا ایک ایسے مجذّب کو چاہنا جو کسرِ صلیب کے لئے مامور ہو یہ الگ شہادت ہے۔ (۵) زمانہ کی حالت موجودہ کا ایسے امام کو چاہنا جو آفاتِ حملہ صلیبیہ کے مناسب حال ہو یہ الگ شہادت ہے۔ غرض ہر ایک طریق سے حجت پوری ہو گئی ہے۔ اب جو شخص انکار کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ کا مقابلہ کر رہا ہے۔

اگر کوئی شخص تعصب سے الگ ہو کر اور پاک طبیعت لے کر ہمارے ان دلائل کو با معان نظر دیکھے گا وہ نہ صرف یہی دلائل بلکہ دلائل پر دلائل معلوم کرے گا اور ثبوت پر ثبوت اُسے نظر آئے گا۔ جو لوگ اس بات کو نہیں مانتے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اُن کو بڑی دقتیں پیش آئی ہیں اور اُن کا دل ہر وقت انہیں جتلا رہا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے الزام کے نیچے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ زمانہ آ گیا اور بہت سا حصہ اُس میں سے گزر بھی گیا۔ پھر اس وقت مسیح موعود کے ظہور سے انکار گویا خدا اور اُس کے رسول کے فرمودہ سے انکار ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ وہ آفتیں برپا ہیں جن کا برپا ہونا مسیح موعود کے ظہور کے لئے ایک پختہ اور قطعی علامت ٹھہرایا گیا تھا۔ کیا انہیں معلوم نہیں ہوا کہ کسوف خسوف رمضان پر بھی کئی سال گزر گئے جو دارقطنی میں امام باقر سے مہدی موعود کا نشان قرار دیا گیا تھا اور اس کا معجزہ سمجھا جاتا تھا۔ اور یہ نشان مہدی موعود یعنی خسوف کسوف ماہِ رمضان میں فتاویٰ ابن حجر میں لکھا گیا تھا جو حنفیوں کی ایک نہایت معتبر کتاب ہے۔ پھر کیا وجہ کہ زمین کے نشان بھی ظاہر ہو گئے اور آسمان کے بھی۔ مگر مسیح موعود ظاہر نہ ہوا؟ کیا ارتداد کی وبا پھوٹ نہیں پڑی؟ کیا اب تک کئی لاکھ آدمی طعمہ نہنگ مخلوق پرستی نہیں ہو چکا؟ کیا عیسائیت آگ کے طوفان کی طرح بہت سے گھروں کو کھانہ نہیں گئی؟ پس کیا اب تک وہ

وقت نہیں پہنچا کہ خدا کی نظر گم گشتہ انسانوں کو رحم کی نظر سے دیکھے اور صلیبی حملوں کی کسر میں مشغول ہو؟ کیا اسی غرض سے چودھویں صدی کے سر کی انتظار نہیں تھی؟ سچ کہو عام مسلمانوں کا کائناتس بموجب قول مشہور ”زبانِ خلق نقارہ خدا“ چودھویں صدی کی نسبت کیا بول رہا تھا؟ سو بھائیو! خدا سے صلح کرو! پٹی پر ہیز گاری سے کام لو۔ آسمان اپنے غیر معمولی سماوی حوادث سے ڈر رہا ہے۔ زمین بیماریوں سے انداز کر رہی ہے۔ مبارک وہ جو سمجھے۔

اور یہ عذر جس کو ہمارے کوتاہ اندیش علماء بار بار پیش کیا کرتے ہیں کہ مسیح کا آسمان سے نازل ہونا اور منارہ دمشق کے قریب اترنا ضروری ہے۔ یہ اُن دلائل اور نشانوں اور ثابت شدہ واقعات کے مقابل پر جو اس کتاب میں لکھے گئے ہیں ایسی فضول بات اور کچا خیال ہے جس پر ایک عقلمند نہایت افسوس کے ساتھ تعجب کرے گا۔ افسوس ان لوگوں کو اب تک یہ خیال نہیں آیا کہ ایسی عبارتیں کہ جو محکمات اور بینات کے مقابل میں پڑے ہیں واجب التاویل ہیں۔ کیا خدا کا کلام نعوذ باللہ اختلافات اور تناقضات کا مجموعہ ہے؟ بلکہ اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہے تو ایسی عبارتوں کے جس طور سے چاہو معنے کر سکتے ہو پھر کیا ضرور کہ ان حدیثوں کے ایسے معنے کئے جائیں جو ثابت شدہ نشانوں اور بینات کے مقابل پر پڑیں۔ قرآن شریف میں آیت **قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُولًا** میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نازل ہی لکھا گیا ہے مگر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت آسمان سے نازل ہوئے تھے؟ سو اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور تناقض کو درمیان سے اٹھاؤ۔ ایسی عبارتوں کی بہت سادہ طور پر توجیہ ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود دمشق کے مشرقی طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگا اور اس میں کیا شک ہے کہ قادیاں دمشق کی مشرقی طرف ہے اور ایسا ہی کئی اور توجیہیں ہو سکتی ہیں جو واقعات ثابت شدہ کے منافی نہیں ہیں۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ بعض اقوال صحابہ میں نزول کے ساتھ الہی کا لفظ آیا ہے جو اوپر سے نیچے کی طرف کے لئے مستعمل ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ جس حالت میں استعارہ کے طور پر خدا تعالیٰ کے ماموروں کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن میں یہ محاورہ آگیا ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں تو اس صورت میں استعارہ

﴿ ۸۱ ﴾

کے طور پر مسیح موعود کے نزول کے ساتھ الہی کا لفظ ملنا کوئی غیر محل بات ہے؟ کیا قرآن میں نہیں ہے
 أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُولًا اور جس حالت میں قرآن شریف سے قطعی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
 وفات ثابت ہوتی ہے اور صحیح بخاری میں ان آیات کے معنی بھی وفات دینا ہی بیان کیا ہے۔ اور بڑے
 بڑے اماموں جیسے امام مالک اور ابن حزم کا بھی یہی مذہب ہے تو پھر کیوں اسلام کے عقائد میں ناحق تفرقہ
 اور تناقض پیدا کیا جاتا ہے؟ ہمارے مخالف اس کا جواب بجز دھوکا اور خیانت کی باتوں کے کچھ بھی نہیں دے
 سکتے۔ غایت کار کہتے ہیں کہ بخاری میں جو یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پانے میں
 اپنے تئیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی اور فرمایا كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ اس سے سمجھا جاتا
 ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح فوت نہیں ہوئے کیونکہ مشبہہ اور
 مشبہ بہ میں فرق چاہیے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ کس قدر مکر اور دجل ہے کہ یہ لوگ استعمال میں لا رہے
 ہیں۔ عقلمند سوچیں کہ مشبہہ اور مشبہ بہ میں کسی قدر فرق تو ضرور ہوتا ہے۔ مگر کیا یہ فرق کہ ایک زندہ ہو اور
 دوسرا مردہ۔ مردہ کو زندہ سے کیا مشابہت ہے اور زندہ کو مردہ سے کیا مناسبت۔ بلکہ علم معانی میں اس امر
 کی تصریح کی گئی ہے کہ اصل امر میں مشبہہ اور مشبہ بہ اشتراک رکھتے ہیں۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ
 زید شیر کی مانند ہے تو زید اور شیر دونوں مشبہہ اور مشبہ بہ ٹھہریں گے۔ لیکن اس تشبیہ سے یہ مراد ہرگز
 نہیں ہوگی کہ زید بزدل ہے اور شیر شجاع ہے بلکہ اصل امر جو شجاعت ہے دونوں کا اس میں اشتراک ہوگا۔
 اور صرف یہ فرق ہوگا کہ وہ ایک درندہ کی شجاعت ہے اور یہ ایک انسان کی شجاعت۔ مگر نفس امر شجاعت
 دونوں میں پایا جائے گا۔ یا مثلاً یہ جو کہا جاتا ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ
 تو اس سے ہرگز نہیں سمجھا جاتا کہ مفہوم صلوة کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استعمال کیا گیا ہے وہ غیر
 اس مفہوم کا ہے جو حضرت ابراہیم کی نسبت استعمال کیا گیا ہے۔ ایسا خیال کرنا تو سراسر حماقت ہے پس اسی طرح یہ
 بھی حماقت ہے کہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے آنجناب کی

وفات مراد لی جائے اور پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اسی آیت کو منسوب کریں تو اُن کی حیات مراد لی جائے تو یہ تشبیہ کیونکر ٹھہری؟ یہ دونوں امر تو ایک دوسرے کے ضدّ واقع ہیں۔ اس سے زیادہ اور کوئی حماقت نہیں ہوگی کہ تشبیہ میں مخالفت اور منافات تلاش کی جائے ہاں جس فرق کا مشبہ مشبہ بہ میں باوجود اشتراک امر مشابہت کے ہونا ضروری ہے۔ اس جگہ وہ فرق اس طرح پر ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس بات کا جواب دینا تھا کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کی پرستش ہوئی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا جواب دینا تھا کہ آپ کی وفات کے بعد بعض لوگ اسلام کی سنتوں اور راہوں پر قائم نہ رہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔ اس اختلاف سے جو دو اُمتوں کی ضلالت میں پایا جاتا ہے مشبہ اور مشبہ بہ کا فرق ظاہر ہو گیا اور یہی ہونا چاہیے تھا نہ یہ کہ مشبہ اور مشبہ بہ ایک دوسرے کے نقیض ہوں جیسے مردہ اور زندہ اور بزدل اور شجاع۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ مولوی لوگ باوجود عقل رکھنے کے محض غلطی کی وجہ سے ایسی ایسی بیہودہ باتیں مَنہ پر لاتے ہیں بلکہ عمدًا اُن کا یہ ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام کو دھوکا دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے قبول کرنے سے محروم رکھیں یہاں تک کہ اُن میں سے بعض لوگوں نے عوام میں یہ باتیں مشہور کر رکھی ہیں کہ مہدی موعود کی بڑی بھاری نشانی یہ ہے کہ اُس کے بدن میں بجائے خون کے دودھ ہوگا۔ اس افترا کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک مہدی موعود کو قتل نہ کرو اور اس کی رگوں میں سے دودھ نہ نکلے اس کا سچا ہونا ثابت ہی نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے عوام میں مشہور ہے کہ انگریز جو چیچک کا ٹیکہ لگاتے ہیں وہ ٹیکہ نہیں بلکہ مہدی کی تلاش کر رہے ہیں اور آزماتے ہیں کہ جس کے بدن میں سے بجائے خون دودھ نکلے گا پس وہی مہدی ہے اس کو پکڑ لو۔ حالانکہ اس گورنمنٹ دانشمند کو ان واہیات باتوں سے کچھ بھی تعلق نہیں کوئی مہدی ہو یا مسیح ہو اس سے ان کو کچھ غرض واسطہ نہیں جب تک کہ وہ بغاوت کے خیالات پھیلانے سے امور سلطنت میں خلل انداز نہ ہو اور مفسدہ پر دازی نہ کرے۔ غرض ان لوگوں نے ایسی ہی

اباطیل اور اکاذیب شائع کر کے بجائے علم اور حکمت کے حلق اور جہالت کو اسلام میں پھیلایا ہے۔ کوئی ان لوگوں کو نہیں پوچھتا کہ اے نیک بختو! اب تو حضرت مسیح کے دنیا سے جانے پر دو ہزار برس بھی ہونے لگے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو تیرہ سو برس گزر کر چودھویں صدی میں سے بھی چودہ برس گزر گئے۔ کیا اب تک مسیح موعود اور مہدی معبود کی پیشگوئیاں آگے ہی آگے چلی جاتی ہیں؟ مولویوں کی اس حاسدانہ تکذیب اور تکفیر نے جو ہماری نسبت کی گئی اس امر کو پورے طور پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ درحقیقت تقویٰ اور خدا ترسی سے خالی تھے کیونکہ خدا تعالیٰ متقی کو ہرگز ضائع نہیں کرتا اور گمراہ ہونے نہیں دیتا۔

ایک بڑے افسوس کے لائق ذکر یہ ہے کہ جیسے ایک مسافر وبا کا اثر اپنے ساتھ لے کر اوروں کو بھی اندیشہ ہلاکت میں ڈالتا ہے اسی طرح ہمارے علماء کا بھی یہی حال ہے۔ ایک شخص بہت سے اسبابِ حقد اور کینہ کی وجہ سے تکفیر اور تکذیب اور سب اور شتم پر آمادہ ہوتا ہے اور دوسرا آنکھ بند کر کے اُس کی باتیں سُنتا اور اس کی اکاذیب سے متاثر ہو کر ایسا ہی ایک زہر دار جان دار بن جاتا ہے جیسا کہ پہلا شخص تھا۔ اور اس طرح ایک وبا کی طرح ایک سے دوسرے تک یہ مرض پہنچتا ہے یہاں تک کہ لوگ اپنے تمام ایمان اور تقویٰ کو الوداع کہہ کر شخصِ مفسد کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور جیسا کہ آجکل دریافت کیا گیا ہے کہ مادہ و باء طاعون دراصل کیڑے ہیں جو زمین میں پیدا ہوتے ہیں اور پھر پیروں کے ذریعہ سے انسان کے خون سے ملتے ہیں۔ ایسا ہی سچائی سے اعراض کرنے کی وبا جو آجکل پھیل رہی ہے اس کا موجب بھی کیڑے ہی معلوم ہوتے ہیں جو مختلف ناموں حسد یا مُحق یا تعصب یا کبر سے موسوم ہو سکتے ہیں۔ جس قدر اسلام میں عیسائی مذہب کے باطل عقیدوں نے دخل پایا ہے وہ دخل بھی درحقیقت ان ہی وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی فساد ترکِ تقویٰ اور جہل اور نادانی کا اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ بوجہ مناسبت صوری طبائعِ فاسدہ ایسے عقائد اور طریقوں کو قبول کرنے کے لئے پہلے سے ہی تیار تھیں۔ چونکہ ہر ایک شخص کی حالت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اس لئے ہم اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ جن لوگوں نے

﴿۸۴﴾

ہمارے مقابل پر تقویٰ کو ضائع کیا اور راستی سے دشمنی کی وہ نہایت خطرناک حالت میں ہیں اور اگر وہ اس بدسیرت میں اور بھی ترقی کریں اور رفتہ رفتہ کھلے کھلے طور پر قرآن شریف سے منہ پھیر لیں تو ان سے کیا تعجب ہے!!

حالات موجودہ سخت خوف میں ڈالتے ہیں کیونکہ وہ زیر کی جو زمانہ کے مناسب حال ان لوگوں میں پیدا ہونی چاہیے تھی وہ ان کو چھو بھی نہیں گئی۔ آج تک یہ لوگ اس قابل بھی نہیں ہوئے کہ ان موٹے اور خائنانہ اعتراضات کا جواب دے سکیں جو پادریوں کی طرف سے ہوتے ہیں۔ حالانکہ پادریوں کے اعتراض ایسے بیہودہ ہیں کہ گو بظاہر کیسے ہی ملمع کر کے دکھلائے جائیں لیکن اگر پردہ اٹھا کر دیکھو تو بالکل کمزور اور ہنسی کے لائق ہیں۔ یہ لوگ یعنی عیسائی علوم عربیہ اور ہماری کتب دینیہ سے سخت غافل سخت بے خبر اور قابلِ شرم باتیں پیش کرتے ہیں تاہم ان مولویوں کی حالت پر افسوس جو ہمیں تو کافر اور کاذب قرار دیں لیکن جو واقعی طور پر ان کو خدمت دینی کرنی چاہیے تھی نہ وہ خدمت کرتے ہیں اور نہ اس لائق ہیں کہ کر سکیں۔ افسوس! نہیں سوچتے کہ ایسے دعوے پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے رُوسے ایک دن ضرور ہی واقع ہونے والا تھا اس قدر تکذیب کا زور دینا پرہیز گاری کی شان سے بہت ہی بعید تھا۔ پھر جس حالت میں وہ دعویٰ مجرد دعویٰ ہی نہ تھا اس کے ساتھ قرآن اور حدیث کی شہادتیں تھیں۔ اس کے ساتھ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ شہادتیں تھیں۔ اس کے ساتھ آسمانی نشان تھے اس کے ساتھ صدی کا سر بھی تھا اس کے ساتھ علامات قرار دادہ کا وقوع تھا تو یہ شتاب کاریاں کب مناسب تھیں! اے زود رنج اور بداخلاقی اور بدظنی میں غرق ہونے والو! وہ پیشگوئی جو بڑے شد و مد سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور خود اس کا وقت بھی مقرر فرما دیا تھا اور وصیت کی تھی کہ اس شخص کو قبول کرو تو کیا ایسا دعویٰ جو رسول کریم کی پیشگوئی کی بنا پر اور عین وقت پر تھا جس میں اس پیشگوئی کی تصدیق تھی ایسی چیز تھی کہ ایک معمولی نظر سے اُس کو دیکھا جائے اور اس سے بے پروائی ظاہر کی جائے۔ یہ بات تو کوئی نئی نہ تھی کہ آنے والا خواہ

﴿۸۵﴾

محدث ہو یا رسول یا نبی خدا تعالیٰ کی کسی کتاب یا احادیث کے وہ معنے کرے جو اس قوم نے نہیں کئے جن کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ایسا ہی ہوا۔ یہودیوں نے ایلیاہی کے دوبارہ آنے کے یہ معنے کئے کہ درحقیقت وہی ایلیاہی دوبارہ آ جائے گا۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام نے ان آیتوں کے یہ معنے نہ کئے بلکہ دوبارہ آنے کو استعارہ اور مجاز قرار دیا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہود نے توریت کے بعض مقام کے یہ معنے کئے کہ آخری نبی جو ان کو غیر حکومتوں سے چھڑائے گا وہ بنی اسرائیل میں سے ہوگا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معنے کئے کہ وہ بنی اسمعیل میں سے ہے۔ ایسا ہی اس وقت میں ہوا۔ اور ایک شخص جو ذرہ عقل اور فہم سے کام لے سمجھ سکتا ہے کہ جو بعض مقامات قرآن شریف مثلاً وفات یا حیات حضرت مسیح علیہ السلام اور دوسرے امور جو ہمارے اور مخالف علماء میں متنازعہ فیہ ہیں ان میں ہماری طرف سے کیسے شافی دلائل بیان کئے گئے ہیں اور کیسے کامل طور پر حضرت عیسیٰ کی وفات کا ثبوت دیا گیا ہے۔

اور اگر کوئی شخص اس بحث میں نہ پڑے تو اُس کو اس مختصر سوال کا جواب دینا چاہیے کہ کیا مسیح موعود کا فہم زیادہ قابل اعتبار ہے یا اُس کے مخالفوں کا فہم؟ فرض کرو کہ مخالف علماء اُس کی آرزوؤں کے موافق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی آسمان سے نازل ہوئے اور کئی مقامات قرآن اور حدیث میں علماء سے ان کا جھگڑا ہے جیسا کہ مجید دال ف ثانی صاحب اپنے مکتوبات میں لکھتے بھی ہیں کہ ضرور مسیح موعود کا بعض مسائل میں علماء وقت سے اختلاف ہوگا اور سخت نزاع واقع ہوگی اور قریب ہوگا کہ علماء اُن پر حملہ کریں تو میں آپ صاحبوں سے پوچھتا ہوں کہ ایسے وقت میں کس کا فہم صحیح سمجھا جائے گا اور تقویٰ کا طریق کیا ہوگا؟ کیا اس مسیحیت کے مدعی کا فہم لائق ترجیح اور تقدیم ہوگا یا علماء مخالف کا فہم؟ اگر کہو کہ علماء کا فہم۔ تو یہ امر تو بہد اہت واضح البطلان ہے اور اگر کہو کہ مسیحیت کے مدعی کا فہم! تو پھر تمام منقولی بحشیں ختم ہو گئیں۔ اس صورت میں تو تمہیں مان لینا چاہیے کہ مسیح موعود جو کچھ قرآن اور حدیث کے معنے کرے وہی ٹھیک ہیں۔ اور پھر جب کہ

☆ اصل بات یہ ہے کہ مسیحیت یا نبوت وغیرہ کا دعویٰ کرنے والا اگر درحقیقت سچا ہے تو یہ ضروری امر ہے کہ اس کا فہم اور درایت اور لوگوں سے بڑھ کر ہو تو اس صورت میں اُس میں اور اس کے غیر میں کلام الہی کے معنے کرنے میں بعض جگہ اختلاف واقع ہونا ضروری ہے۔ سو ایسے اختلاف کی بنا پر واویلا مچانا محرومی اور بد نصیبی کی نشانی ہے۔ منہ

آثار میں یہ خبر موجود ہے اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی جیسا بزرگوار بھی شہادت دیتا ہے کہ مسیح موعود سے ضرور علماء کا اختلاف ہوگا حتیٰ کہ آمادہ فساد ہو جائیں گے تو پھر اس جھگڑے کو ذہن میں رکھ کر یہ شہادت دینی ضروری ہے کہ ایسے اختلاف کے وقت مسیح موعود حق پر ہوگا اور اُس کا فہم سند پکڑنے کے لائق ہوگا اور اس کے مقابل پر جو دوسروں نے سمجھا ہے وہ رد کرنے کے لائق ہوگا اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب پہلی کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی نسبت پیشگوئی کی گئی تھی اس میں بھی یہی لکھا گیا تھا کہ یہود اُس مسیح موعود سے بعض مسائل میں اختلاف اور جھگڑا کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور بڑا جھگڑا یہود نے یہ کیا کہ ایلیادو بارہ دُنیا میں نہیں آیا اور لکھا گیا تھا کہ جب تک ایلیادو بارہ دُنیا میں نہ آوے مسیح موعود نہیں آوے گا پھر یہ شخص کیونکر آگیا؟ اس وقت نیک دل انسانوں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ شخص یعنی عیسیٰ جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یہ نشان دکھلاتا ہے اس لئے اس کا فہم مقدم اور قبول کے لائق ہے اور دوسرے جاہل لوگ مولویوں سے متفق ہو گئے اور آثار میں تھا کہ اسلام میں جو مسیح موعود آئے گا اُس کے ساتھ بھی علماء بعض مسائل میں جھگڑا کریں گے اور قریب ہوگا کہ اس پر حملہ کریں۔ سو وہی جھگڑا اور اسی رنگ میں اب بھی شروع ہو گیا۔ مگر یہ جھگڑا ایسے شخص کے ساتھ کرنا کہ جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور نشان دکھلاتا ہے سراسر نادانی ہے۔ کیونکہ ہر ایک کو اوّل تو یہ مان لینا چاہیے کہ مسیح موعود کے ساتھ ضرور جھگڑا ہوگا اور دوسرے یہ کہ اس وقت مسیح موعود کا فہم اعتبار کے لائق ہوگا نہ دوسروں کا فہم کیونکہ وہ خدا کے فرستادہ کا فہم ہے۔ ہاں اگر یہ شک ہو کہ شاید یہ شخص مسیح موعود نہیں ہے تو اُس کو اسی طرح پرکھنا چاہیے جیسا کہ سچے نبیوں کو نیک نبی کے ساتھ پرکھا گیا۔ مگر قرآن اور حدیث کی تفسیر کے وقت بہر حال مسیح موعود کا قول قابل قبول ہوگا۔

بالآخر یاد رہے کہ جس قدر ہمارے مخالف علماء لوگوں کو ہم سے نفرت دلا کر ہمیں کافر اور بے ایمان ٹھہراتے اور عام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ یہ شخص مع اس کی تمام جماعت کے عقائد اسلام اور اصول دین سے برگشتہ ہے۔ یہ اُن حاسد مولویوں کے وہ افترا ہیں کہ

جب تک کسی دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افتر نہیں کر سکتا۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے اُن سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کار بند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں اُن سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتر کرتا ہے۔ اور قیامت میں ہمارا اُس پر یہ دعویٰ ہے کہ کب اُس نے ہمارا سیدہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے

ان اقوال کے مخالف ہیں۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلٰی الْكَافِرِيْنَ وَالْمُفْتَرِيْنَ !!

یاد رہے کہ ہم میں اور ان لوگوں میں بجز اس ایک مسئلہ کے اور کوئی مخالفت نہیں۔ یعنی یہ کہ یہ لوگ نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور ہم بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ متذکرہ بالا کے اور اجماع ائمہ اہل بصارت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں اور نزول سے مراد وہی معنی لیتے ہیں جو اس سے پہلے حضرت ایلیا نبی کے دوبارہ آنے اور نازل ہونے کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے معنی کئے تھے۔ فَسَلُّوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور ہم بموجب نص صریح قرآن شریف کے جو آیت فَيَمْسِكُ الَّذِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ سے ظاہر ہوتی ہے اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو لوگ اس دنیا سے گزر جاتے ہیں پھر وہ دنیا میں دوبارہ آباد ہونے کے لئے نہیں بھیجے جاتے اس لئے خدا نے بھی اُن کے لئے قرآن شریف میں مسائل نہیں لکھے کہ دوبارہ آ کر مال تقسیم شدہ ان کا کیونکر ان کو ملے۔ افسوس کہ ہمارے مخالف اب تک کہے جاتے ہیں کہ ”حضرت عیسیٰ آسمانوں پر زندہ ہیں اور اُس وقت آئیں گے کہ جب عیسائی مذہب تمام روئے زمین سے اسلام کو نابود کر دے گا اور کہتے ہیں کہ اگر چہ اب تک کروڑ ہا کتابیں اسلام کے رد میں لکھی گئیں اور کئی لاکھ آدمی مرتد ہو گئے اور کئی کروڑ انسان بے قید اور بد خیال اور ناپا رساطع ہو گیا مگر ابھی تک اسلام بگئی نابود تو نہیں ہوا اس لئے حضرت عیسیٰ بھی اس صدی کے سر پر نہ آ سکے کیونکہ وہ آسمان پر بیٹھے اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب پورے طور پر اسلام دنیا سے نابود ہوتا ہے۔“ لیکن ان خیالات کے حامیوں کو سب سے پہلے اس بات پر غور کرنی چاہیے کہ خدا نے صریح لفظوں میں حضرت عیسیٰ کی وفات کو قرآن کریم میں ظاہر فرمادیا ہے۔ دیکھو کیسی یہ آیت یعنی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ حضرت عیسیٰ کی وفات پر نص صریح ہے اور اب اس آیت کے سننے کے بعد اگر کوئی حضرت عیسیٰ کی وفات سے انکار کرتا ہے تو اُسے ماننا پڑتا ہے کہ عیسائی اپنے عقائد میں حق پر ہیں کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ کی وفات کے بعد بگڑیں گے۔ پھر جب

﴿۸۸﴾

کہ اس آیت سے موت ثابت ہوئی تو آسمان سے نازل کیونکر ہوں گے؟ آسمان پر مُردے تو نہیں رہ سکتے۔

ماسوا اس کے جب کہ مسیح کا کام کسرِ صلیب ہے تو ایسے وقت میں کہ بجائے کسرِ صلیب کے کسرِ اسلام ہی ہو جائے مسیح کا آنا کیا فائدہ دے گا۔ ”پس از انکہ من نما منم بچہ کار خواہی آمد“ اب جب کہ صرف ساٹھ برس سے پنجاب پر عیسائی مذہب کا تسلط ہو کر یہ نوبت ارتداد پہنچ گئی ہے۔ اور چودہ برس چودھویں صدی میں سے گزر گئے اور مسیح موعود نہ آیا تو گویا کم سے کم سو برس کی اور پادریوں کو مہلت دی گئی کیونکہ بموجب آثارِ صحیحہ کے مسیح موعود کا صدی کے سر پر آنا ضروری ہے پس اس صورت میں خیال کر لینا چاہیے کہ کیا اس مدت تک اسلام میں سے کچھ باقی رہے گا؟ اس سے تو نعوذ باللہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا خود ارادہ ہے کہ اسلام کو دنیا پر سے اٹھا دے۔ کیونکہ رحم کرنے کا وقت تو یہی تھا جب کہ اسلام پر سخت حملے کئے گئے سخت بے ادبیاں کی گئیں۔ لاکھوں انسان مرتد ہو چکے جسمانی وباؤں میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ جب مثلاً کسی حصہ ملک میں طاعون پھیلتی ہے تو دانشمند لوگ خیال کرنے لگتے ہیں کہ اب عنقریب ہم اور ہماری اولاد اور ہمارے عزیز بھی نشانہ طاعون بننے کو ہیں۔ تب اسی وقت سے تدابیر مناسبہ عمل میں لائی جاتی ہیں۔ حکام بھی قلع قمع مرض کے لئے پوری توجہ کرتے ہیں۔ طبیب جاگ اُٹھتے ہیں۔ لہذا اب انصافاً بتلاؤ کہ کیا ملک میں یہ طاعون نہیں پھیلی؟ کیا اب تک اسلام کی رو میں دس کروڑ کے قریب کتاب نہیں لکھی گئی کیا اس طاعون کی اب تک کئی لاکھ وارداتیں نہیں ہوئیں؟ کیا یہ سچ نہیں کہ کئی لاکھ بیمار نیچریت کے رنگ میں فلسفیت کے رنگ میں اباحت کے رنگ میں مخلوق پرستی کے رنگ میں وساوس اور شبہات کے رنگ میں غفلت اور لاپرواہی کے رنگ میں بسترِ مرگ پر پڑے ہوئے ہیں؟ پھر کیا سبب کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ اپنی اس وحی کو یاد نہ کرے کہ

إِنَّا نَحْنُ نُزِّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۱

ہماری آخری نصیحت یہی ہے کہ تم اپنے ایمان کی خبرداری کرو۔ نہ ہو کہ تم تکبر اور لاپرواہی دکھلا کر خدائے ذوالجلال کی نظر میں سرکش ٹھہرو۔ دیکھو خدا نے تم پر ایسے وقت میں نظر کی جو نظر کرنے کا وقت تھا سو کوشش کرو کہ تا تمام سعادتوں کے وارث ہو جاؤ۔ خدا نے آسمان پر سے

دیکھا کہ جس کو عزت دی گئی اس کو پیروں کے نیچے کچلا جاتا ہے۔ اور وہ رسول جو سب سے بہتر تھا اُس کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اُس کو بدکاروں اور جھوٹوں اور افترا کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور اُس کی کلام کو جو قرآن کریم ہے بُرے کلموں کے ساتھ یاد کر کے انسان کا کلام سمجھا جاتا ہے۔ سو اُس نے اپنے عہد کو یاد کیا۔ وہی عہد جو اس آیت میں ہے **إِنَّا لَحَنُّنٌ لِّذُنَا الذِّكْرِ وَ إِنَّا لَهُ لَحَفُظُونَ** سو آج اُسی عہد کے پورے ہونے کا دن ہے۔ اُس نے بڑے زور آور حملوں اور طرح طرح کے نشانوں سے تم پر ثابت کر دیا کہ یہ سلسلہ جو قائم کیا گیا اُس کا سلسلہ ہے کیا کبھی تمہاری آنکھوں نے ایسے قطعی اور یقینی طور پر وہ خدا تعالیٰ کے نشان دیکھے تھے جو اب تم نے دیکھے؟ خدا تمہارے لئے کشتی کرنے والوں کی طرح غیر قوموں سے لڑا اور اُن پر فتح پائی۔ دیکھو آہتم کے معاملہ میں بھی ایک کشتی تھی۔ تلاش کرو آج آہتم کہاں ہے؟ سنو! آج وہ خاک میں ہے۔ وہ اسی شرط کے موافق جو الہام میں تھی چند روز چھوڑا گیا اور پھر اسی شرط کے موافق جو الہام میں تھی پکڑا گیا۔ دوسری کشتی لیکھرام کا معاملہ تھا۔ پس سوچ کر دیکھو کہ اس کشتی میں بھی خدا تعالیٰ کیسے غالب آیا؟ اور تم نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جس طرح اُس کی موت کی الہامی پیشگوئیوں میں پہلے سے علامتیں مقرر کی گئی تھیں اُسی طرح وہ سب علامتیں ظہور میں آئیں۔ خدا کے قہری نشان نے ایک قوم پر سخت سوگ وار کیا۔ کیا کبھی تم نے پہلے اس سے دیکھا کہ تم میں اور تمہارے رب و اس جلال سے

﴿۹۰﴾

☆ آہتم کے متعلق الہام شرطی تھا اگر کوئی شخص صریح بے ایمانی پر ضد نہ کرے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ آہتم نے اپنے اقوال سے اپنے افعال سے اپنے قسم نہ کھانے سے اور باوجود حملوں کے دعوے کے نالش نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ اُس نے اپنے دل میں رجوع کر کے الہامی شرط کو پورا کیا۔ اور اگر کوئی نادان اب بھی خیال کرے کہ اس کا رجوع کرنا مشتبہ ہے تو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے فیصلہ سے ہماری تائید میں دواہر اثبوت دے دیا ہے اور وہ یہ کہ جب آہتم نے قسم کھانے سے انکار کیا تب فیصلہ کے لئے دوسرا الہام یہ ہوا تھا کہ اگر آہتم اس دعوے میں سچا ہے کہ اُس نے رجوع نہیں کیا تو وہ عمر پائے گا اور اگر جھوٹا ہے تو جلد مر جائے گا۔ چنانچہ اب کئی سال اُس کی موت پر بھی گزر گئے پھر اس نشان میں کیا شبہ رہا؟ **منہ**

خدا کا نشان ظاہر ہوا ہو؟ سوائے مسلمانوں کی ذریت! خدا تعالیٰ کے کاموں کی بے حرمتی مت کرو۔ تیسری کشتی مہوتسو کے جلسہ کا معاملہ تھا۔ دیکھو اس کشتی میں بھی خدا تعالیٰ نے اسلام کا بول بالا کیا اور تمہیں اپنا نشان دکھلایا اور قبل از وقت اپنے بندے پر ظاہر کیا کہ اُسی کا مضمون بالا رہے گا۔ اور پھر ایسا ہی کر کے دکھلا بھی دیا۔ اور مضمون کے بابرکت اثر سے تمام حاضرین کو حیرت میں ڈال دیا۔ کیا یہ خدا کا کام تھا یا کسی اور کا؟ پھر چوتھی کشتی ڈاکٹر کلارک کا مقدمہ تھا جس میں تینوں قومیں آریہ اور عیسائی اور مخالف مسلمان متفق ہو گئے تھے تا میرے پر اقدام قتل کا مقدمہ ثابت کریں۔ اس میں خدا تعالیٰ نے پہلے سے ظاہر کر دیا کہ وہ لوگ اپنے ارادے میں ناکام رہیں گے۔ اور دو سو کے قریب آدمیوں کو قبل از وقت یہ الہام سنایا گیا اور آخر ہماری فتح ہوئی۔ پانچویں کشتی مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کا مقدمہ تھا جس کے عزیز اور لواحق اسلام سے ٹھٹھا کرتے تھے اور بعض سخت مُردان میں سے قرآن شریف کی سخت تکذیب کر کے اور اسلام پر زبان بدکھول کر مجھ سے تصدیق اسلام کا نشان مانگتے تھے اور اشتہار چھپواتے تھے۔ سو خدا نے انہیں یہ نشان دیا کہ احمد بیگ عزیز اُن کا چند موتوں اور مصیبتوں کے دیکھنے کے بعد تین برس کے اندر فوت ہو جائے گا سو ایسا ہی ہوا اور وہ میعاد کے اندر فوت ہو گیا تا معلوم کریں کہ ہر ایک شوخی کی سزا ہے۔☆

یہ پانچ کشتیاں اب تک ہوئیں جو ہمارے ذوالجلال خدا کے پُر زور بازو نے دکھلائیں اور بعض اور کشتیاں بھی آسمان پر ہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ بھی غنقریب خدا تعالیٰ تمہیں دکھلائے گا اسی طرح وہ گواہیاں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلی تھیں اور پوشیدہ چلی آتی تھیں اب بہت سی اُن میں سے تمہارے دیکھتے دیکھتے پوری ہو گئیں۔ اُس دن اور اُس گھڑی کو یاد کرو جب کہ آسمان پر چاند کو اس کے خسوف کی پہلی رات میں رمضان میں

☆ یہ پیشگوئی بھی مشروط بہ شرائط تھی۔ اور ضرور ہے کہ اس وقت تک اس کا دوسرا حصہ معرض توقف میں رہے جب تک کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں اسباب نقض شرائط کے جمع ہوں۔ منہ

گر ہن لگا تھا۔ اور ایسا ہی سورج کا وہ کسوف یاد کرو جو ٹھیک ٹھیک حدیث کے لفظوں کے موافق اس کے گر ہن کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوا تھا۔ اور پھر دارقطنی کھول کر پڑھو کہ یہ وہ علامت تھی جو مہدی موعود کی سچائی کیلئے ایک نشان قرار دیا گیا تھا یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے وعدوں کے موافق ہو گیا۔ مگر کیا تم نے اس سے کچھ بھی فائدہ اٹھایا؟ خدا نے تمہیں کھول کر یہ پتہ بھی دیا کہ وہ آنے والا صلیب کے غلبہ کے وقت میں ظاہر ہوگا۔ ☆ جب اسلام کے دشمن نبی علیہ السلام کی سخت بے ادبی کرتے ہوں گے اور اُن میں سے گالیاں نکالنے والے توہین اور تحقیر اور دشنام دہی اور افترا اور جھوٹ کی نجاست کھاتے ہوں گے۔ سو تم نے اپنی آنکھوں سے ایسی نجاست کھانے والوں کو دیکھ لیا۔ کیا پادری عماد الدین نے اس نجاست سے ایک بھاری حصّہ نہیں لیا؟ کیا پادری ٹھا کر داس کے دونوں ہاتھ اس نجاست میں آلودہ نہیں؟ کیا صاحب رسالہ امہات المؤمنین نے اس بدبو کے ذریعہ سے ہزاروں دماغوں کو پریشان نہیں کیا؟ تو کیا اب تک توہین اور تحقیر میں کچھ کسر باقی ہے؟ اور کیا اب تک وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کہ جو صحیح بخاری میں ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ وہ زمانہ ہوگا کہ جب صلیبی مذہب کا غلبہ ہوگا اور جو سچائی کے دشمن ہیں وہ اسلام اور نبی علیہ السلام کو فحش گالیاں دے کر خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائیں گے۔ دیکھو آسمان نے خسوف کسوف کے ساتھ گواہی دی اور تم نے پروا نہیں کی! اور زمین نے غلبہ صلیب اور نجاست خواروں کے نمونہ سے گواہی دی اور تم نے پروا نہیں کی!! اور خدا تعالیٰ کے پاک اور بزرگ نبی کی عظیم الشان پیشگوئیاں گواہوں کی طرح کھڑی ہو گئیں اور تم نے ذرّہ التفات نہیں کی!!! اگر میں خود دعویٰ کرتا ہوں تو بے شک مجھے جھوٹا سمجھو۔ لیکن اگر خدا کا پاک نبی اپنی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے میری گواہی دیتا ہے اور خود خدا میرے لئے نشان دکھلاتا ہے

☆ ہم نے دھوکہ سے بچانے کے لئے بار بار اس بات کا ذکر کر دیا ہے کہ کوئی شخص مسیح موعود کے لفظ سے عام مسلمانوں کا وہ فرضی مسیح خیال نہ کرے جو ان کی نظر میں لڑائیوں کا بانی ہوگا۔ بلکہ یہ خیالات سراسر غلط اور بیہودہ ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ مسیح موعود گزشتہ مسیح کی طرح غربت اور مسکینی کے رنگ میں ظاہر ہوا ہے۔ زمین کی بادشاہت سے اُس کو کچھ غرض نہیں اور اس کے حق میں حدیث صحیح میں یہی ہے کہ یَضَعُ الْحَرْبَ۔ یعنی وہ نہیں لڑے گا اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔ منہ

﴿۹۲﴾

تو اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ یہ مت کہو کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں کسی مسیح وغیرہ کے قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اُسے قبول کرتا ہے جس نے میرے لئے آج سے تیرہ سو برس پہلے لکھا ہے اور میرے وقت اور زمانہ اور میرے کام کے نشان بتلائے ہیں۔ اور جو مجھے رد کرتا ہے وہ اُسے رد کرتا ہے جس نے حکم دیا ہے کہ ”اُسے مانو“۔ تم کیا بلکہ تمہارے باپ دادا بھی منتظر تھے کہ مسیح موعود جلد آئے۔ اور سچائی کی رُوح اُن کے اندر یہ پکارتی تھی کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر آئے گا۔ لیکن جب وہ آیا تو تم نے اُس کو کافر اور دجال ٹھہرایا اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا۔ کیونکہ آثار میں یہ بھی لکھا تھا کہ اُسے کافر اور دجال ٹھہرایا جائے گا۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو تم پر کوئی حجت نہ تھی لیکن میرے آنے سے خدا تعالیٰ کی تم پر حجت پوری ہوگئی۔ یہ مت گمان کرو کہ تمہارے نہ قبول کرنے سے اب وہ سلسلہ جو خدا نے اپنے ہاتھ سے برپا کیا ہے ضائع ہو جائے گا۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا بہت سی جماعتیں پیدا کرے گا جو اس کو قبول کریں گی اور پھر اُن کو برکت دے گا یہاں تک کہ ایک دن اسلام کا عزیز گروہ وہی گروہ ہوگا۔ مگر جو کچھ تم نے کیا یا جو آئندہ خدا کرے گا وہ سب اس الہام کے موافق ہے جو پہلے براہین احمدیہ میں ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے۔

”دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول

کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“

اب ہم پھر کسی قدر طاعون کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ اکثر ظہور اس مرض کا کانوں کے آگے یا بغل کے نیچے یا گنجان میں ہوتا ہے۔ اس طرح پر کہ ان مقامات کی غدودیں سوج جاتی ہیں یا بدن پر بڑے بڑے پھوڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں جو طاعون ملک شام میں پھوٹی تھی اس کی صورت ظہور یہ تھی کہ صرف چھوٹی سی پھنسی ہتھیلی کے اندر نکلتی تھی اور اسی سے چند گھنٹوں میں انسان کا خاتمہ ہو جاتا تھا۔ مگر تو ریت میں جہاں جہاں طاعون کا ذکر کیا گیا ہے صرف پھوڑوں کے

﴿۹۳﴾

نام سے اُس کو پکارا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں میں جو طاعون پھوٹی رہی تھی وہ پھوڑے تھے ممکن ہے کہ قوم یا ملک یا زمانہ یا مزاج کے لحاظ سے طاعون کی صورتیں جدا جدا ہوں۔ بہر حال اُس کے ساتھ ایک حُمّی شدید کا ہونا ایک لازمی امر ہے جو اکثر اوقات پھوڑوں یا غدودوں کے پھیلنے سے پہلے ظاہر ہوتا ہے اور اکثر شدت تپ سے غشی تک نوبت پہنچتی ہے اور قرآن شریف میں اس مرض کا نام رِجْز رکھا گیا ہے اور رِجْز لغت عرب میں اُن کاموں کو کہتے ہیں جن کا نتیجہ عذاب ہو۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بلا اکثر اور اغلب قاعدے پر انسان کی شامتِ اعمال سے ہی آتی ہے اور پھر کبھی نیک انسان بھی اس بلا کے نیچے آ جاتے ہیں اور وہ اس مصیبت سے اجر شہادت پاتے ہیں۔ بہر حال مبدء اور موجب اس کا عذاب الہی ہے جس سے ملک میں اس کا آغاز ہوتا ہے۔

اس تقریر سے ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ علمی رنگ پر اس مرض کے اسباب پیدا نہیں کئے جاتے بلکہ علمی سلسلہ یعنی خَلْقِ اسباب کا سلسلہ بجائے خود ہے اور خدا تعالیٰ کے روحانی ارادوں کا سلسلہ بجائے خود ایک سے دوسرا مانع نہیں۔ یہ بڑی بے وقوفی ہے کہ انسان اس حکیم مطلق کے اصل اغراض کو نظر انداز کر دے اور صرف طبعیات کے سلسلہ تک تمام کاروبار اُس ذات جامع الکمالات کا بغیر کسی مطلب اور مقصد اور غرض مطلوب کے محدود سمجھے۔ یہ خود ظاہر ہے کہ وہ ذات مدبر بالارادہ اور متصرف بالقصد ہے جس کے تمام کام عمیق در عمیق اسرار اپنے اندر رکھتے ہیں۔ کیا یہ دونوں باتیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں کہ اس عالم میں جو کچھ امر خیر یا شر منصفہ ظہور میں آتا ہے وہ علوم طبعیہ اور نظامات حکمیہ کے سلسلہ کے نیچے نیچے ہی چلتا ہو اور اسباب معتادہ سے وابستہ ہو اور بایں ہمہ اس مدبر بالارادہ نے اس امر کے ظاہر کرنے سے خاص خاص مقاصد اور اغراض بھی اپنے علم میں مقرر کر رکھے ہوں اور اگر ایسا نہ مانا جائے تو پھر خدا تعالیٰ کا وجود نحوذ باللہ عبث اور اس کے افعال محض بے ہودہ ہوں گے۔ لہذا یہی سچا فلسفہ اور واقعی دقیقہ حکمت ہے کہ یہ تمام تغیرات ارضی و سماوی خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے علمی سلسلوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

اور بایں ہمہ ان کا پیدا کرنا اور مٹانا اغراض مطلوبہ کے لئے خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اگر مثلاً طاعون کا اصل علاج ادویہ اور تدابیر جسمانی پر موقوف ہے تو توبہ اور اعمال صالحہ کو اس سے کیا تعلق ہے۔ اور اگر مدار تمام کام کا توبہ اور اعمال صالحہ ہیں تو پھر ادویہ اور تدابیر بیہودہ ہیں کیونکہ تدبیر اور دعا میں کوئی منافات نہیں ہے۔ جو کچھ ہم تدبیر یا دوا کر سکتے ہیں اُس کی تمام شرائط تاثیر بھی ہم اپنے ہی اختیار سے پیدا نہیں کر سکتے وہ بھی دعا کی طرح اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ یہ انسانی بیوقوفیاں ہیں جو ایک کو دوسرے کی ضد سمجھا جائے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک پہلو سے ہمارے لئے مبدء فیض ہے۔ اگر ہم نیکی کی راہیں اختیار کریں تو وہ ہمارے علم اور تدبیر کو خطا سے محفوظ رکھ کر اور تدابیر صائبہ کا ہمیں الہام فرما کر ہمیں بلا سے بچا سکتا ہے اور ہماری سرکشی اور شرارت کی حالت میں ہمارے ہی ہاتھ سے ہمیں ہلاک کر سکتا ہے۔ شریر اور خبیث طبع آدمی اس قدر آزادی پسند ہوتا ہے کہ چاہتا ہے کہ خدا سے بھی آزاد ہو جائے مگر ایسا ہونا اس کے لئے ممکن نہیں۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے تمام کاموں کو ایک ایک نظام کے رنگ میں رکھا ہے۔ مگر پھر باوجود ان تمام نظامات کے ہر ایک چیز کی کل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

اب ہم پھر اپنی پہلی تقریر کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ لفظ رَجَز جو قرآن شریف میں طاعون کے معنوں پر آیا ہے وہ فُتْح کے ساتھ اُس بیماری کو بھی کہتے ہیں جو اونٹ کے بَن ران میں ہوتی ہے اور اس بیماری کی جڑ ایک کیڑا ہوتا ہے جو اونٹ کے گوشت اور خون میں پیدا ہوتا ہے۔ سو اس لفظ کے اختیار کرنے سے یہ اشارہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ طاعون کی بیماری کا بھی اصل سبب کیڑا ہے۔ چنانچہ ایک مقام میں صحیح مسلم میں اسی امر کی کھلی کھلی تائید پائی جاتی ہے کیونکہ اس میں طاعون کا نام نَعْف رکھا ہے اور نَعْف لُعْتِ عرب میں کیڑے کو کہتے ہیں جو اُس کیڑے سے مشابہ ہوتا ہے جو اونٹ کی ناک سے یا بکری کی ناک سے نکلتا ہے۔ ایسا ہی کلامِ عرب میں رَجَز کا لفظ پلیدی کے معنوں پر بھی آتا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ طاعون کی اصل جڑ بھی پلیدی ہے۔ اس لئے بہ رعایت اسباب ظاہر ضرور ہے اور وہ

اس طرح پر کہ طاعون کے دنوں میں مکانون اور کوچوں اور بدرروؤں اور کپڑوں اور بستروں اور بدنوں کو ہر ایک پلیدی سے محفوظ رکھا جائے اور ان تمام چیزوں کو عفونت سے بچایا جائے۔

شریعت اسلام نے جو نہایت درجے پر ان صفائیوں کا تقید کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا۔ **وَالزَّجْرَ فَاهْجُرْ** ^۱ یعنی ”ہر ایک پلیدی سے جدا رہ“ یہ احکام اسی لئے ہیں کہ تا انسان حفظانِ صحت کے اسباب کی رعایت رکھ کر اپنے تئیں جسمانی بلاؤں سے بچاؤے۔ عیسائیوں کا یہ اعتراض ہے کہ یہ کیسے احکام ہیں جو ہمیں سمجھ نہیں آتے کہ قرآن کہتا ہے کہ تم غسل کر کے اپنے بدنوں کو پاک رکھو اور مسواک کرو، خلال کرو اور ہر ایک جسمانی پلیدی سے اپنے تئیں اور اپنے گھر کو بچاؤ۔ اور بدبوؤں سے دُور رہو اور مُردار اور گندی چیزوں کو مت کھاؤ۔ اس کا جواب یہی ہے کہ قرآن نے اُس زمانہ میں عرب کے لوگوں کو ایسا ہی پایا تھا اور وہ لوگ نہ صرف روحانی پہلو کے رُو سے خطرناک حالت میں تھے بلکہ جسمانی پہلو کے رُو سے بھی اُن کی صحت نہایت خطرہ میں تھی۔ سو یہ خدا تعالیٰ کا اُن پر اور تمام دنیا پر احسان تھا کہ حفظانِ صحت کے قواعد مقرر فرمائے۔ یہاں تک کہ یہ بھی فرما دیا کہ **كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا** ^۲ یعنی بے شک کھاؤ پیو مگر کھانے پینے میں بے جا طور پر کوئی زیادت کیفیت یا کمیت کی مت کرو۔ افسوس پادری اس بات کو نہیں جانتے کہ جو شخص جسمانی پاکیزگی کی رعایت کو بالکل چھوڑ دیتا ہے وہ رفتہ رفتہ وحشیانہ حالت میں گر کر رُوحانی پاکیزگی سے بھی بے نصیب رہ جاتا ہے۔ مثلاً چند روز دانتوں کا خلال کرنا چھوڑ دو جو ایک ادنیٰ صفائی کے درجہ پر ہے تو وہ فضلات جو دانتوں میں پھنسے رہیں گے اُن میں سے مُردار کی بو آئے گی۔ آخردانت خراب ہو جائیں گے اور اُن کا زہریلا اثر معدہ پر گر کر معدہ بھی فاسد ہو جائے گا۔ خود غور کر کے دیکھو کہ جب دانتوں کے اندر کسی بوٹی کا رگ وریشہ یا کوئی جُڑ پھنسا رہا جاتا ہے اور اُسی وقت خلال کے ساتھ نکالنا نہیں جاتا تو ایک رات بھی اگر رہ جائے تو سخت بدبو اُس میں پیدا ہو جاتی ہے اور ایسی بدبو آتی ہے جیسا کہ چوہا مرا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کیسی نادانی ہے کہ ظاہری اور جسمانی پاکیزگی پر اعتراض کیا جائے اور یہ تعلیم دی جائے

﴿۹۶﴾

کہ تم جسمانی پاکیزگی کی کچھ پرواہ نہ رکھو نہ خلال کرو اور نہ مسواک کرو اور نہ کبھی غسل کر کے بدن پر سے میل اتارو اور نہ پاخانہ پھر کر طہارت کرو اور تمہارے لئے صرف روحانی پاکیزگی کافی ہے۔ ہمارے ہی تجارب ہمیں بتلا رہے ہیں کہ ہمیں جیسا کہ روحانی پاکیزگی کی روحانی صحت کے لئے ضرورت ہے ایسا ہی ہمیں جسمانی صحت کے لئے جسمانی پاکیزگی کی ضرورت ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہماری جسمانی پاکیزگی کو ہماری روحانی پاکیزگی میں بہت کچھ دخل ہے۔ کیونکہ جب ہم جسمانی پاکیزگی کو چھوڑ کر اُس کے بد نتائج یعنی خطرناک بیماریوں کو بھگتنے لگتے ہیں تو اُس وقت ہمارے دینی فرائض میں بھی بہت حرج ہو جاتا ہے اور ہم بیمار ہو کر ایسے نکلے ہو جاتے ہیں کہ کوئی خدمت دینی بجا نہیں لاسکتے۔ اور یا چند روز دکھ اٹھا کر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں بلکہ بجائے اس کے کہ بنی نوع کی خدمت کر سکیں اپنی جسمانی ناپاکیوں اور ترک قواعد حفظان صحت سے اوروں کے لئے وبال جان ہو جاتے ہیں اور آخر ان ناپاکیوں کا ذخیرہ جس کو ہم اپنے ہاتھ سے اکٹھا کرتے ہیں وہ بالی صورت میں مشتعل ہو کر تمام ملک کو کھاتا ہے۔ اور اس تمام مصیبت کا موجب ہم ہی ہوتے ہیں کیونکہ ہم ظاہری پاکی کے اصولوں کی رعایت نہیں رکھتے پس دیکھو کہ قرآنی اصولوں کو چھوڑ کر اور فرقانی وصایا کو ترک کر کے کیا کچھ بلائیں انسانوں پر وارد ہوتی ہیں اور ایسے بے احتیاط لوگ جو نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتے اور عفونتوں کو اپنے گھروں اور کوچوں اور کپڑوں اور منہ سے دور نہیں کرتے اُن کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے نوع انسان کے لئے کیسے خطرناک نتیجے پیدا ہوتے ہیں۔ اور کیسی یک دفعہ وبائیں پھوٹی اور موتیں پیدا ہوتی ہیں اور شور قیامت برپا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگ مرض کی دہشت سے اپنے گھروں اور مال اور املاک اور تمام اس جائیداد سے جو جان کا ہی سے اکٹھی کی تھی دست بردار ہو کر دوسرے ملکوں کی طرف دوڑتے ہیں اور مائیں بچوں سے اور بچے ماؤں سے جدا کئے جاتے ہیں۔ کیا یہ مصیبت جہنم کی آگ سے کچھ کم ہے؟ ڈاکٹروں سے پوچھو اور طبیبوں سے دریافت کرو کہ کیا ایسی لاپرواہی جو جسمانی طہارت کی نسبت عمل میں لائی جائے وہا کے لئے عین موزوں اور مؤید ہے یا نہیں؟ پس قرآن نے کیا بُرا کیا کہ پہلے جسموں اور گھروں اور کپڑوں کی صفائی پر زور دے کر انسانوں کو اس جہنم سے بچانا چاہا جو اسی دنیا میں یک دفعہ

فالج کی طرح گرے اور عدم تک پہنچتا ہے۔ پھر دوسرے جہنم سے محفوظ رہنے کے لئے وہ صراطِ مستقیم بتلایا جو انسانی فطرت کے تقاضا کے عین موافق اور قانونِ قدرت کے عین مطابق ہے۔ اور ہمیں نجات کی وہ راہ بتلائی جس میں کسی بناوٹی منصوبہ کی بدیہ نہیں آتی۔ کیا ہم خدا کے قدیم قانون کو جو تمام قوموں پر ظاہر ہوتا آیا ہے ترک کر کے صرف ایک تراشیدہ قصے پر جو ہزاروں اور بے شمار برسوں کے بعد تراشا گیا ہے بھروسہ کر کے اور ایک عاجز انسان کو خدا قرار دے کر اور پھر لعنتی موت سے اس کو ہلاک کر کے یہ اُمید رکھ سکتے ہیں کہ اس مصنوعی طریق سے ہماری نجات ہو جائے گی اور کیا ایسا آدمی ہمارا منجی ہو سکتا ہے جس کو خود بھی دشمنوں کے ہاتھ سے نجات حاصل نہیں ہوئی اور انہوں نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک اُس کا کام تمام نہ کر دیا۔ ہم بڑے ہی بد قسمت ہیں اگر ہمارا یہی کمزور اور ضعیف اور عاجز خدا ہے جو خود اپنے تئیں ذلتوں اور نا کامیوں اور دُکھوں سے بچا نہ سکا۔ اور جب کہ اس کے حالات کا اس دُنیا میں یہ نمونہ ظاہر ہوا تو ہم کیونکر اُمید رکھیں کہ مرنے کے بعد اس کو کوئی نئی قوت اور طاقت حاصل ہوگی ہوگی۔ جو شخص اپنے تئیں بچا نہ سکا وہ دوسروں کو کیونکر بچا سکتا ہے۔ یہ کیسی نامعقول بات ہے کہ خدا ہمیں نجات نہیں دے سکتا تھا جب تک کہ ایک معصوم کو اپنی جناب سے رُذ نہ کرے اور اس سے بدل بیزار نہ ہو اور اُس کا دشمن نہ ہو جائے اور اس کے دل کو سخت اور اپنی محبت اور معرفت سے دُور اور محروم نہ کر دیوے یعنی جب تک کہ اُس کو لعنتی نہ بناوے اور مجرموں میں اس کو داخل نہ کرے۔ ایسے فرضی خدا سے ہر ایک کو پرہیز کرنا چاہیے جس کا اپنے ہی بیٹے کے ساتھ یہ معاملہ ہو۔ سچ کہو کیا دنیا میں کوئی عقل قبول کر سکتی ہے کہ جو شخص آپ ہی لعنتی ہو پھر وہ کسی کے لئے خدا تعالیٰ کی جناب میں سفارش کر سکے۔ دیکھو عیسائی مذہب میں کس قدر بے ہودہ اور دُور از عقل و دیانت باتیں ہیں کہ اول ایک شخص عاجز مصیبت رسیدہ کو ناحق بے وجہ خدا بنایا جاتا ہے۔ پھر ناحق بے وجہ یہ اعتقاد رکھا جاتا ہے کہ وہ لعنتی ہو گیا۔ خدا اس سے بیزار ہو گیا وہ خدا سے بیزار ہو گیا۔ خدا اس کا دشمن ہو گیا وہ خدا کا دشمن ہو گیا۔ خدا اُس سے دُور ہو گیا وہ خدا سے دُور ہو گیا پھر ان سب کے بعد یہ اعتقاد بھی ہے

﴿ ۹۸ ﴾

کہ ایسی لعنتی موت پر ایمان لانے سے تمام گناہوں کے مؤاخذہ سے فراغت ہو جاتی ہے۔ چور ہو۔
خونی ہو۔ ڈاکو ہو۔ بدکار زانی ہو دوسروں کے مال خیانت سے یا غبن سے کھانے والا ہو
غرض کچھ ہو اور کوئی گناہ کرنے والا ہو سزا سے بچ رہے گا۔ اب دیکھو یہ کیا مذہب ہے اور کیا تعلیم
ہے اور کس قدر ایسے عقیدوں سے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ پھر یہ لوگ باوجود اس کے کہ
ایسے قابلِ شرم عقائد ان کے گلے پڑے ہوئے ہیں اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ نہیں جانتے
کہ اسلام نے وہی خدا پیش کیا ہے جس کو زمین آسمان پیش کرتے ہیں جس میں کوئی بناوٹ اور
نیا منصوبہ نہیں اور اسی خالق یکتا کی طرف اسلام رہبری کرتا ہے جس کا کوئی ابتدا نہیں اور کسی
عورت کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا اور نہ اُس پر موت آئی اور نہ اس کا کوئی بیٹا ہے تا اُس کی
موت سے اُس کو غم پہنچے۔ اور اسلام نے نجات کے طریق بھی وہ سکھائے ہیں جو ہمیشہ سے اور
جب سے کہ دنیا ہے قانونِ قدرت کی شہادتوں کے ساتھ چلے آئے ہیں۔ کوئی بناوٹ کی بات ان
میں نہیں پھر جہالت اور تعصب ایسی بلا ہے کہ یہ قوم انسان پرست کہ جو غیر خدا کی پرستش میں
غرق ہے خدا پرستوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں بجز اس کے کیا ہے کہ خدا
کی کتابوں کے غلط معنی کر کے اپنے اصرار کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ وہی کتابیں ان عقائد کا رد
کرتی ہیں اور یہودی اب تک تصدیق کرتے ہیں کہ اسرائیلی توحید، قرآنی توحید سے متفق ہے
اور اس بارے میں ہم اور یہودی اور بعض فرقہ عیسائی بھی، اور خدا کا قانون قدرت بھی ان
کے مخالف ہیں۔ یہ تمام پرستشیں یعنی مخلوق کی پوجا انسانی غلط کاریوں سے پیدا ہوئی ہیں۔ کسی
نے پتھر کی پوجا کی کسی نے انسان کی۔ کسی نے کشلیا کے بیٹے کو خدا سمجھ لیا اور کسی نے مریم کے
بیٹے کو خدا قرار دے دیا۔ یہ لوگ مسلمانوں کو کیوں کر جھوٹ کی طرف بلاتے ہیں مسلمانوں کا خدا
تو وہ خدا ہے جو زمین آسمان پر نظر ڈال کر ضروری معلوم ہوتا ہے اور ہمیشہ تازہ نشانوں سے اپنا
وجود ظاہر کرتا ہے۔ ایک سچا مسلمان اس کی آواز اب بھی اُسی طرح سُن سکتا ہے جس طرح حضرت
موسیٰ نے کوہِ طور پر سُنی تھی۔ وہ اُس کے زندہ معجزات براہِ راست دیکھ سکتا ہے۔ پھر وہ مُردوں کا

﴿ ۹۹ ﴾

نام کیونکر خدا رکھ سکتا ہے۔ یہ لوگ انسان پرست ہونے کی وجہ سے آسمانی تعلقات سے قطعاً محروم ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی آسمانی تائیدیں ان لوگوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ صرف یہودہ قصے بجائے نشانوں کے پیش کئے جاتے ہیں۔ نہ عقل کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں اور نہ آسمانی نشانوں کے ساتھ۔ شرک اور مخلوق پرستی کو زمین پر پھیلارہے ہیں اور پھر قرآن شریف پر اعتراض کرتے ہیں کہ اُس نے انسانوں کو جسمانی طہارت کی طرف کیوں توجہ دلائی۔ یہ نہیں جانتے کہ نبی روحانی باپ ہوتا ہے وہ درجہ بدرجہ ہر ایک ناپاکی سے چھڑانا چاہتا ہے اور ہر ایک خطرہ سے بچانا چاہتا ہے۔ سو اوّل درجہ کی ناپاکی جو انسان کو وحشیانہ حالت میں ڈالتی ہے جسمانی ناپاکی ہے اور اسی سے خطرناک امراض اور مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ سو ضرور تھا کہ خدا کی کامل کتاب اپنی تعلیم کا ابتدا اسی سے کرتی سو خدا نے ایسا ہی کیا۔ اوّل جسمانی ناپاکیوں اور دوسری وحشیانہ حالتوں سے چھڑا کر وحشیوں کو انسان بنانا چاہا پھر اخلاق فاضلہ اور طہارت باطنی کے احکام سکھلا کر انسانوں کو مہذب انسان بنایا۔ اور پھر محبت اور فانی اللہ کے باریک دقائق تک پہنچا کر مہذب انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا۔ اور پھر یہ سب کچھ کر کے فرما دیا۔

اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ لَعْنَىٰ جَان لَوْ كَ خُدا نے زمین کو مرنے کے بعد پھر زندہ کیا۔ سو خدا کا کلام حکمت کے طریقوں سے انسان کو ترقی کے منارتک پہنچاتا ہے۔ وہ اس سے شرم نہیں کرتا کہ انسان کو جو انسانیت سے گرا ہوا ہے ظاہری ناپاکیوں سے بھی چھڑائے جیسا کہ وہ باطنی ناپاکیوں سے چھڑاتا ہے اُس نے اپنی پاک کلام میں انسانوں کو دونوں قسم کی پاکیزگی کی طرف ترغیب دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۚ

یعنی خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اُن کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہیں۔ سو تَوَّابِينَ کے لفظ سے خدا تعالیٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی اور مُتَطَهِّرِينَ کے لفظ سے ظاہری طہارت اور پاکیزگی کی ترغیب دی۔ اور اس آیت سے یہ مطلب نہیں کہ صرف ایسے شخص کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے کہ جو محض ظاہری پاکیزگی کا

﴿۱۰۰﴾

پابند ہو بلکہ توّابین کے لفظ کو ساتھ ملا کر بیان فرمایا تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لئے اکمل اور اتم محبت جس سے قیامت میں نجات ہوگی اسی سے وابستہ ہے کہ انسان علاوہ ظاہری پاکیزگی کے خدا تعالیٰ کی طرف سچا رجوع کرے۔ لیکن محض ظاہری پاکیزگی کی رعایت رکھنے والا دنیا میں اس رعایت کا فائدہ صرف اس قدر اٹھا سکتا ہے کہ بہت سے جسمانی امراض سے محفوظ رہے۔ اور اگرچہ وہ خدا تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی محبت کا نتیجہ نہیں دیکھ سکتا مگر چونکہ اُس نے تھوڑا سا کام خدا تعالیٰ کی منشا کے موافق کیا ہے یعنی اپنے گھر اور بدن اور کپڑوں کو ناپاکیوں سے پاک رکھا ہے اس لئے اس قدر نتیجہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ بعض جسمانی بلاؤں سے بچا لیا جائے بجز اُس صورت کے کہ وہ کثرت گناہوں کی وجہ سے سزا کے لائق ٹھہر گیا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں اس کے لئے یہ حالت بھی خدا تعالیٰ میسر نہیں کرے گا کہ وہ ظاہری پاکیزگی کو کماحقہ بجالا کر اس کے نتائج سے فائدہ اٹھا سکے۔ غرض بموجب وعدہ الہی کے محبت کے لفظ میں سے ایک خفیف اور ادنیٰ سے حصہ کا وارث وہ دشمن بھی اپنی دنیا کی زندگی میں ہو جاتا ہے جو ظاہری پاکیزگی کے لئے کوشش کرتا ہو۔ جیسا کہ تجربہ کے رُوسے یہ مشاہدہ بھی ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے گھروں کو خوب صاف رکھتے اور اپنی بدردوؤں کو گندہ نہیں ہونے دیتے اور اپنے کپڑوں کو دھوتے رہتے ہیں اور خلال کرتے اور مسواک کرتے اور بدن پاک رکھتے ہیں اور بدبو اور عفونت سے پرہیز کرتے ہیں وہ اکثر خطرناک وبائی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں پس گویا وہ اس طرح پر **يَحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ** کے وعدہ سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ طہارت ظاہری کی پروا نہیں رکھتے آخر کبھی نہ کبھی وہ پچ میں پھنس جاتے ہیں اور خطرناک بیماریاں اُن کو آ پکڑتی ہیں۔

اگر قرآن کو غور سے پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ کے بے انتہا رحم نے یہی چاہا ہے کہ انسان باطنی پاکیزگی اختیار کر کے روحانی عذاب سے نجات پاوے اور ظاہری پاکیزگی اختیار کر کے دنیا کے جہنم سے بچا رہے جو طرح طرح کی بیماریوں اور وباؤں کی شکل میں نمودار

ہو جاتا ہے اور اس سلسلہ کو قرآن شریف میں اول سے آخر تک بیان فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ مثلاً یہی آیت اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ^۱ صاف بتلا رہی ہے کہ توابین سے مراد وہ لوگ ہیں جو باطنی پاکیزگی کے لئے کوشش کرتے ہیں اور مُتَطَهِّرین سے وہ لوگ مراد ہیں جو ظاہری اور جسمانی پاکیزگی کے لئے جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ ایسا ہی ایک دوسری جگہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا**^۲ یعنی پاک چیزیں کھاؤ اور پاک عمل کرو۔ اس آیت میں حکم جسمانی صلاحیت کے انتظام کے لئے ہے جس کے لئے **كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ** کا ارشاد ہے۔ اور دوسرا حکم روحانی صلاحیت کے انتظام کے لئے ہے جس کے لئے **وَاعْمَلُوا صَالِحًا** کا ارشاد ہے اور ان دونوں کے مقابلہ سے ہمیں یہ دلیل ملتی ہے کہ بدکاروں کے لئے عالم آخرت کی سزا ضروری ہے۔ کیونکہ جب کہ ہم دنیا میں جسمانی پاکیزگی کے قواعد کو ترک کر کے فی الفور کسی بلا میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ امر بھی یقینی ہے کہ اگر ہم روحانی پاکیزگی کے اصول کو ترک کریں گے تو اسی طرح موت کے بعد بھی کوئی عذاب مؤلم ضرور ہم پر وارد ہوگا۔ جو بقاء کی طرح ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوگا[☆]۔ چنانچہ یہی طاعون اس بات کی گواہ ہے کہ جن جن شہروں اور گھروں میں جسمانی پاکیزگی کی ایسی رعایت نہیں کی گئی جیسی کہ چاہیے تھی آخر وہ بانی اُن کو پکڑ لیا۔ اگرچہ یہ عفوئی اجرام کم و بیش ہر وقت موجود تھے لیکن وہ اندازہ غلیان سمیت کا پہلے دنوں میں اکٹھا نہیں تھا۔ اور بعد میں اور اسباب کے ذریعہ سے پیدا ہو گیا۔ یہ کس قدر مشکل بات ہے کہ جب کہ ہم جسمانی ناپاکی اور عفونت مہلکہ کا کوئی اندازہ قائم نہیں کر سکتے جب تک وہ خود ہم پر وارد نہ ہو جائے پس کیونکر روحانی سمیت کا ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کب اور کس وقت ہمیں ہلاک کر سکتی ہے۔ لہذا ہمیں لازم ہے کہ لا پرواہی اور غفلت سے

☆ نوٹ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کچھ چیز نہیں بلکہ جیسا کہ ہم اپنے جسمانی بد طریقوں سے وبا کو اپنے پر لے آتے ہیں اور پھر حفظِ صحت کے قواعد کی پابندی سے اُس سے نجات پاتے ہیں۔ یہی قانونِ قدرت ہمارے روحانی عذاب اور نجات سے وابستہ ہے۔ منہ

زندگی بسر نہ کریں اور دعائیں لگے رہیں۔ خدا سے اُس کا فضل مانگنا اور دُعائیں لگے رہنا اس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں۔ یہی ایک راہ ہے جو نہایت ضروری اور واجب طریق ہے۔ اسی وجہ سے قرآن شریف میں عذاب سے بچنے کے لئے دعا ہی ہمیں سکھلائی گئی ہے اور وہ دعا سورۃ فاتحہ کی دعا ہے جو پنج وقت نماز میں پڑھی جاتی ہے یہ دونوں قسم کے عذابوں سے بچنے کے لئے دعا ہے۔ کیونکہ آخری فقرہ دعا کا یہ ہے کہ ”یا الہی اُن لوگوں کی راہ سے بچا جن میں طاعون پھوٹی تھی۔“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا اس لئے ہے کہ تاہم دنیا کے جہنم اور آخرت کے جہنم دونوں سے بچائے جائیں۔ لہذا میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص یہ دعا یعنی سورۃ فاتحہ دفع طاعون کے لئے اخلاص سے نماز میں پڑھتا رہے تو خدا اُس کو اس بلا سے اور اس کے بدنتائج سے بچائے گا۔

﴿۱۰۲﴾

اور ہم اس وقت تمام مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ اب وہ یقینی طور پر یہ نہ سمجھ لیں کہ طاعون دور ہوگئی اور اس خیال سے پھر غفلت اور گناہ اور معصیت کی طرف جھک نہ جائیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہم اپنے پہلے اشتہار میں شائع کر چکے ہیں ابھی ہم خطرات کے حدود سے باہر نہیں آئے جب تک دُعا جاڑے کے موسم خیر سے نہ گزر جائیں۔ اور اس ملک کے کسی حصہ میں کوئی واردات کا نمونہ پایا نہ جائے اس وقت تک اندیشہ دامنگیر ہے۔ سواگرچہ طبابت کی تدبیریں نہایت عمدہ چیزیں ہیں اور جو کچھ ہماری گورنمنٹ نے ہدایتیں پیش کی ہیں وہ قابلِ شکر و غمخواری ہیں مگر تاہم تمام فلاح اور نجات کا مدار انہی تدابیر کو نہ سمجھو اپنے خدائے رحیم و کریم سے بھی صلح کرو۔ دیکھو کس قدر ملک میں گناہ اور فریب اور جھوٹ اور ظلم اور حق تلفی اور بدکاری پھیل گئی ہے۔ یہ وہی معاصی ہیں جن کی وجہ سے پہلی قومیں بھی ہلاک ہوتی رہی ہیں۔ سو اس غیور خدا سے ڈرو جس کی غیرت ہمیشہ بدکاروں کو نابود کرتی رہی ہے۔ اگر خداوند ذوالجلال سے خوف کرو گے اور اپنے دلوں میں اُس کی عظمت بٹھا لو گے تو وہ تمہیں ضائع ہونے سے بچا لے گا اور تم اور تمہاری اولاد بچ جائے گی اور خدا کا رحم

تمہارا حامی ہوگا اور ایسے اسباب پیدا کر دے گا جن سے یہ زہریلا مادہ دُور ہو جائے۔ اور اگر دُنیا میں مست ہو کر خدا تعالیٰ کی پروا نہیں رکھو گے اور گناہوں سے باز نہیں آؤ گے تو وہ قادر ہے کہ تمہاری تمام تدبیریں بے کار کر دیوے اور ایسی راہ سے تمہیں پکڑے کہ تمہیں معلوم نہ ہو۔ دیکھو یہود میں جب طاعون مصر اور کنعان کی راہ میں پھوٹی تو وہ لوگ اُس وقت جنگل میں تھے اور شہر کی عفونتوں سے بالکل الگ تھے۔ ترنجبین اور بیڑاُن کی غذا تھی۔ وہ یقین کرتے تھے کہ اب کوئی بلا ہم پر نہیں آئے گی مگر جب انہوں نے نافرمانی شروع کی اور فسق اور فجور میں مبتلا ہوئے تو وہی ترنجبین اور بیڑا طاعون کا موجب ہو گئے۔ یہ کیسا باریک بھید خدا کی حکمتوں کا ہے کہ چونکہ اللہ جلّ شانہ جانتا تھا کہ یہ قوم عنقریب سرکشی اختیار کرے گی اس لئے اُن کے لئے دن رات کی غذا ترنجبین اور بیڑا مقرر کیا گیا۔ یہ دونوں چیزیں طبّ کے قواعد کی رُو سے بالخاصیت طاعون پیدا کرتی ہیں اسی وجہ سے طبیب لوگ امراضِ جلدیہ میں جہاں بشور اور پھوڑوں کی بیماریاں ہوں ترنجبین دینے سے پرہیز کیا کرتے ہیں۔ بد بخت یہود ایک طرف تو از نکابِ جرائم کا کرتے رہے اور دوسری طرف دن رات بیڑا اور ترنجبین کھا کر طاعون کا مادہ اپنے اندر جمع کر لیا۔ جب اُن کے مؤاخذہ کا وقت آیا تو ایک طرف تو جرائمِ انتہا کو پہنچ چکے تھے جو سزا کو چاہتے تھے اور دوسری طرف طاعونی مادہ بیڑا اور ترنجبین کے استعمال سے اس قدر اُن کے اندر جمع ہو گیا تھا کہ اب وہ تقاضا کرتا تھا کہ اُن میں طاعون پھوٹے۔ سو اس ایک ہی رات میں جب یہودیوں کے لئے آسمان سے سزا کا حکم نازل ہوا ساتھ اس کے مادہ طاعون کو بھی جو طیار بیٹھا تھا یہ حکم آیا کہ ہاں اب نکل اور اس شریر قوم کو ہلاک کر۔ تب وہ اس جنگل میں کتوں کی طرح مرے۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْاَبْصَارِ

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان لوگوں کا بھی یہی حال ہوگا کہ جو ہر ایک قسم کی زنا کاری اور چوری اور خونی اور مالِ حرام کھانے اور نوعِ انسان کے دکھ دینے میں درندوں کی طرح دلیری سے قدم رکھتے ہیں نہ خدا تعالیٰ کے حدود اور قوانین سے ڈرتے ہیں اور نہ گورنمنٹ کے مقرر کردہ قانونوں سے اُن کو خوف ہے۔ یہی بات تھی جو میرے پہلے اشتہار میں بطورِ الہام طاعون کے بارے میں

مجھے معلوم ہوئی تھی اور وہ یہ ہے کہ ”اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغۡیۡرُ مَا بَقِیَ مِنْ حَتّٰی یَغۡیۡرَ وَاَمَّا بِاَنۡفُسِهِمۡ . اِنَّہٗ اَوّٰی الْقُرۡیَۃَ۔ یعنی خدا تعالیٰ اُس نیکی یا بدی کو جو کسی قوم کے شامل حال ہے دور نہیں کرتا جب تک وہ قوم ان باتوں کو اپنے سے دور نہ کرے جو اُس کے دل میں ہیں۔ اُس خدا نے اس قریہ کو جو اس کے علم میں ہے انتشار سے محفوظ رکھا۔“ افسوس کہ بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ الہام آپ بنا لیا ہے۔ ان کے جواب میں کیا کہیں اور کیا لکھیں۔ اے بد قسمت بد گمانو! کیا ممکن ہے کہ کوئی خدا پر جھوٹ باندھے اور پھر اُس کے دستِ قہر سے بچ رہے۔ خدا جھوٹوں کو ہلاک کرے گا اور وہ جو اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کا الہام ہے وہ ہلاک کئے جائیں گے کیونکہ انہوں نے دلیری کر کے خدا پر بہتان باندھا۔ راستبازوں کے لئے بھی دن مقرر ہیں اور جھوٹے مفتریوں کے لئے بھی وقت مقرر کئے گئے ہیں۔ جب وہ وقت آئیں گے تو خدا تعالیٰ دکھا دے گا کہ کس نے شوخی سے باتیں کیں اور کس نے رُوح القدس کی آواز کی پیروی کی۔ خدا کی باتوں کو خدائی نشانوں سے تم شناخت کرو گے سچائی پوشیدہ نہیں رہے گی اور نہ باطل مخفی رہے گا۔ وہ خدا جو ہمیشہ اپنے تئیں ظاہر کرتا رہا ہے وہ اب بھی دکھلائے گا کہ وہ اُن کے ساتھ ہے جو واقعی طور پر اس سے ڈرتے اور نیکی اور پرہیزگاری کی راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔

اے لوگو! خدا سے ڈرو۔ اور درحقیقت اس سے صلح کر لو۔ اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو اور چاہیے کہ ہر ایک شرارت تم سے دُور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر دُور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں اُن ہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اُس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اُس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں

اُن کی خبر لیتا ہے اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچا لیتا ہے اور ذلت کے مقاموں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ اُن کا متولی اور مستفید ہو جاتا ہے۔ وہ اُن مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آ سکتا اُن کی مدد کرتا ہے۔ اور اُس کی فوجیں اس کی حمایت کے لئے آتی ہیں۔ کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑو گے؟ کیا اپنے نفسِ ناپاک کے لئے اُس کی حدود کو توڑ دو گے۔ ہمارے لئے اُس کی رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے۔

قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ہے۔ ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں۔ مثلاً سوچ کر دیکھو کہ اس زمانہ کے معاند مولویوں نے ہماری تکفیر اور تکذیب کے خیال کو بغیر کسی تحقیق اور ثبوت کے کس حد تک پہنچا دیا ہے کہ اب ہم ان کی نظر میں اپنے کفر کے لحاظ سے عیسائیوں اور ہندوؤں سے بھی بدتر ہیں۔ کیا ایک متقی جو واقعی طور پر شکوک کی پیروی سے اپنے دل کو روکتا ہے وہ ان بلاؤں میں پھنس سکتا ہے؟ اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہوتی تو میرے مقابل پر وہ طریق اختیار کرتے جو قدیم سے حق کے طالبوں کا طریق ہے۔ کیونکہ قدیم سے اس اصول کو ہر ایک قوم مانتی آئی ہے اور اسلام نے بھی اس کو مانا ہے کہ جو لوگ انبیاء اور رسولوں اور مامورین اللہ کے منصب سے اپنے تئیں دنیا پر ظاہر کرتے ہیں اُن سے اگر علماء وقت کا کسی حدیث یا کتاب اللہ کے معنی بیان کرنے میں اختلاف ہو جائے تو اُن کے ساتھ طریقِ تصفیہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ ایک فریق اپنے طور کے معنی میں زیادہ قوت اور ترجیح دے کر دوسرے فریق کی تکذیب پر جلد آمادہ ہو جاتا ہے بلکہ باوجود اختلاف تفسیر اور تاویل کے جو مابین واقع ہو

اور باوجود اس بات کے جو بظاہر کسی قول کے وہ معنی قریب قیاس ہوں جو برخلاف بیان کردہ مامورین ہوں پھر بھی مامورین اور الہام پانے والوں کے مقابل پر سعید لوگ اپنے قرار دادہ معنوں پر ضد اور ہٹ نہیں کرتے بلکہ جب خدا تعالیٰ کی متواتر تائیدات اور طرح طرح کے نشانوں سے ظاہر ہو جائے کہ وہ لوگ مؤید من اللہ ہیں تو اپنے معنی چھوڑ دیتے ہیں اور وہی معنی قبول کرتے ہیں جو انہوں نے کئے ہوں گو بظاہر اُس میں کسی قسم کا ضعف بھی معلوم ہو۔ کیونکہ معانی کے بیان کرنے میں بہت توسع ہے اور بسا اوقات ایک شخص جو مجاز کا پہلو اختیار کرتا ہے اور ایک عبارت کے معنی مجازی رنگ میں بتلاتا ہے وہ اس دوسرے کے مقابل پر حق پر ہوتا ہے جو ظاہر معانی کو لیتا ہے اور مجاز کی طرف نہیں جاتا بلکہ ملہمین اور مرسلین کے ساتھ یہ ادب رکھنا لازمی ہے کہ اگر وہ بغیر کسی قرینہ کے بھی صرف عَنِ الظَّاهِر کریں تو اُن سے قرآن کا مطالبہ نہ کیا جائے جیسا کہ دوسرے علماء سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ہاں اس بات کو دیکھنا ضروری ہوگا کہ وہ درحقیقت مؤید من اللہ اور مقبول الہی ہیں۔ اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ مؤید من اللہ ہیں تو پھر اختلاف کے وقت یعنی جب کہ علماء میں اور اُن میں کسی کتاب الہی کے معنی بیان کرنے میں اختلاف واقع ہو وہی معنی قبول کئے جائیں گے جو مامورین نے کئے ہیں۔ اسی اصول پر ہمیشہ عمل درآمد رہا ہے۔ مثلاً جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہود میں

☆ اگر کوئی کہے کہ اگر اختلاف کے وقت ملہم کے معنوں کو ماننا ضروری ہے تو ممکن ہے کہ ایسا مدعی الہام اور ماموریت کا جس کا ہنوز منجانب اللہ ہونا ثابت نہیں ہوا۔ ایسے معنی خدا کی کتاب کے کرے جن میں صاف الحاد ہو تو وہ معنی کیونکر مان لئے جائیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بموجب وعدہ قرآن شریف کے سچے ملہم کی یہ نشانی مقرر شدہ ہے کہ اس کی خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید ہوتی ہے اور بجز اس کے دوسرا شخص سچی پیشگوئی دکھلا نہیں سکتا پھر جب ان علامتوں سے وہ سچا ثابت ہوا تو پھر وہ ملحد کیونکر ہوگا؟ خدا کا یہ بھی وعدہ ہے کہ مفتری ہلاک کیا جاتا ہے۔ غرض یہ ایک تصدیق شدہ مسئلہ ہے جس پر ہزاروں راستبازوں نے اپنے خون کے ساتھ مہر لگا دی ہے کہ اگر مدعی الہام اور وحی اور اس کے غیر میں کسی عبارت کے معنوں میں اختلاف واقع ہو تو بعد اس کے کہ اس مدعی کا سچا ہونا خدا کی تائید اور اس کے نشانوں سے ثابت ہوتا ہو متنازع فیہ معنوں میں سے وہی معنی قبول کئے جائیں گے جو اس مدعی کے مُنہ سے نکلے ہیں۔ یہی وہ طریق ہے جس پر راستبازوں نے قدم مارا ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص وحی اور الہام کا دعویٰ کرے اس کی بات صرف اسی حالت میں رد کرنے کے لائق ہوتی ہے کہ جب وہ صاحب آیات نہ ہو۔ منہ

ملا کی نبی کی اس پیشگوئی کے متعلق اختلاف واقع ہوا کہ جو ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کے متعلق تھی تو باوجود اس کے کہ وہ معنی جو یہود کرتے تھے وہی آیت کے ظاہر معنی تھے اور حضرت عیسیٰ کا یہ کہنا کہ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے سے مراد اُس کے کسی مثیل کا آنا ہے۔ یہ ایک تاویل رکیک بلکہ الحاد کے رنگ میں معلوم ہوتی تھی اور یہودیوں کی نظر میں ہنسی کے لائق تھی۔ اور ایسا صرف عن الظاہر تھا جس پر کوئی قرینہ قائم نہ تھا مگر پھر بھی نیک بخت انسانوں نے جب دیکھا کہ یہ شخص مؤید من اللہ ہے اور اس پر وحی کے ذریعہ سے اصل حقیقت کھلی ہے تو انہوں نے ان ہی معنوں کو قبول کیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کرتے تھے اور یہود کے معنوں کو رد کیا۔ اگرچہ ظاہر طور پر وہی صحیح معنی معلوم ہوتے تھے۔ پھر اسی قسم کا جھگڑا یہود کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ اور وہ یہ کہ یہود لوگ مثیل موسیٰ کی پیشگوئی کی نسبت جو توریت باب استثنا میں موجود ہے یہ معنی کرتے تھے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے آئے گا۔ اور کہتے تھے کہ خدا نے داؤد سے قسم کھائی ہے کہ اُس کے خاندان سے نبی بھیجتا رہے گا۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ معنی صحیح نہیں ہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ مثیل موسیٰ کا ظاہر ہونا بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے یعنی بنی اسماعیل سے ضروری تھا۔ سو اگرچہ یہود کے وہ معنی دو ہزار برس سے اُن کے علماء میں متفق علیہ چلے آئے تھے اور ایک جاہل آدمی کے لئے ایک قوی حجت تھی کہ جو معنی دو ہزار برس تک ایک گروہ کثیر علماء میں مسلم الصحت اور ایک اجماعی عقیدہ کی طرح تھے اُن کے برخلاف کیونکر ایک نئے معنی مان لئے جائیں مگر پھر بھی جب عقلمندوں نے دیکھا کہ مؤخر الذکر معنی اُس شخص نے کئے ہیں جو مؤید من اللہ ہے یعنی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اور یہ بھی خیال کیا کہ انسانی عقل کے اجتہادی معنوں میں غلطی کا احتمال ممکن ہے مگر جن معنوں کی وحی نے تعلیم کی ہے اُن میں غلطی ممکن نہیں تو جناب نبی علیہ السلام کے معنوں کو قبول کیا۔ اور مخالفوں کے معنی گو وہ اپنے مذہب کے مولوی اور فاضل کہلاتے تھے ردی کی طرح پھینک دیئے کیونکہ اُن کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص مؤید من اللہ اور صاحب خوارق ہے اور آسمانی تائیدیں اس کے شامل حال ہیں

﴿۱۰۸﴾

لہذا اُن کو ماننا پڑا کہ یہود اور نصاریٰ کے معنی صحیح نہیں ہیں۔ اسی جہت سے صد ہا یہودی اور عیسائی مسلمان ہوئے اور جو معنی دو ہزار برس سے متفق علیہ چلے آتے تھے وہ چھوڑ دیئے۔ اب ان دونوں نظیروں سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جب ایک قوم اور مامور من اللہ میں کسی الہی کتاب کے معنی کرنے میں اختلاف پیدا ہو تو وہی معنی قبول کے لائق ہوں گے جو اس مامور من اللہ نے کئے ہیں گو بظاہر وہ ضعیف اور دور از قیاس ہی معلوم ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم لوگ انجیل اور توریت کے اکثر مقامات کے وہ معنی نہیں کرتے جو نصاریٰ اور یہود نے کئے ہیں اور ہم بہر حال اُن معنوں کو قبول کریں گے جو قرآن نے کئے ہیں اور جبکہ یہ اصول متحقق ہو گیا تو اب دیکھنا چاہیے کہ اگر ہمارے مخالف علماء میں دیانت اور انصاف کا مادہ ہوتا تو اس صورت میں کہ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنے دعوے کی تائید میں بعض احادیث یا قرآنی آیتوں کے وہ معنی کرتا تھا جو میرے مخالف نہیں کرتے۔ خدا ترس لوگوں کو لازم تھا کہ وہ اس اختلاف کے وقت بفرض محال اگر میرے معنی اُن کی نظروں میں کمزور تھے تو وہ مجھ سے اسی طریق معبود سے تصفیہ کرتے جیسا کہ پہلے راستباز آدمی ایسے وقتوں میں تصفیہ کرتے رہے ہیں۔ یعنی صرف یہ تحقیق کرتے کہ آیا یہ شخص مؤید من اللہ ہے یا نہیں۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے یہ طریق میرے ساتھ مسلوک نہیں رکھا۔ حالانکہ اگر اُن میں انصاف ہوتا تو ایمان داری کے رُو سے اس طریق کا اختیار کرنا اُن پر لازم تھا۔ اور عجب تر یہ کہ جس پہلو کو عبارات کے معنوں میں ہم نے اختیار کیا ہے وہ نہایت صحیح اور معقولی طور پر بھی قرین قیاس ہے۔ مگر پھر بھی ہمارے مخالفوں نے ان معنوں سے مُنہ پھیر لیا۔ حالانکہ اُن کا یہ فرض تھا کہ اگر ہمارے معنی اُن کے معنوں کے مقابل ضعیف بھی ہوتے تب بھی تائید الہی کے ثبوت کے بعد اُن ہی معنوں کو قبول کر لیتے۔ اب بتلاؤ کہ کیا یہ طریق تقویٰ ہے جو انہوں نے اختیار کیا۔ سوچ کر دیکھو کہ جب ایسے اختلافات نبیوں اور دوسری قوموں میں ہوئے ہیں تو سعید لوگوں نے کس طریق کو اختیار کیا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ انہوں نے بہر حال وہ معنی قبول کئے جو نبیوں کے مُنہ سے نکلے۔

﴿۱۰۹﴾

اب پھر ہم کلام سابق کی طرف عود کر کے ظاہر کرتے ہیں کہ ہم نے ہمدردیِ خلاق کے لئے دو مرگب دوائیں طاعون کے علاج کی تیاری ہیں۔ ایک وہ دوا ہے جس پر دو ہزار پانچ سو روپیہ خرچ آیا ہے جس میں سے دو ہزار روپیہ کے یا قوت رمانی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب نے عنایت فرمائے ہیں اور چار سو روپیہ شیخ رحمت اللہ صاحب نے دیا ہے اور سو روپیہ اور متفرق دوستوں کی طرف سے ہے۔

اس دوا کا نام **تریاقِ الہی** رکھا گیا ہے۔ یہ اس وقت کام آ سکتی ہے کہ جب خدا نخواستہ پھر جاڑے کی موسم میں طاعون پھیلے۔ ابھی ہم بیان نہیں کر سکتے کہ یہ گراں قیمت دوا جس پر اڑھائی ہزار روپیہ خرچ آیا ہے کن لوگوں کو دی جائے گی اور کیا یہ فروخت بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ دوا قلیل ہے اور جماعت بہت ہے۔ دل تو چاہتا ہے کہ عام لوگ اس تریاقِ الہی سے نئی زندگی حاصل کریں مگر گنجائش نہیں ہے۔ مجھے ایک الہام میں یہ فقرات القا ہوئے تھے کہ **يَا مَسِيحَ الْخَلْقِ عَدُوَانَا**۔ میرے خیال میں ہے کہ عدویٰ سے مراد یہی طاعون ہے۔ اگر میں اُس الہام کے معنی کرنے میں غلطی نہیں کرتا جس میں یہ لکھا ہے کہ **اِنَّهُ اَوْى الْقَرْيَةَ** تو کیا تعجب ہے کہ کسی عام زور طاعون کے وقت میں قادیان دارالامن رہے۔ میں ہمیشہ اور پنج وقتہ نماز میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس بلا کو دنیا سے اٹھا دے اور اپنے بندوں کی تقصیریں معاف کرے مگر پھر بھی مجھے ان الہامات کے لحاظ سے جو ظاہر کر چکا ہوں اس حالت میں کہ لوگ توبہ نہ کریں سخت اندیشہ ہے کہ یہ آگ جاڑے کے موسم میں یا اس کے ابتدا میں ہی یا برسات کے موسم میں ہی بھڑک نہ اُٹھے۔

یاد رہے کہ کفر اور ایمان کا فیصلہ تو مرنے کے بعد ہوگا اس کے لئے دنیا میں کوئی عذاب نازل نہیں ہوتا اور جو پہلی اُمّتیں ہلاک کی گئیں وہ کفر کے لئے نہیں بلکہ اپنی شوخیوں اور شرارتوں اور ظلموں کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ فرعون بھی اپنے کفر کے باعث سے ہلاک نہیں ہوا بلکہ اپنے ظلم اور زیادتی کی وجہ سے ہلاک ہوا۔ محض کفر کے سبب سے اس دنیا میں کسی پر عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کافر ہو مگر غریب مزاج اور آہستہ رو ہو اور ظالم نہ ہو تو اس کے کفر کا حساب قیامت کے دن ہوگا۔ اس دنیا میں ہر ایک عذاب ظلم اور بدکاری اور شوخیوں اور شرارتوں

﴿۱۱۰﴾

کی وجہ سے ہوتا ہے اور ایسا ہی ہمیشہ ہوگا۔ اگر خدا تعالیٰ کی نظر میں لوگ شوخ طبع اور متکبر اور ظالم اور بے خوف اور مردم آزار ہوں گے خواہ وہ مسلمان ہوں خواہ ہندو خواہ عیسائی عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔ کاش لوگ اس بات کو سمجھیں اور غریب مزاج اور بے شر انسان بن جائیں۔ خدا تعالیٰ کسی کو عذاب دے کر کیا کرے گا اگر وہ اُس سے ڈرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ کے تمام نبی رحمت کے لئے آئے اور جس نے رحمت کو قبول نہ کیا اُس نے عذاب مانگا۔ ہر پاک نبی جو دنیا میں آیا وہ رحمت کا پیغام لے کر آیا اور عذاب خدا سے نہیں بلکہ لوگوں نے اپنی کرتوتوں سے آپ پیدا کیا۔ ہاں وہ سچوں کے لئے ایک علامت بھی ٹھہر گئے کہ اُن کے آنے کے ساتھ ایک عذاب بھی آتا رہا۔ ☆

اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ میں نے طاعون کے علاج کے لئے ایک مرہم بھی طیار کی ہے یہ ایک پُرانا نسخہ ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت سے چلا آتا ہے اور اس کا نام مرہم عیسیٰ ہے اگرچہ امتداد زمانہ کے سبب سے بعض دواؤں میں تبدیلی ہو گئی ہے یعنی طب کی بہت سی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک طبیب نے کوئی دوا اس نسخہ میں داخل کی ہے اور دوسرے نے بجائے اس کے کوئی اور داخل کر دی ہے۔ لیکن یہ تغیر صرف ایک دو دواؤں میں ہوا ہے اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک دوا ہر ایک ملک میں پائی نہیں جاتی یا کم پائی جاتی ہے یا بعض موسموں میں پائی نہیں جاتی۔ سو جس جگہ یہ اتفاق ہوا کہ ایک دوا مل نہیں سکی تو کسی طبیب نے اُس کا بدل کوئی اور دوا ڈال دی اور درحقیقت قراہا دینوں کے تمام مرکبات میں جو بعض جگہ اختلاف نسخوں کا پایا جاتا ہے اس کا یہی سبب ہے مگر ہم نے بڑی کوشش سے اصل نسخہ طیار کیا ہے۔ اس مرکب کا نام مرہم عیسیٰ ہے اور مرہم حواریین بھی اسے کہتے ہیں اور مرہم الرسل بھی اس کا نام ہے کیونکہ عیسائی لوگ حواریوں کو مسیح کے رسول یعنی اپلی کہتے تھے کیونکہ اُن کو جس جگہ جانے کے لئے حکم دیا جاتا تھا وہ اپلی کی طرح جاتے تھے۔ یہ نہایت عجیب بات ہے کہ جیسا کہ یہ نسخہ طب کے تمام نسخوں سے قدیم اور پُرانا ثابت ہوا ہے ایسا ہی

☆ اسی وجہ سے حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت میں ملک میں طاعون بھی پھوٹے گی۔ منہ

یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ دنیا کی اکثر قوموں کے طبیبوں نے اس نسخہ کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ چنانچہ جس طرح عیسائی طبیب اس نسخہ کو اپنی کتابوں میں لکھتے آئے ہیں ایسا ہی رومی طبابت کی قدیم کتابوں میں بھی یہ نسخہ پایا جاتا ہے۔ اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ یہودی طبیبوں نے بھی اس نسخہ کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور وہ بھی اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ یہ نسخہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے بنایا گیا تھا اور نصرانی طبیبوں کی کتابوں اور مجوسیوں اور مسلمان طبیبوں اور دوسرے تمام طبیبوں نے جو مختلف قوموں میں گزرے ہیں اس بات کو بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ یہ نسخہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بنایا گیا تھا۔ چنانچہ ان مختلف فرقوں کی کتابوں میں سے ہزار کتاب ایسی پائی گئی ہے جن میں یہ نسخہ مع وجہ تسمیہ درج ہے اور وہ کتابیں اب تک موجود ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اکثر وہ کتابیں ہمارے کتب خانہ میں ہیں اور شیخ الرئیس بوعلی سینا نے بھی اس نسخہ کو اپنے قانون میں لکھا ہے۔ چنانچہ میرے کتب خانہ میں شیخ بوعلی سینا کے قانون کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے جو پانسو برس کا لکھا ہوا ہے اس میں بھی یہ نسخہ مع وجہ تسمیہ موجود ہے۔ ان تمام کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرہم عیسیٰ اس وقت تیار کی گئی تھی کہ جب نالائق یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے صلیب پر چڑھا دیا تھا اور اُن کے پیروں اور ہاتھوں میں لوہے کے کیل ٹھونک دیئے تھے لیکن خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ ان کو صلیبی موت سے بچا دے۔ اس لئے خدائے عز و جل نے اپنے فضل و کرم سے ایسے اسباب جمع کر دیئے جن کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان بچ گئی۔ منجملہ ان کے ایک یہ سبب تھا کہ آنجناب جمعہ کو قریب عصر کے صلیب پر چڑھائے گئے اور صلیب پر چڑھانے سے پہلے اُسی رات پیلاطوس کی بیوی نے جو اس ملک کا بادشاہ تھا ایک ہولناک خواب دیکھا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر یہ شخص جو یسوع کہلاتا ہے قتل کیا گیا تو تم پر تباہی آئے گی۔ اُس نے یہ خواب اپنے خاوند یعنی پیلاطوس کو بتلایا اور چونکہ دنیا دار لوگ اکثر وہمی اور بُزدل ہوتے ہیں۔ اس لئے پیلاطوس خاوند اُس کا اس خواب کو سُن کر بہت ہی

گھبرایا اور اندر ہی اندر اس فکر میں لگ گیا کہ کسی طرح یسوع کو قتل سے بچالیا جائے۔ سو اس دلی منصوبہ کے انجام کے لئے پہلا داؤ جو اُس نے یہودیوں کے ساتھ کھیلا وہ یہی تھا کہ یہ تدبیر کی کہ یسوع کو جمعہ کے روز عصر کے وقت صلیب دی جائے۔ اور اُسے معلوم تھا کہ یہودی صرف اسے صلیب دینا چاہتے ہیں کسی اور طریق سے قتل کرنا نہیں چاہتے کیونکہ یہودیوں کے مذہب کے رُو سے جس شخص کو صلیب کے ذریعہ قتل کیا جائے خدا کی لعنت اُس پر پڑ جاتی ہے اور پھر خدا کی طرف اُس کا رفع نہیں ہوتا۔ اور بعد اس کے یہ امر ممکن ہی نہیں ہوتا کہ خدا اس سے محبت کرے اور یا وہ خدا کی نظر میں ایمانداروں اور راستبازوں میں شمار کیا جائے۔ لہذا یہودیوں کی یہ خواہش تھی کہ یسوع کو صلیب دے کر پھر تو ریت کے رُو سے اس بات کا اعلان دے دیں کہ اگر یہ سچا نبی ہوتا تو ہرگز مصلوب نہ ہو سکتا اور اس طرح پر مسیح کی جماعت کو متفرق کر دیں یا جو لوگ اندر ہی اندر کچھ نیک ظن رکھتے تھے اُن کی طبیعتوں کو خراب کر دیں۔ اور خدا نخواستہ اگر واقعہ صلیب وقوع میں آ جاتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ ایک ایسا داغ ہوتا کہ کسی طرح اُن کی نبوت درست نہ ٹھہر سکتی اور نہ وہ راستباز ٹھہر سکتے اس لئے خدا تعالیٰ کی حمایت نے وہ تمام اسباب جمع کر دیئے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہونے سے بچ گئے۔ ان اسباب میں سے پہلا سبب یہی تھا کہ پیلاطوس کی بیوی کو خواب آیا اور اُس سے ڈر کر پیلاطوس نے یہ تدبیر سوچی کہ یسوع جمعہ کے دن عصر کے وقت صلیب دیا جائے۔ اس تدبیر میں پیلاطوس نے یہ سوچا تھا کہ غالباً اس قلیل مدت کی وجہ سے جو صرف جمعہ کے ایک دو گھنٹے ہیں یسوع کی جان بچ جائے گی کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ جمعہ ختم ہونے کے بعد مسیح صلیب پر رہ سکتا۔ وجہ یہ کہ یہودیوں کی شریعت کے رُو سے یہ حرام تھا کہ کوئی شخص سبت میں یا سبت سے پہلی رات میں صلیب پر رہے اور صلیب دینے کا یہ طریق تھا کہ صرف مجرم کو صلیب کے ساتھ جوڑ کر اُس کے پیروں اور ہاتھوں میں کیل ٹھونکے جاتے تھے اور تین دن تک وہ اسی حالت میں دھوپ میں

پڑا رہتا تھا۔ اور آخر کئی اسباب جمع ہو کر یعنی درد اور دھوپ اور تین دن کا فاقہ اور پیاس، مجرم مر جاتا تھا مگر جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے جو شخص جمعہ میں صلیب پر کھینچا جاتا تھا وہ اُسی دن اُتار لیا جاتا تھا کیونکہ سبت کے دن صلیب پر رکھنا سخت گناہ اور موجب تاوان اور سزا تھا۔ سو یہ داؤ پیلاطوس کا چل گیا کہ یسوع جمعہ کی آخری گھڑی میں صلیب پر چڑھایا گیا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل نے چند اور اسباب بھی ایسے پیدا کر دیئے جو پیلاطوس کے اختیار میں نہ تھے اور وہ یہ کہ عصر کے تنگ وقت میں تو یہودیوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا اور ساتھ ہی ایک سخت آندھی آئی جس نے دن کو رات کے مشابہ کر دیا۔ اب یہودی ڈرے کہ شاید شام ہوگئی کیونکہ یہودیوں کو سبت کے دن یا سبت کی رات کسی کو صلیب پر رکھنے کی سخت ممانعت تھی اور یہودیوں کے مذہب کے رُوسے دن سے پہلے جو رات آتی ہے وہ آنے والے دن میں شمار کی جاتی ہے۔ اس لئے جمعہ کے بعد جو رات تھی وہ سبت کی رات تھی۔ لہذا یہودی آندھی کے پھیلنے کے وقت میں اس بات سے بہت گھبرائے کہ ایسا نہ ہو کہ سبت کی رات میں یہ شخص صلیب پر ہو۔ اس لئے جلدی سے انہوں نے اُتار لیا اور دو چور جو ساتھ صلیب دیئے گئے تھے اُن کی ہڈیاں توڑی گئیں لیکن مسیح کی ہڈیاں نہیں توڑیں کیونکہ پیلاطوس کے سپاہیوں نے جن کو پوشیدہ طور پر سمجھایا گیا تھا کہہ دیا کہ اب نبض نہیں ہے اور ”یسوع مر چکا ہے۔“ مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ راستباز کا قتل کرنا کچھ سہل امر نہیں اس لئے اس وقت نہ صرف پیلاطوس کے سپاہی یسوع کے بچانے کے لئے تدبیریں کر رہے تھے بلکہ یہودی بھی حواس باختہ تھے اور آثارِ قہر دیکھ کر یہودیوں کے دل بھی کانپ گئے تھے اور اُس وقت وہ پہلے زمانہ کے آسمانی عذاب جو اُن پر آتے رہے اُن کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ اس لئے کسی یہودی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ یہ کہے کہ ہم تو ضرور ہڈیاں توڑیں گے اور ہم باز نہیں آئیں گے کیونکہ اُس وقت رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ نہایت غضب میں تھا اور جلالِ الہی یہودیوں کے دلوں پر ایک رُعب ناک کام کر رہا تھا۔

لہذا انہوں نے جن کے باپ دادے ہمیشہ خدا تعالیٰ کے غضب کا تجربہ کرتے آئے تھے جب سخت اور سیاہ آندھی اور عذاب کے آثار دیکھے اور آسمان پر سے خوفناک آواز نظر آئے تو وہ سرا سیمہ ہو کر گھروں کی طرف بھاگے۔

اس بات پر یقین کرنے کے لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے پہلی دلیل یہ ہے کہ وہ انجیل میں یونس نبی سے اپنی مشابہت بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یونس کی طرح میں بھی قبر میں تین دن رہوں گا جیسا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں رہا تھا۔ اب یہ مشابہت جو نبی کے منہ سے نکلی ہے قابل غور ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح مردہ ہونے کی حالت میں قبر میں رکھے گئے تھے تو پھر مردہ اور زندہ کی کس طرح مشابہت ہو سکتی ہے؟ کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں مر رہا تھا؟ سو یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ ہرگز مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ وہ مردہ ہونے کی حالت میں قبر میں داخل ہوئے۔ پھر دوسری دلیل یہ ہے کہ پیلاطوس کی بیوی کو خواب

﴿۱۱۴﴾

میں دکھلایا گیا کہ اگر یہ شخص مارا گیا تو اس میں تمہاری تباہی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر حقیقت میں عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیئے جاتے یعنی صلیبی موت سے مر جاتے تو ضرور تھا کہ جو فرشتہ نے پیلاطوس کی بیوی کو کہا تھا وہ وعید پورا ہوتا۔ حالانکہ تاریخ سے ظاہر ہے کہ پیلاطوس پر کوئی تباہی نہیں آئی۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ حضرت مسیح نے خود اپنے بچنے کے لئے تمام رات دعا مانگی تھی اور یہ بالکل بعید از قیاس ہے کہ ایسا مقبول درگاہ الہی تمام رات رور و کر دعا مانگے اور وہ دعا قبول نہ ہو۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ صلیب پر پھر مسیح نے اپنے بچنے کے لئے یہ دعا کی۔ ”ایلی ایلی لما سبقتنا“

اے میرے خدا! اے میرے خدا! ”تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔“ اب کیونکر ممکن ہے کہ جب کہ اس حد تک اُن کی گدازش اور سوزش پہنچ گئی تھی پھر خدا اُن پر رحم نہ کرتا۔ پانچویں دلیل یہ ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر صرف گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ رکھے گئے اور شاید اس سے بھی کم اور پھر اتارے گئے اور یہ بالکل بعید از قیاس ہے کہ اس تھوڑے عرصہ اور تھوڑی تکلیف میں اُن کی جان نکل گئی ہو اور یہود کو

بھی پختہ ظن سے اس بات کا دھڑکا تھا کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا۔ چنانچہ اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ بھی قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا^۱ یعنی یہود قتل مسیح کے بارے میں ظن میں رہے اور یقینی طور پر انہوں نے نہیں سمجھا کہ درحقیقت ہم نے قتل کر دیا۔ چھٹی دلیل یہ ہے کہ جب یسوع کے پہلو میں ایک خفیف سا چھید دیا گیا تو اُس میں سے خون نکلا اور خون بہتا ہوا نظر آیا اور ممکن نہیں کہ مُردہ میں خون بہتا ہوا نظر آئے۔ ساتویں دلیل یہ ہے کہ یسوع کی ہڈیاں توڑی نہ گئیں جو مصلوبوں کے مارنے کے لئے ایک ضروری فعل تھا۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ تین دن صلیب پر رکھ کر پھر بھی بعض آدمی زندہ رہ جاتے تھے پھر کیونکر ایسا شخص جو صرف چند منٹ صلیب پر رہا اور ہڈیاں نہ توڑی گئیں وہ مر گیا؟ آٹھویں دلیل یہ ہے کہ انجیل سے ثابت ہے کہ یسوع صلیب سے نجات پا کر پھر اپنے حواریوں کو ملا اور اُن کو اپنے زخم دکھلائے اور ممکن نہیں کہ یہ زخم اُس حالت میں موجود رہ سکتے کہ جب کہ یسوع مرنے کے بعد ایک تازہ اور نیا جلالی جسم پاتا۔ نویں دلیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی موت سے محفوظ رہنے پر یہی نسخہ مرہم عیسیٰ ہے۔ کیونکہ ہرگز خیال نہیں ہو سکتا کہ مسلمان طبیبوں اور عیسائی ڈاکٹروں اور رومی مجوسی اور یہودی طبیبوں نے باہم سازش کر کے یہ بے بنیاد قصہ بنا لیا ہو۔ بلکہ یہ نسخہ طبابت کی صد ہا کتابوں میں لکھا ہوا اب تک موجود ہے۔ ایک ادنیٰ استعداد کا آدمی بھی قرابادین قادری میں اس نسخہ کو امراض الجلد میں لکھا ہوا پائے گا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مذہبی رنگ کی تحریروں میں کئی قسم کی کمی زیادتی ممکن ہے کیونکہ تعصبات کی اکثر آمیزش ہو جاتی ہے لیکن جو کتابیں علمی رنگ میں لکھی گئیں ان میں نہایت تحقیق اور تدقیق سے کام لیا جاتا ہے۔ لہذا یہ نسخہ مرہم عیسیٰ اصل حقیقت کے دریافت کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا ذریعہ ہے اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ خیالات کہ گویا حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے تھے کیسے اور کس پایہ کے ہیں۔ اور خود ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے جسم کو آسمان پر اٹھانے کے لئے کوئی بھی ضرورت نہیں تھی۔ خدا تعالیٰ حکیم ہے عبث کام کبھی نہیں کرتا۔ جبکہ اُس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غار ثور میں

﴿۱۱۵﴾

صرف دو تین میل کے فاصلے پر مکہ سے چھپا دیا اور سب ڈھونڈنے والے ناکام اور نامراد واپس کئے تو کیا وہ حضرت مسیح کو کسی پہاڑ کی غار میں چھپا نہیں سکتا تھا اور بجز دوسرے آسمان پر پہنچانے کے یہودیوں کی ہمت اور تلاش پر اس کو دل میں کھڑکا تھا؟

ماسوا اس کے کسی آیت یا حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قرآن شریف یا حدیث میں کہیں اور کسی مقام میں حضرت عیسیٰ کی نسبت صَعُود کا لفظ بھی لکھا ہے۔ ہاں رفع کا لفظ ہے جو توفیٰ کے لفظ کے بعد آیا ہے اور ہمیں قرآن اور حدیث کے بہت سے مقامات سے معلوم ہوا ہے کہ توفیٰ کے بعد مومنوں کا رفع ہوتا ہے۔ یعنی مومن کی رُوح جسم کی مفارقت کے بعد رُوحانی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف بُلائی جاتی ہے جیسا کہ آیت **ارْجِعْنِي اِلٰى رَبِّكَ** سے ظاہر ہے۔ اور اگرچہ تمام انبیاء اور رسول اور صدیق اور اولیاء اور تمام مومنین مرنے کے بعد رُوحانی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف ہی اُٹھائے جاتے اور رفع کے مرتبہ سے عزت دیئے جاتے ہیں مگر قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا خصوصیت کے ساتھ اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ یہودی لوگ آپ کے رفع روحانی سے سخت منکر تھے اور اب تک منکر ہیں۔ اور اُن کی حجت یہ ہے کہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیئے گئے ہیں اور توریت میں لکھا ہے کہ جو شخص صلیب دیا جائے اُس کا رفع روحانی نہیں ہوتا۔ یعنی اس کی رُوح خدا تعالیٰ کی طرف جو مقام راحت ہے اُٹھائی نہیں جاتی بلکہ ملعون ٹھہرا کر نیچے کی طرف پھینکی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ یہودیوں کے اس اعتراض کو دور کرے اور حضرت مسیح کے رفع روحانی پر گواہی دے۔ سو اسی گواہی کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے

☆ حدیث صحیح میں حضرت عیسیٰ کی عمر ایک سو بیس برس مقرر کر دی گئی ہے۔ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ اس عالم کو چھوڑ کر عالم اموات میں گئے اور اب تک ان لوگوں میں رہتے ہیں جو فوت ہو چکے ہیں۔ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ سوتے ہیں اور نہ کوئی اور خاصہ اس دنیا کی زندگی کا اُن میں موجود ہے۔ یحییٰ نبی جو فوت ہو کر دوسرے عالم میں گیا ہے وہ بھی ان کے ساتھ ہی ہے۔ منہ

فرمایا **يَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَرَافِعَكَ إِلَىٰ وَمُطَهِّرَكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا** ^۱ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور وفات کے بعد تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تجھے اُن الزاموں سے پاک کروں گا جو تیرے پر اُن لوگوں نے لگائے جنہوں نے تیری راستبازی کو قبول نہ کیا۔ اب ظاہر ہے کہ اس جگہ رفع جسمانی کی کوئی بحث نہ تھی۔ اور یہودیوں کے عقیدہ میں یہ ہرگز داخل نہیں کہ جس کا رفع جسمانی نہ ہو وہ نبی یا مومن نہیں ہوتا۔ پس اس بے ہودہ قصے کے چھیڑنے کی کیا حاجت تھی۔ خدا تعالیٰ کا کلام لغو سے پاک ہے۔ وہ تو اُن مقدمات کا فیصلہ کرتا ہے جن کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ یہود نالائق نعوذ باللہ حضرت مسیح کو کافر اور کاذب اور مفتری ٹھہراتے تھے اور کہتے تھے کہ موسیٰ اور تمام راستبازوں کی طرح اُن کو روحانی رفع نصیب نہیں ہوا اور کسی حد تک نصاریٰ بھی اُن کی ہاں میں ہاں ملانے لگے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ دونوں فریق جھوٹے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام بے شک مرنے کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائے گئے ہیں جیسا کہ اور راستباز اٹھائے گئے۔ یہ بعینہ ایسا ہی فیصلہ ہے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ عیسیٰ اور اُس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں۔ جاہل مولویوں نے اس کے یہ معنی

☆ مخالفین کی حالت پر رونا آتا ہے وہ نہیں سوچتے کہ اگر اس آیت **وَرَافِعَكَ إِلَىٰ** سے ایک پاک موت کا بیان کرنا غرض نہیں تھا اور بجائے ملعون ہونے کے روحانی رفع کا بیان کرنا مقصود نہیں تھا تو اس قصے کو بیان کرنے کی کوئی ضرورت تھی۔ اور جسمانی رفع کے لئے کوئی دینی ضرورت پیش آئی تھی۔ افسوس صاف اور سیدھی بات کو ناحق بگاڑتے ہیں۔ بات تو صرف اتنی تھی کہ یہودی حضرت عیسیٰ کو ملعون ٹھہرا کر اُن کے رفع روحانی سے منکر ہو گئے تھے۔ اب **وَرَافِعَكَ إِلَىٰ** سے اس بات کا ظاہر کرنا مقصود تھا کہ حضرت عیسیٰ ملعون نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف اُن کا رفع ہو گیا۔ اور توقی کے لفظ سے جس کے معنی صحیح بخاری میں مارنا کیا گیا حضرت عیسیٰ کی موت ثابت ہو گئی۔ علاوہ اس کے **خَلَّتْ** کا لفظ جہاں جہاں قرآن شریف میں انسانوں کے لئے استعمال ہوا ہے موت کے معنوں پر استعمال ہوا ہے۔ لہذا آیت **قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** ^۲ سے بھی حضرت عیسیٰ کی موت ہی ثابت ہوئی۔ اس قدر دلائل موت اور پھر انکار۔ ہائے افسوس یہ کیا ہیں اطوار۔ منہ

کر لئے کہ بجز حضرت عیسیٰ اور اُن کی ماں کے اور کوئی نبی ہو یا رسول ہو مسّ شیطان سے پاک نہیں یعنی معصوم نہیں اور آیت اِنَّ عِبَادِيَ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ^۱ کو بھول گئے اور نیز آیت سَلَّمَ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ^۲ کو پس پشت ڈال دیا۔ اور بات صرف اتنی تھی کہ اس حدیث میں بھی یہودیوں کا ذب اور دفع اعتراض منظور تھا۔ چونکہ وہ لوگ طرح طرح کے ناگفتنی بہتان حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ پر لگاتے تھے اس لئے خدا کے پاک رسول نے گواہی دی کہ یہودیوں میں سے مسّ شیطان سے کوئی پاک نہ تھا اگر پاک تھے تو صرف حضرت عیسیٰ اور اُن کی والدہ تھی۔ نعوذ باللہ اس حدیث کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ایک حضرت عیسیٰ اور اُن کی والدہ ہی معصوم ہیں اور اُن کے سوا کوئی نبی ہو یا رسول ہو مسّ شیطان سے معصوم نہیں ہے۔

ہمارے بعض نادان علماء کی جیسی یہ غلطی ہے ویسی ہی یہ غلطی بھی ہے کہ وہ رفع سے مراد جسمانی رفع سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ جسمانی رفع کے بارے میں کوئی بحث نہ تھی اور نہ یہ مسئلہ مُہتمّم باللسان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دنیا کے کسی مذہب کے نزدیک جسمانی رفع شرطِ نجات نہیں ہے مگر روحانی رفع شرطِ نجات ہے اور یہودیوں کی یہ کوشش تھی کہ جو امر توریت کے رُو سے شرطِ نجات ہے وہ حضرت عیسیٰ کی ذات سے مسلوب ثابت کر دیا جائے یعنی یہ ثابت کیا جائے کہ وہ امر اُن میں نہیں پایا جاتا۔ اسی غرض سے انہوں نے اپنی دانست میں صلیب دی تھی۔ اور صلیب کا نتیجہ جو توریت میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ جو شخص مصلوب ہو وہ مع جسمِ عنصری آسمان پر نہیں جاتا بلکہ یہ ہے کہ راستبازوں کی طرح اُس کی رُوح خدا کی طرف اُٹھائی نہیں جاتی۔ یہودی اب تک زندہ موجود ہیں اگر کسی کو تحقیق حق منظور ہوتی تو اُن سے پوچھتا کہ تم نے صلیب دینے سے کیا نتیجہ نکالا؟ کیا یہ کہ حضرت عیسیٰ بوجہ صلیب جسمانی طور پر آسمان پر جانے سے روکے گئے اور یا یہ کہ وہ صلیب پانے سے روحانی رفع الی اللہ سے ناکام رہے؟ کیا اس بات کا تصفیہ کچھ مشکل تھا؟ مگر اس پُر آشوب زمانے میں لاکھوں میں سے کوئی ایسا انسان ہوگا جس کے دل کو یہ بے قراری ہوگی کہ وہ حق کی تلاش کرے۔ خدا تعالیٰ کا یہ ہم بندوں پر احسان ہے کہ وہ سچائی کو

﴿۱۱۸﴾

ہر ایک پہلو سے ظاہر کر دیتا ہے اور بعض دلائل کو بعض کے گواہ بنا دیتا ہے۔ اور نہیں چھوڑتا جب تک کہ خبیث کو طیب سے اور طیب کو خبیث سے الگ کر کے نہ دکھلاوے۔ سو اسی کی حمایت سے یہ ایک کرشمہ قدرت ہے کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ تمام کتابوں میں نکل آیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ دنیا کے قریباً تمام طبیب مرہم عیسیٰ کا نسخہ اپنی کتابوں میں لکھتے آئے ہیں اور یہ بھی تحریر کرتے آئے ہیں کہ یہ مرہم جو چوٹوں اور زخموں کے لئے نہایت درجہ فائدہ مند ہے یہ حضرت عیسیٰ کے لئے بنائی گئی تھی۔ طبیبوں کی یہ تحقیقات ایک ایسے درجہ کی تحقیقات ہے جس سے تمام اسرار الہی منکشف ہو جاتے ہیں اور اصل حقیقت کھلتی ہے اور صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے سوانح میں اصل بات صرف اس قدر تھی کہ وہ موافق وعدہ خدا تعالیٰ کے صلیبی قتل سے نجات دیئے گئے اور پھر اس مرہم کے ساتھ چالیس دن تک اُن کے زخموں کا علاج ہوتا رہا جیسا کہ انجیلوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مقام میں جہاں صلیب پر چڑھائے گئے تھے واقعہ صلیب کے بعد چالیس دن تک پوشیدہ طور پر رہے۔ پھر جیسا کہ اُن کو حکم تھا ان ملکوں کی طرف تشریف لے گئے جہاں جہاں یہودی اپنے وطن سے متفرق ہو کر آباد تھے۔ چنانچہ اسی نبیت سے وہ کشمیر میں پہنچے اور کشمیر میں ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی اور شہر سری نگر محلہ خانیار میں اُن کا مزار ہے اور اس جگہ شہزادہ یوز آسف نبی کر کے مشہور ہیں۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ انیس سو برس اس نبی کے فوت ہونے پر گزر گئے ہیں۔☆

☆ حال میں جو نبیت سے ایک انجیل کسی غار سے برآمد ہوئی ہے جس کو ایک روسی فاضل نے کمال جدوجہد سے چھوا کر شائع کر دیا ہے جس کے شائع کرنے سے پادری صاحبان بہت ناراض پائے جاتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی کشمیر کی قبر کے واقعہ پر ایک گواہ ہے۔ یہ انجیل پادریوں کی انجیلوں سے مضامین میں بہت مختلف اور موجودہ عقیدہ کے بہت برخلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ملک میں اس کو شائع ہونے سے روکا گیا ہے مگر ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ترجمہ کر کے اس کو شائع کر دیں۔ منہ

غرض یہ مرہم عیسیٰ حضرت عیسیٰ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے اور اس میں اب تک وہ تاثیر زخموں اور چوٹوں کے اچھا کرنے کی باقی ہے۔ اور یہ مرہم طاعون کو بہت فائدہ کرتی ہے اور طریق استعمال یہ ہے کہ ان مقامات پر اس کی مالش کی جائے جہاں اکثر طاعون کا دانہ نکلتا ہے۔ جیسا کہ کانوں کے آگے اور گردن کے نیچے اور بغلوں کے اندر اور گُنجان۔ اور ماسوا اس کے جدوار کی سرکہ کے ساتھ گولیاں بنا کر چھرتی کے قریب ہر روز وہ گولیاں چھاچھ کے ساتھ کھایا کریں۔ اور سپرٹ کیمفر اور کلورافارم اور وائٹنم اپیکاک باہم ملا کر جو بیس بیس قطرہ سے زیادہ نہ ہو۔ سات تولہ اس میں پانی ڈال دیں اور یا قوت رمانی کی اس دوا کے ساتھ جس کا نام ہم نے تریاق الہی رکھا ہے تین وقت صبح دوپہر شام استعمال کریں۔ اور اگر تریاق الہی مل نہ سکے تو صرف ان عریقات کو طریق مذکورہ بالا کے ساتھ پی لینا اور جدوار کی گولیاں بھی کھاتے رہنا انشاء اللہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اور بچے جن کی عمر دس بارہ سال تک ہے اُن کے لئے تین تین قطرے کافی ہے۔

ہم ذیل میں ناظرین کی عام واقفیت کے لئے اپنا پہلا اشتہار جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء کو طاعون کے بارے میں شائع کیا گیا تھا دوبارہ درج کرتے ہیں تا معلوم ہو کہ کیونکر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے پیش از وقت بعض اسرار ربوبیت ہم پر ظاہر فرمائے ہیں اور تا کسی آئندہ وقت میں یہ اشتہار موجب تقویتِ ایمان اور حق کے طالبوں کے لئے یقینِ کامل کا موجب ٹھہرے۔ اور وہ یہ ہے:-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ط

قُلْ مَا يَعْجُبُ آبَكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۝

طاعون

اس مرض نے جس قدر بمبئی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصے میں ہزاروں بچے اس مرض سے یتیم ہو گئے اور ہزار ہا گھروں پر ان ہو گئے۔ دوست اپنے دوستوں سے اور عزیز اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کے لئے جدا کئے گئے اور ابھی انتہا نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ نے کمال ہمدردی سے تدبیریں کیں اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کر کے لکھو کھارو پیہ کا خرچ اپنے ذمہ ڈال لیا اور قواعد طبیہ کے لحاظ سے جہاں تک ممکن تھا ہدایتیں شائع کیں۔ مگر اس مرض مہلک سے اب تک بکلی امن حاصل نہیں ہوا بلکہ بمبئی میں ترقی پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ ملک پنجاب بھی خطرہ میں ہے۔ ہر ایک کو چاہیے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو۔ کیونکہ وہ شخص انسان نہیں جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ اور یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ گورنمنٹ کی تدبیروں اور ہدایتوں کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ غور سے معلوم ہوگا کہ اس بارے میں گورنمنٹ کی تمام ہدایتیں نہایت احسن تدبیر پر مبنی ہیں گو ممکن ہے کہ آئندہ اس سے بھی بہتر تدابیر پیدا ہوں۔ مگر ابھی نہ ہمارے ہاتھ میں نہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں ڈاکٹری اصول کے لحاظ سے کوئی ایسی تدبیر ہے کہ جو شائع کردہ تدابیر سے عمدہ اور بہتر ہو۔ بعض اخبار والوں نے گورنمنٹ کی تدابیر پر بہت کچھ جرح کیا مگر سوال تو یہ ہے کہ ان تدابیر سے بہتر کونسی تدبیر پیش کی۔ بیشک

﴿۱۲۰﴾

اس ملک کے شرفاء اور پردہ داروں پر یہ امر بہت کچھ گراں ہوگا کہ جس گھر میں بلاء طاعون نازل ہو تو گواہیہ مریض کوئی پردہ دار جوان عورت ہی ہو تب بھی فی الفور وہ گھر والوں سے الگ کر کے ایک علیحدہ ہوا دار مکان میں رکھا جائے جو اس شہر یا گاؤں کے بیماروں کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو۔ اور اگر کوئی بچہ بھی ہو تو اُس سے بھی یہی معاملہ کیا جائے اور باقی گھر والے بھی کسی ہوا دار میدان میں چھپڑوں میں رکھے جائیں۔ لیکن گورنمنٹ نے یہ ہدایت بھی تو شائع کی ہے کہ اگر اس بیمار کے تہجد کے لئے ایک دو قریبی اس کے اُسی مکان میں رہنا چاہیں تو وہ رہ سکتے ہیں۔ پس اس سے زیادہ گورنمنٹ اور کیا تدبیر کر سکتی تھی کہ چند آدمیوں کو ساتھ رہنے کی اجازت بھی دے دے اور اگر یہ شکایت ہو کہ کیوں اُس گھر سے نکالا جاتا ہے اور باہر جنگل میں رکھا جاتا ہے تو یہ ایک احمقانہ شکوہ ہے۔ میں یقیناً اس بات کو سمجھتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ ایسے خطرناک امراض میں مداخلت بھی نہ کرے تو خود ہر ایک انسان کا اپنا وہم وہی کام اس سے کرائے گا جس کام کو گورنمنٹ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ مثلاً ایک گھر میں جب طاعون سے مرنا شروع ہو تو دو تین موتوں کے بعد گھر والوں کو ضرور فکر پڑے گا کہ اس منحوس گھر سے جلد نکلنا چاہیئے۔ اور پھر فرض کرو کہ وہ اُس گھر سے نکل کر محلہ کے کسی اور گھر میں آباد ہوں گے اور پھر اس میں بھی یہی آفت دیکھیں گے تب ناچار اُن کو اُس شہر سے علیحدہ ہونا پڑے گا۔ مگر یہ تو شرعاً بھی منع ہے کہ وہاں کے شہر کا آدمی کسی دوسرے شہر میں جا کر آباد ہو۔

یابہ تبدیل الفاظ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا قانون بھی کسی دوسرے شہر میں جانے سے روکتا ہے۔ تو اس صورت میں ہجر اس تدبیر کے جو گورنمنٹ نے پیش کی ہے کہ اُسی شہر کے کسی میدان میں وہ لوگ رکھے جائیں اور کوئی نئی اور عمدہ تدبیر ہے جو ہم نعوذ باللہ اس خوفناک وقت میں اپنی آزادی کی حالت میں اختیار کر سکتے ہیں۔ پس نہایت افسوس ہے کہ نیکی کے عوض بدی کی جاتی ہے اور ناحق گورنمنٹ کی ہدایتوں کو بدگمانی سے دیکھا جاتا ہے۔

ہاں یہ ہم کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں ڈاکٹروں اور دوسرے افسروں کو جو ان خدمات پر مقرر ہوں نہایت درجہ کے اخلاق سے کام لینا چاہیے اور ایسی حکمت عملی ہو کہ پردہ داری وغیرہ امور کے بارے میں کوئی شکایت بھی نہ ہو اور ہدایتوں پر عمل بھی ہو جائے۔ اور مناسب ہوگا کہ بجائے اس کے کہ حکومت اور رعب سے کام لیا جائے ہدایتوں کے فوائد دلوں میں جمائے جائیں تا بدگمانیاں پیدا نہ ہوں اور مناسب ہے کہ بعض خوش اخلاق ڈاکٹر و اعظموں کی طرح مرض پھیلنے سے پہلے دیہات اور شہروں کا دورہ کر کے گورنمنٹ کے مشفقانہ منشاء کو دلوں میں جما دیں تا اس نازک امر میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔

واضح رہے کہ اس مرض کی اصل حقیقت ابھی تک کامل طور پر معلوم نہیں ہوئی اس لئے اس کی تدابیر اور معالجات میں بھی اب تک کوئی کامیابی معلوم نہیں ہوئی۔ مجھے ایک روحانی طریق سے معلوم ہوا ہے کہ اس مرض اور مرض خارش کا مادہ ایک ہی ہے۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ غالباً یہ بات صحیح ہوگی کیونکہ مرض جحر یعنی خارش میں ایسی دوائیں مفید پڑتی ہیں جن میں کچھ پارہ کا جزو ہو یا گندھک کی آمیزش ہو۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس قسم کی دوائیں اس مرض کے لئے بھی مفید ہو سکیں۔ اور جبکہ دونوں مرضوں کا مادہ ایک ہے تو کچھ تعجب نہیں کہ خارش کے پیدا ہونے سے اس مرض میں کمی پیدا ہو جائے۔ یہ روحانی قواعد کا ایک راز ہے جس سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر تجربہ کرنے والے اس امر کی طرف توجہ کریں اور ٹیکالگانے والوں کی طرح بطور حفظ ماقدم ایسے ملک کے لوگوں میں جو خطرہ طاعون میں ہوں خارش کی مرض پھیلاویں تو میرے گمان میں ہے کہ وہ مادہ اس راہ سے تحلیل پا جائے اور طاعون سے امن رہے۔ مگر حکومت اور ڈاکٹروں کی توجہ بھی خدا تعالیٰ کے ارادے پر موقوف ہے۔ میں نے محض ہمدردی کی راہ سے اس امر کو لکھ دیا ہے کیونکہ میرے دل میں یہ خیال ایسے زور کے ساتھ پیدا ہوا جس کو میں روک نہیں سکا۔

اور ایک ضروری امر ہے جس کے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ اور

میں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ رُوحانیت سے بے بہرہ ہیں اُس کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھیں گے۔ مگر میرا فرض ہے کہ میں اس کو نوع انسان کی ہمدردی کے لئے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ آج جو چھ فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بد شکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ”یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔“ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اُس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا۔ اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے۔

انّ اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم۔ انّہ اوی القریۃ ☆ یعنی جب تک دلوں کی وباء معصیت دُور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دُور نہیں ہوگی اور درحقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر ہوا ہو س کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلوں سے اللہ جلّ شانہ کا خوف اُٹھ گیا ہے اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا گیا ہے جو انسانی تدبیروں سے دُور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں۔ اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں ان میں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر اُن میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کے خسیس اور مکروہ حرکات اُن سے سرزد ہوتے ہیں اور وحشیوں کی طرح

☆ یہ فقرہ کہ انّہ اوی القریۃ۔ اب تک اس کے معنی میرے پر نہیں کھلے اور دُعا عام وباء پر دلالت کرتی ہے مگر بطور تقدیر معلق۔ منہ

زندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو ذکر کیا کئی کئی دنوں تک مُنہ بھی نہیں دھوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے۔ اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجرانہ اور زمیندار اور ٹھیکہ دار اور دولت مند ہیں وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شراب خوری اور زنا کاری اور بد اخلاقی اور فضول خرچی ان کی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ اس الہام سے جواب بھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترکِ معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہو سکتی ہے لہذا تمام بندگانِ خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجالاویں۔ نماز کے پابند ہوں۔ ہر فسق و فجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ھمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور در ماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ اور خیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے رو رو کر دعا کریں۔ پچھلی رات اُٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں۔ غرض ہر ایک قسم کے نیک کام بجالائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اُس خدا سے ڈریں کہ جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دعا اور صدقات اور خیرات اور اعمالِ صالحہ اور توبہ نصوح سے ٹل سکتی ہے۔ اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں۔ یہ بھی مناسب ہے کہ جو کچھ اس بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہدایتیں شائع ہوئی ہیں خواہ نخواستہ اُن کو بدظنی سے نہ دیکھیں بلکہ گورنمنٹ کو اس کا روبرو میں مدد دیں اور اس کے شکر گزار ہوں کیونکہ

سچ یہی ہے کہ یہ تمام ہدایتیں محض رعایا کے فائدے کے لئے تجویز ہوئی ہیں اور ایک قسم کی مدد بھی ہے کہ نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کر کے اس بلا کے دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دُعائیں کریں تا یہ بلا رُک جائے یا اس حد تک نہ پہنچے کہ اس ملک کو فنا کر دیوے۔ یاد رکھو کہ سخت خطرہ کے دن ہیں اور بلا دروازے پر ہے۔ نیکی اختیار کرو۔ اور نیک کام بجالاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے۔ لیکن اس کا غضب بھی کھا جانے والی آگ ہے اور نیک کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدَابِكُمْ اِنَّ شَكَرْتُمْ وَاَمْنْتُمْ۔^۱

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
مرا باور نہ می آید کہ رسوا گردد آں مردے
گر آں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے
خورتاباں سیہ گشت است از بدکاری مردم
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی
علا بے نیست بہر دفع آں جو حُسن کردارے
نشايد تا فتن سرزاں جنابِ عزّت و غیرت
کہ گر خواہد کشد در یکدمے چوں کرم بیکارے
مَن از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے

خرد از بہر ایں روز ست اے دانا و ہشیارے

تاریخ طبع اشہار ہذا ۶ فروری ۱۸۹۸ء



قابل توجہ گورنمنٹ

چشم بد اندیش کہ برکنده باد
عیب نماید هنرش در نظر

یہ بات ظاہر ہے کہ جب ایک شخص دشمنی میں انتہا تک پہنچ جاتا ہے تو اس کو اچھی بات بھی بُری معلوم ہوتی ہے اور اپنے دشمن کے ہنر کو عیب کے رنگ میں دیکھتا ہے اور اس کی انصاف پسندی کو ظلم سے بدتر جانتا ہے اسی طرح ہمارے بعض مخالفوں کا حال ہے کہ وہ ہماری دشمنی کے جوش میں جب دیکھتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت کے لئے لوگوں کو رغبت دلاتے ہیں تو وہ خواہ مخواہ مخالفت کر کے گورنمنٹ عالیہ کے حقوق کو بھی جو شرعاً و انصافاً واجب الرعايت ہیں بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ حال میں ایک لاہوری شخص نے جس کی عادت گندے اور ناپاک اشتہار جاری کرنا اور محض جھوٹ کی راہ سے ہم پر افترا کرنا ہے جو اپنے تئیں جعفر زٹلی کے نام سے مشہور کرتا ہے اپنے اشتہار مرقوم یکم جون ۱۸۹۸ء میں علاوہ اور بدزبانی اور بدگوئی اور بہتان کے جس کے جواب دینے کی حاجت نہیں ایک یہ الزام بھی لگایا ہے کہ گویا ہم نے محض دروغگوئی کے طور پر گورنمنٹ انگریزی کی تعریف میں وہ خوشامد کے الفاظ استعمال کئے ہیں جن کے وہ لائق نہیں ہے اور اُس کی موجودگی کو خدا تعالیٰ کی ایک بڑی بھاری نعمت مانا ہے اور رومی سلطنت کی توہین کی ہے۔

اس کا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ ہم نے گورنمنٹ برطانیہ کی کوئی خوشامد نہیں کی صرف وہ الفاظ استعمال کئے ہیں جن کا استعمال کرنا حق اور واجب تھا۔ ہمارا یہ مذہب نہیں کہ دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ۔ کیونکہ یہ منافقوں کا طریق اور بے ایمانوں کا کام ہے بلکہ واقعی طور پر قدیم سے ہمارا یہ اصول اور عقیدہ ہے کہ اس گورنمنٹ کا وجود فی الحقیقت

﴿۱۴۴﴾

ہمارے لئے سراسر رحمتِ الہی ہے کیونکہ بہت سے دینی اور دنیوی مشکلات سے اسی گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم نے نجات پائی اس گورنمنٹ کے آنے سے ہماری مصیبتیں راحتوں کے ساتھ بدل گئیں اور ہمارے دکھ آرام کے ساتھ متبدل ہو گئے اور ہماری اسیری کی حالت آزادی کی طرف منتقل ہو گئی۔ ہم اس گورنمنٹِ محسنہ کے زمانہ میں امن کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے اور ہمیں دینی ترقی کی نسبت بھی اس گورنمنٹ سے وہ فوائد حاصل ہوئے کہ ہم اپنے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگے اور جو دینی کتابیں ہمارے باپ دادوں کی نظر سے پوشیدہ رہتی تھیں وہ ہم نے دیکھیں۔ ہمیں اس گورنمنٹ کے وقت میں کوئی روکتا نہیں کہ ہم پادریوں کا جواب دیں۔ مگر سکھوں کے وقت میں قطع نظر اس سے کہ سکھ مذہب پر حملہ کرنے کے لئے ہمیں اجازت ہوتی، ہم اپنے دین کے شعار ظاہر کرنے سے بھی روکے گئے تھے۔ نماز جو سب سے پہلا مسلمان کے لئے حکم ہے اُس میں بھی ہمیں یہ مصیبتیں پیش آتی تھیں کہ ہمارے اس ملک کے مسلمانوں کی مجال نہ تھی کہ اپنی مساجد میں پوری آزادی سے بانگ نماز دیں حالانکہ بانگ دینے میں سکھوں کا کچھ بھی حرج نہ تھا مضمون بانگ تو یہی تھا کہ خدا واحد لا شریک ہے اُس کی عبادت کی طرف دوڑو تانجات حاصل کرو۔ مگر سکھوں پر اس قدر اسلامی اعلان بھی گراں تھا۔ اور اب ہم انگریزی عہد میں یہاں تک دینی امور میں آزادی دیئے گئے ہیں کہ جس طرح پادری صاحبان اپنے مذہب کے لئے دعوت کرتے اور رسائل شائع کرتے ہیں یہی حق ہمیں حاصل ہے کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ جیسا کہ اب ہم عیسائی مذہب کا کمال آزادی سے رد لکھتے اور شائع کرتے ہیں ایسا اختیار کبھی سکھوں کے وقت میں بھی ہمیں ہوا تھا کہ ہم اُن کے مذہب پر کچھ لکھ سکتے؟ بلکہ اپنے فرائض ادا کرنے میں بھی محال ہو گئے تھے۔

اب انصافاً کہو کہ سلطنت انگریزی ہمارے لئے خدا تعالیٰ کی بزرگ نعمت ہے یا نہیں جس کے آنے سے ہم اپنی دعوت پر ایسے قادر ہو گئے کہ سلطان روم کے ملک میں بھی ایسے قادر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** یعنی ہر ایک نعمت جو

﴿۱۲۵﴾

خدا سے تجھے پہنچے اُس کا ذکر لوگوں کے پاس کر۔ سو ہمیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنا واجب ہے کیونکہ ہم اس گورنمنٹ سے پہلے ایک لوہے کے تنور میں تھے۔ اگر یہ گورنمنٹ ہمارے ملک میں قدم نہ رکھتی تو شاید اب تک تمام مسلمان سکھوں کی طرح ہو جاتے۔ جو شخص ان تمام اُمور پر غور کرے گا کہ سکھوں کے عہد میں اسلام اور اسلامی شعار کے کہاں تک حالات پہنچ گئے تھے اور کس طرح دن بدن جہالت کا کیڑا کھاتا جاتا تھا وہ بے شک گواہی دے گا کہ انگریزوں کا اس ملک میں آنا مسلمانوں کے لئے درحقیقت ایک نہایت بزرگ نعمتِ الہی ہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نعمت ہے تو پھر جو شخص خدا تعالیٰ کی نعمت کو بے عزتی کی نظر سے دیکھے وہ بلاشبہ بد ذات اور بد کردار ہوگا۔ کیا حدیث صحیح میں نہیں ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا شکر بھی نہیں کرتا؟ افسوس کہ اس اشتہار کے لکھنے والے نے نہایت جملے ہوئے دل سے بیان کیا ہے کہ کیوں انگریزوں کی سلطنت کی تعریف کی گئی اور کیوں رومی سلطنت کی شکر گزاری نہیں کی گئی۔ اس کا یہی جواب ہے کہ اگرچہ رومی سلطنت باعثِ اسلامی سلطنت ہونے کے تعظیم کے لائق ہے لیکن جس قدر اس سلطنت انگریزی کے ہم پرا حسان ہیں رومی سلطنت کے ہرگز نہیں ہیں۔ یہ نیکی اسی سلطنت کے ہاتھ سے ہماری نسبت مقدرتھی کہ ہمیں اُس نے ایسی حالت میں پا کر کہ ہمارے مذہب کی آزادی بالکل چھن گئی تھی اور جو واجب الادا شعارِ اسلام تھے اُن سے ہم روکے گئے تھے اور قریب قریب وحشیوں کے ہماری حالت پہنچ گئی تھی اور علم اُٹھ گیا تھا اور جہالت بڑھ گئی تھی۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو دُور سے لایا اور اس کا آنا ہمارے لئے ایسا ہوا کہ ہم یکدم تارکی سے روشنی میں آ گئے اور قید سے آزادی میں داخل ہوئے اور نبوت کے زمانہ کی طرح اس ملک میں دعوتِ اسلام ہونے لگی اور ہمارے خدا نے بھی جس کی نظر کے سامنے ہر ایک سلطنت ہے اپنے قدیم وعدے کے پورا کرنے کے لئے اسی سلطنت کو موزوں دیکھا اور درحقیقت اس گورنمنٹ سے اس قدر ہمیں فوائد پہنچے جن کو ہم گن نہیں سکتے

تو پھر بڑی بد ذاتی ہوگی کہ ہم دل میں یہ چُھپا ہوا عقیدہ رکھیں کہ گورنمنٹ کے ہم دشمن ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ **هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ**^۱ یعنی نیکی کرنے کی پاداش نیکی ہے۔ اگر ہم صرف مسلمان نیکی کرنے والے سے نیکی کریں اور غیر مذہب والوں سے نیکی نہ کریں تو ہم خدا تعالیٰ کی تعلیم کو چھوڑتے ہیں کیونکہ اُس نے نیکی کی پاداش میں کسی مذہب کی قید نہیں لگائی بلکہ صاف فرمایا ہے کہ اُس شریر پر خدا راضی نہیں کہ جو نیکی کرنے والوں سے بدی کرتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ میں نے سلطانِ روم کی ذاتیات پر کوئی حملہ نہیں کیا اور نہ میں سلطان کے اندرونی حالات سے کچھ واقف ہوں۔ ہاں میں صرف اتنا کہتا ہوں اور کہوں گا کہ دعوتِ دین کے متعلق جس قدر ہم آزادی سے انگریزی سلطنت میں کام کر سکتے ہیں وہ مملہ اور مدینہ میں بیٹھ کر بھی نہیں کر سکتے نہ وہاں کر سکتے ہیں جہاں سلطان کا پایہ تخت ہے۔ اور ماسوا اس کے سلطان کی نسبت میں نے کچھ ذکر نہیں کیا میں نے تو صرف اُس سفیرِ روم کے بارے میں لکھا تھا جو قادیان میں میرے پاس آیا تھا۔ اُس کے حالات کی تصریح سے مجھے خود شرم آتی ہے کہ وہ قسطنطنیہ دارالاسلام کا نمونہ تھا۔ افسوس میں نے اس کو نماز کا پابند بھی نہ پایا اور وہ مجھے ایسا بدنمونہ دکھا گیا جس سے مجھے اس کے دوسرے امثال کی نسبت بھی شُبہ پیدا ہوا۔ غرض سلطان کا اسلامی ممالک کا بادشاہ ہونا یہ امر دیگر ہے اور انگریزوں کے احسان کا شکر ہم پر واجب ہونا یہ اور بات ہے۔ خدا نے انگریزوں کے ہاتھ سے بہت سے غموں سے ہمیں نجات دی اور ہمیں انگریزوں کی سلطنت میں دعوتِ اسلام کا موقعہ دیا۔ سو یہ احسان جو انگریزوں کی ذات سے ہم پر ہوا اس کا سلطان ہرگز مستحق نہیں ہے۔ احسان فراموش خدا کے نزدیک گناہ گار ہوتا ہے۔ سلطانِ روم اُس وقت کہاں تھا جبکہ ہم سکھوں کے عہد میں ذرہ ذرہ سی بات میں کچلے جاتے تھے اور بلند آواز سے بانگ نماز دینا سخت جرم سمجھا جاتا تھا اور ایسے شخص کو کم سے کم ڈکیتی یا ارتکابِ سرکہ کی سزا ملتی تھی جو اپنی بد قسمتی سے بلند آواز سے اذان دیتا تھا۔ اور

﴿۱۲۶﴾

اگر اتفاقاً کسی مسلمان سے کوئی زخم گائے کو پہنچ جاتا تھا تو اُس کی وہی سزا تھی جو ایک مجرم قتل عمد کی سزا ہوتی تھی۔ مسلمانوں میں اس قدر جہالت پھیل گئی تھی کہ بہتوں کو صحیح طور پر کلمہ بھی یاد نہ تھا اور دینی کتب کی واقفیت کا یہ حال تھا کہ میں نے سنا ہے کہ ان دنوں میں ایک بزرگ تھے جو نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا الہی مجھ پر یہ فضل کر کہ ایک مرتبہ میں صحیح بخاری دیکھ لوں اور پھر عین دعا کے وقت دل پر کچھ نو میدی غالب ہو کر چنیں مار کر روتے تھے غالباً یہ خیال آتا تھا کہ میری قسمت ایسی کہاں کہ میں اپنی عمر میں اس متبرک کتاب کو دیکھ سکوں۔ اب عہد سلطنت انگریزی میں وہی کتاب ہے جو تھوڑی سی قیمت پر ہر ایک کتب فروش سے مل سکتی ہے بلکہ حدیث اور تفسیر کی نایاب کتابیں جن کے ہم لوگوں نے کبھی نام بھی نہیں سنے تھے انگریزوں کے احسن انتظام سے مصر اور قطنیہ اور بلادِ شام اور دور دراز ملکوں اور بعض یورپ کے کتب خانوں اور مطبعوں سے ہمارے ملک میں چلی آتی ہیں۔ اور پنجاب جو مُردہ بلکہ مُردار کی طرح ہو گیا تھا اب علم سے سمندر کی طرح بھرتا جاتا ہے اور یقین ہے کہ وہ جلد تر ہر ایک بات میں ہندوستان سے سبقت لے جائے گا۔ پھر اب انصافاً کہو کہ کس سلطنت کے آنے سے یہ باتیں ہم لوگوں کو نصیب ہوئیں اور کس مبارک گورنمنٹ کے قدم سے ہم وحشیانہ حالت سے باہر ہوئے؟ کیا یہ خوشامد کی باتیں ہیں یا بیانِ واقعہ ہے؟ انصاف اور کلمۃ الحق کو چھوڑنا ایمان نہیں ہے بلکہ بے ایمانی ہے۔ لہذا اصل بات یہی ہے کہ ہمیں ان تمام احسانات کو یاد کر کے سچے دل سے اس سلطنت سے اخلاص رکھنا چاہیے اور منافقانہ خیالات کو دل سے اُٹھا دینا چاہیے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اطاعت اور صدق اور وفاداری کے ساتھ اس احسان کا بدلہ اتاریں جو انگریزوں نے ہم پر اور ہمارے بزرگوں پر کیا ہے۔ ورنہ خوب یاد رکھو کہ ہم خدا تعالیٰ کے گنہگار ٹھہریں گے۔ میں بعض احمق اور متعصب ملاؤں کے خیالات سے ناواقف نہیں ہوں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ کس قدر اُن کے دل غبار آلودہ ہیں۔ انہی بیجا تعصّبوں کی وجہ سے

نادان زٹلی نے جو اپنے تئیں ایک مُلا سمجھتا ہے یہ اشتہارِ کلیم جون ۱۸۹۸ء کو نکالا ہے اور گورنمنٹ انگریزی کی شکرگزاری کی وجہ سے میرے پر اعتراض کیا ہے۔ ایسے ہی اس کے بھائی اور بھی ہیں۔ مگر میں ایسے عقیدے سے ہرگز اتفاق نہیں رکھتا جس کو وہ دل میں رکھتے ہیں اور مجھے سچائی کے بیان کرنے میں اس بات کا کچھ خوف نہیں کہ یہ لوگ مجھے کافر کہیں یا دجال نام رکھیں میرا حساب خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

﴿۱۲۸﴾

اور اسی اشتہار میں یہ شخص میرے پر یہ بھی اعتراض کرتا ہے کہ باوجودیکہ انگریزوں کی اس قدر خوشامد کی گئی ہے پھر بھی اُن کے مذہب پر حملہ کیا ہے مگر یہ کوتاہ اندیش نہیں جانتا کہ میں نے دونوں موقعوں پر پاک کائنات سے کام لیا ہے نہ وہ خوشامد ہے اور نہ یہ بیجا حملہ ہے۔ میرا کام اصلاح ہے کسی شرارت کو پیدا کرنا میرا کام نہیں ہے اور نہ بیجا خوشامد کرنا میرا طریق ہے۔ پس جیسا کہ میں نے ایک پہلو میں اس بات میں لوگوں کی اصلاح دیکھی کہ وہ سلطنت انگریزی کے ماتحت وفاداری اور اطاعت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور دل کو تمام بغاوت کے خیالات سے پاک رکھیں اور واقعی طور پر سرکار انگریزی کے مخلص اور خیر خواہ بنے رہیں اسی طرح میں نے دوسرے پہلو سے انسانوں کی خیر خواہی اسی میں دیکھی کہ وہ اُس کامل خدا پر ایمان لاویں جس کی عظمت اور قدرت اور لازوال صفات زمین و آسمان پر غور کرنے سے نظر آ رہی ہے۔ انسانوں کو خدا بنانا غلطی ہے ہمیں چاہیے کہ غلطی کی پیروی نہ کریں اور مخلوق کو خدا بنانے سے پرہیز کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے مقدس، بڑے راستباز، بڑے برگزیدہ تھے مگر اُن کو خدا کہنا اس سچے خدا کی توہین ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے سچ یہی ہے کہ وہ انسان تھے خدا نہیں تھے اور انسانی کمالات سے بڑھ کر اُن میں کچھ نہ تھا۔ خدا اب بھی ہمیں وہ کمالات دے سکتا ہے جو انہیں دیئے تھے اور دیتا ہے جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے۔ پس خدا وہی ہے جو ہمارا مددگار ہے جیسا کہ پہلوں کا تھا۔ اُسی کی طرف قرآن رہبری کرتا ہے۔ یہی وہ بات ہے جو خدا نے میرے پر

ظاہر کی ہے۔ پس میں بداندیشی کی راہ سے نہیں بلکہ سراسر ہمدردی اور پوری نیک نیتی سے سچے خدا کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں اور اس تفرقہ کو دُور کرنا چاہتا ہوں جو غلط فہمی سے پادریوں نے مسلمانوں کے ساتھ ڈال رکھا ہے۔

اور چونکہ اس وقت گورنمنٹ عالیہ انگریزی کا ذکر ہے اس لئے میں قریب مصلحت سمجھ کر وہ چٹھی جو جلسہ طاعون کی خوشنودی میں جناب نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر بالقابہ سے پہنچی ہے مع چند سطر اخبار سول ملٹری گزٹ ناظرین کی اطلاع کے لئے ذیل میں لکھتا ہوں۔ اس غرض سے کہ جس بات میں ہماری گورنمنٹ عالیہ کی رضامندی ثابت ہوئی ہے چاہئے کہ ہر ایک شخص اس کی پیروی کرے۔ میں نے قادیان میں طاعون کے بارے میں اس مراد سے جلسہ کیا تھا کہ تا لوگوں کو اس بات کی طرف رغبت دوں کہ وہ گورنمنٹ کی شائع کردہ ہدایات کو بدل و جان منظور کریں اور میں نے اپنی تمام جماعت کو یہی تعلیم دی تھی اس کے بارے میں یہ چٹھی ہے۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس چٹھی کو پڑھ کر دوسرے معزز مسلمان بھی یہی کارروائی کریں گے۔ اور وہ یہ ہے:

No. 213. S.

﴿۱۲۹﴾

From

H. J. Maynard Esquire

Junior Secretary to the Government of the Punjab.

To,

Sheik Rahmatullah Merchant,

Bombay House Lahore

Date Simla, the 11th of June 1898.

Sir

I am directed by His Honour the Lieutenant Governor

to say that he has read with much pleasure the account of the proceedings of a meeting held at Kadian on the 2nd of May 1898. and the address delivered by Mirza Ghulam Ahmad Rais of Kadian, in connection with the measures taken by Government for the suppression of bubonic plague.

2. His Honour desires me to convey his acknowledgement of the supports rendered to the Government by the members Composing the meeting.

I Have the Honour to be

Sir

Your most obedient servant

()

For Junior Secretary to the Government Punjab.

ترجمہ:-

چٹھی نمبر ۲۱۳- ایس

منجانب: ایچ جے۔ مے نارڈ صاحب بہادر، جونیئر سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب

بطرف: شیخ رحمت اللہ سوداگر بمبئی ہاؤس لاہور

شملہ مورخہ ۱۱ جون ۱۸۹۸ء

جناب

حسب الارشاد جناب نواب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر میں اطلاع دیتا ہوں کہ

جناب ممدوح نے اس جلسہ کے تمام روئداد کو جو ۲۰ مئی ۱۸۹۸ء کو قادیان میں متعلقہ اُن قواعد کے جو گورنمنٹ نے انسداد بیماری طاعون کے لئے جاری کئے منعقد ہوا اور نیز اس تقریر کو جو مرزا غلام احمد رئیس قادیان نے اُس وقت کی بڑی خوشی کے ساتھ پڑھا۔

حضور ممدوح کا منشا ہے کہ میں اس مدد کے شکریہ کا اظہار کروں جو کہ اس جلسہ کے ممبروں نے

گورنمنٹ کو دی۔ (دستخط)

نقل نوٹ از سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۰ جون ۱۸۹۸ء

At an influential meeting of the Muhammadans held recently at Qadian under the auspices of Sheikh Rahmatullah Khan of Lahore, prayers were offered for the cessation of the plague and an address was delivered by Hakim Noor - ud - Din in support of the Government measures of segregation etc, for the suppression of the disease. An acknowledgement of this loyal support has been communicated to the promoters of the meeting. The gist of the address was to the effect that Government was actuated solely by dictates of humanity in its measures for the suppression of the disease, that those measures are necessary, that stories that Government desires to poison the people are both lies and foolish and should not be believed for a moment by any body with pretensions of being sensible, and that for females to put aside the

Purdah in so far as to come out of the house into the open for segregation purposes with the face properly veiled is no violation of the principles of (Islam) Muhammadanism in times of imminent danger such as a visitation by the hand of God.

ترجمہ

مسلمانوں کی ایک بڑی باوقار جماعت کے جلسہ میں جو زیر نگرانی شیخ رحمت اللہ خان لاہوری بمقام قادیان منعقد ہوا بیماری طاعون کے رُک جانے کے لئے دُعائیں مانگی گئیں اور حکیم نور الدین نے قواعد سرگیلکیشن وغیرہ کی تائید میں جو گورنمنٹ نے بیماری کے انسداد کے لئے نافذ کئے ایک تقریر کی ☆ اس وفادارانہ مدد کے شکریہ کی اطلاع جلسہ منعقد کرنے والوں کو دی گئی ہے۔ اس تقریر کا لب لباب یہ تھا کہ گورنمنٹ نے محض انسانی ہمدردی سے مجبور ہو کر

☆ اس جگہ سہو کا تب سے مولوی حکیم نور الدین صاحب کا نام لکھا گیا ہے اور بجائے اس کے جیسا کہ واقعی امر ہے اس عاجز کا نام یعنی مرزا غلام احمد لکھنا چاہیے تھا۔ منہ

بیماری کے روکنے کے لئے یہ قواعد جاری کئے ہیں اور یہ قواعد بہت ضروری ہیں اور فرضی قصے کہ گورنمنٹ لوگوں کو زہر دینا چاہتی ہے بالکل جھوٹے اور احمقانہ ہیں اور اس شخص کو جو کہ اپنے اندر عقل رکھتا ہے ایک لحظہ بھر کے لئے بھی انہیں تسلیم نہ کرنا چاہیے۔ اور سخت خطرہ کی حالت میں مثلاً جب کہ خدا کی طرف سے کوئی بیماری نازل ہو عورتوں کا اپنے گھروں سے کھلے میدان میں سگریٹیشن کی غرض سے مناسب طور پر چہرہ ڈھانکے ہوئے آنا اسلام کے اصولوں کے برخلاف نہیں۔

چند نئے وساوس کا ازالہ

﴿۱۳۲﴾

شہزادہ والا گوہر اکسٹرا اسٹنٹ نے جو شہزادہ عبدالمجید صاحب پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ مندرجہ ذیل خط میں جو ہمارے نام ہے صاحب مؤخر الذکر اس الزام کا رد لکھتے ہیں یہ دونوں صاحب باہمی قریبی رشتہ داری کا تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ایک کو خدا تعالیٰ نے ہدایت اور حق کی طرف کھینچا اور دوسرے کو باطل پسند آیا۔ و ذالک فضل اللہ یہدی من یشاء و یضل من یشاء۔ وہ خط یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا

اے شہ والا ہم سایہ فضل خدا	جان و دل انبیاء تاج سر اولیا
جلوہ حسن ازل پر تو مہر رخت	مصحف رخسار تو آیت نور خدا
قامت رعنائے تو نخل گلستان قدس	چہرہ زیبائے تو چوں خورتا بان صفا
ہر اکمے را دوا یک نظر لطف تو	نسخہ دیدار تو ہر مرضے را شفا
آن دم جان پرورت از سر اعجاز خویش	مردہ صد سالہ را زندہ کند برملا
تہنیت آمیز گفت ہاتھ غیم چین	کعبہ گویے ترا قبلہ حاجت روا
گاہت باغ ارم بخت غبار رہت	بویے جنان مید ہد خاک درت جا بجا

مہبطِ رُوح الایمن مطلعِ نورِ مبین مسکنِ پاکِ ترا ساختہ ربِّ الورا
 طُورِ جلالِ خدا عرشِ برینِ دلت نورِ جمالِ خدا صورتتِ اے رہنما
 اُمّتِ احمدؐ کہ بود بستہٗ جور و جفا احمدِ آخرِ زمانِ کردِ زِ بندش رہا
 قاتلِ اعداءِ دینِ ناصرِ دینِ متین عالمِ عالمِ پناہِ ہادیِ رُشد و تقا
 دیدِ خدا بالیقین ہر کہ ترا دیدہ است دیدِ خدا دیدتست نیست غلطِ این صدا
 غاشیہٗ بند گیت ہر کہ فگندش بدوش دولتِ جاوید یافت عزّت و مجد و علا
 جان و دلے کز رہت داشت فدائیش در بلیغ از سرفتویِ عشقِ بے خبر است از وفا
 وہ چہ خوش آن حالتے وہ چہ خوش آن ساعتے کز رہِ شوق و طرب جاں بکنیمتِ فدا
 مہر تو در خاطر مضمحل و سُست نیست تا کندش منعدم بندہٗ فُشل و دغا
 فضلِ عمیمِ خدا حافظِ ما عاجزان مردِ مزور اگر نالہ کند یا بُکا
 ما بہزار التجا ما بہزار التماس حلقہٗ بگوشتِ رامیِ طلیم از خدا
 مستِ مئے عشقِ تو بے خبر از غیر حق محوشد از خویشتن ہر کہ بدید آن لقا
 آتشِ عشقِ ترا خود بدل و جاں زدیم تاکہ بسوزیم پاکِ آنچہ بود ماسوا

اما بعد بخد مت اقدس حضرت امام الوقت گذارش آنکہ اس ناکارہٗ دُور افتادہ کو معلوم ہوا کہ آج کل
 شہزادہ والا گوہر صاحب اکسٹرا اسٹنٹ جہلم نے اخبار سراج الاخبار میں میری نسبت لکھا ہے کہ
 فلاں نے اپنے اعتقاد سے توبہ کی ہے اور توبہ اس واسطے نصیب ہوئی کہ شہزادہ صاحب نے میرے عقیدہ
 کی خرابی مجھ پر ثابت کر دی۔ سُبْحَانَکَ اِنْ هٰذَا اِلَّا بُھْسَانٌ عَظِیْمٌ بزرگوار! دو ماہ تک
 شہزادہ صاحب سے مسیح موعود کی حیات و ممات اور حضور علیہ السلام کے دعاوی پر زبانی بحث ہوتی رہی۔ چنانچہ
 مولوی عبدالعزیز، مولوی مشتاق احمد، قاضی فضل احمد، منشی سعد اللہ مدرس وغیرہ نے جو مدت سے کینہ نہفتہ
 کی زہر اُگلنے کی تاک رکھتے تھے موقعہ کو غنیمت سمجھ کر شہزادہ صاحب سے خوب گت ملائی اور سفہاء

اُمم ماضیہ کی تقلید ہو بہو ادا کی۔ میں نے نہ کبھی جہانت اور بُز دلی دکھائی اور نہ میں کبھی اُن سے دبا جس سے اُن کو میری توبہ کا یقین یا احتمال پیدا ہوا ہو۔ البتہ **وَاعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ**^۱ اور **وَإِذَا حَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ**^۲ پر عملدرآمد میرا ہوتا رہا۔ اس کو اگر انہوں نے توبہ سمجھ لیا تو یہ اُن کی فہم رسا کی خوبی ہے۔ لا حول و لا۔ اس قدر جھوٹ۔

بزرگوار اگرچہ نابکار شرف زیارت سے محروم ہے مگر آنحضرت کی محبت اور عظمت اور ادب اور اطاعت اور کثرت یاد میری رُوح اور جان کا جزو ہو گیا ہے۔ میں اپنی جان سے کس طرح علیحدہ ہو سکتا ہوں۔ میرے پیارے میرے دل کا حال اس سے دریافت فرما جو سب بھیدوں سے واقف ہے۔ **وَلَا يَسْتَكْثِرُ** **مِثْلُ خَبِيرٍ**۔ میرے مولیٰ تو نے تو خدا اور رسول کا پتہ دیا۔ تو نے جنت کا راستہ بتلایا تو نے قرآن سکھلایا ہم غفلت میں پڑے سوتے تھے تُو نے ہی آن جگایا ہم اسی اور رسمی مسلمان تھے تُو نے ہی ہم کو حقیقی اسلام سے آگاہی بخشی ہم نہیں جانتے تھے کہ دُعا کیا چیز ہے اور تقویٰ کس شے کا نام ہے تُو نے ہی تو اُن کا نشان ہم پر ظاہر فرمایا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ گورنمنٹ عالیہ کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں تُو نے ہی تو وفاداری اور فرمانبرداری کا طریقہ سمجھایا۔ غرض کہاں تک تیرے احسانات کو لکھوں وہ تو بے شمار ہیں تو ہمارا آقا تو ہمارا مولیٰ ہم تیرے خادم ہم تیرے غلام۔ بھلا تجھ کو چھوڑ کر خدا کی لعنت کماویں۔ میرے ہادی اگر میں ایسا ضعیف الاعتقاد ہوتا تو مخالفوں کی نظروں میں خارجی طرح کیوں چبھتا۔ مخالف سے جب کبھی کسی گزردو چار ہونے کا موقعہ پیش آتا ہے تو وہ مجھ کو دیکھتے ہی غیظ و غضب سے بھر جاتا ہے۔ میں نے مسجدوں میں نماز پڑھنی ترک کر دی بدیں لحاظ کہ میاں عبد اللہ صاحب سنوری سے مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ جو لوگ خاموش بیٹھے ہیں گو مخالفت نہیں کرتے اُن کے پیچھے بھی نماز درست نہیں۔ بزرگوار قاضی صاحب قاضی خواجہ علی صاحب اور صاحبزادہ افتخار احمد صاحب اور نشی ابراہیم صاحب اور میاں الہ دین صاحب وغیرہ وغیرہ احباب لودیانوی سے اپنے غلام کا حال استفسار فرماویں۔ میرے آقا مجھ کو کسی نازک موقعہ

﴿۱۳۴﴾

اور سخت ابتلا کے وقت بھی لغزش نہیں ہوئی چہ جائیکہ اب اور ان ایام میں جب کہ آپ کے متواتر کثیر التعداد عظیم القدر و جلیل الشان نشانات علمی و عملی معرض ظہور میں آچکے اور روز روشن کی طرح حق کی صداقت چمک اُٹھی۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ استقامت محض حضور ہی کی نیم شبی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ ورنہ ہم تو وہی ہیں جو ہیں۔ مریدوں میں صداقت اور راستی چاہیے پھر انشاء اللہ آپ کی **قَادًا فَرَعَتْ فَأَنْصَبَ**^۱ والی تعمیل کے طفیل سے ضائع نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ میں ایک غریب آدمی ہوں لیکن خدا کے فضل سے دل غنی ہے۔ دنیا دار دولت مند میری نظروں میں مرے ہوئے کیڑے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ یہ ہیں ہی کیا بلا۔ یہ تو مر دے ہیں جن میں جان نہیں۔ ان کی مکروہ صورتیں نفرت کے لائق ہیں۔ ان سے دبنے والا اور ان کا دست نگرانی جیسا کوئی اندھا ہوگا۔

اے میرے ہادی! میں ارسالِ عرائض میں اس واسطے دریغ کرتا ہوں کہ میں اپنے اس فعل کو **أَخَفَ** سمجھتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میں کیا اور میرے عرائض کیا یونہی بے فائدہ بندگانِ عالی کو کیوں تکلیف دوں عریضہ کے کھولنے میں پڑھنے پڑھانے میں چند منٹ اوقاتِ اشرف میں سے ضائع ہوں گے ناحق کی حرج ہوگی۔ صحبتِ اقدس اور شرفِ زیارت مبارک سے باعث چند در چند موانع غیر مستفیض رہتا ہوں..... مہربانا حضور کی تصنیفات پُر انوار اور تالیفات حکمت بار جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں میرے ازدیادِ ایمان و عرفان کے لئے رہبرِ کامل کا کام دیتی ہیں۔ جو جو حالات آجنگاب پر حضرت کبریا کی طرف سے منکشف ہوتے ہیں اور پھر ان روحانیات کو اور ان کشف و خوارق و رویا و الہامات کو آپ درجِ صحفِ مطہرہ فرماتے ہیں کم و بیش ان روحانی کوائف اور تاثیرات کی حلاوت سے میرے مذاقِ جان کو بھی چاشنی نصیب ہوا کرتی ہے اور ایسا احساس ہوتا ہے کہ گویا میں خود ان حالات کا مورد ہوں۔ لیکن میں اس دُوری و مجبوری کو ہرگز ہرگز اپنے واسطے پسند نہیں کرتا کیونکہ مقررین بساطِ قدسی آیات کو جو جو برکات اور خوبیاں حاصل ہیں اُس کا عشرِ عشر بھی دُور دستوں کو نصیب نہیں۔ اصحابِ صفہ

کی جوتی اور دوسروں کا سر۔ اگرچہ خدا کسی مخلص صادق کو بغیر اجر کے نہیں رکھتا مگر اصحاب الصّفّہ ما اصحاب الصّفّہ - کیا ہی صاحب نصیب ہیں وہ لوگ جن کی نظر ہر صبح و مساءً منظرِ اطہر پر پڑتی ہے۔ دولتِ صحبت کے برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا اطوار کا اخلاق کا عادات کا ریاضات کا مجاہدات کا محاربات کا کامل نمونہ آپ کی ذات میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ خدائے قادر ذوالجلال کی جناب سے ہمیشہ یہی دُعا ہے کہ اے قدیر بے نظیر اپنے برگزیدہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرفِ ملازمت سے فخر و عزّت دے۔ قسم بخدائے لایزال کہ تیرے در کی کٹائی تخت شاہی سے بہت بہتر ہے۔ شہزادہ صاحب نے مجھ پر سخت افترا باندھا ہے اور حضور کو مجھ سے بدگمان کیا۔ اگرچہ بدگمانِ عالی کو مجھ جیسے اَذَلّ کی پرواہ ہی کیا ہے خدا نے آپ کو وہ رفعت و منزلت بخشی ہے کہ آپ کی ذات مجمع البرکات کو مرجع قدوسیاں بنا دیا مگر اخفض جناحک للمؤمنین پر غور کر کے اور بالمؤمنین رؤف الرحیم پر نظر دوڑا کر اس گستاخی کی جرأت ہوئی کہ تھوڑی دیر کے واسطے تضييع اوقات بدگمانِ عالی کر کے عفوِ تقصیرات کا مانتی ہو جاؤں اور دست بستہ عرض پرداز ہوں کہ

ہر چند نیم لائق بخشایش تو برمن منگر برکرم خویش نگر

شہزادہ صاحب کی کتاب کے مضامین مختصراً و مجملّاً جہاں تک کہ مجھ کو یاد ہیں ذیل میں ہیں وہ مسیح علیہ السلام کو آسمان پر نہیں سمجھتے بلکہ کہتے ہیں کہ اسی جہان میں خدا نے اُن کو چھپایا ہوا ہے۔ اور توفیٰ کے معنی بھرنے کے کرتے ہیں یعنی خدا نے اُن کو بھرپا کر لوگوں سے کنارہ کر لیا۔ مگر زندہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دو حلیوں کا بیان جو احادیث میں ہے سو چونکہ یہ ایک رؤیا اور کشف ہے پس ممکن ہے کہ ایک ہی شخص کو انسان کئی مختلف صورتوں میں دیکھے۔ ایک وقت ہم اپنے دوست کو خواب میں کسی صورت میں دیکھتے ہیں اور پھر اُسی

دوست کو کبھی خواب میں بصورت دیگر۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صرف لفظ عیسیٰ یا مسیح ہی اگر احادیث میں ہوتا تو مثیل کی گنجائش تھی لیکن ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے۔☆ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہر ایک نبی کی شہادت نبی ہی دیتا چلا آیا ہے جیسا کہ اخیر میں مسیح علیہ السلام کی شہادت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بھی ایک شاہد کی ضرورت ہے جو نبی ہو۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اس واسطے مسیح نبوت کی حالت میں تو نہیں آئیں گے بلکہ اُمّتی ہوں گے مگر نبوت اُن کی شان میں مضمر ہوگی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی کا مثیل نبی ہوتا ہے۔ آدم کا مثیل مسیح۔ موسیٰ کا مثیل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایلیا کا مثیل یحییٰ، پس مسیح کا مثیل بھی نبی ہونا چاہیے نہ کہ اُمّتی۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح موعود کی علامت میں نے ایک نرالی وضع کی نکالی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مسیح دعویٰ کریں گے تو میں اُن کے والدین کو تلاش کروں گا کیونکہ باپ تو اوّل سے ہی ندارد ہے اور ماں مرچکی ہے۔ پس اگر اس کے والدین ثابت نہ ہو سکے تو پھر اُس کے مسیح ہونے میں کیا شک رہے گا۔

مسیح اسرائیلی کے دوبارہ آنے پر یہ دلیل قطعی پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجِئْهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ اور چونکہ مسیح نے اپنی زندگی عسرت اور ذلت میں گزاری اس واسطے وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتے کیونکہ وجاہت دنیوی ان کو بالکل نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن اس آیت کے مصداق بننے کے لئے خدا اُن کو پھر ظاہر کرے گا اور وجاہت

☆ نوٹ: ہم بھی کہتے نہیں مثیل آیا۔ اصل آیا مگر بطور بروز۔ دیکھ لو اقتباس نام کتاب جس میں لکھے ہیں یہ تمام رموز۔ ”روحانیت کمل“ کا ہے برابر باب ریاضت چنان تصرّف میفرماید کہ فاعل افعال شاں میگردد۔ وایں مرتبہ را صوفیہ بروز میگویند۔ و بعض بر آنند کہ رُوح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت ازیں بروز است مطابق ایں حدیث لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔ دیکھو صفحہ ۵۲ کتاب اقتباس الانوار۔ منہ

دنیوی یعنی سلطنت اور حکومت وغیرہ سب لوازمات اُن کو حاصل ہوں گے۔

اور حضور علیہ السلام کی ذاتیات پر یہ نکتہ چینیائں کرتے ہیں کہ باوجود قدرت کے حج نہیں کرتے۔ ہزاروں روپوں کے انعامات کے اشتہارات دیتے ہیں لیکن حج کو نہیں جاتے۔ براہین کا بقیہ نہیں چھاپتے۔ آتھم کی پیشگوئی غلط نکلی اس کے رجوع کو ہم یقین نہیں کرتے۔ لیکھرام کی پیشگوئی میں اُس کے قتل ہونے کی تصریح نہیں صرف نَصَبٌ وَّ عَذَابٌ کا جملہ ہے جس میں قتل ہونے کا بیان نہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر بالفرض یہ سچ ہی نکلے تو زہے نصیب لیکھرام کہ وہ ایک کم حیثیت آدمی تھا لیکن اس پیشگوئی کے سبب سے وہ برگزیدہ قوم گنا گیا شہید کے خطاب سے ممتاز ہوا۔ اُس کے پس ماندگان کے واسطے ہزاروں روپوں کا چندہ ہوا۔ یہ ہوا وہ ہوا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی پیشگوئی تو اپنے حق میں مہیں چاہتا ہوں۔ کسوف خسوف کی حدیث موضوع ہے۔ مسیح کی اور مماثلت تو مرزا صاحب میں کچھ بھی نہیں صرف ایک مماثلت ہے یعنی دُشنام دہی۔ گورنمنٹ کی خوشامد۔ عربی تصنیفات کی بے نظیری کا دعویٰ ہی غلط ہے کیونکہ قرآن کریم کے سوا یہ دعویٰ توریت وانجیل وزبور و احادیث نبوی نے بھی نہیں کیا۔ حالانکہ وہ بھی الہامی ہیں۔ راولپنڈی والے بزرگ کے حالات سے میرزا صاحب واقف تھے اور جانتے تھے کہ یہ شخص وہی اور بُزدل ہے اس واسطے اُن کے حق میں جھٹ پیشگوئی کردی وغیرہ وغیرہ من الخرافات و الہذیانات۔

خاکسار عبدالمجید از لودیانہ محلہ اقبال گنج ۶ جون ۱۸۹۸ء

اب ہم حق کے طالبوں کے لئے ان بیہودہ اقوال کا رد لکھتے ہیں تا معلوم ہو کہ ہمارے مخالف مولوی اور اُن کے اس قسم کے شاگرد کس قدر سچائی سے دُور جا پڑے ہیں۔

قولہ۔ مسیح آسمان پر نہیں بلکہ اسی جہان میں خدا نے اُس کو چھپایا ہوا ہے۔

اقول۔ یہ دنیا میں کسی کا مذہب نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بعض مخالف مولوی اب آسمان پر چڑھانے سے نومید ہو کر اپنے فرضی مسیح کو زمین میں چھپانے کی فکر میں لگ گئے ہیں۔

مگر یاد رہے کہ کسی فرقہ متقدمین یا متاخرین نے یہ نہیں لکھا کہ مسیح کو اسی جہان میں خدا تعالیٰ نے چھپایا ہے۔ ہاں مسلمان صوفیوں کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ مسیح کا آسمان سے فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہونا باطل ہے کیونکہ یہ صورت ایمان بالغیب کے مخالف ہے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ جب فرشتے زمین پر اترتے نظر آئیں گے تو اُس وقت دنیا کا خاتمہ ہوگا اور اس وقت کا ایمان منظور نہ ہوگا۔ اور فرماتا ہے کہ فرشتوں کو زمین پر اترتے دنیا کے لوگ ہرگز دیکھ نہیں سکتے۔ اور جب دیکھیں گے تو اس وقت یہ دنیا نہیں ہوگی۔ سو جب کہ قرآن شریف کے نصوص صریحہ اور آیات قطعۃ الدلالت سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ فرشتوں کا نزول اُس وقت ہوگا کہ جب کہ ایمان لانا بے فائدہ ہوگا جیسا کہ جان کنڈن کے وقت جب فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ وقت ایمان لانے کا وقت نہیں ہوتا تو اس صورت میں یا تو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ مسیح کے نزول کے بعد ایمان نفع نہیں دے گا مگر یہ عقیدہ تو صریح باطل ہے کیونکہ اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا اور مل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔ پس جب کہ یہ عقیدہ رکھنا درست نہ ہوا تو بالضرورت برعایت نصوص صریحہ قرآن شریف کے اس دوسرے پہلو کو ماننا پڑا کہ فرشتوں کا اور اُن کے ساتھ مسیح کا نازل ہونا ظاہر طور پر محمول نہیں ہے بلکہ بوجہ قرینہ بینہ نص صریح قرآن کے اس نزول کے تاویلی طور پر معنی ہوں گے کیونکہ جسمانی طور پر حضرت عیسیٰ کا آسمان سے فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا نص صریح قرآن سے مخالف اور معارض پڑا ہے۔ یہی مشکل تھی جو اکابر اسلام کو پیش آئی اور اسی مشکل کی وجہ سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کھلے کھلے طور پر بیان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے امام ابن حزم بھی اُن کی فوت کے قائل ہوئے اور اسی وجہ سے تمام اکابر علماء معتزلہ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے۔ غرض آسمان سے نازل ہونے کا بطلان نہ صرف آیت **قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْٓ** سے ثابت ہوتا ہے

بلکہ یہ تمام آیتیں جہاں لکھا ہے کہ جب فرشتے نازل ہوں گے تو ایمان بے فائدہ ہوگا اور وہ فیصلے کا وقت ہوگا نہ بشارت اور ایمان کا وقت بلند آواز سے پکار رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا آسمان سے فرشتوں کے ساتھ اترنا سراسر باطل ہے اور اگر یہ باطل نہ ہوتا تو دنیا میں یعنی گزشتہ زمانے میں اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی۔ مگر کون بیان کر سکتا ہے کہ کبھی کوئی شخص اسی جسم عنصری کے ساتھ عالم بیداری میں آسمان پر جا کر پھر واپس آیا۔ اگر خدا تعالیٰ کی یہ سنت تھی تو گویا دیدہ و دانستہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو ایلیا کے دوبارہ آنے کے مقدمہ میں یہودیوں کے روبروئی شرمندہ کیا اور یہ کہنا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے باہم مل کر اس قصے کو تحریف کر دیا ہوگا یہ اس درجہ کی حماقت ہے جس پر بچے بھی ہنسیں گے۔ غرض مسیح کا آسمان سے اُس طرح پر نازل ہونا جیسا کہ ہمارے مخالف انتظار کر رہے ہیں قرآن کے نصوص صریحہ کے مخالف ہے۔

﴿۱۳۸﴾

ایک گروہ اکابر صوفیہ نے نزولِ جسمانی سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ مسیح موعود کا نزول بطور بروز کے ہوگا۔ چنانچہ کتاب اقتباس انوار میں جو تصنیف شیخ محمد اکرم صابری ہے

☆ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اعجوبے منسوب کئے گئے ہیں ان کی نظیر ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ ایک قوم نے اُن کو خدا کر کے مان لیا ہے۔ پھر اگر حضرت عیسیٰ کے کاموں اور ذات اور صفات کی نظیر نہ ہو تو یہ خصوصیت جاہلوں کی نظر میں ان کی خدائی پر ایک دلیل ٹھہرتی ہے چنانچہ پادریوں کا آج کل پیشہ ہی یہی ہے کہ وہ خصوصیات اور خوارق پیش کر کے اُن کی خدائی پر ایک دلیل قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اسی وجہ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کی خدائی پر یہ دلیل پیش کی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں تو فی الفور خدا تعالیٰ نے اس قسم کی پیدائش کی بلکہ اس سے بڑھ کر نظیر پیش کر دی۔ اور فرمایا **إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ** اور نظیر ایسی پیش کی جو عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک مسلم اور بدیہیات اور معتقدات میں سے تھی اور یقیناً اس وقت عیسائیوں نے مسیح کی الوہیت کے لئے یہ حجت بھی پیش کی ہوگی کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے لہذا اس کے رد میں خدا تعالیٰ کو خود مسیح کے اقرار کے حوالہ سے یہ کہنا پڑا **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ** غرض قرآنی تعلیم یہ ہے کہ مسیح کے خوارق اور ذات اور صفات میں کوئی بھی خصوصیت نہیں ہے۔ منہ

جس کو صوفیوں میں بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے جو حال میں مطیع اسلامیہ لاہور میں ہمارے مخالفوں کے اہتمام سے ہی چھپی ہے یہ عبارت لکھی ہے:-

”روحانیت کُمل گاہے برار باب ریاضت چناں تصرف می فرماید کہ فاعل افعال شاں می گردد۔ وایں مرتبہ را صوفیہ بروزی گویند..... ودر شرح فصوص الحکم می نویسند یعنی بغرض بیان کردن نظیر بروزی گوید کہ محمد بود کہ بصورت آدم در مبداء ظهور نمود یعنی بطور بروز در ابتدائے عالم روحانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم در آدم متجلی شد و ہم اوباشد کہ در آخر بصورت خاتم ظاہر گردد یعنی در خاتم الولایت کہ مہدی است نیز روحانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بروز و ظهور خواهد کرد و تصرفها خواهد نمود وایں را بروزات کُمل گویند نہ تناسخ و بعضے برانند کہ رُوح عیسیٰ در مہدی بروز کند۔ و نزول عبارت از ہمیں بروز است مطابق ایں حدیث کہ لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم“

اور یہ بروز کا عقیدہ کچھ نیا نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی پہلی کتابوں میں بھی اس عقیدہ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ملا کی نبی کی کتاب میں جو ایلیا کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے جس کو یہود اپنی غلطی سے یہی سمجھتے رہے کہ خود ایلیا ہی ہی آسمان پر سے نازل ہوگا آخر وہ بھی بروز ہی نکلا اور ایلیا کی جگہ آنے والا یحییٰ نبی ثابت ہوا۔ اور یہود کا یہ اجماعی عقیدہ کہ خود ایلیا ہی دوبارہ دنیا میں آجائے گا جھوٹا پایا گیا۔ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کی کتابوں میں بھی بروز کا عقیدہ تھا اور پھر غلطیوں کے ملنے سے اُسی عقیدہ کو تناسخ سمجھا گیا۔

قولہ۔ توفی کے معنی بھرنے کے ہیں۔

اقول۔ یہ یہودہ خیالات ہیں۔ بخاری میں عبداللہ بن عباس کے قول سے ثابت

﴿۱۳۹﴾

ہو چکا ہے کہ یا عیسیٰ انسی متوفیک کے یہ معنی ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا۔ چنانچہ امام بخاری نے اسی مقام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث لکھ کر جس میں کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہی معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے ہیں۔ پھر بعد اس کے جو حضرت عیسیٰ کی وفات کے بارے میں قرآن نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور عبد اللہ بن عباس کے قول میں بھی یہی آیا دوسرے معنی کرنے یہودیوں کی طرح ایک خیانت ہے۔ غور کر کے دیکھ لو کہ تمام قرآن میں بجز روح قبض کرنے کے توفی کے اور کوئی معنی نہیں۔ تمام حدیثوں میں بجز مارنے کے اور کسی محل میں توفی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ تمام لغت کی کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ جب خدا تعالیٰ فاعل ہو اور کوئی انسان مفعول بہ مثلاً یہ قول ہو کہ تَوَفَّى اللَّهُ زَيْدًا تو بجز روح قبض کرنے اور مارنے کے اور کوئی معنی نہیں لئے جاویں گے۔ پس جب اس صراحت اور تحقیق سے فیصلہ ہو چکا کہ توفی کے معنی مارنا ہے اور آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی توفی عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے ہو چکی ہے یعنی وہ خدا بنائے جانے سے پہلے فوت ہو چکے ہیں تو پھر اب تک اُن کی وفات کو قبول نہ کرنا یہ طریق بحث نہیں بلکہ بے حیائی کی قسم ہے۔ خدا تعالیٰ نے چونکہ ان لوگوں کو ذلیل کرنا تھا کہ جو خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کی حیات کے قائل ہیں اس لئے اُس نے نہ ایک پہلو سے بلکہ بہت سے پہلوؤں سے حضرت عیسیٰ کی موت کو ثابت کیا۔ توفی کے لفظ سے موت ثابت ہوئی اور پھر آیت وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ^۱ سے موت ثابت ہوئی[☆]۔ اور پھر آیت آیت مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ^۲ سے موت ثابت

☆ قرآن کے محاورہ کے رُو سے جہاں کسی اُمت پر خَلَتْ کا لفظ بولا گیا ہے وہاں اس اُمت کے لوگ مراد لی ہے تم ایک بھی ایسی آیت پیش نہ کر سکو گے جس میں کسی انسانی گروہ کو خَلَتْ کا مصداق قرآن نے ٹھہرایا ہو اور پھر اس آیت کے معنی موت نہ ہوں بلکہ کچھ اور ہوں یہی وجہ ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے تمام نبیوں پر استدلال کیا۔ منہ

﴿۱۴۰﴾

ہوئی پھر قرآن شریف کی آیت **فِيهَا تَحْيَوْنَ**^۱ سے موت ثابت ہوئی اور پھر قرآن شریف کی آیت **وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ**^۲ سے موت ثابت ہوئی کیونکہ ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ آسمان پر جسمانی زندگی اور قرار گاہ کسی انسان کا نہیں ہو سکتا۔ پھر آیت **رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ**^۳ سے موت ثابت ہوئی۔ کیونکہ تمام قرآن میں یہی محاورہ ہے کہ خدا کی طرف اٹھائے جانے یا رجوع کرنے سے موت مراد ہوتی ہے جیسا کہ آیت **ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً**^۴ سے بھی موت ہی مراد ہے اور پھر **كَانَا نَاكِلَيْنِ**^۵ **الطَّعَامِ** سے موت ثابت ہوئی کیونکہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی نسبت نفی لوازم حیات کا بیان ہے جو بدالالت التزامی اُن کی موت کو ثابت کرتا ہے اور پھر آیت **وَأَوْصَيْنِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا**^۶ سے موت ثابت ہوئی کیونکہ کچھ شک نہیں کہ جیسا کہ کھانے پینے سے اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بروئے نص قرآنی معطل ہیں ایسا ہی دوسرے افعال جسمانی زکوٰۃ اور صلوٰۃ سے بھی معطل ہیں۔ بلکہ زکوٰۃ تو علاوہ جسمانییت کے مال کو بھی چاہتی ہے اور آسمان پر روپیہ پیسہ ہونا معلوم انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ ایک مالدار آدمی تھے کم سے کم ہزار روپیہ ان کے پاس رہتا تھا جس کا خزانچی یہود اسکر یوٹی تھا۔ اب کیا وہ روپیہ آسمان پر ساتھ لے گئے تھے؟ اور ایسا ہی آیت **وَمِنْكُمْ مَنْ يَتُوفِي وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمْرِ**^۷ سے حضرت عیسیٰ کی موت ثابت ہوتی ہے کیونکہ قرآن شریف میں باوجود تکرار مضمون اس آیت کے یہ فقرہ کہیں نہیں آیا کہ **مِنْكُمْ مَنْ صَعَدَ إِلَى السَّمَاءِ بِجَسَمِهِ الْعَنْصَرِي** ثم يرجع في آخر الزمان۔ یعنی تم میں سے ایک وہ بھی ہے جو جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور پھر آخری زمانہ میں دنیا میں واپس آئے گا۔ پس اگر یہ سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسم عنصری آسمان پر چلے گئے تو قرآن شریف کی یہ حصر نام تمام رہے گی۔ کیونکہ آسمان پر چڑھنے کی نسبت خدا نے اس آیت یا کسی دوسری آیت میں ذکر نہیں کیا اور اگر درحقیقت خدا کی یہ بھی سُنّت تھی تو تکمیل بیان کے لئے اس کا ذکر کرنا ضروری تھا۔ اور جب کہ کئی دفعہ قرآن شریف میں

۱ الاعراف: ۲۶ ۲ البقرة: ۳۷ ۳ النساء: ۱۵۹ ۴ الفجر: ۲۹ ۵ المائدة: ۷۰

۶ مریم: ۳۲ ۷ الحج: ۶

جوان یا بوڑھا کر کے مارنے کا ذکر آچکا ہے تو اس کے ساتھ اس عادت اللہ کا بیان نہ کرنا کہ کسی کو آسمان پر آباد بھی کیا جاتا ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کسی کو مع جسم آسمان پر آباد کر دینا خدا تعالیٰ کی سنتوں میں سے نہیں ہے۔ اور دین کا اکمال جو آیت **الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ**^۱ سے سمجھا جاتا ہے اس بات کو چاہتا ہے کہ اس قسم کے تمام اسرار جو خدا تعالیٰ کی سنت میں داخل ہیں قرآن شریف میں بیان کئے جاتے اور جب کہ آسمان پر مع جسم چڑھانا اور وہاں صد ہا برس تک آباد رکھنا قرآن شریف میں عادت اللہ کے طور پر بیان نہیں کیا گیا اور صرف جوان کرنا اور پھر بڑھا کرنا اور مارنا بیان کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ دوسرا امر خدا تعالیٰ کی عادت میں داخل نہیں ہے۔ ایسا ہی آیت **وَمَنْ تُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ**^۲ سے حضرت عیسیٰ کی موت ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب کہ بموجب تصریح اس آیت کے ایک شخص جو نوے یا سو برس تک پہنچ گیا ہو اس کی پیدائش اس قدر اُلٹا دی جاتی ہے کہ تمام حواس ظاہریہ و باطنیہ قریب الفقدان یا مفقود ہو جاتے ہیں تو پھر وہ جو دو ہزار برس سے اب تک جیتا ہے اُس کے حواس کا کیا حال ہوگا اور ایسی حالت میں وہ اگر زندہ بھی ہوا تو کونسی خدمت دے گا۔ اس آیت میں کوئی استثناء موجود نہیں ہے اور ہمیں نہیں چاہیے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے بیان کے آپ ہی ایک استثناء فرض کر لیں۔ ہاں اگر نص صریح سے ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود جسمانی حیات کے جسمانی تحلیلوں اور تنزل حالات اور فقدانِ قوی سے منزہ ہیں تو وہ نص پیش کریں۔ اور یونہی کہہ دینا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے ایک فضول گوئی ہے اور اگر بغیر سند صریح کے اپنا خیال ہی بطور دلیل مستعمل ہو سکتا ہے تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات پھر زندہ ہو کر مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں اور پیرانہ سالی کے لوازم سے مستثنیٰ ہیں اور حضرت عیسیٰ سے بدرجہا بڑھ کر تمام جسمانی قوی اور لوازم کاملہ حیات اپنی ذات میں جمع رکھتے ہیں اور آخری زمانہ میں پھر نازل ہوں گے۔ اب بتلاؤ کہ ہمارے اس دعویٰ اور تمہارے دعوے میں کیا فرق ہے۔ اگر

﴿۱۴۱﴾

قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توفیٰ کا لفظ آیا ہے جیسا کہ آیت **وَأَمَّا نَرِيكَ**
بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ تَوَفَّيَكَ میں ہے تو یہی توفیٰ کا لفظ حضرت عیسیٰ کی نسبت دومرتبہ آ گیا
ہے بلکہ اگر کچی گواہی دی جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا تمام نبیوں کی وفات سے زیادہ تر
ثابت ہے۔ بہت سے نبیوں کی وفات کا خدا تعالیٰ نے ذکر بھی نہیں کیا۔ لیکن حضرت مسیح کی وفات کا
بار بار قرآن شریف میں ذکر کیا ہے جیسا کہ اس آیت میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کی طرف
ہی اشارہ ہے اور وہ یہ ہے۔ **وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا**
وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ^۱ یعنی جو لوگ
بغیر اللہ کے معبود بنائے جاتے ہیں اور پکارے جاتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ آپ
ہی پیدا شدہ ہیں اور وہ تمام لوگ مر چکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے
جائیں گے۔ اب بتلاؤ کہ اگر کوئی عیسائی اس جگہ تم پر اعتراض کرے کہ یہ بیان قرآن کا بموجب
معتقدات تمہارے خلاف واقعہ ہے کیونکہ قرآن مسیح ابن مریم کو **مِنْ دُونِ اللَّهِ** سمجھتا ہے اور
كُلِّ مِنْ دُونِ اللَّهِ معبود کو بغیر کسی استثناء کے مردہ قرار دیتا ہے اور تم مسیح ابن مریم کو زندہ قرار
دیتے ہو حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ کوئی **مِنْ دُونِ اللَّهِ** معبود زندہ نہیں ہے۔ پس اگر تم سچے
ہو تو قرآن حق پر نہیں ہے اور اگر قرآن حق پر ہے تو تم دعویٰ حیات مسیح میں سچے نہیں تو اس
اعتراض کا کیا جواب ہے؟ اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ تمام معبود غیر اللہ
أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ہیں اس کا اول مصداق حضرت عیسیٰ ہی ہیں کیونکہ زمین پر سب
انسانوں سے زیادہ وہی پوجے گئے ہیں اور تمام انسانی پرستاروں کی نسبت ان کا گروہ
کثرت میں قوت میں شوکت میں سرگرمی میں دعوتِ شرک میں آگے بڑھا ہوا ہے۔ دیکھو کہ
عیسیٰ پرست دنیا میں چالیس کروڑ ہیں اور اس قدر جماعت انسان پرستوں کی کوئی اور
نہیں ہے سوا قرآن نے اُن کو اس آیت سے مستثنیٰ رکھا ہے تو نعوذ باللہ اس سے پایا
جاتا ہے کہ **مَنْزَلِ** قرآن کے نزدیک وہ غیر اللہ نہیں ہے اور اگر مستثنیٰ نہیں ہے تو

﴿۱۴۲﴾

یہ تمہارے عقیدے کے مخالف ہے کیونکہ تمہارے نزدیک عیسیٰ ابن مریم اموات میں داخل نہیں بلکہ آسمان پر بحیات جسمانی زندہ موجود ہے۔ اب بتلاؤ کہ اگر عیسائیوں کی طرف سے یہ سوال پیش ہو تو تمہارے پاس کیا جواب ہے؟۔

پھر ایک جگہ قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ کو داخل بہشت ذکر فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے
 اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْنَهَا وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۚ
 یعنی جو لوگ ہمارے وعدہ کے موافق بہشت کے لائق ٹھہر چکے ہیں وہ دوزخ سے دُور کئے گئے ہیں اور وہ بہشت کی دائمی لذات میں ہیں۔
 تمام مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہے اور اس سے بصراحت و بداہت ثابت ہے کہ وہ بہشت میں ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ وہ وفات پا چکے ہیں ورنہ قبل از وفات بہشت میں کیونکر پہنچ گئے؟ علاوہ اس کے وہ حدیث جو طبرانی اور کتاب ما ثبت بالسنۃ میں لکھی ہے اس سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ اُن میں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی تھی۔ محدثین نے اس حدیث کو اوّل درجہ کی صحیح مانا ہے اور کوئی جرح نہیں کیا گیا۔

﴿۱۳۳﴾

اب بتلاؤ کہ اب بھی حضرت عیسیٰ کی موت ثابت ہوئی یا نہیں؟ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ بخاری کی معراج کی حدیثوں میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معراج کی رات بزمِ اموات دیکھا اور دوسرے عالم میں پایا اگر وہ زندہ ہوتے تو مردوں سے اُن کا کیا تعلق تھا اور یحییٰ نبی فوت شدہ کے پاس کیونکر وہ رہ سکتے تھے۔ مُردوں کے پاس وہی رہتا ہے جو مُردہ ہو۔

کوئی جو مُردوں کے عالم میں جاوے وہ خود ہو مُردہ تب وہ راہ پاوے
 کہو زندوں کا مُردوں سے ہے کیا جوڑ یہ کیونکر ہو کوئی ہم کو بتاوے
 اور اگر یہ قول ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا کہ پھر میں

دنیا میں آؤں گا تو بروز کے طور پر یہ آنا ہوگا اور اس سے تو یہ ثابت ہوگا کہ وہ دنیا سے خارج اور وفات یافتہ ہیں۔ اور جب کہ دنیا سے گئے ہوئے لوگوں کا پھر واپس آنا۔ **بجسمهم العنصری** عادت اللہ ثابت نہیں ہوتی تو پھر کیا وجہ کہ اس قول کے اگر صحیح ہو سنت اللہ کے مخالف معنی نہ کئے جائیں اور کیا وجہ کہ یہ آنا بروزی طور پر نہ مانا جائے جیسا کہ حضرت یوحنا نبی کا دوبارہ دنیا میں آنا تھا کیا حاجت ہے کہ ایسے مجہول الکفایت معنی لئے جاویں جن کا نمونہ خدا تعالیٰ کی عادتوں میں موجود نہیں اور جن کی پہلی اُمتوں میں کوئی نظیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ہمیں حث اور ترغیب دیتا ہے کہ تم ہر ایک واقعہ اور ہر ایک امر کی جو تمہیں بتلایا گیا ہے پہلی اُمتوں میں نظیر تلاش کرو کہ وہاں سے تمہیں نظیر ملے گی۔ اب ہم اس عقیدے کی نظیر کہ انسان دنیا سے جا کر پھر آسمان سے دوبارہ دنیا میں آسکتا ہے کہاں تلاش کریں اور کس کے پاس جا کر روویں کہ خدا کی گذشتہ عادات میں اس کا کوئی نمونہ بتلاؤ؟ ہمارے مخالف مہربانی کر کے آپ ہی بتلاویں کہ اس قسم کا واقعہ کبھی پہلے بھی ہوا ہے اور کبھی پہلے بھی کوئی انسان ہزار دو ہزار برس تک آسمان پر رہا؟ اور پھر فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے اُترا۔ اگر یہ عادت اللہ ہوتی تو کوئی نظیر اس کی گزشتہ قرون میں ضرور ملتی۔ کیونکہ دُنیا تھوڑی رہ گئی ہے اور بہت گزر گئی اور آئندہ کوئی واقعہ دنیا میں نہیں جس کی پہلے نظیر نہ ہو۔ حالانکہ جو امر سنت اللہ میں داخل ہے اُس کی کوئی نظیر ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صاف فرماتا ہے۔ **فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ**^۱ یعنی ہر ایک نئی بات جو تمہیں بتلائی جائے تم اہل کتاب سے پوچھ لو وہ تمہیں اس کی نظیریں بتلائیں گے لیکن اس واقعہ کی یہود اور نصاریٰ کے ہاتھ میں بجز ایلیا کے قصے کے کوئی اور نظیر نہیں اور ایلیا کا قصہ اس عقیدہ کے برخلاف شہادت دیتا ہے اور دوبارہ آنے کو بروزی رنگ میں بتلاتا ہے۔ اور ایک بڑی خرابی اس عقیدہ میں یہ ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خوارق ذاتی میں ایک خصوصیت پیدا ہو کر نصاریٰ کو اپنے عقائد باطلہ میں اس سے مدد ملتی ہے

﴿۱۴۴﴾

حالانکہ قرآن بار بار یہی کہتا ہے کہ عیسیٰ میں اور انسانوں کی نسبت کوئی امر زیادہ نہیں ہے۔ اب بتلاؤ کہ اگر ایک عیسائی تم پر یہ اعتراض کرے کہ اور انسانوں کی نسبت یسوع میں یہ امر زیادہ ہے کہ تم خود مانتے ہو کہ وہ قریباً دو ہزار برس سے آسمان پر زندہ موجود ہے نہ اُس کی قوت میں فرق آیا نہ اُس کا جسم لاغر ہوا نہ اُس کی بینائی میں کچھ فتور پڑا بلکہ بڑے جلال اور پوری قوت کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہے اور پھر آخری زمانہ میں فرشتوں کے ساتھ جو خدا کا خاص لشکر ہے زمین پر اترے گا جیسا کہ قرآن کے ایک اور مقام میں بھی ہے کہ خدا فرشتوں کے ساتھ آئے گا تو اس صورت میں خدائی صفات مسیح میں پائی گئیں اور خصوصیت خود توجہ دلاتی ہے کہ وہ عام انسانوں سے الگ ہے تو ذرا سوچ کر کہو کہ ان باتوں کا کیا جواب ہے؟ یہی وہ خیالاتِ باطلہ ہیں جن کی شامت سے اب تک ہندوستان میں ایک لاکھ سے زیادہ اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا ہے ان سب کا خون ان نادان علماء کی گردن پر ہے۔ خدا تو اپنی آیات **إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ** وغیرہ میں مسیح کی خصوصیت کی بیخ کنی کر رہا ہے تا کوئی جاہل اس کی کسی خصوصیت سے دھوکہ نہ کھائے اور تم لوگ نہ ایک خصوصیت بلکہ بہت سی خارق عادت خصوصیتیں اُس کی ذات میں قائم کرتے ہو۔ تمہارے نزدیک وہ اب تک حیاتِ جسمانی سے بڑی قوت اور طاقت کے ساتھ جیتا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ساٹھ برس تک ہی عمر پا کر فوت ہو گئے مگر مسیح ابن مریم اس وقت تک بھی جو دو ہزار تک عدد پہنچنے لگا زندہ آسمان پر موجود ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بقول تمہارے ایک مکھی بھی پیدا نہ کی مگر مسیح ابن مریم کے پیدا کئے ہوئے کروڑ ہا پرندے اب تک موجود ہیں۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس ایک مُردے کو بھی جو صحابہ کرام میں سے سانپ کے کاٹنے سے مر گیا تھا باوجود اصرار اور الحاح صحابہ کے زندہ نہ کر سکے مگر بقول تمہارے عیسیٰ ابن مریم نے ہزار ہا مُردے زندہ کئے اور جو کام حضرت عیسیٰ نے طفولیت میں کئے وہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے زمانہ میں بھی نہ دکھلائے۔

اب بتلاؤ کہ یہ تمام خصوصیتیں جن کے تم خود قائل ہو تمہیں اس بات کے ماننے کے لئے مجبور کرتی ہیں یا نہیں کہ حضرت عیسیٰ کی ذات انسانی صفات سے نرالی تھی یہاں تک کہ بوقت پیدائش کوئی شخص بقول تمہارے مسّ شیطان سے محفوظ نہ رہ سکا اور یہ اعلیٰ درجہ کی عصمت بھی عیسیٰ ابن مریم کو ہی نصیب ہوئی۔ ذرا سوچو کہ ان باتوں سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ کیا قرآن اس قسم کی خصوصیتوں کو حضرت عیسیٰ کی نسبت تسلیم کرتا ہے؟ اُس نے تو مسّ شیطان کی نسبت بھی تمام نبیوں اور رسولوں کو عصمت کے بارے میں مساوی حصہ دیا ہے جبکہ کہانِ عِبَادِی لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ^۱ لغرض حضرت عیسیٰ کی نسبت کوئی خصوصیت قرار دینا قرآنی تعلیم کے مخالف اور عیسائیوں کی تائید ہے اور جیسا کہ نصوص قطعہ کے رُو سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت ہوتی ہے ایسا ہی تاریخی سلسلہ کے رُو سے بھی اُن کا مرنا پاپائے ثبوت پہنچتا ہے۔ دیکھو نسخہ مرہم عیسیٰ جس کا ذکر میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ کیسی صفائی سے ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ واقعہ صلیب کے وقت آسمان پر نہیں اُٹھائے گئے۔ بلکہ زخمی ہو کر ایک مکان میں پوشیدہ پڑے رہے اور چالیس دن تک اُن کی مرہم پٹی ہوتی رہی کیا یہ تمام دنیا کے طبیب اسلامی اور عیسائی اور مجوسی اور روسی اور یہودی جھوٹے ہیں اور تم سچے ہو؟

اب سوچو تمہارا یہ عقیدہ آسمان پر اُٹھائے جانے کا کہاں گیا یہ نہ ایک نہ دو بلکہ ہزار کتاب متفرق فرقوں کی ہے جو واقعاتِ صحیحہ کی گواہی دے کر جھوٹے منصوبوں کی قلعی کھول رہی ہیں۔ یہ کس اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہے ذرا خدا سے ڈر کر سوچو۔

پھر یہ بھی آثار میں لکھا ہے کہ مسیح ابن مریم نبی سیاح تھا بلکہ وہی ایک نبی تھا جس نے دنیا کی سیاحت کی۔ لیکن اگر یہ عقیدہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب کے واقعہ پر جو باتفاق علماء نصاریٰ و یہود و اہل اسلام ان کی تینتیس برس کی عمر میں وقوع میں آیا تھا وہ آسمان کی طرف اُٹھائے گئے تھے تو وہ کونسا زمانہ ہوگا جس میں انہوں نے

﴿۱۳۶﴾

سیاحت کی تھی آپ لوگ اس قدر اپنے علم کی پردہ دری کیوں کراتے ہیں اگر تقویٰ ہے تو کیوں حق کو قبول نہیں کرتے۔ آپ لوگوں کے پاس بجز ایک لفظ نزول کے ہے کیا۔ لیکن اگر اس جگہ نزول کے لفظ سے یہ مقصود تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دوبارہ آئیں گے تو بجائے نزول کے رجوع کہنا چاہیے تھا کیونکہ جو شخص واپس آتا ہے اُس کو زبانِ عرب میں راجع کہا جاتا ہے نہ نازل۔ ماسوا اس کے جبکہ قرآن میں نزول کا لفظ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بھی آیا ہے اور صحیح مسلم میں دجال کے حق میں بھی آیا ہے اور عام بول چال اس لفظ کا مسافروں کے حق میں ہے اور نَزِیل اس مسافر کو کہتے ہیں کہ جو کسی مقام میں فروکش ہو تو پھر خواہ مخواہ نزول سے آسمان سے نازل ہونا سمجھ لینا کس قدر نا سمجھی ہے۔

پھر میں اصل کلام کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع متصور ہو سکتا ہے۔ اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حضرت عیسیٰ امتی ہو کر آئیں گے تو شان نبوت تو اُن سے منقطع نہیں ہوگی گو امتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں۔ مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت وہ خدا تعالیٰ کے علم میں نبی نہیں ہوں گے اور اگر خدا تعالیٰ کے علم میں وہ نبی ہوں گے تو وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی دنیا میں آ گیا اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا استخفاف اور تص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر

☆ چونکہ حدیثوں میں آنے والے مسیح موعود کو امتی لکھا ہے کیونکہ درحقیقت وہ امتی ہے اس لئے نادان علماء کو دھوکا لگا اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی ٹھہرا دیا حالانکہ ہمارے دعوے پر یہ ایک نشان تھا کہ مسیح موعود امت میں سے ہوگا۔ منہ

نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پُرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوصِ صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شانِ نبوت باقی ہے اُس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔ افسوس یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ مسلم اور بخاری میں فقرہ اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ اور اَمَّاكُمْ مِنْكُمْ صاف موجود ہے۔ یہ جواب سوالِ مقدّر کا ہے یعنی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں مسیح ابن مریم حکمِ عدل ہو کر آئے گا تو بعض لوگوں کو یہ وسوسہ دامگیر ہو سکتا تھا کہ پھر ختم نبوت کیونکر رہے گا۔ اس کے جواب میں یہ ارشاد ہوا کہ وہ تم میں سے ایک امتی ہوگا اور بروز کے طور پر مسیح بھی کہلائے گا۔ چنانچہ مسیح کے مقابل پر جو مہدی کا آنا لکھا ہے اس میں بھی یہ اشارات موجود ہیں کہ مہدی بروز کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کا مورد ہوگا۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کا خلق میرے خلق کی طرح ہوگا اور یہ حدیث کہ لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عَيْسَى ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف کرتی ہے کہ وہ آنے والا ذوالبروزین ہوگا اور دونوں شانیں مہدویت اور مسیحیت کی اُس میں جمع ہوں گی یعنی اس وجہ سے کہ اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اثر کرے گی مہدی کہلائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مہدی تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

☆ نوٹ: اگر حدیث میں یہ مقصود ہوتا کہ عیسیٰ باوجود نبی ہونے کے پھر امتی بن جائے گا تو حدیث کے لفظ یوں ہونے چاہیے تھے۔ اِمَامُكُمْ الَّذِي يَصْنَعُ مِنْ اُمَّتِي بَعْدَ نُبُوَّتِهِ یعنی تمہارا امام جو نبوت کے بعد میری امت میں سے ہو جائے گا۔ منہ

وَوَجَدَكَ صَاحِبًا فَهَدَىٰ لِّاسٍ کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی اُستاد ہوا اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِفْرَءَ کہا۔ یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرارِ دین بلا واسطہ میرے پرکھولے گئے۔ اور جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائے گا کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی کہلائے گا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے اپنے خاصہ مہدویت کو اس کے اندر پھونکا

﴿۱۳۸﴾

☆ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذل ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجْب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے ☆۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مَوْزٌ

☆ نوٹ:- یہ مرتبہ عبودیت کاملہ جو انسان اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بجز اس مہدی کامل کی جس کی عملی تکمیل تمام و کمال محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسر نہیں آ سکتا کیونکہ اپنی جہد اور کوشش کا اثر ضرور ایک ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت تامہ کے منافی ہے۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کاملہ بھی بوجہ اس کے جو مرتبہ مہدویت کاملہ کے تابع ہے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو بوجہ کمال حاصل نہیں۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فاشہدوا انا نشہد ان محمدًا عبد اللہ ورسولہ۔ منہ

اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی روحانیت نے اپنا خاصہ روح اللہ ہونے کا اس کے اندر ڈالا۔

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے لطف اور احسان اس کے انبیاء علیہم السلام پر گونا گوں پیرایوں میں نازل ہوتے ہیں۔ کسی نبی کی علمی اور عملی تکمیل بلا واسطہ ہوتی ہے اور کسی کی تکمیل میں بعض وسائط بھی ہوتے ہیں سو یہ خاص فضل کی بات ہے کہ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ کی علمی تکمیل بغیر واسطہ کسی دوسرے اُستاد کے ہو کر اسی لحاظ سے آپ کو مہدی کا لقب ملا ایسا ہی علمی تکمیل بھی بلا واسطہ ہو کر عبد کا لقب ملا کیونکہ نہ آپ کی تعلیم کسی انسان کی معرفت ہوئی اور نہ آپ کی عملی طاقتیں کسی مہذب مجلس کی صحبت سے پیدا ہوئیں۔ اور اسی خالص مہدویت کے نام کے لحاظ سے آپ کو بہت سے اسرار اور معارف اور کَلِمِ جامعہ بخشے گئے یہاں تک کہ قرآن شریف میں اس قدر معارف اور نکات اور علوم حکمیہ الہیہ اور دلائل عقلیہ فلسفیہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور فصاحت کے ساتھ بیان فرمائے گئے کہ وہ ان تمام معارف اور بلاغتِ کاملہ کے لحاظ سے ایک اعلیٰ درجے کا علمی معجزہ ٹھہر گیا جس کی نظیر پیش کرنا تمام جن و انس کی طاقت سے باہر ہے۔ سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اعلیٰ کمال جس سے آپ کی خصوصیت تھی مہدویت اور عبودیت ہے۔ آپ کی مہدویت کا ہی اثر تھا کہ اُس

﴿۱۴۹﴾

مُعَبَّدٌ وَ طَرِيقُ مُعَبَّدٍ جہاں راہ نہایت درست اور نرم اور سیدھا کیا جاتا ہے اس راہ کو طریقِ معبد کہتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے عبد کہلاتے ہیں کہ خدا نے محض اپنے تصرف اور تعلیم سے اُن میں عملی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کے گذر کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے ان میں پیدا کی۔ پس وہ علمی حالت کے لحاظ سے مہدی ہیں اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل سے ان میں پیدا ہوئی عبد ہیں کیونکہ خدا نے ان کی روح پر اپنے ہاتھ سے وہ کام کیا ہے جو کوٹنے اور ہموار کرنے کے آلات سے اس سڑک پر کیا جاتا ہے جس کو صاف اور ہموار بنانا چاہتے ہیں۔ اور چونکہ مہدی موعود کو بھی عبودیت کا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حاصل ہوا۔ اس لئے مہدی موعود میں عبد کے لفظ کی کیفیت غلام کے لفظ سے ظاہر کی گئی یعنی اُس کے نام کو غلام احمد کر کے پکارا گیا۔ یہ غلام کا لفظ اس عبودیت کو ظاہر کرتا ہے جو ظلی طور پر مہدی موعود میں بھی ہونی چاہیے۔ فشدبّر۔ منہ

زمانہ کو عام خیال ہدایت یابی کا پیدا ہوا اور دلوں کو خود بخود خدا کی طرف توجہ ہو گئی۔ مہدویت سے مراد وہ بے انتہا معارف الہیہ اور علوم حکمیہ اور علمی برکات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر واسطہ کسی انسان کے علم دین کے متعلق سکھائے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے اول درجہ کا معجزہ ہے۔ جن کے ذریعہ سے بے شمار انسان ایمانی اور عملی قوی کی تکمیل کر کے معرفت تامہ کے بلند مینار تک پہنچ گئے اور عارف کامل ہو گئے۔ مسلمان اگر اس بات کا فخر کریں تو بجا ہے کہ جس قدر ان کو اپنے نبی کریم اور کتاب اللہ قرآن شریف کے ذریعہ سے اسرار اور علوم اور نکات معلوم ہوئے اس کی نظیر کسی نبی کی اُمت میں نہیں۔ اور عبودیت سے مراد وہ حالت انقیاد اور موافقت تامہ اور رضا اور وفا اور استقامت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئی جس سے آپ اس راہ کی طرح ہو گئے جو صاف کیا جاتا اور نرم کیا جاتا اور سیدھا کیا جاتا ہے۔ یہ وہ نمونہ تھا جس کی پیروی سے بے شمار انسان استقامت کا ملہ تک پہنچ گئے۔ غرض یہ دونوں کامل صفتیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں متحقق تھیں جو عام ہدایت اور قوت ایمانی اور استقامت کا موجب ہوئیں۔ اور جس طرح آنجناب کو مہدی اور عبد کا خدا تعالیٰ کی طرف سے لقب ملا تھا جس کی تشریح ابھی ہو چکی ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رُوح اللہ کا لقب ملا۔ اور جب یہ لقب اُن کو عطا ہوا تو خدا نے ان کو اُن برکتوں سے بھر دیا جن سے دنیا کو جسمانی طور پر اُن کے انفاس سے فائدہ پہنچا اور یہ فوائد اکثر دنیوی تھے۔

﴿۱۵۰﴾

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو والدین سے مادری زبان سیکھنے کا بھی موقع نہیں ملا کیونکہ چھ ماہ کی عمر تک دونوں فوت ہو چکے تھے پس اس واقعہ میں بھی شان مہدویت کا ایک راز ہے یعنی جس کو زبان سیکھنے کے لئے والدین کی تربیت بھی نصیب نہیں ہوئی اُس کی یہ فصاحت اور یہ بلاغت جس کی نظیر کسی عرب نژاد میں نہیں مل سکی۔ یہ وہ امر ہے جس سے یہ نکتہ صاف سمجھ آتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مہدویت کی شان رکھی تھی اس لئے زبان دانی کے مرتبہ میں بھی جو انسانیت کا پہلا مرتبہ ہے کسی دوسرے کا محتاج نہیں کیا۔ منہ

مثلاً لوگوں کی بیماریوں کا اُن کی توجہ سے دور ہونا یا اُن کی تنگیوں اور تکالیف کا حضرت مسیح کی ہمت سے رفع ہو جانا یا اُن کی دعاؤں سے ان کا دشمنوں پر فتح پانا یا کھانے پینے کی چیزوں میں برکت پیدا ہونا۔ مگر وہ برکتیں اُن علمی اور روحانی اور غیر فانی اور ایمانی برکتوں کے مقابل پر کچھ چیز نہیں تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو ملیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اُن روحانی اور غیر فانی اور ایمانی برکتوں میں سے حضرت مسیح نے اپنی امت کو کوئی حصہ نہیں دیا اور نہ یہ کہتے ہیں کہ ان جسمانی برکتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو محروم رکھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح میں جسمانی فانی برکتوں کی کثرت تھی اور روحانی اور ایمانی اور دائمی برکتیں دنیا کو اُن سے بہت ہی کم ملیں۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کو بھی کہنا پڑا کہ کیا اپنی امت کو تو نے ہی شرک سکھایا ہے۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی دائمی برکتیں بکثرت دی گئیں اور جسمانی برکتیں بہ نسبت روحانی کے تھوڑی تھیں کیونکہ روحانی گویا بے شمار تھیں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں آنے والے مسیح کی نسبت یہ لکھا ہوا تھا کہ وہ دونوں قسم کی برکتیں جسمانی اور روحانی پائے گا۔ چنانچہ اشارہ کیا گیا تھا کہ روحانی اور غیر فانی برکتیں جو ہدایت کاملہ اور قوت ایمانی کے عطا کرنے اور معارف اور لطائف اور اسرار الہیہ اور علوم حکمیہ کے سکھانے سے مراد ہے اُن کے پانے کے لحاظ سے وہ مہدی کہلائے گا اور وہ برکتیں چشمہ فیوض محمدیہ سے اُس کو ملیں گی کیونکہ خالص مہدویت بلا آمیزش وسائل ارضیہ صفت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے ☆ اس لئے اس لحاظ سے

☆ نوٹ۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ علم دین یا محض علم جو علوم دین کی کنجی ہے دوسرے نبیوں نے انسانوں کے ذریعہ سے بھی حاصل کئے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ زیر تربیت فرعون مصر میں مکتب میں بیٹھے اور علوم مروجہ پڑھے اور ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توریت کو تمام کمال ایک یہودی اُستاد سے پڑھا تھا لیکن یہ خالص مہدویت کہ کسی انسان سے ایک حرف بھی نہ پڑھا اور آخر خدا نے ہی اِقْرَءَ کہا۔ یہ بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی کو نصیب نہ ہوئی اسی لئے آپ کتب سابقہ اور قرآن میں نبی اُمی کہلائے۔ منہ

خدا کے نزدیک اس مجّد کا نام احمد اور محمد ہوگا۔ اور یہ بھی اشارہ کیا گیا تھا کہ جو جسمانی اور فانی یعنی دنیوی برکتیں ہیں جو ہمیشہ نہیں رہ سکتیں اور محدود اور قابل زوال ہیں جن سے مراد یہ ہے کہ دوستوں اور غریبوں اور مسکینوں اور رجوع کرنے والوں کی نسبت اُن کی صحت اور عافیت یا کامیابی اور امن یا فقر و فاقہ سے مخلصی اور سلامتی کے بارے میں برکات عطا کرنا اور ظالم درندوں کی نسبت اُن کی ہلاکت اور تباہی کے بارے میں جو درحقیقت غریبوں اور نیکوں کی نسبت وہ بھی برکات ہیں قبر الہی کی بشارت دینا جیسا کہ حضرت مسیح نے یہودیوں کی تباہی کی نسبت بشارت دی تھی ان برکات کے عطا کرنے کے لحاظ سے اور نیز اُن دنیوی برکات کے لحاظ سے بھی کہ اس زمانہ میں انسانوں کو زندگی میں بہت سے وسائل آرام پیدا ہو جائیں گے وہ عیسیٰ ابن مریم کہلائے گا۔ کیونکہ جو برکات اعلیٰ درجہ کی اور بکثرت حضرت مسیح کو دی گئی تھیں وہ یہی ہیں۔ اس لئے آخری امام کے لئے اُن برکات کا سرچشمہ حضرت مسیح ٹھہرائے گئے اور چونکہ حقیقت عیسوی یہی ہے اس لئے اس حقیقت کے پانے والے کا نام عیسیٰ بن مریم قرار پایا جیسا کہ مہدویت کے لحاظ سے جو حقیقت محمدیہ تھی اُس کا نام مہدی رکھا گیا۔ یہی حکمت ہے کہ جہاں براہین احمدیہ میں اسرار اور معارف کے انعام کا اس عاجز کی نسبت ذکر فرمایا گیا ہے۔ وہاں احمد کے نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا یا احمد فاضل الرحمة علی شفیتک۔ اور جہاں دنیا کی برکات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں عیسیٰ کے نام سے پکارا گیا ہے جیسا کہ میرے الہام میں براہین احمدیہ میں فرمایا۔ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة۔ ایسا ہی وہ الہام ہے جو فرمایا کہ ”میں تجھے برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“ یہ وہ سر ہے جو مہدی اور عیسیٰ کے نام کی نسبت مجھ کو الہام الہی سے کھلا اور وہ پیر کا دن اور تیرہویں صفر ۱۳۱۶ھ تھا اور جولائی ۱۸۹۸ء کی چوتھی تاریخ تھی جبکہ یہ الہام ہوا۔

اور اسی کے مطابق میں نے وہ قول پایا جو آثار میں لکھا ہے اور حجاج الکرامہ میں بھی اُس کو ذکر کیا ہے کہ مہدی موعود کا بدن دو حصوں پر منقسم ہوگا نصف حصہ عربی ہوگا اور نصف حصہ اسرائیلی یہ اسی امر مشترک کی طرف اشارہ تھا اور اس سے مقصد یہی تھا کہ وہ شخص کچھ تو عیسیٰ علیہ السلام کی صفات کا وارث ہوگا اور کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا۔ فیتدبّر

اور جس طرح بعض صفات کے لحاظ سے امام موعود کا نام احمد اور محمد رکھا گیا اسی طرح بعض دوسری صفات کے لحاظ سے عیسیٰ اور مسیح ابن مریم رکھا گیا۔ اب ظاہر ہے کہ احمد کے نام سے کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ آجائیں گے اسی طرح عیسیٰ کے نام سے یہ سمجھنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آجائیں گے یہ ایک غلطی ہے کہ اس پیشگوئی کے سرّ اور مغز کے نہ سمجھنے سے پیدا ہوئی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ دونوں ناموں میں بروزی ظہور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ شخص موعود کا احمد نام رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ہی فرما دیا ہے کہ اس کی صفات میری صفات سے اور اس کی صورت میری صورت سے مشابہ ہوگی۔ یہی تقریر تھی جو بروزی ظہور کی طرف اشارہ تھا یعنی وہ بلحاظ صفات احمد یہ احمد کہلائے گا۔ اسی طرح شخص موعود کا نام عیسیٰ رکھ کر اور پھر اس کی نسبت اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اور اَمَّکُمْ مِنْکُمْ کہہ کر جیسا کہ بخاری اور مسلم میں آیا ہے صاف ہدایت کردی کہ عیسیٰ سے حقیقی طور پر عیسیٰ مراد نہیں ہے بلکہ یہ شخص امت میں سے ہوگا۔ حدیث کے الفاظ میں یہ نہیں ہے کہ پہلے وہ نبی ہوگا اور پھر امتی بن جائے گا۔ اگر یہی مفہوم حدیث میں مراد ہوتا تو یوں کہنا چاہیے تھا کہ اِمَامُکُمْ الَّذِی سَیَصِیْرُ مِنْکُمْ وَ مِنْ اُمَّتِیْ بَعْدَ نُبُوَّتِیْ۔ یعنی تمہارا امام جو نبوت کے بعد پھر تم میں سے اور میری امت میں سے ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے بخاری کی حدیثوں میں جو دوسری حدیثوں کی نسبت بہت زیادہ صحیح اور نہایت تحقیق سے لکھی گئی ہیں آنے والے مسیح موعود کے حلیہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ کے حلیہ میں فرق ڈال دیا گیا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ کا حلیہ کوئی اور لکھا ہے جس میں اُن کو

سفید رنگ بتلایا ہے اور آنے والے مسیح کو گندم گوں اور میرے حلیہ کے مطابق قرار دیا ہے۔

اب اس سے زیادہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور کیا تفصیل فرماتے۔ آپ نے آنے والے اور گزشتہ مسیح کے دو حلیے ٹھہرا دیئے تا لوگ ٹھوکر نہ کھائیں۔ ایسا ہی آپ نے لانبی بعدی کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا۔ پھر آپ نے كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ فرما کر صاف کہہ دیا کہ عیسیٰ ابن مریم فوت ہو گیا۔ پھر آپ نے الْاَيَاثُ بَعْدَ الْمَيَّاتَيْنِ کہہ کر مہدی موعود کی پیدائش کو تیرہویں صدی قرار دیا۔ پھر آپ نے مسیح موعود کو صدی کے سر پر آنے والا کہا اور پھر آپ نے لامہدیّ الاعیسیٰ کہہ کر عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخص ٹھہرا دیا۔ پھر آپ نے اَمَامَكُمْ مِنْكُمْ اور اَمَامَكُمْ مِنْكُمْ کہہ کر صاف جتلا دیا کہ آنے والے عیسیٰ بن مریم سے صرف ایک امتی مراد ہے ایسا ہی آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس برس عمر بیان فرما کر ان کی موت کی حقیقت کھول دی۔ پھر آپ نے آنے والے مسیح کا وقت یا جوج ماجوج کے ظہور کا زمانہ ٹھہرایا اور یا جوج ماجوج یوروپین عیسائی ہیں۔ کیونکہ یہ نام اَجِنِج کے لفظ سے نکالا گیا ہے جو شعلہ آگ کو کہتے ہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ لوگ آگ سے بہت کام لیں گے اور اُن کی لڑائیاں آتش ہتھیاروں سے ہوں گی اور اُن کے جہاز اور اُن کی ہزاروں گلیں آگ کے ذریعہ سے چلیں گی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں عیسیٰ بن مریم کو مُردوں میں پایا یعنی حضرت یحییٰ کے پاس دوسرے آسمان پر دیکھا آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مسیح موعود عیسائی مذہب کے زور کے وقت آئے گا اور صلیبی زور کو توڑے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اُن دنوں میں اونٹ بے کار ہو جائیں گے اور یہ ریل کی طرف اشارہ تھا جیسا کہ قرآن شریف میں بھی ہے وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ آپ کے جلیل الشان اہل بیت سے یہ بھی روایت ہے کہ اس وقت رمضان میں خسوف و کسوف ہوگا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ اُن دنوں میں طاعون بھی پھوٹے گی اور یہ بھی روایت ہے کہ سورج میں بھی ایک نشان ظاہر ہوگا یعنی ایک ہولناک گرہن لگے گا

﴿۱۵۳﴾

اور یہ بھی روایت ہے کہ حج روکا جائے گا۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ ان دنوں میں ایک آگ نکلے گی اور مدت تک اُس کی سُرخ رہے گی اور یہ جاوا کی آگ تھی جیسا کہ حجج الکرامہ میں بھی اس بات کو مان لیا ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔

اب بتلاؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانوں کے بتلانے میں کونسی کسر رکھی اور امام موعود کی ذات میں آپ نے دو نشان بیان فرمائے ایک یہ کہ اس کو اسرار اور معارف عطا کئے جائیں گے اور وہ دنیا میں دوبارہ ایمان کو اور معرفت کو قائم کرے گا۔ یہ وہ نشان ہیں جن کی وجہ سے وہ مہدی کہلائے گا۔ اور دوسرے نشان دنیوی برکات کے ہیں کہ اس کے ہاتھ سے دنیوی برکات کے نشان ظاہر ہوں گے اور نیز زمین میں نہایت تازگی اور طراوت پیدا ہو جائے گی اور آبادی میں بڑی ترقی ہوگی اور بے وقت کے پھل لوگوں کو ملیں گے۔ بہت سا حصہ زمین کا زراعت سے آباد ہو جائے گا۔ نہریں جاری ہو جائیں گی درندے کم ہو جائیں گے دنیا پر ایک آرام اور امن کا زمانہ آئے گا۔ یہاں تک کہ زندے آرزو کریں گے کہ اس وقت اُن کے باپ دادے ہوتے۔ اب دیکھو کہ اس زمانہ میں میرے ہاتھ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرز پر بھی نشان ظاہر ہوئے۔ کئی بیماروں بے قراروں کی نسبت دُعائیں قبول ہوئیں اور کئی دنیوی در ماندوں کو دوبارہ برکتیں دی گئیں۔ اور جیسا کہ دشمنوں کے لئے بھی مسیح کی دعاؤں نے اثر کیا تھا وہ نشان بھی اس جگہ ظہور میں آئے چنانچہ آتھم نے مقابلہ کے بعد کوئی خوشی نہ دیکھی اور تھوڑی مدت تلخ زندگی میں سرگرداں رہ کر آخر پیشگوئی کے مطابق فوت ہو گیا۔ ایسا ہی لیکھرام کا حال ہوا اور خدا نے پیشگوئی کو پورا کر کے مسلمانوں کو اس کی بد زبانی سے امن بخشا ایسا ہی مسیحی برکات نے زمانہ میں بھی اپنا اثر دکھایا کیونکہ سکھوں کے عہد میں ہر ایک طور سے مسلمانوں کو دکھ دیا گیا تھا یہاں تک کہ بانگ نماز سے منع کیا جاتا تھا۔ گائے کے الزام سے ناحق صد ہا خون ہوتے تھے۔ زمینداروں کو کاشتکاری میں امن نہ تھا کھلے کھلے ڈاکے پڑتے تھے

بہت سی زمین ویران پڑی تھی۔ ہمیشہ کی جلاوطنیوں سے ملک تباہ ہو چکا تھا اور بے امنی کی وجہ سے نہ زراعت کا کچھ معتد بہ فائدہ ہوتا تھا نہ باغات کا۔ اور اگر چوروں سے کچھ بچتا تھا تو حکام لوٹ لیتے تھے۔ اب انگریزوں کے زمانہ میں وہ دور بدل گیا۔ اور حقیقت میں ایسا امن ہو گیا کہ بھیڑیا اور بھیڑ ایک جگہ بسر کر رہے ہیں۔ اور سانپوں سے بچے کھیل رہے ہیں۔ زمین خوب آباد ہو گئی اور پھلوں کی یہ کثرت ہو گئی کہ بعض پھل بارہ مہینے کے قریب رہنے لگے اور سفر ایسا سہل اور آسان ہو گیا کہ ریل کی سواری نے تمام مشکلات دور کر دیں۔ تار کے ذریعہ سے خارق عادت کے طور پر خبریں آنے لگیں۔ بیماریوں کے لئے نہایت تجربہ کار ڈاکٹر پیدا ہو گئے۔ نہریں جاری ہو گئیں پہاڑوں کا سفر نہایت آسان ہو گیا اور صد ہا قسم کی کھلیں جو امورِ معیشت کو سہل اور آسان کرتی ہیں پیدا ہو گئیں اور صد ہا قسم کی تکلیفیں دور ہو گئیں۔ اب حقیقت میں ایک عقلمند آدمی اپنے ان ایام کا خیال کر کے باپ دادوں کے ایام کو افسوس کی نظر سے دیکھے گا جن کو سفر کے لئے پکی سڑک بھی میسر نہیں آتی تھی۔ ایک ٹوپر پچیس کوس سفر کرنا ہزار کوس کے برابر تھا دھوپ ہوتی تھی پسینے پر پسینہ آتا تھا گرمی کے دنوں میں ٹوک کی سواری پر یا پیادہ پا ایسا سفر ایک موت ہوتی تھی۔ اب یہ بہار ہے کہ نہایت آرام سے ریل کی گاڑیوں میں سے ایک گاڑی میں بیٹھے ہیں ٹھنڈی ہوا آ رہی ہے جا بجا پانی اور کھانے پینے کا سامان موجود ہے۔ بیٹھے بیٹھے ہر ایک چیز اور جنگل کے عجائبات کو دیکھ رہے ہیں گویا ایک نظارہ گاہ ہے۔ جس قدر روپیہ خرچ کریں اُسی قدر ریل میں آرام کے سامان موجود ہیں۔ غرض اس وقت اگر دنیا کی حالتِ تمدن پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ہزار در ہزار آرام کے سامان میسر آ گئے ہیں اور بے شمار دنیوی برکتیں نازل ہو گئی ہیں۔ اور سب کے علاوہ سلطنت میں نہایت امن ہے۔ قواعد اور قوانین کی پابندی کے نیچے محکوم اور حاکم برابر چل رہے ہیں ایک ذرہ بھی حکومت نمائی نہیں۔ پس یہ وہی زمانہ تھا جس کی نسبت خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود کے وقت میں ایسا زمانہ ہوگا اور اس قدر دنیوی برکات اور دنیوی امن پیدا ہو جائیں گے۔

اور مسیح موعود کی طرف یہ برکات حدیثوں میں اس لئے منسوب کی گئیں کہ یہ ہمیشہ سے عادیۃ اللہ ہے کہ جس مرد خاص کو خدا تعالیٰ دنیا میں برکات ظاہر کرنے کے لئے بھیجتا ہے اس کے زمانہ میں جو کچھ برکات ظاہر ہوتی ہیں خواہ اس کے ہاتھ سے ظہور میں آویں خواہ کسی اور کے ہاتھ سے ظہور میں آئیں سب اُسی کی طرف منسوب کی جاتی ہیں کیونکہ اُس کے متبرک وجود کی وجہ سے خدا کے فضل ہر ایک طور سے زمین پر وارد ہوتے ہیں لہذا وہ تمام برکات اسی کے لئے ہوتی ہیں اگرچہ دنیا اس کو اوائل حال میں نہیں پہچانتی مگر آخر پہچان لیتی ہے۔ میں نے بار بار کہا اور اب بھی کہتا ہوں کہ انسانوں کی عافیت اور برکت کے لئے میری دعاؤں اور میری توجہ اور میرے وجود کو اور تمام انسانوں کی نسبت زیادہ دخل ہے کوئی نہیں جو ان امور میں میرا مقابلہ کر سکے اور اگر کرے تو خدا اس کو ذلیل کرے گا۔ میری نسبت ہی خدا نے فرمایا مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ یعنی خدا ایسا نہیں کہ اس قوم اور اس سلطنت پر عذاب نازل کرے جس میں تو ہے اور فرمایا إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ إِنَّهُ أَوَى الْقَرْيَةَ اس الہام میں گوہنوز اجمال ہے مگر جیسا کہ ظاہر الفاظ سے سمجھا جاتا ہے یہی معنی ہیں کہ جس گاؤں میں تو ہے خدا اُسے طاعون سے یا اُس کی آفات لاحقہ سے بچائے گا۔ بہر حال یہ وہی دنیوی برکات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھیں۔ یعنی اُن میں بڑا کمال یہی تھا کہ اُن کی ہمت اور توجہ اور دعا مخلوق کی عافیت عامہ کے لئے مؤثر تھی۔ سو یہی صفات اس عاجز کو بخشی گئیں۔ چنانچہ براہین میں بھی یہ الہام ہے کہ امراض الناس و برکاتہ اور ایک یہ بھی الہام ہے یا مسیح الخلق عدوانا یعنی اے مسیح جو خلقت کی بھلائی کے لئے بھیجا گیا ہمارے طاعون کے دفع کے لئے مدد کر۔ سو یاد رکھو کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ لوگ ان برکات کو بکثرت دیکھیں گے۔

اب یہ زمانہ جس میں ہم ہیں ایسا زمانہ ہے کہ دو قسم کے برکات اس میں ترقی کرتے جاتے ہیں اور اس درجہ پر ہیں کہ اگر ان برکات کی نظیر گزشتہ زمانوں میں تلاش کی جائے تو ہرگز

نہیں ملے گی۔ (۱) پہلی دنیوی برکات دیکھنا چاہیے کہ بنی آدم کے لئے کس قدر ان کی اقامت اور سفر اور صحت اور بیماری اور خوراک اور پوشاک کے لئے سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں اور کس قدر امن حاصل ہو گیا ہے۔ کیا ہمارے وہ بزرگ جو اس زمانہ سے دو سو برس پہلے فوت ہو گئے انہوں نے اس قسم کے آرام پائے تھے؟ (۲) دوسری برکات روحانی امور کے متعلق ہیں۔ سود دیکھنا چاہیے کہ جس قدر اس زمانہ میں ہزار ہا کتابیں چھپ کر شائع ہوئیں۔ ہزار ہا اسرار علم دین کھل گئے۔ قرآنی معارف اور حقائق ظاہر ہوئے۔ کیا ان باتوں کا پہلے نشان تھا؟ اور یہ دونوں قسم کی برکتیں امام موعود کی نسبت حدیثوں میں منسوب کی گئی ہیں کیونکہ ان تمام برکات کا درحقیقت فاعل خدا ہے۔ اور خدا نے صرف امام کے زمانے کو متبرک ظاہر کرنے کے لئے یہ برکتیں ظاہر کیں۔ یہ برکتیں ایک تو وہ ہیں جو خاص امام موعود کے ذریعے سے ظاہر ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور دوسری وہ جو اس کے زمانے میں ظاہر ہوئیں اور خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ دونوں قسم کی برکتیں ایک ہی سرچشمہ سے ہیں۔

﴿۱۵۷﴾

اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ برکتیں جو دنیا میں ظاہر ہو رہی ہیں دو رنگ رکھتی ہیں ایک وہ رنگ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے مشابہ ہے کیونکہ اُن کے اکثر معجزات دنیوی برکات کے رنگ میں تھے۔ دوسرا رنگ ان برکتوں کا وہ ہے جو ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات روحانیہ سے مشابہ ہے کیونکہ آپ کا کام اسرار اور

☆ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہمت اور توجہ دنیوی برکات کی طرف زیادہ مصروف تھی اس لئے اُن کی اُمت میں یہ اثر ہوا کہ رفتہ رفتہ دین سے تو وہ بگٹی بے بہرہ ہو گئے مگر دنیا کی برکتیں جیسا کہ علم طبعی علم ڈاکٹری علم تجارت علم فلاح علم جہاز رانی اور ریل رانی وغیرہ اس میں بے نظیر ہو گئے۔ برخلاف اس کے دینی عمیق اسرار مسلمانوں کے حصے میں آئے اور دنیا میں پیچھے رہے۔ روحانی برکات کی یادگار کے لئے قرآن شریف بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دائمی معجزہ دیا گیا جو بموجب منطق آیت **فِيهَا كُتِبَ قِيَمَةٌ**^۱ تمام دینی معارف کا جامع ہے۔ منہ

معارف اور علوم الہیہ کو پھیلا نا تھا اور آپ کی دُعا اور توجہ اور ہمت یہی کام کر رہی تھی سو اس زمانہ میں اسرار اور معارف اور علومِ حکمیہ بھی پھیل رہے ہیں اور یہ دونوں قسم کی برکتیں یعنی جسمانی اور رُوحانی عام طور پر بھی دنیا میں ظاہر ہو رہی ہیں یعنی بالواسطہ اور خاص طور پر بھی ظاہر ہو رہی ہیں یعنی بلا واسطہ امام موعود سے صادر ہو رہی ہیں۔ پس چونکہ دنیوی برکتیں عیسیٰ صفت انسان کی تجلّی کو چاہتی تھیں اور رُوحانی برکتیں محمدؐ صفت انسان کے ظہور کا تقاضا کرتی تھیں اور خدا وحدت کو پسند کرتا ہے نہ تفرقہ کو اس لئے اُس نے یہ دونوں شانیں ایک ہی انسان میں جمع کر دیں تا دو کا بھیجنا موجب تفرقہ نہ ہو۔ سو ایک ہی شخص ہے جو ایک اعتبار سے مظہر عیسیٰ علیہ السلام ہے اور دوسرے اعتبار سے مظہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہی سرّ اس حدیث کا ہے کہ لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى۔ اور یہی سرّ ہے کہ جو احادیث میں امامت کا کام مہدی کے سپرد بیان کیا گیا ہے اور قتلِ دجال کا کام مسیح کے سپرد ظاہر فرمایا گیا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ امامت امور رُوحانیہ میں سے ہے جس کا نتیجہ استقامت اور قوتِ ایمان اور معرفت اور اتباعِ مرضاتِ الہی ہے جو اخروی برکات میں سے ہے۔ لہذا اس قسم کی برکت برکاتِ محمدیہ میں سے ہے۔ اور دجال کی شوکت اور شان کو صفحہ زمین سے معدوم کرنا جس کو قتل کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ دنیوی برکات میں سے ہے کیونکہ دشمن کی ترقی کو گھٹا کر ایسا کالعدم کر دینا گویا اس کو قتل کر دینا یہ دُنیا کے کاموں میں سے ایک قابلِ قدر کام ہے اور اس قسم کی برکت برکاتِ عیسویہ میں سے ہے۔

اب اگر یہ سوال پیش ہو کہ ہمیں کیونکر معلوم ہو کہ یہ دونوں قسم کی برکتیں جو عیسوی برکت اور محمدی برکت کے نام سے موسوم ہو سکتی ہیں تم میں جو مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کرتے ہو جمع ہیں اور کیونکر ہم صرف دعوے کو قبول کر لیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان برکات کو اللہ جلّ شانہ نے محض اپنے فضل اور کرم سے مجھ میں ثابت کر دیا ہے اور میں بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ میں ان دونوں قسم کی برکتوں کا جامع ہوں۔ اور آج تک جو

نشان آسانی مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ ان دونوں قسم کی برکتوں پر مشتمل ہیں۔ یہ تو معلوم ہے کہ محمدی برکتیں معارف اور اسرار اور نکات اور کلم جامعہ اور بلاغت اور فصاحت ہے سو میری کتابوں میں اُن برکات کا نمونہ بہت کچھ موجود ہے۔ براہین احمدیہ سے لے کر آج تک جس قدر متفرق کتابوں میں اسرار اور نکات دینی خدا تعالیٰ نے میری زبان پر باوجود نہ ہونے کسی اُستاد کے جاری کئے ہیں اور جس قدر میں نے اپنی عربیت میں باوجود نہ پڑھنے علم ادب کے بلاغت اور فصاحت کا نمونہ دکھایا ہے اُس کی نظیر اگر موجود ہے تو کوئی صاحب پیش کریں۔ مگر انصاف کی پابندی کے لئے بہتر ہوگا کہ اول تمام میری کتابیں براہین احمدیہ سے لے کر فریاد دردی یعنی کتاب البلاغ تک دیکھ لیں اور جو کچھ اُن میں معارف اور بلاغت کا نمونہ پیش کیا گیا ہے اس کو ذہن میں رکھ لیں اور پھر دوسرے لوگوں کی کتابوں کو تلاش کریں اور مجھ کو دکھلا دیں کہ یہ تمام امور دوسرے لوگوں کی کتابوں میں کہاں اور کس جگہ ہیں۔ اور اگر دکھلا نہ سکیں تو پھر یہ امر ثابت ہے کہ محمدی برکتیں اس زمانہ میں خارق عادت کے طور پر مجھ کو عطا کی گئی ہیں جن کے رو سے مہدی موعود ہونا میرا لازم آتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے بغیر انسانی توسط کے یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمائیں جن کی وجہ سے آپ کا نام مہدی ہوا یعنی آپ کو بلا واسطہ کسی انسان کے محض خدا کی ہدایت نے یہ کمال بخشا ایسا ہی بغیر انسانی توسط کے یہ روحانی برکتیں مجھ کو عطا کی گئیں اور یہی مہدی موعود کی نشانی اور حقیقت مہدویت ہے۔ رہیں عیسوی برکتیں جن سے مراد یہ ہے کہ انسانوں کو اپنی دُعا اور توجہ سے مشکلات سے رہائی دینا بیماریوں سے صاف کرنا اور دشمنوں سے خلاصی دینا اور فقر و فاقہ سے چھڑانا اور برکات عامہ دنیوی کے پیدا ہونے کا موجب ہونا۔ سو اس میں بھی میں کمال دعوے سے کہتا ہوں کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے میری ہمت اور توجہ اور دُعا سے لوگوں پر برکات ظاہر کی ہیں اس کی نظیر دوسروں میں ہرگز نہیں ملے گی اور عنقریب خدا تعالیٰ اور بھی بہت سے نمونے ظاہر کرے گا یہاں تک کہ دشمن کو بھی سخت ناچار

ہو کر ماننا پڑے گا۔ میں بار بار یہی کہتا ہوں کہ یہ دو قسم کی برکتیں جن کا نام عیسوی برکتیں اور محمدی برکتیں ہیں مجھ کو عطا کی گئی ہیں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے علم پا کر اس بات کو جانتا ہوں کہ جو دنیا کی مشکلات کے لئے میری دُعا ئیں قبول ہو سکتی ہیں دوسروں کی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ اور جو دینی اور قرآنی معارف حقائق اور اسرار مع لوازم بلاغت اور فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ اگر ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کے لئے آوے تو مجھے غالب پائے گی۔ اور اگر تمام لوگ میرے مقابل پر اُٹھیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے میرا ہی پلہ بھاری ہوگا۔ دیکھو میں صاف صاف کہتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں کہ اس وقت اے مسلمانو تم میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو مفسر اور محدث کہلاتے ہیں اور قرآن کے معارف اور حقائق جاننے کے مدعی ہیں اور بلاغت اور فصاحت کا دم مارتے ہیں اور وہ لوگ بھی موجود ہیں جو فقراء کہلاتے ہیں اور چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی وغیرہ ناموں سے اپنے تئیں موسوم کرتے ہیں۔ اُٹھو! اور اس وقت اُن کو میرے مقابلہ پر لاؤ۔ پس اگر میں اس دعوے میں جھوٹا ہوں کہ یہ دونوں شانیں یعنی شانِ عیسوی اور شانِ محمدی مجھ میں جمع ہیں۔ اگر میں وہ نہیں ہوں جس میں یہ دونوں شانیں جمع ہوں گی اور ذوالبروزین ہوگا تو میں اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاؤں گا ورنہ غالب آ جاؤں گا۔ مجھے خدا کے فضل سے توفیق دی گئی ہے کہ میں شانِ عیسوی کی طرز سے دنیوی برکات کے متعلق کوئی شان دکھلاؤں یا شانِ محمدی کی طرز سے حقائق معارف اور نکات اور اسرارِ شریعت بیان کروں اور میدانِ بلاغت میں قوتِ ناطقہ کا گھوڑا دوڑاؤں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اور محض اُسی کے

☆ مہوتسو کے جلسہ میں بھی اس کا امتحان ہو چکا ہے۔ میرا مضمون دوسرے مضمونوں کے

مقابل پر پڑھو۔ منہ

✽ شانِ عیسوی کے متعلق جو نشان ہیں یعنی دنیوی برکات کے نشان وہ بہت سے خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں جن کی میں اپنی بعض کتابوں میں تصریح کر چکا ہوں۔ اور بعض نشان ایسے ہیں جو ابھی نہیں لکھے گئے مگر یہ خدا کے فضل سے وسیع میدان ہے اگر تسلی کے طالب جمع ہوں تو ہزاروں نشان ظاہر ہو سکتے ہیں۔ منہ

ارادے سے زمین پر بجز میرے ان دونوں نشانوں کا جامع اور کوئی نہیں ہے۔ اور پہلے سے لکھا گیا تھا کہ ان دونوں نشانوں کا جامع ایک ہی شخص ہوگا جو آخر زمانہ میں پیدا ہوگا اور اُس کے وجود کا ادھا حصہ عیسوی شان کا ہوگا اور آدھا حصہ محمدی شان کا سو وہی میں ہوں جس نے دیکھنا ہو دیکھے جس نے پرکھنا ہو پرکھے مبارک وہ جواب بخل نہ کرے۔ اور نہایت بد بخت وہ جو روشنی پا کر تاریکی کو اختیار کرے۔

میں اس وقت اس شان کو کسی فخر کے لئے پیش نہیں کرتا کیونکہ فخر کرنا میرا کام نہیں ہے۔ میں اس دھوپ کی طرح ہوں جو آفتاب سے نیچے گرتی اور پھر آفتاب کی طرف کھینچی جاتی ہے۔ بلکہ اس لئے پیش کرتا ہوں کہ ایک دنیا بدظنی سے تباہ ہوتی جاتی ہے۔ لوگ ایک ایسے مسیح کے منتظر ہو رہے ہیں جس کا دنیا میں آنا ختم نبوت کے مخالف قرآن کے مخالف سنن سابقہ کے مخالف عقل کے مخالف اور فرشتوں کے ساتھ مرئی طور پر اُترنا قرآن کی اُن آیات کے مخالف ہے جن میں یہ لکھا ہے کہ جب فرشتے مرئی طور پر اُتریں گے تو ایمان نفع نہیں دے گا۔ عیسائی سلطنت کے وقت میں مسیح کا آنا ضروری تھا جیسا کہ حدیث یُکْسِرُ الصَّلِیْبَ کا مفہوم ہے اور اب پنجاب میں ساٹھ سال سے بھی زیادہ عیسائی سلطنت پر گزر گیا اور مسیح کا آنا اس قوم کے عہد اقبال میں آنا ضروری تھا جس کی لڑائیاں اور اکثر اور کام آگ کے ذریعہ سے ہوں گے اور اسی وجہ سے وہ یا جوج ماجوج کہلائیں گے اب دیکھو کہ مدت سے اس قوم کا غلبہ اور اقبال ظاہر ہو چکا۔ سوچنے والے سوچ لیں۔ اور مسیح موعود کا صدی کے سر پر آنا ضروری تھا اور صدی میں سے بھی پندرہ برس گزر گئے۔ اس صدی مصیبت زدہ پر تعجب کہ بقول مخالفین کوئی مجد بھی نہیں آیا جو فتن موجودہ کے قلع قمع کے لئے کھڑا ہوتا۔ سو محض ہمدردیِ خلائق کی وجہ سے یہ دعویٰ مع دلائل پیش کیا گیا ہے تا کوئی بندہ خدا اس میں غور کرے اور قبل اس کے جو پیغام اجل پہنچے خدا کے ارادے اور مرضی کا تابع ہو جائے کیا یہ انسان کا کام ہے کہ عین اس وقت پر جھوٹا دعویٰ کرے جس میں خدا کا کلام اور رسول کا کلام کہہ رہا ہے کہ کوئی

سچا آنا چاہیے اور اُس کے مقابل پر کوئی سچا ظاہر نہ ہو۔ حالانکہ خدا کے مقرر کردہ موسم اور وقت نسیم صبا کی طرح گواہی دے رہے ہیں کہ یہ کسی سچے کے مبعوث ہونے کا وقت ہے نہ جھوٹے مفتری کذاب کا وقت کیونکہ خدا کی غیرت جھوٹے کو ہرگز یہ موقعہ نہیں دیتی کہ سچے کے وقتوں اور علامتوں سے فائدہ اٹھا سکے۔ کہاں ہے وہ سچا جس کو صدی کے سر پر آنا چاہیے تھا؟ کہاں ہے وہ سچا جس کو غلبہٴ صلیب کے وقت میں آنا چاہیے تھا؟ کہاں ہے وہ سچا جس کے صحتِ دعویٰ پر رمضان کے خسوف کسوف نے گواہی دی؟ کہاں ہے وہ سچا جس کی تصدیق کے لیے جاوا کی آگ نکلی؟ کہاں ہے وہ سچا جس کے ظہور کی علامت ظاہر کرنے کے لیے یاجوج ماجوج کی قوم ظاہر ہوئی یعنی اس قوم کا ظہور ہوا جو اپنی تمام مہمات میں اجنبج یعنی آگ سے کام لیتی ہے۔ اس کی لڑائیاں آگ سے ہیں۔ اس کے سفر آگ کے ذریعہ سے ہیں۔ ان کی ہزاروں کلیں آگ کے ذریعہ سے چلتی ہیں اس لئے خدا نے اپنی مقدس کتابوں میں اُن کا نام آتشی قوم یعنی یاجوج ماجوج رکھا جو پانیوں کے قریب رہتے اور آگ سے کام لیتے ہیں۔

اب کہو کہ جب کہ اس سچے مسیح اور سچے مہدی کی تمام علامتیں ظاہر ہو گئیں تو پھر وہ مسیح موعود کہاں ہے؟ کیا خدا کے وعدے نے تخلف کیا حاشا وکلاً بلکہ وہ تم میں موجود ہے جس کو تم نے شناخت نہیں کیا۔ وہ آگ والوں کے ساتھ آگ سے نہیں بلکہ پانی سے لڑے گا جو اوپر سے آتا اور دلوں میں سچائی کا سبزہ اُگاتا اور پیاسوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

﴿۱۶۲﴾

قولہ۔ دو حلیوں کا بیان جو احادیث میں ہے یہ ایک روایا اور کشف ہے اس لئے جیسا کہ خوابوں کے حالات ہوتے ہیں ایک حلیہ دو حلیوں کے رنگ میں نظر آ سکتا ہے۔

اقول۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کشفِ اکمل اور اتم پر بدگمانی ہے اس پر تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کشف اور خواب وحی ہے اور اگر وحی میں اختلاف ہو تو اس سے تمام شریعت درہم برہم ہو جائے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایا کی شان میں ایسا گمان کرنا سخت بے ادبی ہے اس سے توبہ کرنی چاہیے اگر وحی نبوت میں کبھی کبھی بیان ہوا اور کبھی کچھ تو اس سے امان اٹھ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَلَوْ كَان مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۖ فَتَمَّ**

قولہ۔ ہر ایک نبی کی شہادت نبی ہی دیتا چلا آیا ہے۔

اقول۔ یہ ایک گھر کا بنایا ہوا قاعدہ ہے جس پر کوئی نص قرآنی یا حدیثی دلالت نہیں کرتی۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان پر سے نازل ہوں تو پھر اُن کے بعد اُن کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آوے کیونکہ کیا معلوم کہ وہ درحقیقت عیسیٰ ہے یا نہیں؟ ☆ دنیا ایمان بالغیب کی جگہ ہے کوئی مبعوث ہو کچھ نہ کچھ پردہ ضرور ہوتا ہے۔ پھر اُس نبی کی تصدیق کے لئے کوئی اور نبی آنا چاہیے۔ پس اس سے تسلسل پیدا ہوگا اور وہ باطل ہے اور جو امر مستلزم باطل ہو وہ بھی باطل ہے۔ ماسوا اس کے نصوص حدیثیہ قرآنیہ کے رو سے اہل کرامت کی تصدیق اہل معجزہ کی تصدیق کے قائم مقام ہے کیونکہ کرامت بھی رسول متبوع کا معجزہ ہے اور بموجب حدیث صحیح کے محدث کا الہام بھی وحی کے نام سے موسوم اور مثل وحی انبیاء علیہم السلام کے دخل شیطان سے پاک اور خدا کی وحی ہے اور جب وہ بھی خدا کی وحی ہے تو جو خدا کے منہ سے نکلا ہے اُس کی شہادت اسی رنگ کی ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کی شہادت پھر یہ بھی سوچو کہ کیا دنیا میں کسی مسلمان کا اعتقاد ہو سکتا ہے کہ جب تک مسیح موعود نہیں آئے گا اُس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت معرض شک میں ہے اور مسیح کی گواہی کی محتاج ہے؟ اور اگر فرض کریں کہ مسیح نہ آوے اور گواہی نہ دے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ٹھکی اور مشتبہ رہے۔ نعوذ باللہ من هذه الخرافات والكفريات۔ یہ کس قدر بیہودہ خیال ہے اور قریب ہے کہ کفر ہو جائے۔ مسیح موعود کا آنا اس لئے نہیں کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ابھی ثابت نہیں اس کی گواہی سے ثابت ہوگی بلکہ اس لئے ہے کہ تا وہ مجدد دوں کے رنگ میں ظاہر ہو اور فتنہ صلیبیہ کو دور کر کے دنیا میں توحید اور توحیدی ایمان کا جلال ظاہر کرے۔

قولہ۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لئے ایک نبی شاہد کی ضرورت ہے۔

﴿۱۶۳﴾

☆ بالخصوص جب کہ یہ بھی آثار میں ہے کہ مہدی اور اُس کی تمام جماعت مسیح موعود وغیرہ کو کافر ٹھہرایا جائے گا تو اس حالت میں حسب اقرار تمہارے کسی اور نبی کے آنے کی نہایت ضرورت ہے تا علماء مکفرین کو کافر اور کاذب ٹھہراوے اور عیسیٰ کو سچا نبی قرار دے۔ منہ

اقول۔ ایسا ہی اس نبی شہد کی نبوت کے لئے کسی اور نبی کی ضرورت ہے۔ وَقِسْ عَلٰی هٰذَا۔ اور ہزار حیف ہے ان لوگوں کے ایمان پر جن کے نزدیک ابھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت نہیں ہوئی بلکہ جب مسیح آئے گا اور گواہی دے گا تب ثابت ہوگی۔
قولہ۔ مسیح نبی ہو کر نہیں آئے گا امتی ہو کر آئے گا مگر نبوت اس کی شان میں مضمر ہوگی۔

اقول۔ جب کہ شان نبوت اُس کے ساتھ ہوگی اور خدا کے علم میں وہ نبی ہوگا تو بلاشبہ اس کا دنیا میں آنا ختم نبوت کے منافی ہوگا کیونکہ درحقیقت وہ نبی ہے اور قرآن کے رُوسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا ممنوع ہے۔

قولہ۔ نبی کا مثیل نبی ہوتا ہے۔

اقول۔ تمام اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی ہو جاتا ہے یہی معنی اس حدیث کے ہیں۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِنِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ یعنی میری اُمت کے علماء مثیل انبیاء ہیں۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کو مثیل انبیاء قرار دیا اور ایک حدیث میں ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ ہمیشہ میری اُمت میں سے چالیس آدمی ابراہیم کے قلب پر ہوں گے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مثیل ابراہیم قرار دیا اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ^۱ اس جگہ تمام مفسر قائل ہیں کہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کی ہدایت سے غرض تشبہ بالانبیاء ہے جو اصل حقیقت اتباع ہے۔ اور صوفیوں کا مذہب ہے کہ جب تک انسان ایمان اور اعمال اور اخلاق میں انبیاء علیہم السلام سے ایسی مشابہت پیدا نہ کرے کہ خود وہی ہو جائے تب تک اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا اور نہ مرد صالح ہو سکتا ہے پس نہایت ظلم اور خیانت ہے کہ قبل اس کے کہ دین کی کتابوں کو دیکھا جائے دنیا داروں کی مقدمہ بازی کی طرح ایک خود تراشیدہ بات پیش کی جائے۔ خدا نے انبیاء علیہم السلام کو اسی لئے اس دنیا میں بھیجا ہے کہ تا دنیا میں اُن کے مثیل قائم کرے اگر یہ بات نہیں تو پھر نبوت لغو ٹھہرتی ہے۔ نبی اس لئے

نہیں آتے کہ اُن کی پرستش کی جائے بلکہ اس لئے آتے ہیں کہ لوگ اُن کے نمونے پر چلیں اور اُن سے تشبہ حاصل کریں اور اُن میں فنا ہو کر گویا وہی بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ** پس خدا جس سے محبت کرے گا کوئی نعمت ہے جو اُس سے اٹھا رکھے گا اور اتباع سے مراد بھی مرتبہ فنا ہے جو مثال کے درجے تک پہنچاتا ہے۔ اور یہ مسئلہ سب کا مانا ہوا ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کرے گا مگر وہی جو جاہل سفیہ یا ملحد بے دین ہوگا۔

قوله۔ مسیح کے دوبارہ آنے پر ایک یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ** اور حضرت مسیح نے اس زمانہ میں جب کہ وہ یہودیوں کے لئے معبود ہوئے عزت نہیں پائی اس لئے ماننا پڑا کہ پھر وہ آویں گے تب دنیا کی وجاہت اُن کو نصیب ہوگی۔

اقول۔ یہ خیال بالکل بیہودہ ہے۔ قرآن شریف میں یہ لفظ نہیں کہ **وَجِيهًا عِنْدَ اَهْلِ الدُّنْيَا**۔ دنیا داروں اور دنیا کے کتوں کی نظر میں تو کوئی نبی بھی اپنے زمانے میں وجیہ نہیں ہوا کیونکہ انہوں نے کسی نبی کو تسلیم نہیں کیا بلکہ قبول کرنے والے اکثر ضعفاء اور غرباء ہوئے ہیں جو دنیا سے بہت کم حصہ رکھتے تھے سو آیت کے یہ معنی نہیں کہ پہلے زمانے میں عیسیٰ کو دنیا کے رئیسوں اور امیروں اور کرسی نشینوں نے قبول نہ کیا لیکن دوسری مرتبہ قبول کریں گے۔ بلکہ قرآن کے عام محاورہ کے رُوسے آیت کے یہ معنی ہیں کہ دُنیا میں بھی راستبازوں میں مسیح کی عزت ہوئی اور وجاہت مانی گئی جیسا کہ یحییٰ نبی نے اُن کو مع اپنی تمام جماعت کے قبول کیا اور ان کی تصدیق کی اور بہتوں نے تصدیق کی اور قیامت میں بھی وجاہت ظاہر ہوگی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا اب تک حضرت عیسیٰ کو دنیا کی وجاہت نصیب نہ ہوئی حالانکہ چالیس کروڑ انسان اُن کو خدا کر کے مانتا ہے۔ کیا وجاہت کے لئے زندہ موجود ہونا بھی ضروری ہے اور مرنے کے بعد وجاہت جاتی رہتی ہے۔ ماسوا اس کے مسیح علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ آنا کسی طرح موجب وجاہت نہیں بلکہ آپ لوگوں کے عقیدے کے موافق اپنی حالت اور مرتبہ سے متنزل ہو کر آئیں گے اُمّتی بن کے امام مہدی کی بیعت کریں گے۔ مقتدی بن کر اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

﴿۱۶۵﴾

پس یہ کیا وجاہت ہوئی بلکہ یہ تو قضیہ معکوسہ اور نبی اولوالعزم کی ایک ہتک ہے۔ اور یہ کہنا کہ ان سب باتوں کو وہ اپنا فخر سمجھیں گے بالکل بے ہودہ خیال ہے۔ لیکن اگر آسمان سے نازل نہ ہوں تو یہ اُن کی وجاہت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ** ^۱ غرض واپس آنے میں کوئی وجاہت نہیں بلکہ بقول شیخ سعدی۔ سخت است پس از جاہ تحکم بردن۔ دوسرے کے حکم کے نیچے اسلام کی خدمت کریں گے۔ اور مجدد صاحب اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ ”علماء اسلام ان کے منکر ہو جائیں گے اور قریب ہے کہ اُن پر حملہ کریں۔“ دیکھو یہ خوب وجاہت ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ ملا مقابلہ کے لئے اُٹھیں گے اور آثار سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حجج الکرامہ میں ہے کہ اُن کی تکفیر بھی ہوگی کیونکہ مہدی اور اُس کی جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا جائے گا اور علماء امت اس کو کافر اور کذاب اور دجال کہیں گے۔ پس جب کہ مہدی موعود مع اپنی جماعت کے کافر اور دجال ٹھہرائے جائیں گے تو اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ مسیح موعود پر بھی کفر کا فتویٰ لگے گا کیونکہ وہ مہدی اور اس کی جماعت سے الگ نہیں ہوں گے۔ اب دیکھو کہ آثارِ صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کو نالائق بد بخت پلید طبع مولوی کافر ٹھہرائیں گے اور دجال کہیں گے اور کفر کا فتویٰ اُن کی نسبت لکھا جائے گا۔ اب انصافاً سوچو کہ کیا یہی وجاہت ہے جس کے لئے مسیح کو دوبارہ دنیا میں آنا ضروری ہے؟ کیا ناچیز اور ذلیل ملاؤں سے گالیاں کھانا اور کافر اور دجال کہلانا یہی وجاہت ہے؟ آثارِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسیح موعود کی جس قدر پلید ملاؤں کے ہاتھ سے بے عزتی ہوگی اور جس قدر وہ ناپاک طبع مولویوں کے مُنہ سے کافر اور فاسق اور دجال کے الفاظ سنیں گے وہ نہایت درجہ کی ہتک ہوگی جو پلید طبع مولوی فتوے لکھنے والے کریں گے اور خدا کا اُن مولویوں پر غضب ہو گا۔ آثارِ صحیحہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت کے مولوی تمام رُوئے زمین کے انسانوں سے بدتر اور پلید تر ہوں گے کیونکہ وہ مسیح جیسے راست باز کو کافر اور دجال ٹھہرائیں گے۔ غرض مسیح موعود کو

جو مولویوں سے عزت اور وجاہت ملے گی وہ یہ ہے۔ لیکن جو شخص خدا کے نزدیک خدا کے فرشتوں کے نزدیک خدا کے نیک بندوں کے نزدیک عزت اور وجاہت رکھتا ہے اگر پلید جاہلوں کے نزدیک وہ کافر اور دجال ہو تو اس سے اس کا کیا نقصان ہوا۔ ۷

مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند سگِ را پُرس خشم تو بامہتاب چیست
اور یہ بھی سوچو کہ اگر وجاہت کے لئے دنیا داروں کی اطاعت اور تعظیم شرط ہے تو کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے کفار کے ہاتھ سے نکالے گئے اور دُکھ دیئے گئے تو کیا اُس وقت آپ وجیہ نہ تھے؟ اور مکہ کی فتح کے بعد وجیہ ہوئے؟ غرض آپ کا یہ اعتراض دینی اور روحانی دُور اندیشی کی بنا پر نہیں بلکہ دنیا داری اور رسم اور عادت کے گندے تصورات سے پیدا ہوا ہے۔ بہتر ہے نبی دنیا میں ایسے آئے کہ دو آدمیوں نے بھی اُن کو قبول نہیں کیا تو کیا وہ وجیہ نہیں تھے؟ اور حضرت مسیح علیہ السلام کب قبولیت سے ہلکی خالی رہے تھے؟ صد ہا لوگوں نے اُن کو قبول کر لیا۔ یحییٰ علیہ السلام نے مع اپنی تمام جماعت کے قبول کیا۔ حواریوں نے قبول کیا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک بادشاہ نے بھی قبول کیا تھا۔ اس بات کے عیسائی بھی قائل ہیں۔ اب اس سے زیادہ اور کیا وجاہت ہوگی۔ یہ وجاہت تو ان کو اپنے زمانے میں حاصل ہوئی یہاں تک کہ انجیل میں لکھا ہے کہ صد ہا آدمی اہل حاجت نیاز مندی کے ساتھ اُن کے گرد رہتے تھے اور ہجوم کی وجہ سے بعض دفعہ ان کو ملنا مشکل ہو جاتا تھا اور اگرچہ بعض مولوی یہودیوں نے ان کو کافر کہا مگر جس زور شور سے مسیح موعود کی تکفیر ہوئی ایسی تکفیر حضرت عیسیٰ کی نہیں ہوئی بلکہ انجیل سے ثابت ہے کہ اکثر کفار کے دلوں میں بھی حضرت عیسیٰ کی وجاہت تھی اور پھر موت کے بعد تو وہ وجاہت ہوئی کہ خدا بنائے گئے اور ہمارے مخالف مولویوں کو تو یہ اقرار کرنا چاہیے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی خدا بننے کی وجاہت بھی دیکھ لی اور دیکھ رہے ہیں کیونکہ اُن کے عقیدہ کے رُو سے وہ اب تک زندہ موجود ہیں اور یورپ کے تمام طاقتور بادشاہ مع اپنے ارکانِ دولت کے اُن کو خدائے ذوالجلال مانتے ہیں کیا ایسی وجاہت کسی دوسرے انسان کی ہوئی؟۔

قولہ۔ ”باوجود قدرت حج نہیں کیا۔“ (یہ میری ذات پر حملہ ہے)

اقول۔ اس اعتراض سے آپ کی شریعت دانی معلوم ہوگئی۔ گویا آپ کے نزدیک مانع حج صرف ایک ہی امر ہے کہ زادِ راہ نہ ہو۔ آپ کو بوجہ اس کے کہ دنیا کی کشمکش میں عمر کو ضائع کیا اس قدر سہل اور آسان مسئلہ بھی جو قرآن اور احادیث اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے معلوم نہ ہوا کہ حج کا مانع صرف زادِ راہ نہیں اور بہت سے امور ہیں جو عند اللہ حج نہ کرنے کے لئے عذرِ صحیح ہیں۔ چنانچہ ان میں سے صحت کی حالت میں کچھ نقصان ہونا ہے۔ اور نیز اُن میں سے وہ صورت ہے کہ جب راہ میں یا خود مکہ میں امن کی صورت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **مِنْ اِسْتِطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا** عجیب حالت ہے کہ ایک طرف بداندیش علماء مکہ سے فتویٰ لاتے ہیں کہ یہ شخص کافر ہے اور پھر کہتے ہیں کہ حج کے لئے جاؤ اور خود جانتے ہیں کہ جب کہ مکہ والوں نے کفر کا فتویٰ دے دیا تو اب مکہ فتنہ سے خالی نہیں اور خدا فرماتا ہے کہ جہاں فتنہ ہو اُس جگہ جانے سے پرہیز کرو۔ سو میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسا اعتراض ہے۔ ان لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ فتنہ کے دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی حج نہیں کیا اور حدیث اور قرآن سے ثابت ہے کہ فتنہ کے مقامات میں جانے سے پرہیز کرو۔ یہ کس قسم کی شرارت ہے کہ مکہ والوں میں ہمارا کفر مشہور کرنا اور پھر بار بار حج کے بارے میں اعتراض کرنا۔ **نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِهِمْ**۔ ذرہ سوچنا چاہیے کہ ہمارے حج کی ان لوگوں کو کیوں فکر پڑ گئی۔ کیا اس میں بجز اس بات کے کوئی اور بھید بھی ہے کہ میری نسبت ان کے دل میں یہ منصوبہ ہے کہ یہ مکہ کو جائیں اور پھر چند اشراک الناس پیچھے سے مکہ میں پہنچ جائیں اور شورِ قیامت ڈال دیں کہ یہ کافر ہے اسے قتل کرنا چاہیے۔ سو بروقت ورودِ حکمِ الہی ان احتیاطوں کی پروا نہیں کی جائے گی۔ مگر قبل اس کے شریعت کی پابندی لازم ہے اور مواضعِ فتن سے اپنے تئیں بچانا سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے۔ مکہ میں عنانِ حکومت ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو ان مکفرین کے ہم مذہب ہیں۔ جب یہ لوگ ہمیں واجبِ القتل ٹھہراتے ہیں تو کیا وہ لوگ ایذا سے کچھ فرق کریں گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ پس ہم گناہ گار ہوں گے اگر دیدہ و دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے۔ اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا معصیت ہے حج کرنا مشروط بشرائط ہے مگر فتنہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود سوچ لو کہ کیا ہم قرآن کے قطعی حکم کی پیروی کریں یا اس حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔

ماسوا اس کے میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب دیں کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا اول اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی پہلے حج کو چلا جائے۔ اگر بموجب نصوص قرآنیہ و حدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی، تو وہ آیات اور احادیث دکھانی چاہئیں تا ان پر عمل کیا جائے۔ اور اگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لیے وہ باعقاد آپ کے مامور ہو کر آئے گا قتل دجال ہے جس کی تاویل ہمارے نزدیک اہلک ملل باطلہ بذریعہ حبس و آیات ہے تو پھر وہی کام پہلے کرنا چاہیے۔ اگر کچھ دیانت اور تقویٰ ہے تو ضرور اس بات کا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں آ کر پہلے کس فرض کو ادا کرے گا کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا یہ کہ پہلے دجالی فتنوں کا قصہ تمام کرے گا؟ یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں ہے صحیح بخاری یا مسلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے تو لو ہم بہر حال حج کو جائیں گے۔ ہرچہ بادا باد لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتن دجالیہ ہے تو جب تک اس کام سے ہم فراغت نہ کر لیں حج کی طرف رخ کرنا خلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے

﴿۱۶۹﴾

☆ اس جگہ کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ ازالہ اوہام میں یہ لکھا ہے کہ دجال کا طواف بدنیتی سے ہوگا جس طرح چور گھروں کا طواف بدنیتی سے کرتا ہے۔ اب یہ بیان اس کے مخالف ہے کیونکہ دجال درحقیقت ایک گروہ مفسدین

وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔ دیکھو وہ حدیث جو مسلم میں لکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود اور دجال کو قریب قریب وقت میں حج کرتے دیکھا۔ یہ مت کہو کہ دجال قتل ہوگا کیونکہ آسمانی حربہ جو مسیح موعود کے ہاتھ میں ہے کسی کے جسم کو قتل نہیں کرتا بلکہ وہ اس کے کفر اور اس کے باطل عزرات کو قتل کرے گا اور آخر ایک گروہ دجال کا ایمان لا کر حج کرے گا۔ سو جب دجال کو ایمان اور حج کے خیال پیدا ہوں گے وہی دن ہمارے حج کے بھی ہوں گے۔ اب تو پہلا کام ہمارا جس پر خدا نے ہمیں لگا دیا ہے دجالی فتنہ کو ہلاک کرنا ہے۔ کیا کوئی شخص اپنے آقا کی مرضی کے برخلاف کام کر سکتا ہے؟

قوله۔ آتھم کی پیشگوئی غلط نکلی۔

اقول۔ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی اور شرط سے مصلحت الہی یہی تھی کہ تا آتھم اس سے فائدہ اٹھاوے اور نیز کچے لوگوں کا امتحان ہو جائے سو آتھم نے دلی رجوع کر کے اور رجوع کے نشان دکھلا کر شرط سے فائدہ اٹھا لیا قسم اور نالاش سے اُس نے انکار کیا پھر الہام کے مطابق ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ بعد مر گیا۔ اگر پیشگوئی جھوٹی نکلی تھی تو اب آتھم کہاں ہے؟ اے نا انصاف لوگو! میں کہاں تک بار بار تمہیں سمجھاؤں۔ اُن رسالوں کو دیکھو کہ جو آتھم کے بارے میں میں نے شائع کئے ہیں۔ خدا نے آتھم کو اپنے الہام کے مطابق مار دیا۔ خدا نے آتھم کو خاک میں ملا دیا اور تم کہتے ہو کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ میں

کا نام ہے جو زمین پر شرک اور ناپاکی پھیلانا چاہتے ہیں۔ پس قرآن اور احادیث پر نظر عمیق کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ ایک گروہ دجالین قیامت تک اسی فکر میں رہیں گے کہ حق کو نقصان پہنچاویں اور اُن کا طواف چوروں کے طواف کے مشابہ ہے جو رات کو گھروں کا طواف کرتے ہیں لیکن وہ گروہ جن کو خدا بصیرت اور ہدایت بخش دے گا ان کا طواف ایمان اور ہدایت پانے سے ہوگا۔ سواصل معنی حدیث کے یہی ہیں کہ حدیث طواف دجال کے دونوں پہلو پر پوری ہوگی چنانچہ واقعات خارجیہ بھی اسی کی گواہی دے رہے ہیں۔ بعض عیسائی اسلام کے لئے تیار معلوم ہوتے ہیں اور دلوں میں وہ عیسائی مذہب سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ اور بعض چوروں کی طرح خانہ خدا کی ویرانی کے فکر میں ہیں اور طرح طرح کے کٹر کر رہے ہیں۔ منہ

بہارِ نبوی

﴿۱۷۰﴾

حیران ہوں کہ یہ کیسی سمجھ ہے؟ ان دلوں کو کیا ہو گیا اور کیسے پردے پڑ گئے؟ اس پیشگوئی کی نسبت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خبر دی تھی اور مکہ بین پر نفرین کی تھی اور براہین احمدیہ میں بھی ایک مدت پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کیا ضرور نہ تھا کہ آتھم شرط کے موافق زندہ رہتا؟ ہاں قطعی الہام دوسرا تھا جس کے بعد وہ جلد فوت ہو گیا۔ بہر حال خدا کا کام دیکھو کہ اُس نے اپنی پیشگوئی کی عزت کے لئے آتھم کو نہ چھوڑا۔ افسوس اُن لوگوں پر کہ جو ایسے صریح نشان سے منہ پھیرتے ہیں۔

قولہ۔ لیکھرام کی پیشگوئی میں اس کے قتل ہونے کی تصریح نہیں۔

اقول۔ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ آؤ ہمارے روبرو ہماری کتابیں دیکھو جن میں متفرق مقامات میں یہ پیشگوئی درج ہے۔ پھر اگر تصریح ثابت نہ ہو تو اُسی جلسہ میں آپ کو دو سنو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

قولہ۔ پیشگوئی سے لیکھرام کی بے عزتی نہیں ہوئی بلکہ شہید قوم اُس کو خطاب ملا اُس کے متعلقین کے لئے ہزار ہا روپیہ چندہ جمع کیا گیا۔

اقول۔ اس سے ہماری پیشگوئی کی اور بھی شان بڑھی ہے کیونکہ یہ بھی ایک جنگ تھا۔ اور ظاہر ہے کہ فریق مخالف کے جس سپاہی کو قتل کیا جائے اور اس سپاہی کو مخالف فریق کے لوگ بڑا بہادر اور بڑا شجاع قرار دیں اور ایک بڑا آدمی اُس کو سمجھا جائے تو وہ تمام تعریف قاتل کی ہوتی ہے جس نے ایسے بہادر کو مارا۔ سو اگر لیکھرام کو مارے جانے کے بعد ایک ذلیل اور کس مپر سد سمجھا جاتا تو بلاشبہ اس سے ہماری پیشگوئی کی وقعت کم ہوتی کیونکہ یہ سمجھا جاتا کہ جس پر پیشگوئی پوری ہوئی وہ کوئی بڑا آدمی نہیں ہے اور صیدِ رکیک ہے جو قابلِ تعریف نہیں مگر اب تو لیکھرام کو اُس کی قوم نے بڑی عظمت دے دی اور اب یہ واقعہ مقتول کی حیثیت کے رو سے بھی قابلِ عظمت ہو گیا۔ خود سوچ کر دیکھو کہ اگر ایک پیشگوئی ایک بادشاہ کی نسبت پوری ہو اور دوسری ایک بھنگن عورت کی نسبت تو کونسی پیشگوئی جلد شہرت پاتی اور عظمت اور تعجب کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ سو چونکہ لیکھرام کو بڑا آدمی بنایا گیا ہے اس لئے بخیاں وجوہاتِ بالا میں اس قدر خوش ہوں کہ اندازہ نہیں ہو سکتا اور میں جانتا ہوں کہ

﴿۱۷۱﴾

یہ کام خدا تعالیٰ نے کیا ہے اور ہندوؤں کے دلوں میں اُس کی عظمت ڈال دی تا ایک نامی آدمی کی نسبت پیشگوئی متصور ہو کر اُس کا اثر بڑھ جائے اور صفحہ روزگار سے مٹ نہ سکے۔ اب جب تک عزت کے ساتھ لیکھرام کو یاد کیا جائے گا تب تک یہ پیشگوئی بھی ہندوؤں کو یاد رہے گی۔ غرض لیکھرام کو عزت کے ساتھ یاد کرنا پیشگوئی کی قدر و منزلت کو بڑھاتا ہے۔ اگر پیشگوئی کسی چوہڑے چمار اور نہایت ذلیل انسان کی نسبت ہوتی تو کیا قدر ہوتی؟ میں پہلے اس خیال سے غمگین تھا کہ پیشگوئی تو پوری ہوئی مگر ایک ایسے معمولی شخص کی نسبت کہ جو پشاور میں سات آٹھ روپیہ کا پولیس کے محکمہ میں نوکرتھا۔ لیکن جب میں نے سنا کہ مرنے کے بعد اُس کی بہت عزت کی گئی تو وہ میرا غم خوشی کے ساتھ بدل گیا اور میں نے سمجھا کہ اب لوگ خیال کریں گے کہ ایسے معمولی آدمی پر میری دُعاؤں کا حملہ نہیں ہوا بلکہ اُس پر ہوا جس پر تمام قوم مل کر روئی جس کے مرنے پر بڑا ماتم ہوا۔ جس کے مرثیے بنائے گئے جس کی یادگار کے لئے بہت سا روپیہ اکٹھا کیا گیا۔ سو یہ خدا کا احسان ہے کہ اس طرح پر اُس نے پیشگوئی کو عظمت دے دی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

قوله۔ کسوف خسوف کی حدیث موضوع ہے۔

اقول۔ کسی شیطان نے آپ کو دھوکا دیا ہے وہ حدیث نہایت صحیح ہے اور صرف دارقطنی میں نہیں بلکہ حدیث کی اور کتابوں میں بھی ہے۔ اور شیعہ میں بھی ہے اور اہل سنت میں بھی۔ ماسوا اس کے یہ اصول محدثین کا ماننا ہوا ہے کہ اگر کسی حدیث کی پیشگوئی پوری ہو جائے اور بالفرض اگر اس حدیث کو موضوع ہی سمجھا گیا تھا تو پوری ہونے کے بعد وہ صحیح حدیث سمجھی جائے گی کیونکہ خدا نے اُس کی سچائی پر گواہی دی۔ کیونکہ خدا کے سوا غیب کی کسی کو طاقت نہیں ☆۔ حدیث کا علم ایک ظنی علم ہے بسا اوقات ایک حدیث صحیح ہوتی ہے اور ممکن ہے

☆ قرآن شریف میں ہے **فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبَةٍ أَحَدًا إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ**۔ یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا۔ رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجتہد ہوں۔ منہ

کہ دراصل صحیح نہ ہو۔ اور بسا اوقات ایک حدیث موضوع سمجھی جاتی ہے اور آخر وہ سچی نکتی ہے اور یہ حدیث تو کئی طریقوں سے ثابت ہے۔ پس اب اس کو موضوع کہنا صریح ایمان سے ہاتھ دھونا ہے اگر شک ہو تو ہمارے سامنے آؤ اور کتابیں دیکھ لو۔ علاوہ اس کے یہ کیسی حماقت ہے کہ جب حدیث میں ایسی پیشگوئی تھی جس پر سوا خدا کے اور کوئی قادر نہیں ہو سکتا اور وہ پیشگوئی پوری ہو گئی تو کیا اب بھی اس حدیث کی صحت میں شک رہا؟

قولہ۔ عربی تصنیفات کی بے نظیری کا دعویٰ غلط ہے کیونکہ قرآن کے سوا یہ دعویٰ انجیل، زبور اور احادیث نبوی نے بھی نہیں کیا۔

﴿۱۷۲﴾

اقول۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ امام آخر الزمان کے لئے ضروری تھا کہ وہ ذوالبروزین ہو اور عیسوی برکات اور محمدی برکات اُس میں پائی جائیں اور یہ دونوں برکات اُس کے سچا ہونے کی علامتیں تھیں سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یہ معجزہ بھی دیا گیا تھا کہ قرآن شریف جو اَفْصَحُ الْکَلِمِ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا سو ضرور تھا کہ مہدی جس کا نام بروز کے طور پر احمد اور محمد رکھا گیا اس معجزہ کا بھی وارث ہو۔ پس اسی وجہ سے یہ عاجز ظلی طور پر اس معجزہ کا وارث کیا گیا اور اس بات میں کونسا حرج اور دینی نقص ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ امور جو کسی زمانہ میں معجزہ کے رنگ میں ظاہر ہوئے تھے اب کرامت کے رنگ میں ظاہر فرمائے۔ اور کرامت دراصل نبی متبوع کا معجزہ ہی ہوتا ہے ہمیں اس سے کیا غرض ہے کہ انجیل کا کلام بطور معجزہ کے نہیں یا توریت کا کلام بطور معجزہ کے نہیں؟ ہمیں اپنے نبی علیہ السلام سے غرض ہے۔ اب خلاصہ جواب یہ ہے کہ جب کہ یہ ایک ضروری امر تھا کہ تمام برکات محمدیہ سے مہدی آخر الزمان کو حصہ ملے۔ لہذا یہ امر بھی واجب تھا

☆ انجیل توریت دونوں محرف ہیں اب ان کتابوں کی بلاغت فصاحت کی نسبت کوئی رائے ظاہر کرنا ممتنعات میں سے ہے۔ منہ

کہ جیسا کہ آنحضرت جامع الکلم اور فصیح اور بلیغ تھے اور آپ کا کلام تمام کلاموں پر فائق تھا خصوصاً قرآن شریف تو ایک بے مثل معجزہ تھا ایسا ہی مہدی آخر الزمان بھی فصاحت بلاغت سے حصہ پاوے سوا اس ضرورت کے لئے اس عاجز کو بلاغت محمدیہ میں سے حصہ دیا گیا۔ اور یہ امر تو ایسا ضروری تھا کہ اگر یہ نہ دیا جاتا تو اس حالت میں اعتراض ہو سکتا تھا کہ باوجود دعویٰ مہدویت کے جو نبوت محمدیہ کا ظل ہے کیوں بلاغت محمدیہ میں سے حصہ نہیں دیا گیا نہ اس صورت میں اعتراض کرنا کہ جبکہ خدا تعالیٰ کے فضل نے اس بلاغت کاملہ اور فصاحت تامہ سے حصہ دے دیا۔ اور یہ خیال بھی سخت غلطی اور گستاخی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام معمولی انسانوں کی طرح تھا کیونکہ اگرچہ قرآن شریف اعلیٰ درجہ کا معجزہ ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی دوسرے انسانوں پر صد ہا طرح فوقیت رکھتا اور ایک قسم کا معجزہ تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاغت اور کلم جامعہ عطا کئے گئے تھے اور بلاشبہ نسبتی طور پر آنجناب کا معمولی کلام بھی معجزہ کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔

قولہ۔ براہین احمدیہ کا بقیہ نہیں چھاپتے۔

اقول۔ اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے۔ قرآن شریف بھی باوجود کلام الہی ہونے کے تیس برس میں نازل ہوا۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کونسا حرج ہوا۔ اور اگر یہ خیال ہے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا گیا تھا تو ایسا خیال کرنا بھی حمق اور ناواقفی کے باعث ہوگا کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم کیا گیا ہے اور بعض سے پانچ روپیہ اور بعض سے آٹھ آنہ تک قیمت لی گئی ہے۔ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن سے دس روپے لئے گئے ہوں۔ اور جن سے پچیس روپے لئے گئے وہ صرف چند آدمی ہیں۔ پھر باوجود اس قیمت کے جو ان حصص براہین احمدیہ کے مقابل پر جو منطج ہو کر خریداروں کو دیئے گئے ہیں کچھ بہت نہیں ہے بلکہ عین موزوں ہے اعتراض کرنا سراسر کمینگی اور سفاہت ہے لیکن پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق کے شور و غوغا کا

خیال کر کے دو مرتبہ اشتہار دے دیا کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ ہماری کتابیں ہمارے حوالے کرے اور اپنی قیمت لے لے۔ چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے انہوں نے کتابیں بھیج دیں اور قیمت واپس لے لی اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا مگر پھر بھی ہم نے قیمت دے دی۔ اور کئی دفعہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی ناز برداری کرنا نہیں چاہتے اور ہر ایک وقت قیمت واپس دینے پر تیار ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایسے دنیٰ الطبع لوگوں سے خدا تعالیٰ نے ہم کو فراغت بخشی۔ مگر پھر بھی اب مجذبات ہم یہ چند سطور بطور اشتہار لکھتے ہیں کہ اگر اب بھی کوئی ایسا خریدار چھپا ہوا موجود ہے کہ جو غائبانہ براہین کی توقف کی شکایت رکھتا ہے تو وہ فی الفور ہماری کتابیں بھیج دے اور ہم اس کی قیمت جو کچھ اس کی تحریر سے ثابت ہوگی اس کی طرف روانہ کر دیں گے۔ اور اگر کوئی باوجود ہمارے ان اشتہارات کے اب بھی اعتراض کرنے سے باز نہ آوے تو اُس کا حساب خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور شہزادہ صاحب یہ تو جواب دیں کہ انہوں نے کونسی کتاب ہم سے خریدی اور ہم نے اب تک وہ کتاب پوری نہ دی اور نہ قیمت واپس کی؟ یہ کس قدر ناخدا ترسی ہے کہ بعض پُرکینہ ملائوں کی زبانی بے تحقیق اس بات کو سننا اور پھر اس کو بطور اعتراض پیش کر دینا۔

قولہ۔ گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں۔

اقول۔ یہ خوشامد نہیں ہے۔ یہ وہ حق ہے جو ہر ایک نمک حلال رعیت کو ادا کرنا چاہیے۔ بے شک گورنمنٹ برطانیہ کا ہم پر ایک حق عظیم ہے کہ ہم نے اُن کے زیر سایہ آ کر ہزاروں آفتوں سے امن پایا۔ صد ہا طرح کے ہمیں اس گورنمنٹ کے ذریعہ سے فوائد حاصل ہوئے۔ پھر یہ بد ذاتی ہوگی کہ اس قدر احسانات دیکھ کر سرکشی کے مادہ کو اپنے دل میں رکھیں۔

قولہ۔ راولپنڈی والا بزرگ وہی اور بُزدل ہے اس لئے اس کے حق میں پیشگوئی کر دی۔

اقول۔ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ اگر وہ بزرگ بُزدل ہوتا تو مرید میدان بن کر ہزاروں کے مخالف ہو کر ہماری تصدیق کیوں کرتا؟ آج کل ہماری طرف اخلاص کے ساتھ آنا گویا آگ پر قدم

رکھنا ہے۔ پس یہ ہمت کسی بُزدل کا کام نہیں ہے بلکہ بہادروں اور پہلوانوں کا کام ہے۔ ماسوا اس کے خود بزرگ موصوف کو الہام ہوا اور اُس نے خدا کا نشان دیکھا۔ اِس لئے اُس نے راستبازوں کی طرح حق کو قبول کیا۔ افسوس یہ زمانہ کیسا نابکار زمانہ ہے کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے اور حق کو قبول کرتے اور خدا کے نشانوں کو دیکھ کر سچائی کی طرف دوڑتے ہیں اُن کا نام بُزدل رکھا جاتا ہے اور ان کو بدی سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جو لوگ درحقیقت بُزدل ہیں اور مُردار دنیا کے لئے حق کی طرف نہیں آتے تا دنیا داروں کی زبان سے آزار نہ اٹھائیں وہ اپنے تئیں بہادر سمجھتے ہیں۔

یہ تمام جوابات اُن اعتراضات کا جواب ہیں جو شہزادہ عبدالحمید خان صاحب نے شہزادہ والا گوہر صاحب کی کتاب سے انتخاب کر کے اس خط میں لکھے ہیں جو ہماری طرف بھیجا ہے جس کو ہم نے ان اعتراضات سے پہلے چھاپ دیا ہے۔ وہ اصل خط ہمارے پاس موجود ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ شہزادہ عبدالحمید خان صاحب نے وہی لکھا ہے جو شہزادہ والا گوہر صاحب کی کتاب میں دیکھایا اُن کے مُنہ سے سنا ہے۔ گو شہزادہ والا گوہر صاحب کی کتاب اب تک ہمارے پاس نہیں پہنچی مگر وہ انہی خرافات سے پُر ہے کیونکہ شہزادہ عبدالحمید خان صاحب اُن کے قریبی رشتہ دار اور اوّل درجہ کے خیر خواہ اور دوست ہیں اور بذاتِ خود نیک چلن اور راست گو اور متقی آدمی ہیں۔ ممکن نہیں کہ انہوں نے ایک حرف بھی بطور مبالغہ لکھا ہو۔ میری دانست میں ہرگز مناسب نہ تھا کہ شہزادہ والا گوہر صاحب ایسی بیہودہ کتاب تالیف کر کے ناحق اپنی پردہ دری کراتے۔ شہزادگی امر دیگر ہے مگر شہزادہ والا گوہر صاحب علمِ حدیث اور قرآن اور دوسرے علوم سے بے نصیب اور بے بہرہ ہیں ان کو خواہ مخواہ دخل در معقول مناسب نہ تھا۔ چاہیے کہ اوّل وہ قرآن شریف اور احادیث کو کسی اُستاد سے غور سے پڑھیں اور تاریخ اسلام سے حصّہ وافر حاصل کریں اور عیسائیوں کی کتابوں کو بھی غور سے دیکھیں اور پھر اگر فرائض نوکری سے فرصت ہو تو ہمارا ردّ لکھیں۔ ایسی قابلِ شرم اور بے ہودہ کتاب جلا دینے اور تلف کر دینے کے لائق ہے۔ بہتر ہو کہ وہ اب بھی اس نصیحت پر کار بند ہو جائیں اور ہرگز اس کو شائع نہ کریں اور اندر ہی اندر ضائع کر دیں آئندہ وہ اپنے

مصالح کو آپ خوب سمجھتے ہیں۔

بالآخر میں ناظرین کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس کتاب کو سرسری نظر سے نہ دیکھیں میں نے اُن کو وہ پیغام پہنچایا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ میں نے سب پر حجت پوری کر دی ہے۔ نیک نہاد اور زیرک انسان اس بات کو جانتے ہیں کہ ابتدا سے نبیوں اور رسولوں اور تمام مامورین کا یہی طریق رہا ہے کہ وہ تین طور سے خلق اللہ پر حجت پوری کرتے رہے ہیں۔ ایک نصوص سے۔ دوسرے عقل سے۔ تیسرے تائیدات آسمانی سے۔ سو میں نے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ان ہی تینوں طریقوں سے حجت کو پورا کر دیا ہے۔ چنانچہ نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے میں نے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور جس آخر الزمان کے امام کی خبر دی گئی ہے وہ اسی اُمت میں سے ہے۔ میں نے حدیثوں کے رو سے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ وہ مسیح اور مہدی جو آنے والا ہے عیسائی سلطنت کے وقت میں اُس کا آنا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر کسی اور وقت میں آوے تو پھر پیشگوئی یَسْکِسِرُ الصَّلِیْبَ کیونکر پوری ہوگی۔ میں نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ مسیح موعود کا یا جوج ماجوج کے وقت میں آنا ضروری ہے۔ اور چونکہ اَجِیج آگ کو کہتے ہیں جس سے یا جوج ماجوج کا لفظ مشتق ہے اس لئے جیسا کہ خدا نے مجھے سمجھایا ہے یا جوج ماجوج وہ قوم ہے جو تمام قوموں سے زیادہ دنیا میں آگ سے کام لینے میں استاد بلکہ اس کام کی موجد ہے۔ اور ان ناموں میں یہ اشارہ ہے کہ اُن کے جہاز، اُن کی ریلیں، اُن کی کھلیں آگ کے ذریعہ سے چلیں گی اور اُن کی لڑائیاں آگ کے ساتھ ہوں گی اور وہ آگ سے خدمت لینے کے فن میں تمام دنیا کی قوموں سے فائق ہوں گے اور اسی وجہ سے وہ یا جوج ماجوج کہلائیں گے۔ سو وہ یورپ کی قومیں ہیں جو آگ کے فنون میں ایسے ماہر اور چابک اور یکتائے روزگار ہیں کہ کچھ بھی ضرور نہیں کہ اس میں زیادہ بیان کیا جائے۔ پہلی کتابوں میں بھی جو بنی اسرائیل کے نبیوں کو دی گئیں یورپ کے لوگوں کو ہی یا جوج ماجوج ٹھہرایا ہے بلکہ ماسکو کا نام بھی لکھا ہے جو قدیم پایہ تخت روس تھا۔ سو مقرر ہو چکا تھا

کہ مسیح موعود یا جوج ماجوج کے وقت میں ظاہر ہوگا۔ اور نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح کے زمانہ میں اونٹوں کی سواری اور بار برداری ترک کی جائے گی۔ اس قول میں یہ اشارہ تھا کہ کوئی ایسی سواری ظاہر ہوگی جس سے اونٹوں کی حاجت نہیں رہے گی۔ میں نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت کے رُوسے ایک ایسے انسان کا آخری زمانہ میں آنا ضروری تھا جو برکاتِ عیسویہ اور برکاتِ محمدیہ کا جامع ہو اور اسی کے یہ دو نام احمد مہدی اور عیسیٰ مسیح ہیں۔ غرض میں نے نصوص کے رُوسے خدا تعالیٰ کی حجت اس زمانہ کے لوگوں پر پوری کر دی ہے۔ ایسا ہی عقل کے رُوسے بھی میں نے حجت کو پورا کیا ہے۔ اس بات کے لکھنے کی چنداں حاجت نہیں کہ جس پہلو پر خدا تعالیٰ نے ہمیں قائم کیا ہے اُسی پہلو کی عقل بھی مصدق ہے اور عقل کے پاس اس بات کا کوئی نمونہ نہیں کہ انسان فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اترے۔ ایسا ہی میں نے آسمانی تائیدوں اور غیبی نشانوں سے اپنا سچا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے جو انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ جس طرح کوئی آمنے سامنے کھڑے ہو کر دشمن کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ نے میری تائید میں کیا ہے جس قطعی اور یقینی طور پر اب لوگوں نے نشان دیکھے یہ نمونہ نبوت کے زمانہ کے بعد کبھی کسی کی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ خدا نے کھلے کھلے طور پر اپنا زور بازو دکھلایا اور بہت سے نشان غیب گوئی اور قدرت نمائی کے دکھلائے۔ شریر اور مفسد اور ناپاک طبع چاہتے ہیں کہ خدا کے ان نشانوں کو خاک میں ملا دیں۔ مگر خدا ان نشانوں کو قوموں میں پھیلانے گا اور ان کے ساتھ اور نشان ملائے گا۔ وہ وقت آتا ہے بلکہ آچکا کہ جو لوگ آسمانی نشانوں سے جو خدا تعالیٰ اپنے بندے کی معرفت ظاہر کر رہا ہے منکر ہیں بہت شرمندہ ہوں گے اور تمام تاویل میں ان کی ختم ہو جائیں گی ان کو کوئی گریز کی جگہ نہیں رہے گی۔ تب وہ جو سعادت سے کوئی مخفی حصہ رکھتے ہیں وہ حصہ جوش میں آئے گا۔ وہ سوچیں گے کہ یہ

کیا سبب ہے کہ ہر ایک بات میں ہم مغلوب ہیں۔ نصوص کے ساتھ ہم مقابلہ نہیں کر سکے عقل ہماری کچھ مدد نہیں کرتی۔ آسمانی تائید ہمارے شامل حال نہیں۔ تب وہ پوشیدہ طور پر دُعا کریں گے اور خدا تعالیٰ کی رحمت اُن کو ضائع ہونے سے بچالے گی قبل اس کے جو وہ زمانہ آوے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دے دی ہے کہ بہت سے اس جماعت میں سے ہیں جو ابھی اس جماعت سے باہر اور خدا کے علم میں اس جماعت میں داخل ہیں۔ بار بار ان لوگوں کی نسبت یہ الہام ہوا ہے۔ یَخْرُونَ سُجَّدًا . رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا إِنَّ كُنَّا خَاطِئِينَ۔ یعنی سجدہ میں گریں گے کہ اے ہمارے خدا! ہمیں بخش کیونکہ ہم خطا پر تھے۔

اب میں اس کتاب کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ - آمین

الراقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیاں

یکم جنوری ۱۸۹۹ء



As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to "The coming Mehdi" and especially the nature of his appearance among the Muslims: according to some Muslim he will be a reformer and engenderer of new life, like a true lover of peace and tranquility and a person poor in heart;— the Muslims of this party considering his appearance as nearly spiritual: while other Muslims, such as Maulvi Muhammad Husain of Batala, editor of Isha-at-Ussunnah and leader and advocator of Ahl-i-Hadis or Wahabis of his class, believe that the "coming Mehdi" will be Ghari, general slaughterer and upsetter of the empires of the nations other than Muslims, especially the bitter opponent of the British Empire, and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi, I have written this pamphlet to show which of these two Muslim parties is right in its beliefs with regard to "The coming Mehdi."

It will be better that our benign Government will get this pamphlet translated into English, & hence make itself acquainted with these differences concerning "The coming Mehdi."

Hagigat-ul-Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of "Al-mehdi"



مہدی کے متعلق عقیدے

یہ ضروری ہے کہ میں گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ پر ظاہر کروں کہ مہدی معبود کے بارے میں فرقہ و ہابیہ کا جو اپنے تئیں اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے ہیں جن کا سرگروہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی اپنے تئیں خیال کرتا ہے کیا عقیدہ ہے اور اس بارے میں میرا اور میری جماعت کا کیا عقیدہ ہے۔ کیونکہ اس تمام اختلاف اور باہمی عداوت کی جڑ یہی ہے کہ میں ایسے مہدی کو نہیں مانتا اس لئے میں ان لوگوں کی نظر میں کافر ہوں اور میری نظر میں یہ لوگ غلطی پر ہیں۔ سو میں ذیل میں بمقابل اپنے عقیدہ کے ان لوگوں کا عقیدہ لکھتا ہوں جو مہدی کے بارے میں رکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ عقیدہ جو مہدی کی نسبت اہل حدیث کا ہے جن کا اصلی نام وہابی ہے ان کے صد ہا سالوں اور کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن میں مناسب دیکھتا ہوں کہ نواب صدیق حسن خان کی کتابوں میں سے اس عقیدہ کا کچھ حال بیان کروں کیونکہ مولوی محمد حسین جو ان کا سرگروہ ہے صدیق حسن خان کو اس صدی کا مجدد مان چکا ہے (دیکھو اشاعۃ السنہ) اور اس کی کتابوں کو ایک مجدد کی ہدایات کی حیثیت سے ہر ایک اہل حدیث کے لئے واجب العمل سمجھتا ہے اور وہ یہ ہے۔

میرا اور میری جماعت کا عقیدہ مہدی کی نسبت

مہدی اور مسیح موعود کے بارے میں جو میرا عقیدہ اور میری جماعت کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارے میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار

ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ مہدی کی نسبت

نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۳ میں اور نیز اس کا بیٹا سید نور الحسن خان اپنی کتاب اقترب الساعۃ کے صفحہ ۶۴ میں مہدی کی نسبت اہلحدیث کے عقیدہ کو اس طرح پر بیان

کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”مہدی ظاہر ہوتے ہی اس قدر عیسائیوں کو قتل کرے گا کہ جو ان میں سے باقی رہ جائیں گے ان کو حکومت اور بادشاہت کا حوصلہ نہیں رہے گا اور ریاست کی بُو ان کے دماغ میں سے نکل جائے گی اور ذلیل ہو کر بھاگ جائیں گے“ پھر اسی حجاج الکرامہ کے صفحہ ۴۷۳ سطر ۸ میں لکھتا ہے کہ ”اس فتح کے بعد مہدی ہندوستان پر چڑھائی کرے گا اور ہندوستان کو فتح کر لے گا اور ہندوستان کے بادشاہ کو گردن میں طوق ڈال کر اس کے سامنے حاضر کیا جائے گا اور تمام خزانے اور بنک گورنمنٹ کے لوٹ لیں گے“ اور پھر اسی کی زیادہ تشریح کتاب اقتصر اب الساعہ کے صفحہ ۶۴ میں اس طرح پر کی ہے جو صفحہ مذکور یعنی صفحہ ۶۴ کی تیرہویں سطر سے اٹھارویں سطر تک یہ عبارت ہے۔ ”ہندوستان کے بادشاہوں کو گردن میں طوق ڈال کر ان کے یعنی مہدی کے سامنے لائیں گے ان کے خزانے بیت المقدس کا زیور کئے جاویں گے۔“ (پھر اس کے بعد اپنی رائے بیان کرتا ہے اور اس رائے کی تائید میں اس کے اپنے منہ کے لفظ یہ ہیں۔ ”میں کہتا ہوں ہند میں اب تو کوئی بادشاہ بھی نہیں ہے یہی چند رئیس ہندو یا مسلمان ہیں سو وہ کچھ حاکم مستقل نہیں ہیں بلکہ برائے نام ہیں اس ولایت کے بادشاہ یورپین ہیں غالباً اس وقت تک یعنی

﴿ب﴾

﴿ب﴾

نہیں ہیں۔ میرے نزدیک ان پر تین قسم کا جرح ہوتا ہے یا یوں کہو کہ وہ تین قسم سے باہر نہیں۔ (۱) اوّل وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر صحیح اور غلط ہیں اور ان کے راوی خیانت اور کذب سے متہم ہیں اور کوئی دیندار مسلمان ان پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ (۲) دوسری وہ حدیثیں ہیں جو ضعیف اور مجرد ہیں اور باہم تناقض اور اختلاف کی وجہ سے پایہ اعتبار سے ساقط ہیں اور حدیث کے نامی اماموں نے یا تو ان کا قطعاً ذکر ہی نہیں کیا اور یا جرح اور بے اعتباری کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور توثیق روات نہیں کی یعنی راویوں کے صدق اور دیانت پر شہادت نہیں دی۔ (۳) تیسری وہ حدیثیں ہیں جو درحقیقت صحیح تو ہیں اور طرق متعددہ سے ان کی صحت کا پتہ ملتا ہے لیکن یا تو وہ کسی پہلے زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں اور مدت ہوئی کہ ان لڑائیوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں اور یا یہ بات ہے کہ ان میں ظاہری خلافت اور ظاہری لڑائیوں کا کچھ بھی ذکر نہیں صرف ایک مہدی یعنی ہدایت یافتہ انسان کے آنے کی خوشخبری دی گئی ہے اور اشارات سے بلکہ صاف لفظوں میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ظاہری بادشاہت اور خلافت نہیں ہوگی اور نہ وہ لڑے گا اور نہ خون ریزی

مہدی کے زمانہ تک یہی حاکم یہاں کے رہیں گے ان ہی کو ان کے روبرو یعنی مہدی کے روبرو گرفتار کر کے لے جائیں گے۔“ اور اوپر یہی شخص لکھ چکا ہے کہ ”گردن میں طوق ڈال کر مہدی کے روبرو حاضر کریں گے۔“ اور حجاج الکرامہ میں لکھا ہے کہ وہ زمانہ قریب ہے اور غالباً چودھویں صدی ہجری میں یہ سب کچھ ہو جائے گا اور پھر صفحہ ۱۶۵ اقتراب الساعہ میں لکھا ہے کہ ”مہدی عیسیٰ کی صلیب کو توڑے گا یعنی ان کے مذہب کا نام و نشان نہیں چھوڑے گا“ اور پھر حجاج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۱ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ آسمان سے اتر کر مہدی کا وزیر بن جائے گا اور بادشاہ مہدی ہوگا۔ پھر حجاج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۳ میں خوشخبری دیتا ہے کہ اب مہدی کا زمانہ نزدیک آگیا ہے۔ پھر صفحہ ۳۸۴ میں لکھتا ہے کہ ایک فرقہ مسلمانوں کا جو اس بات کو نہیں مانتا کہ مہدی اس شان اور امر یعنی غازی اور مجاہد ہونے کے طور پر آئے گا وہ فرقہ غلطی پر ہے کیونکہ اس شان کے ساتھ مہدی کا ظاہر ہونا صحاح ستہ سے یعنی حدیث کی چھ معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر صفحہ ۳۹۵ حجاج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خان لکھتا ہے کہ زمانہ ظہور مہدی کا اب

کرے گا اور نہ اس کی کوئی فوج ہوگی اور روحانیت اور دلی توجہ کے زور سے دلوں میں دوبارہ ایمان قائم کر دے گا جیسا کہ حدیث لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے اور یہ روایت محمد بن خالد جندی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے اور اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خواہر طبیعت پر آئے گا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئے گا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خواہر طبیعت اور طریق تعلیم پر آئے گا یعنی بدی کا مقابلہ نہ کرے گا اور نہ لڑے گا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلانے کا اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں لکھی ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ يَضْعُ الْحَرْبُ یعنی وہ مہدی جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کر دے گا اور اس کی یہ ہدایت ہوگی کہ دین کے لئے لڑائی مت

بہت قریب ہے تمام علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۲۴ میں لکھتا ہے کہ عیسیٰ بھی مہدی کی طرح تلوار کے ساتھ اسلام پھیلانے کا دوہی باتیں ہوں گی یا قتل اور یا اسلام۔ اور کتاب احوال الآخرہ کے صفحہ ۳۱ میں بھی لکھا ہے کہ جو عیسائی ایمان نہیں لائیں گے وہ سب قتل کر دیئے جاویں گے۔

غرض یہ عقائد محمد حسین اور اس کے اس گروہ کے ہیں جن کو اب اہل حدیث کے نام سے پکارتے ہیں۔ عوام مسلمان ان کو وہابی کہتے ہیں اور محمد حسین ان کا سرگروہ اور ایڈوکیٹ اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ اور ان عقیدوں کا ماخذ یہ لوگ اپنی غلطی سے وہ حدیثیں سمجھتے ہیں جو احادیث کی ایک مشہور کتاب میں جس کا نام مشکوٰۃ ہے باب الملاحم میں ذکر کی گئی ہیں۔ عربی میں ملاحم بڑی لڑائیوں کو کہتے ہیں اور یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وہ لڑائیاں ہیں جو مہدی عیسائیوں وغیرہ کے ساتھ کرے گا۔ یہ باب کتاب مظاہر حق جو کتاب مشکوٰۃ کی شرح ہے اس کی جلد چہارم صفحہ ۳۳۱ سے شروع ہوتا ہے مگر افسوس کہ ان حدیثوں کے سمجھنے میں

کرو۔ بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات اور خدا کے قرب کے نشانوں کے پھیلاؤ۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرتا ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے ان کی وصیتوں اور حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔

اور میں اس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسیح علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا میں ہی ہوں۔ ہر ایک کو چاہیے کہ ان اخلاق میں مجھے آزما دے اور خراب ظن اپنے دل سے دور کرے میری بیس برس کی تعلیم جو براہین احمدیہ سے شروع ہو کر راز حقیقت تک پہنچ چکی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو اس سے بڑھ کر میری باطنی صفائی کا اور کوئی گواہ نہیں میں اپنے پاس ثبوت رکھتا ہوں کہ میں نے ان کتابوں کو عرب اور روم اور شام اور کابل وغیرہ ممالک میں پھیلا دیا ہے اور اس امر سے قطعاً منکر ہوں کہ آسمان سے اسلامی لڑائیوں کے لئے مسیح نازل ہوگا۔ اور کوئی شخص مہدی کے نام سے جو بنی فاطمہ سے ہوگا بادشاہ وقت ہوگا اور

ان لوگوں نے بڑی غلطی کھائی ہے۔ غرض محمد حسین اور اس کے اہل حدیث گروہ آنے والے مہدی کی نسبت یہی عقیدے رکھتے ہیں اور جیسا کہ یہ لوگ خطرناک اور نقص امن کا بھڑکنے والا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں اور ان کے مقابل پر دوسرے کالم میں میرے عقیدے ہیں اور نیز میری جماعت کے۔ فقط

دونوں مل کر خونریزیاں شروع کر دیں گے خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ باتیں ہرگز صحیح نہیں ہیں مدت ہوئی کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے کشمیر میں محلہ خان یار میں آپ کا مزار موجود ہے۔ سو جیسا کہ مسیح کا آسمان سے اترنا باطل ثابت ہوا ایسا ہی کسی مہدی غازی کا آنا باطل ہے۔ اب جو شخص سچائی کا بھوکا ہے وہ اس کو قبول کرے۔ فقط

راقم خاکسار مرزا غلام احمدؒ از قادیاں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ و نصلی

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ

وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝

اے قدیر و خالق ارض و سما	اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بردہا نظر	اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بنی مرا پُر فسق و شر	گر تو دیدستی کہ ہستم بدگھر
پارہ پارہ کن من بدکار را	شاد کن، ایں زمرہ اغیار را
بر دل شاں ابر رحمت ہا بہار	ہر مراد شان بفضل خود برآر
آتش افشاں، برد و دیوار من	دشمنم باش و تہ کن کار من
ور مرا از بندگانت یافتی	قبلہ من آستانت یافتی
در دل من آں محبت دیدہ	کز جہاں آں راز را پوشیدہ
بامن از روئے محبت کار کن	اندکے افشاء آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جویندہ	واقفی از سوزِ ہر سوزندہ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم	زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابراء من	اے تو کہف و بلجاء و ماوائے من
آتشے کاندہ دلم افروختی	وز دم آں غیر خود را سوختی
ہم ازاں آتش رُخ من بر فروز	و یں شب تارم مبدل کن بروز

﴿۲﴾

چشمِ بکشا ایں جہانِ کور را اے شدیدِ لبش بنما زور را
 زِ آسماں نور نشانِ خود نما یک گلے از بوستانِ خود نما
 ایں جہانِ ینم پُر از فسق و فساد غافلاں را نیست وقت موت یاد
 از حقائقِ غافل و بیگانہ اند ہنجو طفلانِ مائلِ افسانہ اند
 سر دشد دلہا ز مہرِ روئے دوست روئے دلہا تافتہ از کوئے دوست

سیل در جوش است و شب تار یک و تار

از کرمہا آفتابے را بر آ

چونکہ قدیم سے یہی زمانہ کی عادت ہے کہ جب کسی قوم میں کوئی ایسا فرقہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قوم کی نظر میں اس فرقہ کے اصول اور عقائد ان کے اپنے اصول اور عقیدوں کے برخلاف ہوتے ہیں تو اس قوم کے سرگروہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اس فرقہ کو کسی طرح نابود کر دیں اور ہمیشہ یہی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ قوم کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے ان کو بدنام کریں۔ سو یہی معاملہ اس ملک کے بعض مولویوں نے مجھ سے کیا ہے۔ جن میں سے پکا دشمن اور مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہے۔ اس بے چارے نے میری بدخواہی کے لئے اپنا آرام حرام کر دیا۔ بٹالہ سے بنارس تک اپنا قابلِ شرم استفناء لے کر میرے کفر کی نسبت مہر لگواتا پھرا اور پھر جب فقط ایسی کارروائی پر اس کی طبیعت خوش نہ ہوئی تو گورنمنٹ تک خلاف واقعہ یہ باتیں میری نسبت پہنچاتا رہا کہ یہ شخص درپردہ باغی ہے اور مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ حالانکہ آپ ہی اپنے اشاعۃ السنۃ میں میرے بارے میں یہ مضمون شائع کر چکا تھا کہ اس شخص کی نسبت بغاوت کا خیال دل میں لانا کمال درجہ کی بے ایمانی ہے اور بار بار لکھ چکا تھا کہ میں اپنی ذاتی واقفیت سے گواہی دیتا ہوں کہ یہ شخص اور اس کا والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب گورنمنٹ انگریزی کے خیر خواہ جاں نثار ہیں۔ غرض جب اس دانائے گورنمنٹ نے اس حاسد کی باتوں کی طرف

﴿۳﴾

کچھ توجہ نہ کی تو پھر اپنی قوم کو اکسانا شروع کیا اور میری نسبت یہ فتویٰ شائع کیا کہ اس شخص کا قتل کرنا موجب ثواب ہے۔ چنانچہ اس کے فتویٰ کو دیکھ کر اور کئی مولویوں نے بھی قتل کا فتویٰ دے دیا۔ پس بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ اپنے فضل سے یہ سامان پیدا نہ کرتا کہ اس گورنمنٹ عالیہ کے زیر سایہ مجھے پناہ دیتا تو معلوم نہیں کہ ایسے غازی مجاہد اب تک کیا کچھ نہ دکھاتے۔ یہ شخص بار بار مجھے امیر کابل کی دھمکی دیتا رہا ہے کہ وہاں چلو تو پھر زندہ نہ آؤ گے۔ یہ تو ہمیں معلوم تھا کہ یہ شخص امیر کابل کے پاس ضرور گیا تھا۔ مگر یہ بھید اب تک نہیں کھلا کہ امیر نے اس شخص کو میرے قتل کی نسبت کیوں اور کس وجہ سے وعدہ دیا۔ مگر یاد رہے کہ میرے منافقانہ اصول نہیں ہیں۔ اگر اس شخص نے امیر کو میری نسبت یہ کہہ کر برگشتہ کیا ہے کہ یہ شخص اس مہدی اور مسیح کے آنے سے منکر ہے جس کا انتظار جسمانی خیالات کے لوگ کر رہے ہیں تو مجھے حق بات کے بیان کرنے میں امیر کابل کا کیا خوف ہے میں برملا کہتا ہوں کہ اس غازی مہدی اور غازی مسیح کے آنے کا میں منکر ہوں گو یہ کلمات کسی بے ادبی پر حمل کئے جائیں۔ مگر جو کچھ خدا نے میرے پر ظاہر کیا میں اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ میں اس بات کا قائل ہوں کہ روحانی طور پر اسلام کو ترقی ہوگی اور امن اور صلح کاری سے سچائی پھیلے گی۔ مگر اس شخص کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ کئی رنگ بدلاتا ہے مولویوں کو درپردہ کچھ کہتا ہے اور گورنمنٹ انگریزی کو کچھ اور۔ پھر امیر کابل کے پاس اس کے خوش کرنے کے لئے اس کی مرضی کے موافق عقائد ظاہر کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس شخص نے کابل میں جا کر اپنے وجود کو عقیدہ کے رو سے امیر کے اغراض کے موافق ظاہر کیا ہے کیونکہ اگر امیر کابل ایسا ہی شخص ہے جو اپنے مخالف عقیدہ کو پا کر فی الفور قتل کر دیتا ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے امیر سے یہ کیونکر بچ کر آ گیا۔ کیا یہ شخص اقرار کر سکتا ہے کہ یہ امیر کابل کا ہم عقیدہ ہے۔

رہے میرے عقائد، سو جیسا کہ وہ واقعی سچے ہیں ایسا ہی وہ ہر ایک فتنہ سے پاک اور مبارک ہیں۔ ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ ہمارے یہ عقائد کہ کوئی مہدی یا مسیح

﴿۴﴾

ایسا آنے والا نہیں ہے جو زمین کو خون سے سرخ کر دے گا اور بڑا کمال اس کا یہ ہوگا کہ جبر سے لوگوں کو مسلمان کرے۔ یہ کیسے عمدہ اور نیک عقائد ہیں جو سراسر امن اور حلم کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ جن کی وجہ سے نہ کسی مخالف کو یہ موقع ملتا ہے کہ اسلام پر کسی قسم کے جبر کا الزام قائم کرے اور نہ بنی نوع سے خواہ مخواہ کی درندگی کا برتاؤ کرنا پڑتا ہے اور نہ اخلاقی حالت پر کوئی دھبہ لگتا ہے اور نہ ایسے پاک عقیدہ کے لوگ کسی مخالف المذہب گورنمنٹ کے نیچے منافقانہ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ عقیدے جو ہمارے عقائد کے مخالف ہیں جن کے لئے یہ لوگ امیدیں کئے بیٹھے ہیں ان کی تصریح کی ضرورت نہیں۔ ہماری دانا گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں کے متفرق فرقوں میں سے خطرناک وہ گروہ ہے جن کے عقائد خطرناک ہیں۔ محمد حسین بٹالوی کا مجھے مہدی سوڈانی سے مشابہت دینا کس قدر گورنمنٹ کو دھوکا دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو ماننے والا اور نہ ایسے کسی مسیح کے آنے کا انتظار رکھتا ہوں جس کا کام جہاد اور خون ریزی ہو تو پھر سوڈانی کو مجھ سے کیا مشابہت اور مجھے اس سے کیا مناسبت۔ جہاں تک میرا خیال ہے میں جانتا ہوں کہ مہدی سوڈانی کے عقیدہ سے ان لوگوں کے عقیدے بہت مشابہ ہیں۔ اگر محمد حسین اور اس کے دس بیس دوست مولویوں کے ایک دوسرے کے روبرو حلفاً اظہار لئے جائیں تو فی الفور پتہ لگ جائے گا کہ مہدی سوڈانی کے عقائد سے میرے عقائد ملتے ہیں یا ان لوگوں کے۔

مجھے کچھ ضرور نہ تھا کہ میں ان باتوں کا ذکر کروں۔ گورنمنٹ عالیہ خوب دانا ہے وہ کسی کا دھوکا کھا نہیں سکتی۔ لیکن چونکہ محمد حسین نے بارہا میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گویا مہدی سوڈانی سے میرے حالات مشابہ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اس لئے ضرور تھا کہ اس افترا کا میں جواب دیتا۔ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ منافقانہ کارروائیوں سے اس نے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ محمد حسین کی طرح گورنمنٹ انگریزی کو کچھ بتلاؤں اور اپنے ہم جنس مولویوں پر کوئی اور عقائد ظاہر کروں۔ یہ کس قدر قابل شرم اور کمینہ خصلت ہے کہ محمد حسین بٹالوی نے



دوسرے مولویوں سے ان کے مہدی کے متعلق عقائد سے اتفاق رائے ظاہر کیا اور اسی طرح امیر کابل کو بھی خوش کیا اور اس سے بہت سارے پیہ انعام پایا۔ اور گورنمنٹ کے پاس یہ بیان کیا کہ گویا وہ ایسے عقائد سے بیزار اور ایسی حدیثوں کو سراسر غلط اور موضوع سمجھتا ہے۔ کیا یہ قابل تعریف خصلت ہے؟ ہرگز نہیں۔ منافقوں سے نہ خدا تعالیٰ راضی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی دانا گورنمنٹ راضی ہو سکتی ہے۔ ظاہر و باطن ایک ہونا نہایت عمدہ خصلت ہے۔ گورنمنٹ سوچ سکتی ہے کہ یہ لوگ مجھ سے کیوں ناراض ہیں اور اصل جڑ ناراضگی کی کیا ہے۔ گورنمنٹ کے لئے سرسید احمد خاں کے سی۔ ایس۔ آئی کی شہادت کافی ہے جس کو وہ آخری وقت میں میری نسبت شائع کر گئے بلکہ تمام مسلمانوں کو نصیحت دی کہ اس شخص کے اس طریق عمل پر چلنا چاہیے جو گورنمنٹ انگریزی کی نسبت اس کے خیالات ہیں۔ کون نیک دل انسان ہے جو اس بات پر اطلاع پا کر افسوس نہیں کرے گا کہ محمد حسین نے نہایت کمینہ پن سے مسلمانوں کو میرے دکھ دینے کے لئے آمادہ کر دیا۔ میں اپنے طور پر روحانی امور کی دعوت کرتا تھا اور کبھی میں نے محمد حسین کو مخاطب نہیں کیا تھا کہ یک دفعہ اس نے خود بخود میرے لئے استفتاء طیار کیا اور یہ کوشش کرنا چاہا کہ لوگ مجھے کافر اور دجال قرار دیں۔ پہلے وہ فتویٰ اپنے استاد نذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا۔ چونکہ نذیر حسین مذکور اُسی کا ہم مشرب اور ہم مادہ ہے اور حواس بھی پیرانہ سالی کے ہیں اور فطرتاً کو تہ اندیش ملاؤں کی طرح بغض اور بخل بھی بہت ہے اسی لئے فی الفور بلا توقف میرے کفر پر گواہی دی۔ پھر کیا تھا تمام اس کے فضلہ خوار شاگردوں نے تکفیر کا فتویٰ دے دیا۔ خیر یہ تو وہ امر ہے کہ مرنے کے بعد ہر ایک شخص معلوم کر لے گا کہ کون کافر اور کون مومن ہے لیکن اس جگہ صرف یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ محمد حسین نے خواہ مخواہ سراسر عناد کی وجہ سے فتویٰ طیار کیا اور ہندوستان میں جا بجا سیر کر کے صد ہا مہریں اُس پر لگوائیں کہ یہ شخص کافر اور دجال ہے اور پھر اُس وقت سے آج تک توہین اور تحقیر اور گالیاں دینے سے باز نہ آیا اور گندی گالیوں کے مضمون اپنے

ہاتھ سے لکھے اور محمد بخش جعفر زٹلی لاہوری اور ابوالحسن تنہی کے نام پر چھپوادیئے۔ اور پھر اکثر مضمونوں کو نقل کے طور پر اپنے رسالوں میں لکھتا رہا۔ یہ تمام ثابت شدہ امور ہیں صرف ظنی باتیں نہیں ہیں۔ اور پھر اس پر بھی اکتفا نہ کی اور میرے قتل کا فتویٰ دیا۔ بارہا مباہلہ کی درخواست کی اور پھر اعراض کیا اور مجھے بدنام کیا کہ مباہلہ نہیں کرتے۔ یہی موجبات تھے جن کی وجہ سے میں نے اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع کیا۔ جس کے بعد محمد حسین نے ایک چھری خریدی جس سے مجھے اس طور سے بدنام کرنا منظور تھا کہ گویا میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن جس شخص نے پہلے اس سے میرے قتل کا فتویٰ دیا اس کا چھری خریدنا کس بات پر دلالت کرتا ہے۔ سوچنا چاہیے کہ میں نے اپنی پیشگوئی کے معنی صاف طور پر اشتہار میں درج کئے تھے کہ اس سے مراد کسی کی موت وغیرہ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص جھوٹا ہے وہ علماء اور اہل انصاف کی نظر میں ذلیل ہوگا۔ اور اس ذلت کو قانون سے کچھ تعلق نہ تھا مگر تاہم بعض اہل غرض نے مجھے قانون کا نشانہ بنانا مدعا رکھ کر حکام تک اس بات کو پہنچایا۔ اگر دو چار عربی جاننے والوں سے اس الہام کے حلفاً معنے پوچھے جاتے اور سب سے پہلے چند عربی دان لوگوں کا میرے روبروئے اظہار لیا جاتا تو یہ مقدمہ ایک قدم بھی نہ چل سکتا کیونکہ ایسی ذلت کو جو علماء کے فتوے پر موقوف ہے قانون سے کچھ بھی تعلق نہ تھا مگر ایسا نہ ہوا اور اسی وجہ سے بڑا حرج پیش آیا۔ حالانکہ اشتہار ۲۱ نومبر اور ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء میں اس کی تشریح بھی موجود تھی۔ محمد حسین نے اپنی پرانی عادت کے موافق آتھم اور لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی اس سے اس طور سے فائدہ اٹھانا چاہا کہ گویا وہ تمام شور اور خونریزی میرے مشورہ اور ایما سے ہوئی تھی۔ اور ایسی پیشگوئیاں میرا قدیم شیوہ ہے۔ مگر افسوس کہ کسی کو اب تک یہ خیال نہیں آیا کہ وہ دونوں پیشگوئیاں ان دونوں شخصوں کے سخت اصرار کے بعد ہوئی تھیں اور انہوں نے خود اپنی رضا مندی سے ان پیشگوئیوں کو میرے شائع کرنے سے پہلے شائع کیا تھا جس کے ثبوت کافی طور پر موجود ہیں تو پھر میرے پر کون سا الزام تھا۔ ہاں

پیشگوئیوں کے مضمون کے موافق ان دونوں نے وفات پا کر پیشگوئیوں کو سچا کر دیا۔ ایک اپنی موت سے مراد اور دوسرا کسی کے مارنے سے۔ عبد اللہ آتھم جو اپنی موت سے مراد تھا اس نے زمانہ پیشگوئی میں کبھی ظاہر نہ کیا کہ اس کے مارنے کے لئے کبھی کوئی حملہ ہوا۔ چونکہ پیشگوئی شرطی تھی اس لئے اس نے اسلامی عظمت کا خوف دل میں پیدا کر کے اس قدر فائدہ اٹھالیا کہ جب تک وہ خاموش رہا زندہ رہا اور جب اس نے عیسائیوں کی تعلیم سے یہ کہنا شروع کیا کہ میں نے اسلامی عظمت سے کچھ خوف نہیں کیا۔ تو اس جھوٹ بولنے کی وجہ سے خدا نے اس کو جلد تر اٹھالیا تا پیشگوئی کا پورا ہونا لوگوں پر ظاہر کرے۔ جیسا کہ میرے الہام میں پہلے سے یہی درج تھا۔ سو عبد اللہ آتھم کی نسبت دو طور سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ اول الہامی شرط کے موافق اسلامی عظمت سے خوف کرنے اور پندرہ مہینے تک تحقیر اسلام سے زبان بند رکھنے کی وجہ سے خدائے رحیم نے اس کو مہلت دی جیسا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں سنت اللہ ہے اور پھر پندرہ مہینے یعنی میعاد پیشگوئی گزرنے کے بعد اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس نے اس خوف کی وجہ سے فائدہ مہلت اور تاخیر کا نہیں اٹھایا بلکہ اتفاقاً ایسا ہی ہو گیا۔ سو اس خیال پر جب اس نے اصرار کیا اور چند افترا بھی کئے اور سمجھا کہ اب میں بچ گیا تو خدائے تعالیٰ نے اس سے اپنی امان کو واپس لے لیا اور میرے آخری اشتہار سے چھ مہینے کے اندر وہ فوت ہو گیا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ صرف شرط سے اس نے فائدہ اٹھایا تھا شرط کو توڑا اور فوراً پکڑا گیا۔ پس آتھم میں دو پیشگوئیاں پوری ہوئیں (۱) شرط سے فائدہ اٹھانے کی (۲) اور شرط توڑنے کے بعد فوراً پکڑے جانے کی۔ اور لیکھرام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ اس لئے وہ ایک ہی پہلو پر پوری ہوئی۔ کیسے نادان اور ظالم اور خائن وہ شخص ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی ہم ان کو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنة الله على الكاذبين۔

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بعض بخیل طبع دل کے اندھے ایک دو اور پیشگوئیوں پر

بھی اعتراض کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوں۔ مگر یہ سراسر ان کا افترا ہے اور سچ اور واقعی یہی بات ہے کہ میری کوئی ایسی پیشگوئی نہیں کہ جو پوری نہیں ہوگئی۔ اگر کسی کے دل میں شک ہو تو وہ سیدھی نیت سے ہمارے پاس آجائے اور بالموافقہ کوئی اعتراض کر کے اگر شافی کافی جواب نہ سنے تو ہم ہر ایک تاوان کے سزاوارٹھہر سکتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ایسے لوگ بخل سے اعتراض کرتے ہیں نہ انصاف سے۔ اگر یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کے وقتوں میں ہوتے تو ان پر بھی ایسے ہی اعتراض کرتے جو مجھ پر کرتے ہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اس کو ہم راہ دکھلا سکتے ہیں۔ مگر جو بخل اور خود غرضی اور تکبر سے اندھا ہو گیا ہو اس کو کیا دکھا سکتے ہیں۔ تین ہزار یا اس سے بھی زیادہ اس عاجز کے الہامات کی مبارک پیشگوئیاں جو امن عامہ کے مخالف نہیں پوری ہو چکی ہیں۔ صد ہا نیک دل انسان گواہ ہیں بہت سی تحریریں پیش از وقت شائع ہو چکی ہیں پھر بھی اگر کوئی بخل کی راہ سے خواہ نخواہ شکوک اور اعتراضات پیش کرتا ہے اور سیدھے طور پر صحبت میں رہ کر تجربہ نہیں کرتا اور نہ اہل تجربہ سے دریافت کرتا ہے اور دجل اور خیانت کی راہ سے دھوکہ دینے والے اعتراضات مشہور کرتا ہے اور خیانت اور دروغ گوئی سے باز نہیں آتا وہ ان منکرین کا وارث ہے جو اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کے مقابل پر گذر چکے ہیں۔ خدا اپنے بندوں کو ایسے منصوبہ باز لوگوں کے بہتانوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اس بات کا کیا سبب ہے کہ یہ لوگ چوروں کی طرح دور دور سے اعتراض کرتے ہیں اور صاف باطن لوگوں کی طرح بالمقابل آکر اعتراض نہیں کرتے اور نہ جواب سننا چاہتے ہیں۔ اس کا یہی سبب ہے کہ یہ لوگ اپنے دجل اور بددیانتی سے واقف ہیں اور ان کا دل ان کو ہر وقت جتلاتا ہے کہ اگر تم نے ایسے بیہودہ اور جہالت اور خیانت سے بھرے ہوئے اعتراض رو بروئے پیش کئے تو اس صورت میں تمہاری سخت پردہ دری ہوگی اور تمہاری دھوکا دینے والی باتیں یک دفعہ کا عدم ہو جائیں گی تب اس وقت ندامت اور خجالت اور رسوائی رہ جائے گی

اور اعتراض کا نام و نشان نہ رہے گا۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جس کی نظیر پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے باریک علوم اور معارف سے بے بہرہ ہیں اس لئے قبل اس کے جو عادتہ اللہ سے واقف ہوں بخل کے جوش سے اعتراض کرنے کے لئے دوڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ **يَتَرَبَّصُّ بَكُمْ الدَّوْآئِرُ**^۱ میری کسی گردش کے منتظر ہیں اور **عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ**^۲ کے مضمون سے بے خبر۔ ان میں سے ایک نے علم جفر کا دعویٰ کر کے میری نسبت لکھا ہے کہ ”بذریعہ جفر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص کاذب ہے۔“ مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جفر وہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے ذریعہ سے شیعہ یہ باتیں نکالا کرتے ہیں کہ ابو بکر اور عمر نعوذ باللہ ظالم اور دائرہ ایمان سے خارج ہیں۔ پس ایسے جھوٹے طریق کا وہی لوگ اعتبار کریں گے جن کے دل سچائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام نبیوں کے مذاہب جھوٹے ہیں تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے؟ افسوس یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کمینہ خیالات میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ کشف اور خواب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے۔ اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر ان کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔ اظہار علی الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھ کر ارد گرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اس کو نظر آ سکتی ہے۔ لیکن جو شخص نشیب کے مکان سے ایسی چیزوں کو دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے رہ جاتی ہیں۔ اور برگزیدوں سے خدا کی یہ عادت ہے کہ ان کی نظر کو اونچے مکان تک لے جاتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور

﴿۹﴾

نشیب کا آدمی انجام کی خبر نہیں دے سکتا۔ اسی لئے بلعم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہچاننے میں دھوکا کھایا اور اس کو ان کا وہ عالی مرتبہ برگزیدگی کا معلوم نہ ہو سکا جس سے ڈر کر وہ ادب اختیار کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی یہودیوں میں کئی ملہم اور خواب بین تھے مگر چونکہ وہ نشیب میں تھے اور اظہار علی الغیب کا ان کو مرتبہ نہیں دیا گیا تھا اس لئے وہ حضرت عیسیٰ کو شناخت نہ کر سکے اور اپنے جیسا بلکہ اپنے سے بھی کم تر ایک انسان سمجھ لیا۔ اور خواب بینوں اور الہام یا بوں کے لئے یہ ایک ایسا ابتلاء ہے کہ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو اکثر اس میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور نیم ملا خطرہ ایمان کی مثل ان پر صادق آ جاتی ہے۔ اس لئے قیام نشیب اور اظہار علی الغیب کا فرق یاد رکھنے کے لائق ہے۔ بہت سے ایسے نابینا ملہم جن کے پیر گڑھے میں سے نہیں نکلے ہماری نسبت ایسی پیشگوئیاں کرتے ہیں کہ گویا اب ہمارے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ وہ اگر توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ زندگی کے درمیانی حصوں میں انبیاء علیہم السلام بھی بلاؤں سے محفوظ نہیں رہے مگر انجام بخیر ہوا۔ اسی طرح اگر ہمیں بھی اس درمیانی مراحل میں کوئی غم پہنچے یا کوئی مصیبت پیش آوے تو اس کو خدا تعالیٰ کا آخری حکم سمجھنا غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ کا حتمی وعدہ ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں برکت ڈالے گا۔ اور اپنے اس بندہ کو بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ اس بندہ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ وہ ہر ایک ابتلا اور پیش آمدہ ابتلا کا بھی انجام بخیر کرے گا اور دشمنوں کے ہر ایک بہتان سے انجام کار بریت ظاہر کر دے گا۔ اس بارہ میں اس کے پاک الہام اس قدر ہوئے ہیں کہ اگر سب لکھے جائیں تو یہ اشتہار ایک رسالہ ہو جائے گا۔ لہذا چند الہام اور ایک خواب بطور نمونہ ذیل میں لکھتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

مجھے ۲۱/ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ جمعہ کی رات میں جس میں انتشار روحانیت مجھے محسوس ہوتا تھا اور میرے خیال میں تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور آسمان سے نہایت آرام اور آہستگی

سے مینہ برس رہا تھا ایک رو یا ہوا۔ یہ رو یا ان کے لئے ہے جو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ہمیشہ میری نسبت شک میں ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اگر تیرا خدا قادر خدا ہے تو تُو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے بھینس بن جائے۔ تب میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے جس کو کبھی میں پتھر اور کبھی لکڑی خیال کرتا ہوں۔ تب میں نے یہ معلوم کرتے ہی اس پتھر کو زمین پر پھینک دیا۔ پھر بعد اس کے میں نے جناب الہی میں دعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دیا جائے۔ اور میں اس دعا میں محو ہو گیا۔ جب بعد اس کے میں نے سراٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پتھر بھینس بن گیا۔ سب سے پہلے میری نظر اس کی آنکھوں پر پڑی۔ اس کی بڑی روشن اور لمبی آنکھیں تھیں۔ تب میں یہ دیکھ کر کہ خدا نے پتھر کو جس کی آنکھیں نہیں تھیں ایسی خوبصورت بھینس بنا دیا جس کی ایسی لمبی اور روشن آنکھیں ہیں اور صورت۔ اور مفید جاندار ہے۔ خدا کی قدرت کو یاد کر کے وجد میں آ گیا اور بلا توقف سجدہ میں گرا اور میں سجدہ میں بلند آواز سے خدا تعالیٰ کی بزرگی کا ان الفاظ سے اقرار کرتا تھا کہ ربی الاعلیٰ۔ ربی الاعلیٰ اور اس قدر اونچی آواز تھی کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ آواز دور دور جاتی تھی۔ تب میں نے ایک عورت سے جو میرے پاس کھڑی تھی جس کا نام بھانو تھا اور غالباً اس دعا کی اس نے درخواست کی تھی یہ کہا کہ دیکھ ہمارا خدا کیسا قادر خدا ہے جس نے پتھر کو بھینس بنا کر آنکھیں عطا کیں۔ اور میں یہ اس کو کہہ رہا تھا کہ پھر یک دفعہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے تصور سے میرے دل نے جوش مارا اور میرا دل اس کی تعریف سے پھر دوبارہ بھر گیا اور پھر میں پہلی طرح وجد میں آ کر سجدہ میں گر پڑا۔ اور ہر وقت یہ تصور میرے دل کو خدا تعالیٰ کے آستانہ پر یہ کہتے ہوئے گراتا تھا کہ یا الہی تیری کیسی بلند شان ہے تیرے کیسے عجیب کام ہیں کہ تو نے ایک بے جان پتھر کو بھینس بنا دیا۔ اس کو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں جن سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اس کے دودھ کی بھی امید ہے

قدرت کی باتیں ہیں کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ میں سجدہ میں ہی تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ قریباً اس وقت رات کے چار بج چکے تھے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ میں نے اس کی یہ تعبیر کی ہے کہ وہ ظالم طبع مخالف جو میرے پر خلاف واقعہ اور سراسر جھوٹ باتیں بنا کر گورنمنٹ تک پہنچاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خواب میں ایک پتھر کو بھینس بنا دیا اور اس کو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں اسی طرح انجام کار وہ میری نسبت حکام کو بصیرت اور بینائی عطا کرے گا اور وہ اصل حقیقت تک پہنچ جائیں گے۔ یہ خدا کے کام ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔

یہ شکر کی بات ہے کہ جن حکام کے ہم ماتحت کئے گئے ہیں وہ سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں۔ اگر وہ غلطی کریں تو نیک نیتی سے غلطی کرتے ہیں۔ اور اصل بات کی کھوج میں لگے رہتے ہیں۔ اس کے بعد جو مجھے الہام ہوئے وہ اسی رؤیا کے مؤید ہیں وہ بھی ذیل میں لکھتا ہوں تاکہ اس آخری وقت میں جب یہ باتیں پوری ہوں لوگوں کے ایمان قوی ہوں۔ مگر میں نہیں جانتا کہ یہ کب پورا ہوگا اور کس کے ہاتھ پر پورا ہوگا اور اس کا وقت کون سا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ دھوکا جو ہمیشہ گورنمنٹ کو دیا جاتا ہے برقرار نہیں رہے گا اور آخر کار یہ ہوگا کہ حکام انصاف پسند خدا اور رؤیت اور بصیرت اور روشن ضمیری سے میرے اصل حالات پر مطلع ہو جائیں گے۔ تب اسی کے موافق جو میں نے دیکھا جو بغیر وسیلہ انسانی ہاتھوں کے خدا کی قدرت نے ایک پتھر کو ایک خوبصورت سفید رنگ بھینس بنا دیا اور اس کو نہایت روشن آنکھیں عطا فرمائیں۔ میری اصل حقیقت حکام پر کھل جائے گی۔ وہ گھڑی اور وہ دن خدا کو معلوم ہے۔ مگر جلد ہو یا دیر سے ہو گورنمنٹ عالیہ پر میری صفائی اور نیک چلنی اور گورنمنٹ کی نسبت کمال وفاداری ہر ایک شخص پر کھل جائے گی۔ اور وہ خیالات جو میری نسبت مشہور کئے جاتے ہیں غلط ثابت ہوں گے۔ اور الہامات جو اس خواب کے مؤید ہیں یہ ہیں:-

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ . انت مع الذين اتقوا .
وانت معی یا ابراہیم . یاتیک نصرتی انّی انا الرحمن . یا ارض ابلعی
ماء ک غیض الماء وقضی الامر . سلام قولاً من ربّ رحیم .
وامتازوا الیوم ایہا المجرمون . انا تجالذنا فانقطع العدو واسبابہ . ویل لہم
انّی یؤفکون . بعض الظالم علی یدیہ ویوثق . وان اللہ مع الابرار . وانہ
علی نصرہم لتقدیر . شاہت الوجوہ . انہ من ایۃ اللہ وانہ فتح عظیم . انت
اسمى الاعلی . وانت منی بمنزلۃ محبوبین . اخترتک لنفسی . قل انّی
اُمِرْتُ وانا اوّل المؤمنین . یعنی خدا پر ہیزگاروں کے ساتھ ہے اور تو پر ہیزگاروں
کے ساتھ ہے اور تو میرے ساتھ ہے اے ابراہیم . میری مدد تجھے پہنچے گی . میں رحمان
ہوں . اے زمین ! اپنے پانی کو یعنی خلاف واقعہ فتنہ انگیز شکایتوں کو جو زمین پر پھیلائی
گئی ہیں نکل جا . پانی خشک ہو گیا اور بات کا فیصلہ ہوا . تجھے سلامتی ہے یہ رب رحیم
نے فرمایا . اور اے ظالمو ! آج تم الگ ہو جاؤ . ہم نے دشمن کو مغلوب کیا اور اس کے
تمام اسباب کاٹ دیئے ان پر واویلا ہے . کیسے افترا کرتے ہیں . ظالم اپنے ہاتھ
کاٹے گا . اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا . اور خدا نیکوں کے ساتھ ہوگا . وہ ان کی
مدد پر قادر ہے . منہ بگڑیں گے . خدا کا یہ نشان ہے اور یہ فتح عظیم ہے . تو میرا وہ اسم
ہے جو سب سے بڑا ہے . اور تو محبوبین کے مقام پر ہے . میں نے تجھے اپنے لئے
چنا . کہہ میں مامور ہوں اور تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں .

گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ کے پہچاننے کے لئے ایک کھلا طریق آزمائش

(گورنمنٹ عالیہ سے باد التماس ہے کہ اس مضمون کو غور سے دیکھا جائے اور حسب منشاء درخواست ہر دو فریق کا امتحان لیا جائے)

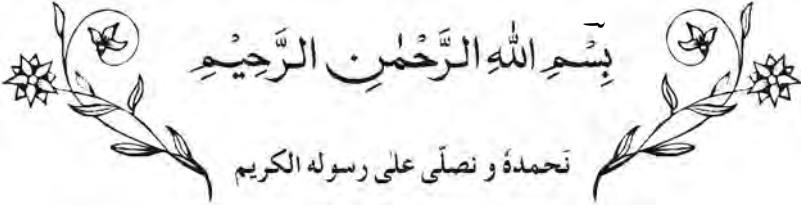
چونکہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہمیشہ پوشیدہ طور پر کوشش کرتا رہا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو میرے پر بدن کرے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی سال سے اس کا یہی شیوہ ہے اس لئے میں نے مناسب دیکھا ہے کہ محمد حسین اور میری نسبت ایک ایسا طریق آزمائش قائم ہو جس سے گورنمنٹ عالیہ کو سچا خیر خواہ اور چھپا ہوا بدخواہ معلوم ہو جائے۔ اور آئندہ ہماری دانا گورنمنٹ اسی پیانہ کے رو سے دونوں میں سے مخلص اور منافق میں امتیاز کر سکے۔ سو وہ طریق میری دانست میں یہ ہے کہ چند ایسے عقائد جو غلط فہمی سے اسلامی عقائد سمجھے گئے ہیں اور ایسے ہیں کہ ان کو جو شخص اپنا عقیدہ بناوے وہ گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے۔ ان عقائد کو اس طرح پر آلاء شناخت مخلص و منافق بنایا جائے کہ عرب یعنی مکہ اور مدینہ وغیرہ عربی بلاد اور کابل اور ایران وغیرہ میں شائع کرنے کے لئے عربی اور فارسی میں وہ عقائد ہم دونوں فریق لکھ کر اور چھاپ کر سرکار انگریزی کے حوالہ کریں تا کہ وہ اپنے اطمینان کے موافق شائع کر دے۔ اس طریق سے جو شخص منافقانہ طور پر برتاؤ رکھتا ہے اس کی حقیقت کھل جائے گی۔ کیونکہ وہ ہرگز ان عقائد کو صفائی سے نہیں لکھے گا اور ان کا اظہار کرنا اس کو موت معلوم ہوگی۔ اور ان عقائد کا شائع کرنا اس کے لئے محال ہوگا۔ اور مکہ اور مدینہ میں ایسے اشتہار بھیجنا تو اس کو موت سے بدتر ہوگا۔ سو اگرچہ میں عرصہ بیس برس سے ایسی کتابیں عربی اور فارسی میں تالیف کر کے ممالک عرب اور فارس میں شائع کر رہا ہوں لیکن اس امتحان کی غرض سے اب بھی اس اشتہار کے ذیل میں ایک تقریر عربی اور فارسی میں اپنے پُر امن عقائد کی نسبت اور مہدی اور مسیح کی غلط روایات کی نسبت اور گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت شائع کرتا ہوں میرے نزدیک یہ ضروری ہے کہ اگر محمد حسین جو اہل حدیث کا سرگروہ کہلاتا ہے میرے عقائد کی طرح امن

اور صلح کاری کے عقائد کا پابند ہے تو وہ اپنا اشتہار عربی اور فارسی میں چھاپ کر دوسو کا پی اس کی میری طرف روانہ کرے تا میں اپنے ذریعہ سے مکہ اور مدینہ اور بلاد شام اور روم اور کابل وغیرہ میں شائع کروں۔ ایسا ہی مجھ سے دوسو کا پی میرے اشتہار عربی اور فارسی کی لے لے تا بطور خود ان کو شائع کرے۔ ہماری دانا گورنمنٹ کو بخوبی یاد رہے کہ یونہی گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے صرف بگفتن کوئی رسالہ ذومعنی لکھنا اور پھر اچھی طرح اس کو شائع نہ کرنا یہ طریق اخلاص نہیں ہے یہ اور بات ہے۔ اور سچے دل سے اور پورے جوش سے کسی ایسے رسالہ کو جو عام خیالات مسلمانوں کے برخلاف ہو درحقیقت غیر ممالک تک بخوبی شائع کر دینا یہ اور بات ہے۔ اور اس بہادر کام ہے جس کا دل اور زبان ایک ہی ہوں۔ اور جس کو خدا نے درحقیقت یہی تعلیم دی ہے۔ بھلا اگر یہ شخص نیک نیت ہے تو بلا توقف اس کو یہ کارروائی کرنی چاہیے۔ ورنہ گورنمنٹ یاد رکھے اور خوب یاد رکھے کہ اگر اس نے میرے مقابل پر ایسا رسالہ عربی اور فارسی میں شائع نہ کیا تو پھر اس کا نفاق ثابت ہو جائے گا۔ یہ کام صرف چند گھنٹہ کا ہے اور بجز بدینتی کے اس کا کوئی مانع نہیں۔ ہماری عالی گورنمنٹ یاد رکھے کہ یہ شخص سخت درجہ کے نفاق کا برتاؤ رکھتا ہے اور جن کا یہ سرگروہ کہلاتا ہے وہ بھی اسی عقیدے اور خیال کے لوگ ہیں۔

اب میں اپنے وعدہ کے موافق اشتہار عربی اور فارسی ذیل میں لکھتا ہوں اور سچائی کے اختیار کرنے میں بجز خدا تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور میں نے حسن ترتیب اور دونوں اشتہاروں کی موافقت تامہ کے لحاظ سے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ عربی میں اصل اشتہار لکھوں اور فارسی میں اسی کا ترجمہ کر دوں تا دونوں اشتہار اپنے اپنے طور پر لکھے جائیں اور نیز عربی اشتہار جس کو ہر ایک غیر زبان کا آدمی آسانی پڑھ نہیں سکتا اس کا ترجمہ بھی ہو جائے۔ چنانچہ اب وہ دونوں اشتہار لکھ کر اس رسالہ کے ساتھ شامل کرتا ہوں۔ وبالله التوفیق

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیاں

﴿۱۵﴾



السلام علیکم یا اخوتی ورحمة الله وبركاته. اَمَّا بعد فاسمعوا مني يا عباد الله

بر شما سلام اے برادران من ورحمت خدا وبرکات اوباد بشنوید از من اے بندگان نیکوکار

الصالحين، ويا اخواننا من بلاد الروم والشام والأرض المقدسة مكة ومدينة

و اے برادران ما از دیار روم و شام و خاک پاک مکہ و شہر سیدنا خاتم النبیین

التي هي دار هجرة سيدنا ونبيينا خاتم النبیین، وفارس ومصر وكابل وغيرها من الأرضين.

و فارس و مصر و کابل و دیگر زمین ہا

رحمکم اللہ و ایدکم، وکان معکم فی الدنیا ویوم الدین، وهدانا وهداکم

خدا تعالیٰ بر شما رحم کند و در دنیا و روز آخرت ہا شما باشد و ما را و شما را سوائے راہ راست

إلى حقّ مبين. إنني أدعوكم إلى مرضى الله الرحيم، وأدعو إلى وصايا نبي الله

ہدایت فرماید۔ من شما را سوائے رضا مندی ہائے او تعالیٰ مے خوانم و سوائے وصیت ہائے نبی کریم

الکریم، علیہ ألف ألف صلاة من الله الكبير العظيم، وأبشركم بما ظهر

صلی اللہ علیہ وسلم دعوت می کنم و شما را از ازاں واقعہ بشارت

فی هذه الديار بفضل الله الودود الغفار، وأبشركم بأيام الله وتنفس

می دہم کہ دریں ملک بفضل ایزد مہربان ظہور گرفته است و شما را بروز ہائے خداوند عز و علا و

صبح الصادقين، وأبشركم برحمة نزلت من ربنا وهو أرحم الراحمين .

صبح صادقان و رحمت نازلہ مژدہ می رسانم

يا عباد الله . إنه عز وجل نظر إلى الأرض فرأى أن الفتن فيها كثرت، والديانة

اے بندگان خدا او تعالیٰ سوائے زمین نگہ کرد و دید کہ فتنہ ہا درو بسیار شدہ اند

﴿۱۶﴾

قَلَّتْ، وَالْقُلُوبُ قَسَتْ، وَالصُّدُورُ ضَاقَتْ، وَمَا مِنْ يَوْمٍ يَمْضِي وَلَا شَهْرٍ يَنْقُضِي،
و دیانت کم گردید و دلہا سخت گشتہ و سینہ ہاتک شدہ و ہیج روزے نمی گزرد و ہیج ماہے سپری نمی شود
إِلَّا تَزِيدَ الْفِتْنَ وَتَشْتَدُّ الْمُحَنِّ، وَكُلَّتِ الْأَرْضُ بِأَنْوَاعِ الْبَدَعَاتِ، وَتُرَكَّتْ
مگر آں فتنہ ہا روز افزوں ہستند و محنت ہا سخت شدہ اند۔ و زمین باقسام بدعات پُر شدہ۔ و مردم سست
السُّنَّةُ وَالْقُرْآنُ وَظَهَرَ الْفَسَادُ فِي النَّبَاتِ، وَغَلَبَتْ عَلَى الْقُلُوبِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ،
و قرآن را ترک کردہ و از نیثہا فساد ظاہر شدہ و بردلہا محبت شہوات استیلاء یافتہ
و زَالَتْ مِنَ الْجَبَاهِ أَنْوَارُ الْحَسَنَاتِ، بَلْ عَلَى الْوُجُوهِ مِنْ فَسَادِ الْقُلُوبِ سَوَادٌ
و از پیشانی ہا نورہائے نیکی دور شدہ بلکہ بر روہا از فساد دلہا سیاہی و
و قُحُولٌ، وَضُمُرٌ وَذُبُولٌ، وَجَبْنٌ وَاحْجَامٌ، وَوَسَاوِسٌ وَأَوْهَامٌ، وَجَهْلُوا
زشتی است۔ و لاغری و ذوبان و نامردی و پس پاشدن است و وسوس و اوہام پیدا اند۔ و آنچہ سیدنا
كَلِمًا أَوْ تَوَاصُلًا مِنَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى، وَنَسُوا وَصَايَا الْقُرْآنِ وَمَا قَالَ خَيْرُ الْوَرَى .
و مولانا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت ہا دادہ بود ہمہ را یک لخت فراموش کردہ اند۔ و وصیت ہائے قرآن را از
و بَقِيَ فِي أَيْدِيهِمْ قَشْرٌ وَأَضَاعُوا لُبَّ الْإِيمَانِ، وَأَقْبَلُوا عَلَى الدُّنْيَا
یاد دادہ و در دست شاں پوستے مانده است و مغز ایمان را برباد دادہ۔ و بردنیا و
و شَهَوَاتُهَا وَآثَرُوا سُبُلَ الشَّيْطَانِ، وَمَا تَجِدُونَ أَكْثَرَهُمْ إِلَّا فَاسِقِينَ،
شہوات آن سرفروا گندہ و راہ ہائے شیطان را اختیار کردہ۔ و اکثر ایشان را فاسق و بیباک و ناتر سندہ
مَجْتَرِّئِينَ غَيْرِ خَائِفِينَ. وَتَرُونَ أَكْثَرَ الْعُلَمَاءِ يَقُولُونَ وَلَا يَفْعَلُونَ، وَ
خواہید یافت و اکثر علماء را خواہید دید کہ بگویند نمی کنند و
الزُّهْدَاءُ يُرَاوُونَ وَلَا يُخْلَصُونَ، وَلَا يَتَّبِعُونَ إِلَى اللَّهِ وَلَا يَتَّقُونَ. وَتَرُونَ
زہدہاں را خواہید دید کہ ریائی کنند و اخلاص نمی ورزند۔ و سوائے خدا منقطع نمی شوند و تقویٰ نمی ورزند و
عَامَةً النَّاسُ تَمَایِلُوا عَلَى الدُّنْيَا وَإِلَى الْآخِرَةِ لَا يَلْتَفِتُونَ، وَيَتَعَامُونَ
عامہ مردم را مشاہدہ خواہید کرد کہ بردنیا گلوں سار شدہ اند و بسوائے آخرت التفات نمی کنند۔ و دانستہ چشم خود را

ولا يُبصرون، وينومون مستريحين ولا يستيقظون . وأهل الملل الأخرى

کوری کنند و نمی بینند۔ و در خواب خوش هستند و بیدار نمی شوند۔ و قومهای دیگر

يبدلون أموالهم وجهدهم لإشاعة الضلالات، وكذلك فسدت الأرض

مالهای خود را و کوشش خود را برای اشاعت ناراستی خرج می کنند و هم چنین زمین از بد اعتقادیها

من سوء الاعتقادات، وأخرجت أثقالها من أنواع المكائد والخزبيات.

فاسد گردید۔ و انواع و اقسام باطل منتشر شد

فاقتضت العناية الإلهية أن يعث عبداً من عباده لتنوير القلوب

پس عنایت الهیه تقاضا فرمود تا بنده را از بندگان خود برای روشن کردن دلهای تاریک

المظلمة، ويُصلح على يديه موادَّ المفساد الموجودة، فاختارني فضلاً

مبعوث کند و بر دست او اصلاح مواد فسادهای موجوده فرماید۔ پس از فضل محض

ورحمةً من عنده لهذه الخطة العظيمة، وأعطاني حظاً كثيراً من

و رحمت خاص مرا برای این کار بزرگ برگزید و مرا از معارف روحانی و علوم

المعارف الروحانية، وخفايا العلوم النبوية، والدقائق الفرقانية، وسمّاني مسيحاً موعوداً

پوشیده نبوت و باریکی های کلام الله بهر ه وافر بخشید و نام من مسیح موعود

لأُحي القلوب المائتة بقدرته الكاملة، وأجدد أمر التوحيد

نهاد تا من دلهای مرده را بقدرت کامله او زنده گردانم و کاروبار توحید را تازگی بخشم

وأشيد مباني الملة . وإني أنا آية الله التي جلاها لوقتها رُحماً على

و بنیاد های ملت را بلند و محکم گردانم۔ و من نشان خدا تعالی هستم که بروقت خود از رحمت و فضل ظاهر

الخليقة، فهل أنتم تقبلونني أوتردّون من أتاكم من الحضرة؟ وقد

کرده شد، پس آیا شما مرا قبول می کنید یا آں کسے را رد خواهید کرد که از حضرت عزت پیش شما آمده است و

بلّغت ما أمرت فكونوا من الشاهدين . والذين كذبوني فما كان

من هر چه مرا حکم بود بشمار رسانیدم پس گواه باشید و آنانکه تکذیب من کرده اند پس

تکذیبهم إلا من العمیة، فإنهم ما تدبروا دقائق أخبار خیر البریة، علیہ

تکذیب شان بجزایں سببے نہاشت کہ ایشان را چشم کشادہ نبود چرا کہ اوئیل در باریکی ہائے احادیث آنحضرت

الصلاة والسلام من حضرة العزة، وكانوا بادی الرأي مستعجلین. فأخذهم بخل

صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ فکرے وغورے نکرده اند۔ وایشان مردم سطحی خیال بودند و نیز شتاب کار۔ پس ایشان را بخلے

وعناد نشأ من أهوائهم، واستولى عليهم سيل شحنائهم فما كانوا مهتدين.

وعنادے کہ از ہوائے نفس شان پیدا شد فرو گرفت و سیلاب کینہ برایشان غالب گردید۔ پس راہ راست را ندیدند

وقالوا إن المسيح ينزل من السماء، وإن المهدي يخرج من بنى الزهراء،

وگفتند کہ مسیح از آسمان خواهد آمد۔ و مہدی از بنی فاطمہ خروج خواہد کرد

وأنهما يتقلدان الأسلحة ويحاربان الكفرة ويسفكان الدماء، ولا

وایشان اسلحہ خواہند پوشید۔ و با کافراں جنگہا خواہند کرد و خوزری ہا خواہند نمود و نہ

يرحمان الرجال ولا النساء، ولا يتركان ولا يُدخلان السيوف في أجفانها

بر مرداں و نہ بر زنان رحم خواہند کرد۔ و نخواہند گذاشت و نہ شمشیر ہا را در نیام ہا خواہند کرد

حتى يكون الناس كلهم مسلمين. وقالوا إن المهدي يُفحم الكفرة بالتعزيرات

تا وقتیکہ ہمہ مردم مسلمان نخواہند شد۔ و گفتند کہ مہدی با سزاہائے سیاسیہ دہان مردم بند خواہد کرد

السياسية لا بالآيات السماوية، ولا يترك في الأرض بيت كافر، ويضرب عنق

﴿۱۸﴾

نہ بانشان ہا۔ و بروئے زمین ہیچ خانہ کافرے نخواہد گذاشت و گردن ہر

كل مقيم ومسافر، إلا أن يكونوا مؤمنين. ويحارب النصاري وكل من

مقیم و مسافر خواہد زد مگر اینکہ ایمان آرند و با نصاری جنگ ہا خواہد کرد

قبل الملة النصرانية، ويؤم بلاد الهند وغيرها وينال الفتوح العظيمة،

و قصد بلاد شال یعنی ہندوستان و غیرہ خواہد نمود و فتوحات عظیمہ او را حاصل خواہند شد

ويقتل وينهب ويغنم ويسبي الرجال والنسوة. والمسيح ينزل

و قتل و غارت گری و بردہ ساختن و کفار را در حلقہ غلاماں آوردن کار او خواہد بود و مسیح

من السماء ليعاونه كالخداماء ، ولا يقبل الجزية ولا الفدية، ويُحبّ أن يقتل مَنْ

از آسمان نازل خواهد شد تا بهیچو خادمان مدد مہدی کند۔ و جزیہ و فدیہ را قبول نخواہد کرد و دوست نخواہد داشت کہ

فى الأرض من الكفار أجمعين . وكذلك يطأ أفواجهما أرض الله

تمام کفار را کہ بر روی زمین باشند بکشد و ہم چنین فوجہائے ایشان بر زمین

سفّاكين غير راحمين . وقالوا هذه عقائد اتفق عليها أمم من العلماء

خون کنندگان سیر خواہند کرد و بر ہیچ کس رحم نخواہند فرمود۔ و می گویند کہ این آں عقائد ہستند کہ بر آنہا اولین و آخرین

ونقلها خلفها من سلفها، وحاضرها من غابرها، وكثير من الكبراء وأما نحن يا

اتفاق کردہ اند و خلف و سلف بر آں متفق اند۔ مگر ما اے

عباد الله الرحيم، فما وجدنا هذه العقائد صحيحة صادقة، بل وجدناها

بندگانِ خدا ایس عقائد را صحیح نیافتیم بلکہ ردی

سقطاً وردياً لا من الرسول الكريم. وعلمنى ربى أنه خطأ وما أتى رسولنا شيئا من

و خلاف واقعہ یافتیم نہ از رسول کریم۔ و مرا رب من بیاموخت کہ آں خطاست و رسول کریم

مثل هذا التعليم وإنهم من الخاطئين .

ایس تعلیم نہ دادہ است۔ و ایشان خطا کردہ اند۔

فالمذهب الذى أقامنا الله عليه هو مذهب حلم ورفق وتؤدة،

پس مذہبے کہ خدا تعالیٰ ما را بر آں قائم کردہ است آں مذہب حلم و رفق و آہستگی است

لا قتل وسبي وأخذ غنيمه، وهذا هو الحق الواجب فى زماننا و

نہ قتل و غلام گرفتن و تاراج مال دشمنان و ہمیں حق واجب در زمانہ ماست و

إنّا من المصيبين . فإن أمر الجهاد كان فى بدو أيام الإسلام، وكان

ما بر صواب ہستیم چرا کہ حکم جہاد در زمانہ ابتدائی اسلام بود و نگہبانی

حفظ نفوس المسلمين موقوفاً على قتل القاتلين والانتقام، بما كانوا

جان مسلمانان موقوف بریں بود کہ کشندگان را بکشند و ظالمان را سزائے کردار دہند چرا کہ

قلیلین و کان الکفار غالبین کثیرین سفاکین . وما أمر المؤمنون للحرب
مسلمانان در آن وقت جماعتی اندک بودند و کفار بوجہ غلبہ و کثرت خود خوزین بہامی کردند۔ مسلمانان را حکم جنگ و
والقتال إلا بعد ما لبثوا عمراً مظلومین مضروبین و ذبحوا کالمعز والجمال .
قتال صرف در آن وقت شد کہ چوں تا عمرے دراز جور کشیدند و تختہا چشیدند و پھو گو سپندان و شتران کشتہ شدند
و طال علیہم الجور والجفاء ، وتوالی الظلم والإیذاء ، حتی إذا اشتد الاعتداء .
و برایشان جور و جفا از حد و اندازہ بیرون شد و ستم و ایذا متواتر گردید پس چوں آں تجاوز ہارا حدّے و نہایت
و سُمع عویل المستضعفین والبكاء ، فأذن للذین قتل الکفرۃ إخوانہم والبنین ،
نماند و فریاد کمزوران و گریہ شان بدرگاہ خداوند عزوجل رسید پس خدائے عادل آنا نرا اجازت مقاتلہ و محاربہ داد
وقیل اقتلوا القتالین والمعاونین ، ولا تعتدوا فإن اللہ لا یحب
چرا کہ عزیزان و برادران و پیرانی شان از دست ظالمان کشتہ شدہ بودند و گفتہ شد کہ قاتلان و مددگاران ایشان را بکشید و از حد تجاوز نکنید کہ
المعتدین . ہنالک جاء أمر الجہاد ، وما کان إکراۃ فی الدین وما جبر علی
خدا تجاوز کنندگان را دوست نمی دارد۔ پس در آن وقت امر جہاد و جنگ آمدہ بود و ہرگز ایں ارادہ نبود کہ با کراہ و جبر مردم را
العباد ، وما بُعث نبی سفاکاً بل جاؤوا کالعباد ، وما قاتلوا إلا بعد
در دین اسلام داخل کنند۔ و پیچ نبی بہ ناحق کشندہ در دنیا مدہ است بلکہ ہمہ انبیاء چون باران رحمت آمدہ اند و ہرگز جنگ نکردہ اند
الأذى الکثیر والقتل والنہب والسبی من أیدی العدا و غلوہم فی
مگر در آن صورت کہ مدّتے دراز ایذا کشیدند و قتل و غارت و غلام گرفتن از دشمنان دیدند و در فساد جوش او شان را مشاہدہ
الفساد ، فرُفعت هذه السُنّة برفع أسبابها فی هذه الأيام ، و أمرنا أن
کردند پس ایں طریق در ایں زمانہ از ایں وجہ متروک شد کہ اسباب آں معدوم شدند و ما را حکم شد کہ
نُعدّ للکافرین کما یُعدّون لنا ، ولا نرفع الحُسام قبل أن نُقتل بالحسام .
بمقابل کافران ہماں طرز اختیار نکیم کہ او شان اختیار کردہ باشند و بمقابل آناں کہ ما را بہ شمشیر نہ می کشند بشمیر نہ پردازیم۔
وترون أن النصر لا یقتلوننا فی أمر الدین ، ولا قوم آخرون من
و شامی بینید کہ عیسائیان در امر دین ما را نمی کشند و نہ قومے دیگر از

البعید والقربین۔ فہذہ السیرۃ عارٌ للإسلام۔ أن نترك الرفق لقوم رفقوا۔

نزدیکان و دوران برائے مذہب جنگ می کنند۔ پس اس سیرت برائے اسلام جائے عار است کہ بازمی کنندگان نرمی نکرده آید

فأمعنوا یا معشر الکرام۔ وقد جاء فی صحیح البخاری أن المسيح الموعود یضع الحرب،

و در صحیح بخاری آمده است کہ مسیح موعود جنگ نخواهد کرد

یعنی لا یستعمل الطعن ولا الضرب، فما کان لی أن أخالف أمر النبی الکریم،

و شمشیر و نیزہ را نخواهد گرفت پس مرا کہ مسیح موعود نمی سزد کہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ سلام اللہ الرؤوف الرحیم۔ وقد جرت علیہ سُنّة نبینا خاتم النبیین،

را بگذارم و وصیت اورا کہ سلام خدا بر او باد ترک کنم۔ چرا کہ بازمی کنندگان نرمی کردن امرے است کہ بر آں سنت پیغمبر ما

فأی أمرٍ أفضل منه یا معشر العاقلین؟ ویکفی لکم ما قال سیدنا خاتم النبیین،

صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ است۔ پس ازیں بزرگتر کدام امر خواهد بود کہ پیروی آں کنم۔ و شمارا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ صلوات اللہ و الملائکة و الصالحین من الناس أجمعین۔ ثم مع ذالک

برائے پیروی کافی است برو درود خدا و فرشتگان و تمام نیکوکاران باد بازبا این ہمہ این امر نیز

قد ثبت أن الأحادیث التي جاء فی المهدی الغازی المحارب من

بنیائے ثبوت رسیده است کہ ہمہ آں حدیثہا کہ در بارہ مہدی غازی آمدہ اند کہ بزعم علماء از اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا

نسل الفاطمة الزهراء، کلها ضعيفة مجروحة، بل أكثرها موضوعة، ومن قسم

خواہد بود ضعیف و مجروح ہستند بلکہ اکثر آں حدیثہا موضوع و از قسم افترا

الافتراء۔ وما وثّق رُواتُها، وأشکل علی المحدثین إثباتُها، ولأجل ذالک

ثابت شدہ اند۔ و راویاں آں حدیثہا در نظر محدثان معتبر نیستند و بر علماء فنی حدیث اثبات صحت آں حدیثہا بسیار مشکل

ترکھا الإمام البخاری و المسلم و الإمام الہمام صاحب المؤطا و جرحھا کثیر من المحدثین۔

گردیدہ۔ و از ہمیں سبب امام بخاری و امام مسلم و امام مالک رضی اللہ عنہم آں احادیث را در کتب خود ذکر نفرمودہ اند و بسیارے از

فمن زعم أن المهدی المعهود و المسيح الموعود رجلا ن یخرجان کالمجاهدین،

محدثان بر آں حدیث ہاجرہ کردہ۔ پس آنانکہ اس اعتقاد می دارند کہ مہدی و مسیح دو کساں ہستند کہ بچہاں کندگان خروج

ویسلان السیف علی النصاری والمشرکین، فقد افتتری علی اللہ ورسولہ
خواہند کرد و بر عیسایاں و مشرکان شمشیر خواہند کشید۔
ایشاں برخدا و رسول او افترا کردہ اند

خاتم النبیین، وقال قولاً لا أصل له فی القرآن ولا فی الحدیث ولا فی أقوال المحققین۔
و قولے گفتہ اند کہ اصل آں از قرآن و احادیث صحیحہ و بیان محققین بیایہ ثبوت نمی رسد۔

بل الحق الثابت أنه: ”لا مہدی إلا عیسیٰ“، ولا حرب ولا یؤخذ السیف ولا القنا۔
بلکہ حق ثابت ہمیں امر است کہ بجز مسیح موعود ہیچ کس مہدی نیست و او ہیچ شمشیر و نیزہ نخواہد گرفت

هذا ما ثبت من نبینا المصطفیٰ۔ وما کان حدیث یفتری، وشہد علیہ
ہمیں قول است کہ از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ثابت گردیدہ۔ و ایں حدیث نیست کہ افترا کردہ شود و صحیح بخاری و صحیح مسلم

الصحیحان فی القرون الأولى، بما ترکا تلک الأحادیث وإن فی هذا ثبوت لأولی النهی،
بریں امر بدیں طور گواہی دادہ اند کہ ایں احادیث را ذکر نہ کردہ و دریں مقلند اں را بر دعویٰ ما ثبوتے واضح است

وتلک شہادۃ عظمیٰ، فانظر إن كنت من أهل التقیٰ۔ واعلم أن عیسیٰ المسیح
پس اگر متقی ہستی دریں تامل کن و بدان کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نبی اللہ قد مات ولحق برسل خلوا وترکوا هذه الدنیا، وقد شہد علیہ ربنا فی کتابہ
وفات یافتہ اند و بانبیاء وفات یافتگان پیوستہ
و خدائے ما در قرآن بر آں گواہی

الأجلی، وإن شئت فاقراً: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي، ولا تتبع قول الذین ترکوا القرآن
دادہ و اگر بخواہی ایں آیت بخواں یعنی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي و پیروی قول آنکساں مکن کہ قرآن را بہوای نفس

بالہوی۔ و ما أتوا علیہ برہان أقوى، وقالوا وجدنا علیہ آباءنا و لو کان
خود ترک کردہ اند۔ و براں دلیلے نیاوردہ اند و می گویند کہ ما پدران خود را بریں یافتہ ایم اگرچہ

آباؤہم بُعدوا من الہدیٰ۔ و انا نریکم آیات اللہ فکیف تکفرون۔ هذا
پدران ایشاں از حق دور افتادہ باشند و ما آیتہائے قرآن بشما نمائیم پس چو نہ انکار آیتہائے کنید

ما قال اللہ، فبأی حدیث بعد کلام اللہ تؤمنون؟ أتترکون القرآن بأقوال
و بعد کلام الہی کدام سخن را یاد و خواہید کرد
آیا قرآن را با اقوال ناشناختہ

لا تعرفون؟ أتجعلون رزقكم أنكم تكذبون. وتوثرون الشك على اليقين.

ترک خواہید نمود۔ آیا نصیبِ شامیں است کہ تکذیبِ کلامِ الہی کنید و شک را بر یقین بگزینید

ولا قول كقول رب العالمين . وإنّا أثبتنا أن عيسى عليه السلام هاجر

و بیج تو لے چوں قولِ خداوند عالمیاں نیست و ما ثابت کردہ ایم کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از واقعہ

من وطنه بعد واقعة الصليب، والهجرة من سنن المرسلين بإذن الله المجيب

صلیب از وطن خود ہجرت کردہ بود و ہجرت سنتِ انبیاء علیہم السلام است

القريب . ثم سافر إلى هذه الديار، ديار الهند كما جاء في الآثار، وكَمَل الله

باز سوئے ایں ملک کہ ملک ہندوستان است سفر کرد چنانچہ در آثار آمدہ است۔ و خدا تعالیٰ

عمره إلى مائة وعشرين كما جاء في الحديث من النبي المختار، ثم مات ودُفن

اورا تا یکصد و بست سال عمر عنایت فرمود چنانکہ در حدیث جناب نبی علیہ السلام آمدہ است۔ و از ملک ما

في أرض قريبة من هذه الأقطار، وقبره موجود في سرينگر الكشمير إلى هذا الزمان،

در قریب تر زمین دُن شد و قبر او در سری نگر کشمیر تا ایں زمان موجود است

ومشهور بين العوام والخواص والأعيان، ويزار ويُتبرك به، فاسأل أهلها

و در خاص و عام مشہور است و مردم زیارت آں قبر مے کنند پس اگر شک باشد از

العارفين إن كنت من المرتابين . وانظر كيف مُزقت تلك الخيالات، ولم يبق

اہل کشمیر باید پرسید و غور باید کرد کہ چگونہ آں خیالات پارہ پارہ شدند و از انہا

لها أثر وبطلت تلك الروايات، فانكشف أن المراد من المسيح النازل

اثرے نہ ماند و روایت باطل شدند۔ پس متحقق شد کہ مراد از ایں لفظ کہ مسیح نازل خواہد شد

رجل أُعطي له خُلُق المسيح، وهو الذي يُكَلِّمكم يا أولى النهي والفهم الصحيح.

ظہور مردے است کہ بر خلق مسیح باشد و او ہماں مرد است کہ باشا کلام می کند اے ارباب فہم صحیح

واعلموا أن وقت الجهاد السيفي قد مضى، ولم يبق إلا جهاد القلم والدعاء و

بدانید کہ وقتِ جہادِ سیفی در گزشت و بجز جہادِ قلم و دعا و نشانہائے عظمیٰ بیج چیزے

آیات عظمیٰ . والذین یعتقدون أن الجہاد السیفی سيجب عند ظهور الإمام،	
باقی نمائندہ و آنانکہ ایں اعتقاد مے دارند کہ جہاد سیفی غفریب بروقت ظہور امام مہدی واجب خواہد شد	
فقد أخطأوا . وإنا لله على زلّة الأقدام . وما هذا إلا خطأ نشأ من قلة التدبّر	
پس ایشان خطا کردہ اند و بر لغزش قدم شاں جائے انا لله گفتن است و ایں خطا بوجہ قلت تدبّر در احادیث	
فی أحادیث خیر الأنام، ومن عدم التفريق بين الموضوعات والصحاح واتباع	
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور آمدہ است و نیز ازیں جہت کہ در موضوعات و احادیث صحیحہ فرقی نکرده اند	
الأوهام . والأسف كل الأسف على رجال يعلمون أن أحادیث المہدی الغازی مجروحة	
و افسوس بر آن مردم است کہ میدانند کہ احادیث آمدن مہدی غازی ضعیف و مجروح اند	
غير صحيحة، ثم یعتقدون بمحيثه من غير بصيرة، ولا يقولون قولاً على وجه	
باز اعتقاد آمدن او می دارند و بیچ سخنی بوجہ بصیرت نمی گویند	
البصيرة، ولا یبتغون نوراً من النصوص النقلية والدلائل العقلية، و	
و از نصوص نقلیہ و دلائل عقلیہ نورے نمی خواہند	
كانوا عاهدوا أن یؤمنوا خطط الإسلام، ولا یتبّعوا قولاً یخالف قول	
پیش ازیں عہد کردہ بودند کہ غمخواری مہمات اسلام خواہند کرد و بیچ قولے را کہ مخالف قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	
سیدنا خیر الأنام . فلا شک أن وجود هؤلاء من إحدى مصائب التي	
باشد پیروی نخواہند کرد۔ پس بیچ شک نیست کہ وجود ایں مردم یکے ازاں مصیبتہاست کہ	
صُبَّتْ على الدين المتين، فإنهم لا یبتعون نوراً بل یمشون کالعمین . و	
بر اسلام نازل شدہ اند۔ زیرا کہ او شاں پیروی نور نمی کنند بلکہ همچونابینایان می روند	
ما كان علمهم مُطَهَّرًا من الشک والریب، وما رُشِحَتْ على قلوبهم	
علم شاں از شک و ریب پاک نیست و بردلہائے شاں فیضہائے غیب	
فیوض من الغیب، بل إنهم یقفون ما لیس لهم به من علم ولا بصيرة،	
نازل نمی شوند بلکہ ایشان چیزے را پیروی میکنند کہ بر حقیقت آن مطلع نیستند و بیچ بصیرتے	

وَيَتَّبِعْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنْ غَيْرِ دِرَايَةٍ وَمَعْرِفَةٍ. وَكَذَلِكَ جَعَلُوا دِينَ اللَّهِ	
نہ دارند و بعض بعض را پیروانند بغیر اینکه علم و معرفت داشته باشند۔ و همچنین از نادانی ہائے خود دین الہی را	
بُحْمَقُهُمْ عَرَضَةُ الْمَعْتَرِضِينَ الْمُتَعَصِّبِينَ، وَلَعِبَةُ اللَّاعِبِينَ الْغَافِلِينَ .	
نشانہ معترضان متعصب کردہ اند و بازی گاہ بازی کنندگان غفلت شعار نموده اند	
إِنَّهُمْ قَوْمٌ جَاهِلُونَ مَعْرِفَةَ الْأُمُورِ الدِّينِيَّةِ وَالذَّقَائِقِ الشَّرْعِيَّةِ، وَصَارُوا أَئِمَّةَ	
ایشان قومے ہستند کہ معارف دینیہ و دقائق شرعیہ را فراموش کردہ اند و چند نادانان را	
قَوْمٌ جَاهِلِينَ . يُفْتَوْنَ وَلَا يَعْلَمُونَ، وَيُؤْمَرُونَ وَلَا يَتَفَقَّهُونَ، وَيَقُولُونَ	
پیرو خود ساختہ فتویٰ ہائی دہند و جواب صحیح را نمی دانند و پیشرو می شوند و دین تفقہ نمی دارند و می گویند	
وَلَا يَفْعَلُونَ . لَا يَمَسُّونَ شَيْئًا مِنْ مَعَارِفِ الْفِرْقَانِ، وَلَا يَتَّبِعُونَ رِجَالِ هَذَا	
و نمی کنند از معارف قرآن چیزے را مس نمی کنند و نہ مردان این میدان را	
الْمِيدَانِ، وَيَعْظُونَ وَلَا يَفْهَمُونَ مَا يَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ، وَمَا كَانُوا	
پیرو می گردند و مردم را وعظ می کنند و نمی دانند کہ چه چیزے از دہان شان بیرون می آید و چشم	
مُبْصِرِينَ وَلَا مَفْكَرِينَ، وَلَا عَلَى اللَّهِ مُقْبِلِينَ . وَإِنْ بَضَاعَةُ عِلْمِهِمْ مُزْجَاةٌ	
بیندہ نمی دارند و نہ فکرے می کنند و نہ از خدا ہدایت مے خواہند و اندازہ علم شان بسیار کم و ناقص	
نَاقِصَةٌ، وَإِنْ قُلُوبُهُمْ عَلَى الدُّنْيَا مَائِلَةٌ سَاقِطَةٌ، فَكَيْفَ يَفْهَمُونَ مَعْضَلَاتِ	
افتادہ و دل شان بر دنیا گوں گردیدہ پس چگونہ مشکلات دین را بفہمند	
الدِّينِ، وَكَيْفَ يَطَّلِعُونَ عَلَى مَعَارِفِ الشَّرْعِ الْمُتَمِّينِ؟ فَإِنْ مَعَارِفَ اللَّهِ	
و چگونہ بر معارف شرع متین اطلاع دادہ شوند چرا کہ معارف الہیہ فقط	
لَا تَنْكَشِفُ إِلَّا عَلَى قُلُوبٍ صَافِيَةٍ، وَأَبْوَابِ الدِّينِ لَا تُفْتَحُ إِلَّا عَلَى هِمَمٍ	
بر آن دلہا منکشف می شوند کہ صافی باشند و در ہائے دین فقط بر آن ہمت ہائی کشایند کہ	
عَلَى اللَّهِ مُقْبِلَةً، وَلَا تَنْجَلِي الْحَقَائِقَ إِلَّا عَلَى أَفْكَارٍ إِلَى الرَّحْمَنِ حَافِدَةٍ . ثُمَّ	
بخدا رو آرند و حقائق بر آن فکر ہا پر توہ می اندازند کہ سوائے رحمن دوندہ باشند باز	



مع ذالک وجب علی رجالٍ یتصدّون لمواطن المباحثات ویقتحمون سیول المباحثات،

بایں ہمہ بر مردانے کہ میدان ہائے مناظرات را پیش مے آید و در سیلابہائے مباحثات داخل مے شوند واجب است کہ

أن یکونوا متوغّلین فی العلوم العربیة، ومرتوین من العیون الأدبیة، و

در علوم عربیہ مہارتے تام داشتہ باشند و از چشمہ ہائے ادب سیرابی ہانصیب شاں باشد۔ و

مطلّعين علی فنون الکلام والأسالیب الغریبة المعجبة، وقادرین علی محاسن

بر فنون کلام و طرز ہائے عجیبہ غریبہ آں مطلع باشند۔ و بر محاسن کنایات

الکنایات، ومقتدرین علی طرق التفہیمات، وعارفین لمحاورات اللسان، و

و طریقہ ہائے تفہیم قدرتے حاصل دارند و بہ محاورات زبان عرب معرفت حاصل کردہ باشند

ضابطین لقوانین العاصمة من الخطأ فی الفہم والغلط فی البیان وأنّی لهؤلاء

و آں قواعد و ضبط شاں بودہ باشد کہ بداں ہا از خطا و فہم و غلطی کردن در بیان محفوظ و معصوم بمانند۔ و ایں مردم

هذه الكمالات؟ فلیس فی أیدیہم إلّا الخرافات، فلیبک علیہم من کان من

را ایں کمالات کجا حاصل اند و در دست شان بجز خرافات چیزے نیست۔ پس ہر کہ گریستن می خواہد برایشان بگریزد

الباکین .أینتظرون المہدی الغازی لیسفک الدماء، ویقتل الأعداء، و

آیا انتظار آں مہدی جنگ کنندہ می کنند کہ تا خونہا بریزد و دشمنان را قتل کند و

یقطع الهام، وبالسیف یشیع الإسلام؟ مع أنه لیس بثابت من الأحادیث

سر بابرد و بہ زور شمشیر اشاعت اسلام کند باوجود اینکہ ایں امر از احادیث صحیحہ ثابت

الصحیحة، ولا النصوص الفرقانیة، بل ثبت علی خلافہ عند المحققین .

نیست و نہ از نصوص فرقانیہ ثابت است بلکہ نزدیک محققین بر خلاف آن ثابت شدہ است

ثم مع ذالک هذا أمر ینکرہ العقل السلیم، ویأبى الفہم المستقیم،

باز باوجود ایں امر کہ بچو ایں خویز یہا از قرآن و حدیث ثابت نیستند ایں طریق خود زندقہ عقل سلیم قابل پذیرائی نیست و از قبول

فاسأل المتدبرین .وأنّ تعلم أن زماننا هذا زمان لا یسطو أحد

آں فہم مستقیم انکار می کند پس از تدبّر کنندگان پرس۔ و تو میدانی کہ ایں زمانہ چنان زمان نیست کہ بچ کس برائے

علینا للمذهب بالسيف والسنان، ولا يُجبر أحدٌ لتبّع دينه ونترك

مذہب بہ تیغ و نیزہ بر ماحملہ نمی کند و نہ کسے بر ماجر می کند تا با کراہ در دین او داخل شویم و دین اسلام

دین اللہ خیر الادیان، فلا نحتاج فی هذه الأيام إلى الحرب والانتقام،

را کہ خیر الادیان است ترک کنیم پس مادریں روز ہا بسوئے حرب و انتقام محتاج نیستیم

ولا إلى تشقیف العوالی وتشهیر الحسام، بل صارت هذه الأمور كشریعة

و نہ سوئے ایں امر محتاجیم کہ نیزہ ہا را تیز و راست بکنیم و شمشیر ہا را از نیام بیروں آریم بلکہ ایں امر بمشابہ شریعت شدہ اند

نُسخت، وطُرقٌ بُدلت. فلمّا مابقی حاجة إلى الغزاة والمحاربة،

کہ منسوخ شدہ باشد و بمشابہ راہ ہائے کہ تبدیل یافتہ باشند، پس ہر گاہ ہیچ حاجت سوئے جنگ و محاربہ نہ ماند۔

أقیم مقام هذا إتمام الحجة بالدلائل الواضحة القطعية وإثبات

قائم مقام آں دلائل واضحہ قطعیہ شدند و براہین صادقہ

الدعای بالبراهین الصادقة الصحيحة، وكذلك وُضعت موضعها الآيات المنيرة

صحیحہ برائے اثبات دعویٰ کافی شمرده شدند و بجا ئے جگہا نشانہا و خوارق ہا قرار یافتند

والخوارق الكبيرة، فإن الحاجة قد اشتدت في وقتنا هذا إلى تقوية الإيمان،

چرا کہ در زمانہ ما برائے تقویت ایمان ضرورتے شدید است

ونزول الآيات الجليلة من الرحمن، ولا يُفيدهم سفك الدماء وضرب

و خلق اللہ سوئے ایں محتاج است کہ نشانہائے روشن را بہ بیند۔ و ایشان را خون ریختن و گردن زدن ہیچ فائدہ

الأعناق، بل يزيد هذا أنواع الشكوك والشقاق. فالمهدى الصدوق

نمی بخشد بلکہ ایں طریق از دست شکوک و مخالفت رانی افزاوند پس مہدی راستباز

الذى اشتدت ضرورته لهذا الزمان، ليس رجلٌ يتقلد الأسلحة و

کہ ضرورت او دریں زمان است چنان مردے نیست کہ سلاح بہ بندد و

يعلم فنون الحرب واستعمال السيف والسنان، بل الحق أن هذه العادات

فنون حرب را بدانند و تیغ و نیزہ را استعمال کند بلکہ ہجو ایں عادات

یضرّ الدین فی هذه الأوقات، ويختلج فی صدور الناس من أنواع الشكوك	
دریں زمانہ دین را ضرری رسانند	و انواع اقسام وساوس در دل ہائے مردم
و الوسواس، و یزعمون أن المسلمین قوم لیس عندهم إلا السیف والتخويف	
مے گذرند	و گمان می کنند کہ مسلمانان قومے ہستند کہ ز دشمنان بجز بہ شمشیر ترسانیدن و نیزہ ہا چیزے دیگر نیست
بالسنان، ولا يعلمون إلا قتل الإنسان. فالإمام الذی تطلبه فی هذا الزمان	
و بجز کشتن مردم چیزے دیگر نمی دانند	پس آن امام کہ دریں زمانہ دلہائے طالبان اورا
قلوب الطالبین، و تستقر به النفوس کالجائعين، رجل صالح مهذب	
می جویند	و جانہا ہچو گرسنہ ہا تلاش اوی کنند
آن مردے نیو کارا راست کہ	
بالأخلاق الفاضلة، و مُتَّصِفٌ بِالصِّفَاتِ الْجَلِيلَةِ الْمَرْضِيَّةِ، ثم مع ذالك	
بأخلاق فاضلہ آراستہ و صفات بزرگ پسندیدہ متصف باشد	باز با ایں ہمہ
كان من الذين أُوتوا الحكمة والمعرفة، ورُزِقوا البراهين والأدلة القاطعة،	
ایں ہم شرط است کہ او ازاں مردم باشد کہ از حضرت فیاض مطلق حکمت و معرفت نصیب شان گردیدہ و براہین	
وفاق الكل فی العلوم الإلهية، و سبق الأقران فی دقائق	
وادلہ قاطعہ دادہ شدہ	و از ہمہ مردم در علوم الہیہ فوقیت ہا حاصل کردہ
و از ہم جنسان خود در کتب الہیہ و	
النواميس و معضلات الشرعية، و كان يقدر علی کلام يؤثر فی قلوب الجلاس،	
غوامض شریعت سبقت بردہ	و او را قدرتے بر ہچو سخنے باشد کہ در دل حاضران فرود آید
و یتفوہ بکلم یتملحہا الخواص و عامة الناس، و كان مقتضبا	
و کلماتے از دہن او بیروں آئند کہ خواص مردم را ملیح نمایند	و عامۃ الناس را نیز ہم۔ و بر بدیہہ گفتن سخنانے
بملفوظات تحکی لآلی منصّدة، و مُرتَجَلًا بِنِکاتٍ تُضاهي قطوفاً مدلّلة،	
قادر باشد کہ در ہائے ہا ہم ترتیب دادہ را مشابہ باشند و بطور حاضر جواب نکتہ ہا بگوید کہ بخوشہ ہائے انکو تشبیہہ دارند	
مارنّا علی حسن الجواب، و فصل الخطاب، مستمکنا من قولٍ هو	
بر حسن جواب ملکہ کاملہ دارد و قوت فیصلہ درو موجود باشد	و چنان سخنے تواند گفت کہ

﴿۲۶﴾

أقرب بالأذهان، وأدخل في الجنان، مُبَكِّتًا للمخالفين في كل موردٍ تورَّده،

قریب تر باذهان و فرد آئینہ بدلہا باشد۔ و چنان باشد کہ در ہر موردے کہ وارد شود و نزد ہر کلامے کہ بگوید

و مُسَكِّتًا للمنكرين في كل كلامٍ أوردَه. فلا سيفَ في هذا الزمان إلا سيف

خشم را ساکت تواند کرد پس دریں زمانہ بجز شمشیر قوت بیان ہیچ شمشیر نیست

قوة البيان، ولا أجد في هذا العصر تأثير القناة، إلا في البراهين والأدلة

و من دریں روز ہا تا تاثیر نیزہ در ہیچ چیز بجز دلائل و نشانہائی ینم

والآيات. فإمام هذا العصر امرؤ كان فارس مضمار العرفان، والمؤيد

پس امام ایں زمانہ مردے است کہ فارس میدان معرفت باشد و بہ نشانہا

من الله بآيٍ وغيرها من طرق إتمام الحجة وأنواع البرهان. و كان أعرف

و دیگر طریق ہائے اتمام حجت و انواع برہان مؤید الہی باشد و در علم فرقان

من غيره بكتاب الله الفرقان، ليرهب به أعداء الله ويشفي صدور

از غیر خود زیادتہا داشتہ باشد تاکہ بردشمنان خدا رعب او طاری شود و دلہائے

الطالبين. و كان قادرًا على إصلاح نفسه التي هي أعدى أعدائه

طالبان را شفا بخشد و بر اصلاح نفس خود کہ بدترین دشمنان است قادر باشد

لتدّوب بالكلية ولا تنازع الله في كبريائه. و كان متوكلًا متواضعًا

تا کہ نفس او بکلی بگدازد و در عزت و کبریائی حضرت جلّ شأنہ دم مشارکت نزند و نیز متوکل و متواضع

مُبْتَهِلًا لإعلاء الشريعة الغراء صابرًا، مُشْفِقًا على عباد الله ومجتهدًا

و برائے اعلائے کلمہ اسلام تضرع کنندہ باشد و صبر کنندہ و بر بندگان خدا شفقت دارندہ و بعقد ہمت

لهم بعقد الهمة والإلحاح في الدعاء. ولا ينسى أحدًا من المخلصين

و زور دادن بردعا ہا کا میابی شان خواهندہ باشد و ہماں باشد کہ کسے را از مخلصان خود فراموش نکند

ولو كانوا في أبعد أقاليم، ويُجادل الله في أشقياء جماعته كإبراهيم،

اگر چہ او شاں در دور ترین ولایت ہا باشند و بچو ابراہیم از بہر بد بختان جماعت خود بہ خدا تعالی مجادلہ کند

وكان وجهها في حضرة رب العالمين. فإن مثل الإمام مثل رجلٍ	
و در حضرت رب العالمین وجہ باشد	چرا کہ مثل امام مثل آن شخصے است
قوي تعلق بأهدابه ضعيفٌ أو شيخٌ كبيرٌ يتخاذلان رجلاه، و	
کہ قوی باشد و بدامان او چنان کمزورے یا پیرے سالخورده بچہ زدہ باشد کہ ہردو پائے اوست و	
ضعفٌ عيناه، فيأخذ هذا الفتى الضعيف. والشيخ الفانى الخرف	
بے محلے افتد و ہردو پشیمان او کمزور اند۔ پس ایں جوان آن ضعیف و شیخ فانی ملوب الحواس را می گیرد	
النحيف، ويعصمه من أن يظلم نفسه ويحيف، وكذا لك يأخذ	
و از بیکہ بر جان خود ظلم کند نگہ می دارد	و ہم چنین آن جوان آن پیرے
كلٌ من خيف عليه العثار للضعف من المريرة، ويُعطى غصَّاطريًا	
را می گیرد کہ از ضعف قوت خود خطرہ لغزش دارد	و ہر یکے را کہ محتاج قوت
كلٌ من احتاج إلى امتراء الميرة، ويُبلغ المستضعفين اللاغبين	
لا یبوت است میوہ ہائے تر و تازہ می دہد	و کمزوران و درماندگان را بچھو جوان مرداں
إلى ديارهم كفتيان ناصرين. فالذى ما أوتى قلبه صفة الشفقة	
تا وطن شان می رساند	پس شخصے کہ دل او را صفت شفقت و غمخواری
والمواساة، وماله قوة وشجاعة كالأبطال والكماء، ولا يقبل	
ندادہ اند	و نہ درو بچھو دلیران و بہادران قوت شجاعت است و نہ از خدا
على الله لخلقه بالبكاء والتضرعات، ولا يوجد فيه رُحْمٌ أكثر من	
بہ تضرع بہتری مخلوق اومی خواہد	و درو رحمے زیادہ تر از
رحم الوالدات، فلا يُؤتى له هذا المنصب ولا يوجد فيه شيء	
رحم مادران یافتہ نمی شود۔ پس چنین کسے را ایں منصب نہ می دہند و ازیں نشان ہا چیزے درو یافتہ	
من هذه الآيات، وليس هو وارث إمام الكونين وسيد الكائنات .	
نمی شود	و او وارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیست

وَأَمَّا الَّذِي أُعْطِيَ لَهُ هَذَا التَّحَنُّنَ وَالشَّفَقَةَ، وَمُلَأَّ قَلْبُهُ بِهَذِهِ الصِّفَاتِ،	
مگر آں کسے کہ اور ایں مہر و شفقت دادہ شد	و اور ازیں صفت پُر کردہ شد
مَعَ انْسِلَاخِهِ مِنْ أَهْوَاءِ النَّفْسِ وَالشَّهَوَاتِ، وَاسْتِهْلَاكِه	
و با ایں ہمہ از ہوائے نفس و شہوات آں بیروں آمدہ	
فِي حُبِّ اللَّهِ وَمَحَوِّتِهِ فِي ابْتِغَاءِ وَجْهِ اللَّهِ وَالْمَرْضَاةِ، فَهُوَ كَبَرِيَّةٌ	
و در محبت الہی فنا گشتہ	او کبریت احمر
أَحْمَرُ وَبَدْرٌ تَامٌ وَدَوْحَةٌ مَبَارَكَةٌ لِلْكَائِنَاتِ، لِيَتَفَيَّأَ النَّاسُ ظِلَالَهُ	
و بدر تامل است و برائے مردم درخت مبارک است تا مردم زیر سایہ او بیایند	
وَيَأْتُوهُ لَجَلْبِ الْبَرَكَاتِ. وَهُوَ دَارُ أَمْنٍ لِيَجُوسَ الْمَضْطَرُّونَ	
و برائے حصول برکات پیش او حاضر شوند۔ و او خانہ امن و سلامتی است تا بے قراران درو	
خَالَاهَا. وَلِيَأْخُذُوهُ كَهْفًا عِنْدَ الْآفَاتِ. وَهُوَ مُبَارَكٌ وَبُورَكٌ مَن حَوْلَهُ	
داخل شوند و بوقت آفات او را پناہ خود بگیرند	و او مبارک است و نیز آن کسے مبارک است
وَبُشْرَى لِمَنْ لَاقَاهُ وَرَأَاهُ، أَوْ سَمِعَ مِنْهُ بَعْضَ الْكَلِمَاتِ. إِنَّهُ رَجُلٌ	
کہ گرداوی گردد۔ و بشارت باد کسے را کہ با او ملاقات کرد و او را دید و بعض کلمات او شنید۔ او	
يُوَالِي اللَّهَ مِنَ الْوَالِهَةِ، وَيُعَادِي مِنَ عَادَاهُ. وَيَأْتِيهِ السَّعْدَاءُ	
مردے است کہ خدا دوست دارندگان اور دوست می دارد و دشمن دارندگان اور دشمن می دارد۔ و نیک مرداں	
مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ وَدِيَارٍ بَعِيدَةٍ، وَهُوَ كَهْفٌ لِلْمَلَّةِ وَ أَمَانٌ مِنَ اللَّهِ	
از ہمدراہ ہائے دور و دراز پیش او می آیند	و او پناہ ملت و امان خدا
لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ. وَمِنْ عِلَامَاتِ صَدَقَةِ أَنَّهُ يُؤْذَى فِي أَوَّلِ أَمْرِهِ	
برائے ہر مسلم و مسلمہ می گردد	و از علامات صدق او این است کہ او را در اول امر خود ایذا دادہ

وَيُسَلِّطُ عَلَيْهِ الْأَشْرَارَ، وَيَسْطُو الْفُجَّارُ، مُسْتَهْزِئِينَ مُكَذِّبِينَ، وَيَقُولُونَ
می شود ۔ و در حق او چیز ہا مے گویند و چوں جور و جفا بکمال مے رسد
فِيهِ أَشْيَاءٌ وَيَسْبُونَ مُجْتَرِئِينَ . وَهُوَ يَدِجُّ عَلَى الْأَرْضِ دَجَّ الصَّوَارِ، وَ
يَمْشِي هَوْنًا كَالْأَخْيَارِ، وَلَا يَجْزِي السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَيُدْفَعُ بِالتِّي هِيَ
أَحْسَنَ وَأَنْسَبَ لِعِبَادِ الْحَضْرَةِ حَتَّى إِذَا تَمَّ أَيَّامُ الْإِبْتِلَاءِ، وَمَا قُدِّرَ
عَلَيْهِ مِنْ جَوْرِ السَّفَهَاءِ، فَيُنْفَخُ فِي رَوْعِهِ أَنْ يَقْبَلَ عَلَى اللَّهِ كُلَّ الْإِقْبَالِ،
پس در دل اومی دمند کہ سوائے خدا عز و جل متوجہ شود
وَيَسْتَلُ نَصْرَتَهُ بِالتَّضَرُّعِ وَالْإِبْتِهَالِ، فَتَتَحَرَّكُ فِي بَاطِنِهِ هَذِهِ الْإِرَادَاتُ،
و مدد او نخواہد
فَيَخِرُّ سَاجِدًا لِلَّهِ فَتُسْتَجَابُ الدَّعَوَاتُ، وَتَكُونُ لَهُ النَّصْرَةُ وَالْفَتْحُ فِي
پس دُعائے او قبول کردہ می شود و انجام کار
آخِرِ الْأَمْرِ وَفِي الْمَالِ . وَيَخْلُقُ اللَّهُ لَهُ أَسْبَابًا مِنَ السَّمَاءِ بِاللَّطْفِ
فتح اور اومی باشد
وَالنَّوَالِ، وَيَفْعَلُ لَهُ أَفْعَالًا يَتَحَيَّرُ الْخَلْقُ مِنْ تِلْكَ الْأَفْعَالِ، وَ
يَقْلُبُ الْأَمْرَ كُلَّ التَّقْلِيلِ وَيُؤْمِنُهُ مِنَ الْخَوْفِ وَالْإِهْتِيَالِ . وَ

کذالک جرت عادتہ بأولیائہ، فإنہ يجعل أعداءہم غالبین فی أوّل	
و خدا را ہمیں عادت	با اولیائے خود است کہ اوشاں بادل حال مغلوب و مقهور و نشانہ
الأمر، ثم يجعل الخواتیم لهم، وقد كتب أن العاقبة للمتقین .	
ایذا دشمنان می باشند	و انجام کار فتح و ظفر نصیب ایشان می گردد
ولا یبعث کمثل هذه الرجال إلا بعد مرورٍ من القرون بإذن الله الفعّال،	
و ایں چنین مردم بعد از مرور سالہائے دراز مبعوث می شوند	
وبعد فسادٍ فی الأرض وصول الأعداء وسیل الضلال . فیذا ظهر	
و چون فساد در زمین ظاہر شود و موجهانند و مردم حدود خداوند عزّ و جلّ را فراموش کنند	
الفساد فی الأرض وزاد العدوان، وکثر الفسق والعصیان، وقلّ	
المعرفة وصار الناس کالعمین، و جهلوا حدود الله رب العالمین، و	
تطرق الفساد إلى الأعمال والأفعال والأقوال، وصار أمر الدین مُتَشَتَّتًا	
و مُشْرِفًا على الزوال، والأعداء مدّوا أيديهم إلى بیضة الإسلام،	
وانتهی شعار الدین إلى الانعدام، وما بقى فی وُسع العلماء. أن	
و علماء را برائے اصلاح مردم قوت و	
یردّوا الناس إلى الصلاح والأتقاء، بل العلماء وهنوا ونسوا خدمة	
قدرت نماند	بلکہ خودست و غافل و مغلوب نفسہائے خود

﴿۳۰﴾

الدين، وتمايلوا على الدنيا الدنيّة، وما بقى لهم حظ من الإيمان واليقين. و
شوند۔

بلغ أمر الفساد والفسق والضلالة. إلى منتهى الغي كعلّة كانت في الدرجة

الثالثة، وما بقى رجاء أن يبرأ الناس بمجرّ القال والقيّل، فعند ذالك

پس دریں ہنگام

يُرسلُ مصلحٌ ويُعطى له مِن لدن ربه علمٌ ومعرفةٌ وصدق وطريقٌ إقامة

از نزد او تعالیٰ مردے مصلح پیدا می شود و او را علم و معرفت می بخشند

الدليل، وطهارةٌ واستقامةٌ، وعليه جرت عادة الرب الجليل. فالحاصل

أن العناية الإلهية تقتضى بالفضل والإحسان، أن يبعث نبياً أو مُحدثاً

و عنایت الهیہ تقاضی فرماید کہ نبی یا محدث را مبعوث کند

في ذالك الزمان، ويفوّض إليه هذه الخطة ويجتبيه لإصلاح نوع الإنسان،

و خدمت دین سپرد فرماید

فيجيء في وقت تشهد فيه القلوب السليمة لضرورة داعٍ من حضرة الكبرياء.

و او بوقتے آید کہ دلہائے سلیم در آں وقت ضرورت ایں امر محسوس می کنند

وتحسّ كل نفس متيقظة حاجةً إلى تائيد رب السماء، ويجدون ريحه، ونفخاته

و ہر نفس بیدار می در یابد کہ دریں وقت حاجت تائید الہی است و قوت شامہ ارواح شان

تقرّع شامةً أرواحهم، فعند ذالك يظهر مأمور الله، ويغض سبل الفتن،

خوشبوئے او را محسوس مے کند۔ پس مے آید و سبل فتنہ ہائیک مے شوند

و یتم الحجة على الكافرين. ولا يأتي إلا عند الضرورات، ولا يسلّ السيف	
و بر مگر ان حجت تمام می گردد و محدث یا نبی بجز وقت ضرورت نمی آید۔ و شمشیر نمی کشد مگر بر آناں	
إلا على الذين سلوها من الظالمين والعصاة .	
کہ شمشیر کشیدہ باشند	
ثم اعلم أيها السعيد أن أكثر الناس قد أخطوا وغلطوا في أمر المهدى المعهود	
بدال کہ اکثر مردم در امر مہدی معہود خطا کردہ اند	
ونسبوا إليه سفك الدماء وقتل كثير من النصارى واليهود، وقالوا إن ملوك	
و اورا بخونریزی و قتل نصاری و یہود منسوب کردہ اند۔ بلکہ علماء ایں دیاری گویند کہ در وقت مہدی	
النصارى الذين هم ملوك الهند من أهل المغرب أعنى اليوروفين، يؤخذون و يُطَوَّقون	
شاہان ہندوستان را کہ یورپین باشند ماخوذ کردہ و طوق در گردن	
ثم يُحَضَّرُونَ في حضرة المهدى صاغرين. وما لهم به من علم أن يقولوا إلا	
انداختہ پیش مہدی حاضر خواہند ساخت۔ لیکن باید دانست کہ ایں تنہا محض افترا ہستند	
كالمفترين. وما عندهم إلا أحاديث ضعيفة و وضع من الواضعين، ولا	
و بدست شاں ہیج حدیث صحیح نیست	
تجد في أيديهم حديثاً صحيحاً من خاتم النبيين . فاتقوا الله ولا تعتقدوا كمثل	
هذه العقائد، ولا تستروا شريعة الله تحت الزوائد متعمدين . والذين	
لا يتركون هذه الأقاويل، ولا يستقرون البرهان والدليل، ولا يطلبون	
و ایشان	

نوراً یشفی النفس وینفی اللبس، ویکشف عن حقیقۃ الغمی، ویوضح المعمی،

نور ثبوت رانی جو بندہ کہ موجب اطمینان نفس گردد و حقیقت منکشف شود

ولا یمعنون النظر کالمحققین، بل یتبع بعضهم بعضاً کالعمین، ولا یسرحون

وہم جو محققان نظر رانی دو انند

الطرف کالمفتشین، فأولئک قوم یشابھون جہاماً و خلباً، ویضاهون متصلاً

قُلُباً، أو هم کبیوت عورة، أو کأشجارٍ غیر مثمرة، لیس عندهم من غیر لحي طُولت،

ہم جو خانہ ہائے خالی اند یا ہم جو درختان بے بر و نزد شاں اگر چیزے ہست ہمیں ریشہا ہستند

وأنفٍ شَمَخَتْ، ووجوه عبست، وألسُنٍ سلطت، وقلوب زاغت . ولهم أمانی

کہ دراز گذاشتہ اند و بینی ہاکہ بہ تکبر بلند کردہ۔ وروہا کہ ترش اندوز بانہا کہ بہ بدگوئی دراز اند۔ ودلہا کہ کج اند

لا یترونها، وأهواء ینخفونها، فلا یردون مناهل التحقيق، ولا یستقروون

وایشان را آرزوہا ہستند کہ ترک آنہا نمی کنند۔ وخواہشہا ہستند کہ پوشیدہ می دارند۔ ودر چشمہ ہائے تحقیق وارد

مجاہل التدقیق، ولا یبذلون جہدہم لرؤیۃ الحق المبین، ولا یجاہدون لإیصال

نمی شوند وراہ ہائے باریک بینی رانی جو بندہ کو کوششہائے خود را برائے دیدن حق خرچ نمی کنند۔ وپیش سعی بجا

الناس إلى ذری یقین.

نمی آرند تا مردم را بہ یقین برسانند

وآخر الکلام فی هذا الباب، أنى أنا المسيح المہدی من رب الأرباب، وما جئت للمحاربات

وآخر کلام دریں باب ایں است کہ من مسیح موعود و مہدی ام وبرائے جنگ ہا نیا دم

وما أمرنی ربی للغزاة. إني جئتُ علی قدم ابن مریم، لأدعو الناس إلى مکارم الأخلاق وإلى

بلکہ بر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام آمدہ ام تا کہ مردم را سوائے مکارم اخلاق و سوائے رب رحیم و

رَبِّ اَكْرَمَ وَاَرْحَمَ، وَلَا اَرَى حَاجَةً اِلَى سَلِّ السِّیُوفِ مِنْ اُجْفَانِهَا، بَلْ هِيَ عَارٌ لِّمَلَّةٍ

وکریم بخوانم۔ و من هیچ حاجت سوئے کشیدن شمشیر نہ می یافتم بلکه این کار برائے آن مذهب عار است

أَحَاطَتْ الْبِلَادُ بِلَمَعَانِهَا. نَعَمْ! حَاجَةٌ اِلَى بَرِّی الْأَقْلَامِ لِحَوْلَانِهَا، لِنَجِّی النَّاسَ مِنْ

کہ در ذات خود روشنی می دارد۔ آری حاجت ما سوئے قلم با ست تا مردم را از گمراہی رہا و طوفان آن

الضَّلَالَاتِ وَطُوفَانِهَا. وَإِذَا جِئْتُ عَلَمَاءَ هَذِهِ الدِّیَارِ، فَكَفَّرُونَنِي وَكَذَّبُونَنِي بِالْإِصْرَارِ،

گمراہی با نجات دہیم و من چون سوئے علماء این دیار آمدم بر کفر من فتویٰ دادند و تکذیب من کردند و

وَأَعْرَضُوا عَنِ الْحَقِّ بِالْإِسْتِكْبَارِ، وَقَالُوا دَجَالٌ افْتَرَى. فَأَرَاهُمُ اللَّهُ الْآیَةَ الْكُبْرَى، وَ

گفتند کہ دجال است و خدائے تعالیٰ ایشان را نشانها نمود و

ظَهَرَتْ أَنْبَاءُ الْغِیْبِ وَبَرَكَاتُ عَظْمَنِی، وَخُسْفُ الْقَمَرِ وَالشَّمْسِ فِی رَمَضَانَ، فَمَا تَقَلَّبَ

پیشگوئی با بظہور آمدند و برکتها ظاہر شدند۔ و ماہ و مہر در رمضان منکسف شدند لیکن هیچ دلی

قَلْبٌ اِلَى الْحَقِّ وَمَا لَانِ، وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ سُبُلَ الْهَدَايَةِ، فَمَا امْتَنَعُوا مِنَ الْعِمَايَةِ وَالْغَوَايَةِ،

نرم نشد و از گمراہی باز نیامدند

وَأَلْفَتْ لَهُمْ مَجْلَدَاتِ ضَخِيمَةٍ وَكِتَابًا مَّطْوَلَةً مَبْسُوطَةً. فَمَا قَبِلُوا الْحَقَّ بَلْ سَبَّوْا كَالسُّفَهَاءِ،

و برائے ایشان کتابهای ضخیم تالیف کردم پس قبول نہ کردند بلکه بچوشتها دشنام دادند

وَزَادُوا فِی الْغَيِّ وَالْإِعْتِدَاءِ. وَقَدْ وَضَحَ لَهُمْ بِصَدَقِ الْعَلَامَاتِ أَنَّی مِنَ اللَّهِ رَبُّ السَّمَاوَاتِ،

و در گمراہی و افراط در ظلم قدم پیش نہادند۔ و او شان را بصدق علامات واضح شد کہ من از طرف خدا تعالیٰ ہستم

فَمَا كَانَ أَمْرُهُمْ إِلَّا الْفَحْشُ وَالْإِیْذَاءُ وَالشَّتْمُ وَالْإِزْدِرَاءُ، وَقَدْ رَأَوْا مِنْ رَبِّی آيَاتٍ وَ

مگر بچرخش گفتن و ایذا دادن هیچ کار ایشان نبود و از خداوند من نشانها دیدند

أَنْوَاعَ تَأْيِيدَاتٍ، فَمَا قَبِلُوا ظُلْمًا وَعُغْلُوْا وَمَا كَانُوا مُنْتَهِنِينَ. وَمَا جِئْتُهُمْ فِی غَیْرِ وَقْتِ بَلْ

مگر قبول نکردند و باز نیامدند و من در غیر وقت نزد شان نیامدم بلکه

جِئْتُ عِنْدَ غُرْبَةِ الْإِسْلَامِ، وَفِی زَمَانٍ فَسَادٍ أَشَارَ اِلَيْهِ سَيِّدُنَا خَيْرُ الْأَنْبَاءِ، وَعَلَى رَأْسِ الْمَائَةِ،

در وقت غربت اسلام ظاہر شدم و در هنگام فسادے ظہور کردم کہ سوئے آن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارت کردہ بود

وَكَانُوا مِنْ قَبْلِی يَنْتَظِرُونَ وَقْتُ هَذِهِ الْمَائَةِ، وَيَحْسِبُونَهَا مَبَارَكَةً لِّلْمَلَّةِ، فَلَمَّا جِئْتُمُوهُمْ ﴿۳۲﴾

و بر سر صدی آمدہ ام۔ و این مردم این صدی را انتظار مے کردند و این را مبارک می دانستند۔ و چون نزد شان آمدم

نَبَذُوا عَلَومَهُمْ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ، وَصَارُوا أَوَّلَ الْمَعَادِينِ. وَلَوْلَا خَوْفُ سِیْفِ الدَّوْلَةِ

ہمہ علوم خود را پس پشت انداختند و اوّل دشمنان شدند۔ و اگر خوف شمشیر دولت برطانیہ نبودے

البرطانية، لقتلونى بالسيف والأسنة، ولكن الله منعهم بتوسط هذه الدولة

مر قتل کردند

المحسنة فنشكر الله ونشكر هذه الدولة التى جعلها الله سبباً لنجاتنا من أيدى الظالمين.

پس خدا را داین دولت برطانیہ را شکر می کنیم کہ موجب نجات ما گردید و ماہائے ما و جانہائے ما

إنها حفظت أعراسنا ونفوسنا وأموالنا من الناهبين . وكيف لا تُشكر وإنا نعيش

و آبروہائے ما از ظلم ظالمان محفوظ ماندند وزیر سایہ این دولت با من بسر

تحت هذه السلطنة بالأمن وفراغ البال، ونُجِّينا من أنواع النكال، وصار نزولها

می بریم و از انواع عذابہا برستیم و نزول ایشان

لنا نزول العزّ والبركة. ولنلنا غاية رجائنا من امن الدنيا والعافية فوجبت إطاعتها

برائے ما مہمانی عزت و برکت گردید و ہمہ امیدہائے دنیوی را یاقیم پس بر ما واجب گردید

و دعاء إقبالها وسلامتها بصدق النية. إنها ما أسرتنا بأيدى السطوة،

کہ اطاعت او کنیم و دعاء سلامت و اقبال او بصدق نیت کردہ باشیم - این دولت بدستہائے شوکت خود

بل جعل ☆ قلوبنا أسارى بأيادى المنّة والنعمة، فوجب شكرها

مارا اسیر نمردہ است بلکہ بہ ایادی منت و احسان خود دلہائے ما را اسیر گردانیدہ است - پس

وشكر مبرّتها، ووجب طاعتها وطاعة حفيدتها . اللهم اجز منا هذه الملكة

واجب است کہ شکر او و شکر احسان او کنیم و طاعت او و طاعت حکام او بجا آریم - اے خدا ایں ملکہ

المعظمة، واحفظها بدولتها وعزّتها، يا أرحم الراحمين . آمين.

معظمہ را از اجزائے خیر بدہ - آمین

الراقم المرزا غلام احمد القاديانى

۲۱ فروری ۱۸۹۹ء



انڈیکس

روحانی خزائن جلد نمبر ۱۴

مرتبہ: مکرم نور اللہ خان صاحب

زیر نگرانی

سید عبدالحی

آیات قرآنیہ ۳

احادیث نبویہ ﷺ ۶

الہامات و روایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۸

مضامین ۹

اسماء ۲۹

مقامات ۴۳

کتابیات ۴۵

آيات قرآنية

<p>وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل (١٢٥) ٣٨٢، ٣٥٢، ٢٤٣ ولستمعن من الذين اوتوا الكتب..... (١٨٤) ٣١٢</p>	<p>الفاتحة بسم الله الرحمن الرحيم..... (١) ٢٢٦ الحمد لله رب العالمين (٢) ٢٩٦ ملك يوم الدين (٣) ٢٥٣، ٢٥٢ اهدنا الصراط المستقيم..... (٤) ٢٤٦</p>
<p>النساء ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً (٨٣) ٢٠٩ ما يفعّل الله بعبادكم ان شكرتم وامنتم (١٢٨) ٣٦٣، ٢٣٣</p>	<p>٢١٠، ٢٥٩، ٢٥٢، ٢٢١ غير المغضوب عليهم ولا الضالين (٤) ٢٥٣</p>
<p>البقرة ما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم (١٥٨) ١٢٥ ح وما قتلوه يقيناً (١٥٨) ٣٥٢ رفعه الله اليه (١٥٩) ٣٨٥</p>	<p>ولكم في الارض مستقر (٤) ٣٨٥ انا لله (١٥٤) ٨٨ وتصريف الرياح والسحاب المسخر..... (١٢٥) ٢٣٦</p>
<p>المائدة اليوم اكملت لكم دينكم (٣) ٣٨٦ انما يتقبل الله من المتقين (٢٨) ٢٦٠ ما المسيح بن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل (٤٦) ٣٨٢</p>	<p>واذا سالك عبادى عنى..... (١٨٤) ٢٦٠ ولا تلقوا بايدكم الى التهلكة (١٩٦) ٢١٦ ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين (٢٢٣) ٣٣٨، ٣٣٤، ٣٣٦</p>
<p>آل عمران قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحبكم الله (٣٢) ٢١٢، ١٦ وجيهاً فى الدنيا والاخرة (٣٦) ٢١٢، ٣٤٩ يا عيسى انى متوفيك ورافعك الى..... (٥٦) ٣٥٢، ٣٥٣ ح</p>	<p>آل عمران قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحبكم الله (٣٢) ٢١٢، ١٦ وجيهاً فى الدنيا والاخرة (٣٦) ٢١٢، ٣٤٩ يا عيسى انى متوفيك ورافعك الى..... (٥٦) ٣٥٢، ٣٥٣ ح</p>
<p>الانعام فان كذبوك فقل ربكم ذو رحمة..... (١٢٨) ٢٣٢ الاعراف فيها تحيون وفيها تموتون (٢٦) ٣٨٥، ٢٤٣ كلوا واشربوا ولا تسرفوا (٣٢) ٣٣٢ ربنا افصح بيننا وبين قومنا بالحق..... (٩٠) ٢٣٢، ٢٢٦ واعرض عن الجاهلين (٢٠٠) ٣٤٦</p>	<p>فاما الذين كفروا فاعذبهم..... (٥٨:٥٤) ٢٣٣ ان مثل عيسى عند الله كمثل ادم (٦٠) ٣٨٢ ح ٣٩٠ لعنة الله على الكاذبين (٦٢) ٢٢٠، ٢٢٢، ٢١٨، ٢١٤، ١٥٩ من استطاع اليه سبيلاً (٩٨) ٢١٥</p>

<p>الانبياء</p> <p>٣٢٢ فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (٨)</p> <p>٣٨٨ ان الذين سبقوا لهم منا الحسنى (١٠٣، ١٠٢)</p>	<p>الانفال</p> <p>٢٠٣ ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم (٣٢)</p>
<p>الحج</p> <p>و منكم من يتوفى و منكم من يرد الى</p> <p>ارذل العمر (٦)</p> <p>٣٨٥</p>	<p>التوبة</p> <p>٢٢٢ يترى بكم الدوائر (٩٨)</p> <p>٣٤٨ بالمؤمنين رءوف الرحيم (١٢٨)</p>
<p>المؤمنون</p> <p>كلوا من الطيبات واعملوا صالحا (٥٢)</p> <p>٣٣٨</p>	<p>يونس</p> <p>جزاء سيئة بمثلها (٢٨)</p> <p>٢٢٥</p> <p>واما نرينك بعض الذي نعدهم او نؤفئك (٣٤)</p> <p>٣٨٤</p>
<p>النور</p> <p>الله نور السموات والارض (٣٦)</p> <p>٢٢٤</p> <p>وعد الله الذين امنوا منكم (٥٦)</p> <p>٢٨٣</p>	<p>يوسف</p> <p>انه من يتق ويصبر (٩١)</p> <p>٢٣٣</p>
<p>الفرقان</p> <p>واذا خاطبهم الجاهلون (٦٣)</p> <p>٣٤٦</p> <p>قل ما يعجزا بكم ربى لولا دعاءكم (٤٨)</p> <p>١٣٢</p>	<p>الحجر</p> <p>انا نحن نزلنا الذكر و انا له</p> <p>لحافظون (١٠)</p> <p>٣٢٦، ٣٢٥، ٢٨٩، ٢٨٨، ٢٥٦</p> <p>اخفض جناحك للمؤمنين (٨٩)</p> <p>٣٤٨</p>
<p>النمل</p> <p>امن يجيب المضطر اذا دعاه (٦٣)</p> <p>٢٦٠</p>	<p>النحل</p> <p>والذين يدعون من دون الله لا يخلقون</p> <p>شيئا (٢١)</p> <p>٣٨٤</p>
<p>الاحزاب</p> <p>ولكن رسول الله و خاتم النبيين (٣١)</p> <p>٣٠٨، ٢٤٩</p> <p>ولن تجد لسنة الله تبديلا (٦٣)</p> <p>٢٤٩</p>	<p>فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (٣٢)</p> <p>٣٨٩</p> <p>ان الله مع الذين اتقوا (١٢٩)</p> <p>١٥٣</p>
<p>يس</p> <p>ومن نعمره ننكسه فى الخلق (٦٩)</p> <p>٣٨٦</p>	<p>بنى اسرائيل</p> <p>ان عبادى ليس لك عليهم سلطان (٢٦)</p> <p>٣٩١، ٣٥٥</p>
<p>الزمر</p> <p>ليس الله بكاف عبده (٣٤)</p> <p>١</p> <p>فيمسك التى قضى عليها الموت (٢٣)</p> <p>٣٢٢</p>	<p>قل سبحانه ربى هل كنت الا بشرا رسولا (٩٣)</p> <p>٣٨١، ٢٤٨</p> <p>مريم</p> <p>سلام عليه يوم ولد (١٦)</p> <p>٣٥٥</p>
<p>المؤمن</p> <p>لخلق السموات والارض اكبر من</p> <p>خلق الناس (٥٨)</p> <p>٢٩٦</p> <p>ادعوني استجب لكم (٦١)</p> <p>٢٣٢</p>	<p>واوصانى بالصلوة والذكو ما دمت حيا (٣٢)</p> <p>٣٨٥</p> <p>طه</p> <p>والسلام على من اتبع الهدى (٢٨)</p> <p>٢٢٨، ١٤٢، ١٦٦</p>

<p>المزمّل</p> <p>٢٩٠ كما أرسلنا إلى فرعون رسولاً (١٦)</p>	<p>القمر</p> <p>٢١٣ في مقعد صدقٍ عند مليكٍ مقتدرٍ (٥٦)</p>
<p>المدثر</p> <p>٣٣٢ والرجز فاهجر (٦)</p>	<p>الرحمن</p> <p>٣٦٤ هل جزاء الإحسان إلا الإحسان (٦١)</p>
<p>القيامة</p> <p>١١٩ برق البصر وخسف القمر..... (٨٠ تا ١٠٨)</p>	<p>الحديد</p> <p>٣٣٦ اعلموا أنّ الله يحى الأرض بعد موتها (١٨)</p>
<p>التكوير</p> <p>٢٠٠ وإذا العشار عطّلت (٥)</p>	<p>الحشر</p> <p>٣٢٠ فاعتبروا يا أولى الأبصار (٣)</p>
<p>الفجر</p> <p>٣٨٥، ٣٥٣ (٢٩) أرجى إلى ربك راضية مرضية</p>	<p>الصف</p> <p>٢٤٢ (١٠)..... هو الذى أرسل رسوله بالهدى</p>
<p>الضحى</p> <p>٣٩٢ ووجدك ضالاً فهدى (٨)</p> <p>٣٦٥ وأما بنعمة ربك فحدث (١٢)</p>	<p>الجمعة</p> <p>٣٠٢ (٣٠)..... هو الذى بعث فى الأميين رسولاً</p> <p>٣٠٤، ٣٠٥ (٢)..... وآخرين منهم لما يلحقوا بهم</p>
<p>الم نشرح</p> <p>٣٤٤ فإذا فرغت فانصب (٨)</p>	<p>الطلاق</p> <p>٣١٤، ٣١٦ (١٢١)..... قد أنزل الله اليكم ذكراً رسولاً</p>
<p>البينة</p> <p>٢٠٢ ح فيها كتب قيمة (٢)</p>	<p>الجنّ</p> <p>٢٨، ٢٤ (٢٨)..... فلا يظهر على غيبه أحداً إلا من ارتضى</p>
<p>الناس</p> <p>٢٩٦ الذى يوسوس فى صدور الناس..... (٤٦ تا ٤٠)</p>	<p>من رسولٍ (٢٨، ٢٤)..... ح ٢١٩</p>

احادیث نبویہ ﷺ

(بترتیب حروف تہجی)

۴۱۱	ہمیشہ میری امت میں سے چالیس آدمی ابراہیمؑ کے قلب پر ہوں گے	۴۰۰	الایات بعد المائتین
۴۱۱	علماء انبیاء کے وارث ہیں	۲۲۴، ۲۱۹	الائمة من قریش
۳۶۶	جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا	۱۴۵	ان المہدی من بنی العباس
۲۷۷	قبر میں عمل صالح اور غیر صالح انسان کی صورت پر دکھائی دینا	۴۰۰، ۳۹۹، ۳۹۳، ۲۷۹، ۲۲۰، ۲۱۹	امامکم منکم۔ امکم منکم
۲۷۷	آنحضرتؐ کا لمبے ہاتھوں والی بیوی کو اپنی سب بیویوں سے پہلے فوت ہوتے دیکھنا	۱۱۷	ان لمہدینا آیتین لم تکنوا منذ خلق السموات والارضون.....
۲۷۷، ۲۷۶	آنحضرتؐ کا دو چھوٹے نیپوں کو دو کڑوں کی شکل میں دیکھنا	۱۷۵	عجبناہ یسنلہ و یصدقہ
۲۷۷	مدینہ کی وبا کا پراگندہ عورت کی شکل کے طور پر نظر آنا	۴۱۱، ۳۰۹	علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
۲۷۷	آنحضرتؐ کا گائیں ذبح ہوتے ہوئے دیکھنا	۴۰۰، ۳۸۴، ۳۱۷، ۲۶۹	کما قال العبد الصالح
۲۷۵	عالم کشف میں دجال کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھنا	۳۹۳، ۳۸۳، ۳۷۹، ۲۲۰، ۱۴۶	لا مہدی الا عیسیٰ
۳۲۳	حضرت عمرؓ کا آنحضرتؐ کو حسبنا کتاب اللہ عرض کرنا	۴۵۶، ۴۳۱، ۴۰۵، ۴۰۰	لا نبی بعدی
	<u>عیسیٰ بن مریم کے متعلق احادیث</u>	۴۰۰، ۳۹۳، ۳۰۸، ۲۷۹	لما حال الحول
۲۷۳	آنحضرتؐ کا فرمانا کہ موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے	۱۷۳	لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس
	آنحضرتؐ کا عیسیٰؑ کو معراج کی رات دوسرے آسمان پر بزمِ اموات دیکھنا	۳۰۵، ۳۰۴	هو رجل من امة
۴۰۰، ۳۸۸	حضرت عیسیٰؑ کا ایک سو بیس سال عمر پانا	۱۴۵	هو رجل من بنی الحسن
۴۵۷، ۴۰۰، ۳۸۸، ۳۵۳، ۲۷۷، ۲۷۳، ۱۵۴		۱۴۵	هو من بنی الفاطمة
۲۷۹	حضرت عیسیٰؑ کا حلیہ سرخ رنگ اور گھنگریالے بال	۱۴۵	هو من آل رسول الثقلیین
۳۵۴	عیسیٰؑ اور آپ کی ماں کا مس شیطان سے پاک ہونا	۳۰۹	وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث
۳۹۱	مسیح ابن مریم کا سیاہ ہونا	۴۵۵، ۴۳۱، ۳۲۸، ۲۸۶، ۲۵۸	یضع الحرب
	<u>مسیح مہدی موعود کے متعلق احادیث</u>	۴۲۴، ۴۰۸، ۳۱۰، ۲۹۰، ۲۸۶، ۲۸۵	یکسر الصلیب
۲۷۵	آنحضرتؐ کا عالم کشف میں مسیح موعود کو دمشق کے منارہ مشرقی پر نازل ہوتے دیکھنا		<u>احادیث بالمعنی</u>
۲۷۹	مسیح موعود کا حلیہ گندم گوں اور سیدھے بالوں والا		نجران کے نصاریٰ نے ڈر کر مہبلہ ترک کیا اگر وہ مجھ سے مہبلہ کرتے تو ایک سال گزرنے نہ پاتا کہ ہلاک کئے جاتے
		۲۹۰	ابو جہل امت کا فرعون تھا
		۲۵۸ ح	قبر میں بہشت یادوزخ کی کھڑکی ہونا

۳۰۶، ۲۸۱	ذوالسین ستارہ کا نکلنا	مہدی موعود کا بدن دو حصوں میں منقسم ہونا نصف حصہ عربی اور	نصف اسرائیلی ہونا
۲۵۷	دجال کا آنا	۳۹۹، ۳۰۷	
۴۰۱، ۳۰۶، ۲۸۱	ایک آگ کا نکلنا اور مدت تک اس کی سرخی رہنا	۴۱۰، ۳۲۹ ح	مہدی اور اس کی جماعت کو کافر ٹھہرایا جانا
۳۰۶، ۲۸۰، ۲۵۷	اونٹوں کا بے کار ہونا		مسیح موعود صلیب کو توڑے گا اور آسمانی حربہ سے دجال کو قتل کرے گا
	ایک نئی سواری (ریل) کا پیدا ہونا جو رات دن صد ہا کوس چلے گی اور لوگ اس پر سفر کریں گے	۱۶۴ ح	
۳۰۶، ۲۸۰		۲۸۶، ۲۸۵	مسیح موعود صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو ہلاک کرے گا
	<u>محل نزول مسیح کے متعلق روایات</u>	۴۰۰	مسیح موعود کا وقت یا جوج ماجوج کے ظہور کا زمانہ ٹھہرانا
	دشک کے منارہ کے پاس نزول، لشکر اسلام کے پاس نزول،	۳۹۳	مسیح ابن مریم حکم و عدل ہو کر آئے گا
۱۴۶	دجال کے ظہور کی جگہ نزول		مسیح موعود کا دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہونا
۱۴۷	مکہ معظمہ میں نزول، بیت المقدس میں نزول	۲۸۷	عیسیٰ بن مریم کا نازل ہونا
	<u>مہدی موعود کی نسل کے متعلق روایات</u>	۲۷۸، ۲۷۴	
۱۹۳، ۱۴۵	بنی فاطمہ سے مہدی کا آنا		<u>علامت ظہور مسیح موعود</u>
۲۵۸، ۱۴۵ ح	مہدی کا ہاشمی یا سید ہونا	۴۰۰، ۳۰۵، ۲۸۰، ۲۵۷	رمضان میں کسوف و خسوف ہونا
	بنی عباس سے ہونا، بنی حسین سے ہونا، آل رسول سے ہونا،	۴۰۰، ۳۳۷، ۳۰۶، ۲۸۰ ح	طاغون کا پھوٹنا
۱۴۶، ۱۴۵	امت میں سے ایک انسان اور عیسیٰ ہی کا مہدی ہونا	۴۰۱، ۳۰۶، ۲۸۰	لوگوں کا حج سے روکا جانا
		۴۰۰، ۲۸۰	سورج میں ایک نشان ظاہر ہونا

الہامات و روایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بترتیب حروف تہجی)

۴۴۶	یاتیک نصرتی انی انا الرحمن	۱۷۶۱۷۵۱۷۴	اتعجب لامری
۳۹۸	یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی.....	۴۴۶	اختر تک لنفسی
۴۰۳۳۴۶	یا مسیح الخلق عدوانا	۳۰۸	الرحمن علم القرآن
۴۲۶	یحزرون سجدا ربنا اغفر لنا انا کنا خاطئين	۴۰۳	امراض الناس وبرکاته
۴۴۶	یعض الظالم علی یدیہ ویوثق	۴۴۶	انا تجالدنا فانقطع العدو واسبابہ
	فارسی الہام	۴۴۶	انت اسمی الا علی
	بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید پائے محمدیان بر منار بلندتر	۴۴۶	انت مع الذین اتقوا
۳۰۸	محکم افتاد	۴۰۳۳۶۱۳۴۱	ان اللہ لا یغیر ما یقوم حتیٰ یشیروا ما بانفسہم
	اردو الہام	۴۴۶	ان اللہ مع الذین اتقوا.....
۳۲۹	دنیا میں ایک نذیر آیا..... اس کی سچائی ظاہر کر دے گا	۴۰۳۳۶۱۳۴۱	انہ اوٰی القریۃ
	میں تجھے برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے	۴۴۶	انہ من اٰیۃ اللہ وانہ فصح عظیم
۳۹۸	کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے	۳۰۹	جری اللہ فی حلل الانبیاء
	خدا تیرے سب کام درست کرے گا اور تیری مرادیں تجھے	۲۲۵۲۲۳۲۲۲۱۷۶	جزاء سیئۃ بمثلہا
۳۰۸	دے گا رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا	۱۹۹	جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا
	اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور	۴۴۶	سلام قولاً من رب رحیم
۳۰۸	میرے منہ کی باتیں ہیں	۴۴۶	شاهت الوجوہ
۳۰۸	پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار	۴۴۶۳۰۸	قل انی امرت وانا اول المومنین
	آپ کے روایا	۳۱۴	قل عندی شہادۃ من اللہ.....
	روایا دربارہ لکھنؤ	۳۰۸	لتنذر قوماً ما انذر آباءہم.....
	ایک میدان میں میں کھڑا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک باریک	۳۰۹	ہوا لندی ارسل رسولہ بالہدی
۱۳۲	نیزہ ہے..... یہ چلا گیا اور پھر قادیان میں کبھی نہیں آئے گا	۴۴۶	وامتازو الیوم ایہا المجرمون
	روایا دربارہ طاعون	۴۴۶	وان اللہ مع الابرار
	ملانکہ کو پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے	۴۴۶	وانت معی یا ابراہیم
۳۶۱	لگاتے دیکھنا۔ پوچھنے پر ان کا بتانا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں	۴۴۶	وانت منی بمنزلۃ محبوبین
	گورنمنٹ کونٹک میں ڈالنے والوں کے لئے روایا	۴۴۶	وانہ علی نصرہم لقدیر
	ایک وزنی پتھر کا آپ کی دعا سے بھینس بننے والی آپ کی روایا	۳۹۸	ویل لہم انی یؤفکون
		۴۴۶	یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک
			یا ارض ابلعی ماء ک.....

مضامین

آ، ا، ب، پ، ت

آخرت

آیت قرآنیہ سے بدکاروں کے لئے آخرت کی سزا ضروری ہونے کی دلیل ۳۳۸

آداب

کلوا واشربوا ولا تسرفوا میں مذکور آداب طعام ۳۳۲
آنحضرتؐ کے اپنے صحابہ کو سکھائے گئے آداب انسانیت و معاشرت ۳۳، ۳۲

آمدنی

کسی کی آمدنی کی نسبت عادت اللہ اور مسیح کے نفس نفیس دوبارہ آنے کے رد میں قرآن و حدیث اور تورات سے دلائل ۲۷۸

اجماع

وفات مسیح پر صحابہ کا اجماع ۲۷۳ ح
علماء کا مسیح موعود پر اجماع توڑنے کا الزام ۹۹

احسان

صفات اربعہ میں کمال حسن اور کمال احسان کا ذکر ۲۴۷
احسان کی چار خوبیوں کا ذکر اور ان کی تفصیل ۲۵۲ تا ۲۴۸

اذان

سکھ دور حکومت میں اذان دینے پر پابندی ۳۶۵

ارتداد

بزرگوں، سادات اور شریفوں کی اولاد کا عیسائیت اختیار کرنا ۶۹
ہزار ہا مسلمان مرتد ہو کر اسلام چھوڑ گئے ۸۸، ۹۶
ارتداد اختیار کرنے والوں کی اغراض اور حالات ۱۰۵، ۷۳، ۶۹

استعارہ

بسا اوقات انبیاء اور ملہمین پر بعض امور سراسر استعارات کے رنگ میں ظاہر کئے جاتے ہیں ۲۷۶

الہام و وحی اور رویا و کشوف پر اکثر استعارات غالب ہونا اور

اس کی مثالیں ۲۷۷

پیشگوئیوں میں یہی اصول ہے کہ ایک حصہ ظاہر پر حمل کیا

جاسکتا ہے اور ایک حصہ استعارات کا ہوتا ہے ۲۷۴

ضروری نہیں کہ الہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے استعارات کا

نبی کو علم دیا جائے ۲۷۶

استقامت

سورۃ فاتحہ میں استقامت سے مراد فانی اللہ کا مقام اور

اس کی تفصیل ۳۶ تا ۳۴

تاریخ نویسی کا امر بڑا نازک ہے اس میں وہ شخص جادہ

استقامت پر رہتا ہے جو افراط و تفریط سے پرہیز کرے ۲۹۹ ح

اسلام

اسلام کے آنے کی غرض ۱۲، ۱۱

اسلام کے معنی کے بارہ میں حدیث رسولؐ ۱۷۵

حقیقت اسلام پر ایک صریح دلیل ۴۴

اسلام کے قبول کرنے نے عربوں کو منور کر دیا ۲۹

لوگوں کے اسلام قبول نہ کرنے کی وجوہ ۴۶

اسلام نے نجات کے وہی طریق سکھائے جو قانون قدرت کی

شہادت سے چلے آتے ہیں ۳۳۵

اہل اسلام کو خوشخبری ہو کہ احمدیت و محمدیت کی صفت والا نبی ملا ۱۶

اسلام وہ دین بزرگ ہے جو عجائب نشانوں سے بھرا ہوا ہے ۲۰

فتن کے وقت اسلام کی حفاظت کا قرآنی وعدہ ۲۸۸

زوال کا دن اسلام پر کبھی نہیں آئے گا ۸۹

مسیح موعود کے وقت اسلام کا روحانی طاقت سے ترقی کرنا ۲۸۷

اسلام پر وہ مصیبتیں پڑیں جن کی نظیر پہلے نہیں ملتی ۶۷

دین محمدی پر نہایت بڑی مصیبت ۸۸

اسلام نصرانیت کے قدموں کے نیچے چلا گیا ۸۲

اصحاب الفیل

اصحاب الفیل کے ہلاک کرنے کا نشان کسی نبی یا ولی کے وقت ظاہر نہیں ہوا

۳۰۹

اعتراضات اور ان کے جوابات

شہزادہ والا گوہر کے سترہ وسوس (دیکھئے عنوان وسوس)
محمد حسین بٹالوی کے اعتراضات (دیکھئے اسماء میں محمد حسین بٹالوی)
گورنمنٹ سے متعلقہ جعفر زلی کے دو اعتراض ۳۶۳، ۳۶۹، ۳۶۴
براہین احمدیہ میں توفی کے معنی پورا دینے کے کرنا ۲۷۱
براہین احمدیہ میں عیسیٰ کے واپس آنے کا اعتقاد ظاہر کرنا ۲۷۲
پیشگوئیاں پوری نہ ہونے کا اعتراض ۲۴۱
جسمانی صفائی کے قرآنی احکام پر اعتراض ۳۳۶، ۳۳۲
حدیث کما قال العبد الصالح بتائی ہے کہ عیسیٰ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح فوت نہیں ہوئے ۳۱۷
اعتراض کہ تقدیر مطلق نہیں ہو سکتی اور شرعی الہامی پیشگوئی خدا
کی عادت کے خلاف ہے ۲۳۲

افتراء

خلاق میں سے بد بخت ترین خدا پر افتراء باندھتا ہے ۱۰۳
الہام کا افتراء کرنے والے کا جلد پکڑا جانا ۲۶۷
اللہ مفتریوں کو سزا کرتا اور ملعونین کے ساتھ ملاتا ہے ۶۲
لیکھرام نے بہت سے افتراء بنائے ۱۲۸

افغان

بخت نصر کے دور میں دس یہود قبائل کی ممالک ہند کو ہجرت
اور خود افغانیوں کا اپنا اسرائیلی ہونا تسلیم کرنا ح ۲۹۸
افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے پر معترضین کے شبہات
اور ان کا جواب ح ۲۹۹
افغانوں کے اسرائیلی ہونے کے ساتھ قرآن ح ۳۰۱ تا ح ۲۹۹
افغان قبائل یوسف زئی، داؤد زئی وغیرہ بنی اسرائیل ہیں
اور ان کا مورث اعلیٰ قیس ہے ح ۱۶۲، ح ۲۹۷
افغانوں کا مثیل موسیٰ آنحضرت پر ایمان لانے سے دکھوں
اور ذلت سے نجات پانا اور انہیں بادشاہت کاملنا ح ۳۰۱، ح ۳۰۲

اسلام پر بے جا حملے کرنے والے اخبارات و رسائل کی تعداد
سات کروڑ تک پہنچ گئی تھی ۲۵۶، ۲۵۵

اسلام کے رد میں دس کروڑ کتابیں لکھی گئیں ۳۲۵
پلیدی سے دور رہنے کی اسلامی تعلیم کی حکمت ۳۳۲
مباہلہ اسلام میں بطور سنت چلا آتا ہے ۲۰۵
اسلامی لڑائیاں بطور مدافعت کے تھیں ۲۰۷
جنگ سانی کے مقابل جنگ سانی اسلام کا کام نہیں ۲۸۳
مذہبی امور میں رنج و دہ امر پیش آنے پر اسلامی اصول ۱۸۶
اشتہارات (مسج موعود علیہ السلام کے)

اشتہار بعنوان ”طاعون“ ۳۶۳ تا ۳۵۸
اشتہار عام اطلاع کے لئے ۲۲۸
اشتہار بعنوان قابل توجہ گورنمنٹ ۳۶۴
اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۶ء طاعون کے متعلق ضروری بیان ۲۲۹
اشتہار ۲۵ رجون ۱۸۹۷ء ح ۱۸۹
اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء دربارہ طاعون ۳۵۸ تا ۳۵۷
بٹالوی اور اس کے رفقاء کو اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء
۱۵۳، ۱۵۸، ۱۶۶، ۱۷۳، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۲۰۳، ۲۰۷، ۲۰۹، ۲۳۹
اشتہار ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء ۱۵۳، ۱۶۶، ۱۷۸، ۱۹۹، ۲۰۷، ۲۰۹، ۲۳۹
حاشیہ اشتہار ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء ۱۷۳
جماعت کے لئے اشاعت اشتہار اور نصائح ۱۵۳
”مسج موعود“ کا سلطان روم کے مقابل سلطنت انگریزی کی
وفاداری اور اطاعت کا اشتہار ۲۰۲

مخالفین کے اشتہار

محمد حسین بٹالوی کے ”مسج موعود“ کے خلاف چار اشتہارات ۱۹۷
محمد حسین بٹالوی کا اشتہار ۲۹ رمضان ۱۳۰۸ھ ۱۹۶
بٹالوی اور جعفر زلی کے گندے اشتہار مع خلاصہ مضمون ۲۰۲، ۲۰۳
جعفر زلی کا اشتہار ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء ۱۵۹
لیکھرام کا مسج موعود کی نسبت پیشگوئی کے اشتہار بھیجنا ۱۳۲
ایک ڈاکٹر کا مرہم عیسیٰ کے نسخہ سے انکار کا اشتہار ح ۱۶۰

الہام ووحی پر اکثر استعارات غالب ہوتے ہیں ۲۷۷
الہام کی پیروی کے لئے بیان کردہ تین شرائط اور آپ کے

الہام میں ان کا پایا جانا ۶۰، ۵۹

مسیح موعود کے الہام میں اللہ کی غیب کی پیشگوئیاں ۶۱

الہام تعجب لامری میں نحوی غلطی کے اعتراض کا جواب ۱۷۴

الہام تعجب لامری میں پوشیدہ نکتہ ۱۷۶

الہام کے ذریعہ قائم کردہ معیار صادق و کاذب ۱۵۹

الہام کا افتراء کرنے والا جلد پکڑا جاتا ہے ۲۶۷

سچے مدعی الہام کا عرصہ الہام ۲۶۸

مومنوں میں سے بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں ۱۵۷

ملہم خدا کے الہام کی تابعداری کرتا ہے ۱۷۴

ملہم کے ایسے معنے جن میں الحاد ہو کیونکہ مان لئے جائیں

کا جواب ح ۳۳۳

انجمن حمایت اسلام

مسلمانوں کا کتاب امہات المؤمنین کے مصنف کو مراد لانے کے

لئے انجمن کے ذریعہ گورنمنٹ کو میموریل بھیجنا ۱۹۵، ۱۸۶

انسان

انسان کی پیدائش کی غرض ۳

خدا کی تمام مخلوقات سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے ۲۴۸

انسان کو دعا، تضرع، نطق اور اعمال صالحہ کا ملکہ دیا جانا ۲۴۹

انسان کا دل بخل و عناد سے سیاہ ہو جائے تو دیکھتے ہوئے نہیں

دیکھتا اور سنتے ہوئے نہیں سنتا ۱۵۹

انگریزی گورنمنٹ

مسیح موعود کا مسلمانوں کو اس کی اطاعت کی تلقین ۱۸۵

گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی اور اطاعت کی نصیحت ۲۱۳

مسیح موعود اور آپ کے خاندان کی گورنمنٹ کی خیر خواہی

اور خدمت ۱۸۶

گورنمنٹ کا احسان یاد کرنے کی نصیحت ح ۱۰۱

گورنمنٹ انگریزی کے لئے دعائیہ کلمات ۱۷۷

گورنمنٹ کے حق میں تحریریں اور ان کے اثرات ۱۸۶، ۱۸۵

افغان بادشاہوں کے اسماء اور ذکر ح ۳۰۳

اللہ تعالیٰ جل جلالہ

اسلام کا پیش کردہ خدا ۳۳۵

اسی کو حمد اور جلال اور عظمت ہے ۱۴۲

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ ۱۵۷

اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا ذکر ۳۴۱

خدا کا قدیم سے قانون قدرت ۱۹۱

خدا متقی کو ضائع نہیں کرتا ۱۵۴

صلاحت کا جامہ پہننے والوں کا اللہ متولی ہو جاتا ہے ۳۴۲، ۳۴۱

خدا آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے ۱۵۶

پاک دل خدا کا تخت گاہ اور پاک زبانیں اس کی وحی کی

جگہ ہیں ۱۸۸

خدا توبہ سے وعید کی پیشگوئی میں تاخیر ڈال دیتا ہے ح ۲۳۴

صفات باری تعالیٰ

چار ام الصفات اور ان کی تشریح ۲۵۳ تا ۲۴۶، ۲۴۳، ۲۴۲

تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں جو خالق الاشیاء ہے ۳

اللہ میں تمام خوبیاں حسن و احسان کے کمال پر ہیں اور اس

کا کمال درجہ کا حسن اور اس کی مثال ۲۴۷

خدا کے احسان کی چار اصل الاصول خوبیاں ۲۴۸

ہر صفت کے مناسب حال ایک فرشتہ پیدا کیا گیا ہے ۲۵۱

خدا کی ہستی اور صفات کی معرفت و شناخت دعا سے ہوتی ہے ۲۶۰

خدا قیوم العالم ہے جس کے سہارے ہر چیز کی بقا ہے ۲۳۵

قاد خدا بے قراوں کی دعا سنتا اور امیدواروں کو نومید

نہیں کرتا ۱۴۲

عالم کی فنا کے بعد خدا اپنی ذات قہار کے ساتھ باقی رہے گا ۳۵

الوہیت مسیح (دیکھئے اسماء میں عیسیٰ)

الہام

خدا کی محبت ٹھنڈی ہونے اور پاک باطنی میں فتور آنے پر خدا

بندوں میں سے کسی کو الہام کرتا ہے ۱۹۱

الہام الہی غلطی سے پاک ہوتا ہے ۲۷۳

بدھ مذہب

تبتی انجیل کا بدھ مذہب کی پرانی کتاب کا حصہ ہونا اور
اس کی کتب میں عیسیٰ کے ملک ہند میں آنے اور قوموں کو
وعظ کرنے کا ذکر، یہود کا بدھ مذہب میں داخل ہونا ۱۶۲ ح
عیسیٰ کے سوانح بدھ مذہب میں لکھے گئے ۱۶۳ ح
بدھ مذہب کا وید سے انکار ۱۶۳ ح

بروز

بروز کا عقیدہ نیا نہیں، پہلی کتب میں اس کا ذکر ۳۸۳
احادیث سے مسیح موعود کے بروز کی ظہور کا ثبوت ۳۹۹
ایک گروہ صوفیہ کے نزدیک مسیح کا نزول جسمانی نہیں بلکہ بطور
بروز کے ہونا ۱۴۶، ۳۸۲
بروزی نزول مسیح کی نسبت ”اقتباس الانوار“ کی عبارت ۳۸۳
ہندوؤں کی کتب میں بروز کے عقیدہ کو نتائج سمجھا گیا ۳۸۳
بنی اسرائیل نیز دیکھئے عنوان افغان
افغان بنی اسرائیل میں جنت نصر کے دور میں ان کا
بلاد ہند آنا اور بعض کا بدھ مذہب میں داخل ہونا ۱۶۲ ح
ممالک ہند میں موجود بنی اسرائیل کا مسلمان ہونا اور بموجب
 وعدہ تورات حکومت پانا ۱۶۵ ح، ۱۶۶ ح
 کشمیری قوموں کے بنی اسرائیل ہونے کے ثبوت
۱۶۸ ح، ۱۹۵ ح، ۲۹۸ ح
بنی اسرائیل میں سلسلہ خلافت ۲۸۴

بینات و تشابہات

بینات و تشابہات، ان کی تعریف اور اس ضمن میں یہود و
نصاری کا ابتلاء ۲۶۳ تا ۲۶۴

پادری

پادریوں کی اسلام کے خلاف تصانیف اور ان کی مکاریوں،
حیلوں اور مساعی کا ذکر ۶۸ تا ۶۹
پادریوں سے گالیاں سننے سے متعلق قرآنی پیشگوئی اور
صبر کا حکم ۱۰۰، ۱۰۱، ۳۲۸

سلطنت برطانیہ کا رومی سلطنت کی نسبت اچھا ہونا ۱۹۲
مسیح موعود کا سلطان روم کے مقابل سلطنت انگریزی کی
وفاداری اور اطاعت کا اشتہار ۲۰۲
سکھوں اور انگریزوں کے دور حکومت میں بلحاظ مذہبی آزادی
فرق کا ذکر ۳۶۶، ۴۰۲
حکومت کا تمام مذاہب کو مساوی مذہبی آزادی دینا ۶۵، ۳۱۱
مخالفین مسیح موعود پر گورنمنٹ کا رعب ۱۴۹
مسیح موعود اور محمد حسین بٹالوی میں سے گورنمنٹ کا سچا خیر خواہ
پہچاننے کا طریق آزمائش ۴۴۷
مسیح موعود پر گورنمنٹ سے متعلقہ جعفر زلی کے دو اعتراضات
اور ان کے جوابات ۳۶۹، ۳۲۲، ۴۴۷
طاغون کے سلسلہ میں گورنمنٹ کی عمدہ تدابیر اور لوگوں کو ان پر
عمل درآمد کی ہدایت ۳۵۹
گورنمنٹ کو کسی کے مہدی یا مسیح ہونے سے غرض نہیں ۳۱۸

اہل اللہ

اہل اللہ اور خدا سے تائید یافتہ بندہ کی مخالفت اور مقابلہ
کرنے والے شخص کی مثال ۱۰۳

اہل سنت

صلیب کا غلبہ جو ظہور مسیح کی علامت ہے پر اہل سنت کا اقرار صحیح
کے ساتھ اتفاق ۸۵

ایمان

ایمان کی تعریف ۲۶۱
ایمان کے ثریا پراٹھ جانے اور ایک فارسی الاصل کے اسے
واپس لانے کی پیشگوئی ۳۰۴
مسیح موعود کا بڑا بھاری کام تجدید ایمان ہے ۳۰۵
ایمانی اور اعتقادی فتنوں کا زمانہ ۷۵، ۲۵۵

بت

عربوں کے بتوں کی طرف منسوب کردہ امور ۲۲
عربوں کے بتوں کے متعلق اعتقادات ۲۳ تا ۲۴
لیکھرام کے معاملہ میں بتوں نے ہندوؤں کی مدد نہ کی ۱۴۲

پیشگوئیوں میں یہی اصول ہے کہ ایک حصہ ظاہر پر حمل کیا جاسکتا ہے اور ایک حصہ استعارات کا ہوتا ہے ۲۷۲
ضروری نہیں الہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے استعارات کا نجی کو علم دیا جائے ۲۷۶

قرآنی پیشگوئیاں

آیت استخفاف میں مسیح موعودؑ کے آنے کی خوشخبری ۲۸۳
کما رسلنا الیٰ فرعون رسولاً میں مسیح موعودؑ کا ذکر ۲۹۰
اخیرین منہم میں مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کی طرف اشارہ ۳۰۷، ۳۰۷
حفاظت قرآن کی قرآنی پیشگوئی ۲۸۸
واذا العشار عظمت کی پیشگوئی ۴۰۰
دریاؤں میں سے نہریں نکالنے کی قرآنی پیشگوئی ۳۱۳، ۴۰۱
آخری زمانہ میں پادریوں اور مشرکوں کی اسلام اور آنحضرتؐ پر بدگوئی کی قرآنی پیشگوئی ۳۱۲ ح

آنحضرتؐ کی پیشگوئیاں

آنحضرتؐ کی آخری زمانہ سے متعلق پوری ہونے والی پیشگوئیاں ۸۲، ۲۵۷، ۲۸۱، ۳۱۲، ۳۱۲، ۳۲۷، ۴۰۰، ۴۰۱
ایک فارسی الاصل کے شریا سے ایمان واپس لانے کی پیشگوئی ۳۰۴
قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ پر رکھا جانا ۲۶۵

مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

مسیح موعودؑ کا دعویٰ کہ میری کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو پوری نہیں ہوئی۔ شک کرنے والے کی تشفی کرنے کا چیلنج ۴۴۱
خدا نے مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کو اپنے فضل و کرم سے پورا کیا ۱۲۳
مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں میں کوئی امر ایسا نہیں جس کی نظیر پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں میں نہیں۔ ۴۴۲
پیشگوئیاں پوری نہ ہونے کے اعتراض کا جواب ۴۴۱
مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں نظری اور بدیہی دونوں طور سے پوری ہوئیں ۲۵۷
آپ پر غیب کے بھید اور آنے والی باتیں ظاہر کیا جانا ۱۹۳
ترقی سلسلہ احمدیہ کے متعلق آپ کی پیشگوئیاں ۲۹۵، ۲۹۶، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۴۳، ۴۴۶

مسیح موعودؑ کی ان کے لئے دعا کرنے کی نصیحت ۱۰۱ ح
پادریوں کے آنحضرتؐ اور اسلام پر اعتراض اور ہجو کرنا ۸۸
آنحضرتؐ کو گالیاں نہ دینے والے پادریوں کی عزت کرنا ۷۹ ح
یوز آسف کے سوانح میں مسیح کی تعلیم کے مشابہ تحریریں
پادریوں کی شامل کردہ ہیں کا خیال سراسر سادہ لوحی ہے ۱۷۲
پادری یوز آسف کے واقعات پڑھ کر حیران ہیں ۱۶۹ ح
ان کا خیال کہ یوز آسف کے سوانح میں تحریریں حواریوں کی ہیں سراسر غلط ہے ۱۷۲

پیشگوئی / پیشگوئیاں

مسیح موعودؑ کے بارہ میں پیشگوئیوں کا دو حصوں پر مشتمل ہونا ۲۶۶
مسیح موعودؑ اور مسیح محمدی کے ظہور کی پیشگوئیوں میں فرق ۲۸۵ ح
مسلمانوں کا پیشگوئیوں کی نا فہمی کے بارہ میں یہود و نصاریٰ سے مشابہ ہونا ۲۶۶
وعید کی پیشگوئیوں میں ایک برس کی میعاد مخصوص صریحہ سے ثابت ہے ۱۷۳
مسیح موعودؑ سے متعلقہ پیشگوئیاں بینات و تشابہات پر مشتمل ہیں ۲۶۶
غافل زندگی کے لوگ نجومیوں کی پیشگوئی سے ڈرتے ہیں ۱۶۰

شرعی پیشگوئی

اس اعتراض کا جواب کہ کوئی تقدیر معلق نہیں ہو سکتی ۲۳۲
قرآن کی اندازی پیشگوئیاں شرعی ہیں اور اس کی مثالیں ۲۳۳ ح
اندازی پیشگوئی بغیر شرط کے توبہ و استغفار سے ٹل سکتی ہے ۲۳۳ ح

پیشگوئیوں کی قسمیں اور اصول

پیشگوئیوں کی دو قسمیں اور ان کی وضاحت ۲۶۲ تا ۲۶۴
۱۔ بینات و حکمت ۲۔ تشابہات
پیشگوئیاں پوری ہونے کے دو طریق ۲۵۷ ح
بسا اوقات انبیاء اور ملہمین پر بعض امور سراسر استعارات کے رنگ میں ظاہر کئے جاتے ہیں ۲۷۶
پیشگوئیوں کا تدبیراً پورا ہونا یا کسی اور شخص کے واسطے سے ظاہر ہونا ۲۶۲ ح، ۲۶۵

احسان کی چار خوبیوں کا ذکر اور ان کی تفصیل ۲۵۲ تا ۲۵۸
 اهدنا الصراط المستقیم میں تمام نوع انسان کی
 ہمدردی کے لئے دعا ۲۵۹ ح
 صراط الذین انعمت علیہم میں ہدایت سے غرض
 تشبہ بالانبیاء اور اس کی تفصیل ۲۱۱
 ولکم فی الارض مستقر سے آسمان پر انسانی قرار گاہ نہ
 ہونے کا ثبوت ۳۸۵
 تصریف الرياح والسحاب کی لطیف تفسیر ۲۳۶
 ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین میں
 ظاہری و باطنی طہارت کی طرف ترغیب ۳۳۸ تا ۳۳۶
 فاتبعونی یحبکم اللہ کی لطیف تشریح ۲۱۲
 انی متوفیک ورافعلک الی میں مسیح کی موت اور
 رفع کا ذکر ۳۵۴ ح
 وما محمد الا رسول سے وفات مسیح پر استدلال ۳۸۴ ح
 وما قتلوه یقیناً میں یہود کا قتل مسیح کے متعلق ظن ۳۵۲
 رفعہ اللہ الیہ سے وفات مسیح کا ثبوت ۳۸۵
 کلوا واشربوا ولا تسرفوا میں مذکور آداب طعام ۳۳۲
 فیہا تحیون و فیہا تموتون کی تفسیر ۲۷۳
 انا نحن نزلنا الذکر کی تفسیر ۲۸۹، ۲۸۸
 والذین یدعون من دون اللہ سے عیسٰی کا بطور معبود
 وفات یافتہ ہونے پر دلیل ۳۸۷
 قل سبحان ربی ہل کنت الا بشراً رسولاً سے
 جسم عسری کے ساتھ آسمان پر نہ جانے کا استدلال ۲۷۸
 منکم من یتوفی سے وفات مسیح کا ثبوت ۳۸۵، ۳۸۶
 کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً میں جسمانی و روحانی
 صلاحیت کے انتظام کا حکم اور آخری سر پر استدلال ۳۳۸
 لخلق السموات والارض کی لطیف تفسیر ۲۹۶
 والآخرین منہم لما یلحقوا بہم میں مذکور دو گروہ اور مسیح
 موعود کی آنحضرتؐ سے مشابہت کا اشارہ ۳۰۸ تا ۳۰۴
 والرجز فاحجر میں انسان کو حفظانِ صحت کے اسباب کی
 رعایت رکھنے کی ہدایت ۳۰۴

چنڈت لیکھرام کی موت کی پیشگوئی ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۱۴، ۱۶۵، ۱۳۳
 عبداللہ اعظم کی موت کی پیشگوئی ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۱۴، ۱۵۹
 ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں فتح کی پیشگوئی ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۱۴
 مرزا احمد بیگ کی موت کی پیشگوئی ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۱۴
 مہتسو کے جلسہ میں مضمون بالا رہنے کی پیشگوئی ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۱۴
 لوگوں کے دور دور سے آکر جماعت میں داخل ہونے اور تین قوموں
 کی طرف سے تین فتنوں کے برپا ہونے کی پیشگوئیاں ۳۱۴
 الہام اتعجب لامرئ میں بٹالوی کیلئے پوشیدہ پیشگوئی ۱۷۶
 تین ہزار سے زیادہ الہامات کی مبارک پیشگوئیاں ۴۴۱

مفروق پیشگوئیاں

تورات کی مثیل موبی کی پیشگوئی اور اس کا مصداق ۳۴۴ ح، ۲۹۰، ۲۹۱
 پہلی کتب میں مسیح کے متعلق دو قسم کی پیشگوئیوں کا ذکر ۲۶۲
 مسیح موعود کے بارہ میں اہل کشف کی پیشگوئیاں ۳۱۵
 لیکھرام کی مسیح موعود کے متعلق تین سال میں ہیضہ سے مرنے کی
 پیشگوئی کا جھوٹی ثابت ہونا ۱۳۳، ۱۳۴
 ایلیا کے سچ سے قبل نزول کی پیشگوئی ۳۸۳، ۲۷۷، ۲۶۲

تاریخ نویسی

تاریخ نویسی کا امر بڑا نازک ہے اس میں وہ شخص جاہد
 استقامت پر رہتا ہے جو افراط و تفریط سے پرہیز کرے ۲۹۹ ح

مثلیت

مرہم عیسٰی کی علمی گواہی کفارہ و تثلیث کا رد کرتی ہے ۱۶۱ ح
 تدبیر (دیکھئے زیر عنوان دعا)

تریاق الہی

ایک دوا جس پر اڑھائی ہزار روپیہ خرچ آیا اور یہ طاعون کے
 علاج کے لئے بنائی گئی ۳۴۶

تفسیر

سورۃ فاتحہ کے نام اور اس کی مختصر تفسیر ۳۳۹، ۲۵۳، ۲۴۶
 سورۃ فاتحہ میں دنیا و آخرت کے جہنم سے بچنے کی دعا ۳۳۹
 صفاتِ اربعہ میں کمالِ حسن اور کمالِ احسان کا ذکر ۲۴۷

توفی کے بعد مومنوں کا رُفَع ہوتا ہے ۳۵۳
براہین احمدیہ میں توفی کے معنی پورا دینے کے کرنے پر
اعتراض اور اس کا جواب ۲۷۲، ۲۷۱

ج، چ، ح، خ

جلسہ سالانہ ۱۵۳
جلسہ سالانہ ۱۸۹۸ء کے التواء کا اعلان

جماعت احمدیہ

جماعت کے لئے اشتہار اور ایمان افروز نصائح ۱۵۳ تا ۱۵۷
خدا کے وعدہ کے مطابق مسیح موعودؑ کی جماعت کی ترقی ۱۲۳
پنجاب ہندوستان اور دیگر ممالک میں جماعت کا قیام ۱۷۹
افراد جماعت نیک انسان اور نیک چلنی میں شہرت یافتہ ہیں ۱۸۹
جماعت کے اکثر افراد عقل مند تعلیم یافتہ گورنمنٹ کے معزز

عہدیدار، رئیس اور شریف ہیں ۲۰۵، ۱۹۰، ۱۸۸، ۱۷۹
جماعت احمدیہ اور صحابہ میں پائی جانے والی مشابہتیں ۳۰۷، ۳۰۶
مسلمانوں اور مولویوں کا جماعت سے دلی عناد اور حسد ۱۷۹، ۹۳
کوئی آدمی مسلمان نہیں جب تک دوسروں کی اپنے نفس جیسی
ہمدردی نہیں کرتا اور اس سلسلہ میں مسیح موعودؑ کی نصیحت ۱۹۴

جہاد

جہاد کے بارہ میں قرآنی تعلیم ۲۰۸
اسلامی جنگیں مدافعت تھیں ۲۰۷
آنحضرتؐ نے مکہ میں باوجود کفار کے مظالم کے تلوار نہ اٹھائی ۲۸۳
اس زمانہ میں قلم، دعا، نشانات اور دلائل قاطعہ کا جہاد ہے
تلوار کا نہیں ۲۶۱، ۲۵۸، ۳۸۷، ۲۵۷

جج

مسیح موعودؑ کے وقت میں لوگوں کے جج سے روکے جانے کی
پیشگوئی کا باعث طاعون پورا ہونا ۲۸۰

حدیث/احادیث

احادیث کے الفاظ وحی تملو کی طرح نہیں اکثر احاد کا
مجموعہ ہیں ۲۶۵

النفثت فی العقد سے مراد عیسائی عورتیں ۲۹۷
سورۃ الناس کی آیات میں الناس سے مراد دجال ۲۹۶
قرآن کریم کی آخری تین سورتوں میں دجالی زمانہ کی خبر اور اس
زمانہ کے شر سے خدا کی پناہ مانگنے کا حکم ۲۹۷

تقدیر

دعا اور قضاء و قدر کا باہمی تعلق ۲۳۲ ح
قضاء و قدر میں سب کچھ مقرر ہونے کے باوجود علوم کو
ضائع نہ کیا جاتا ۲۳۰
یہ خیال کہ دعا کچھ چیز نہیں اور قضاء بہر حال وقوع میں آتی
ہے کا جواب ۲۳۲ ح
مسیح موعودؑ کی طاعون کے بارہ میں خواب بطور تقدیر معلق
عام و باپردہ لالت کرتی ہے ۳۶۱، ۳۶۲ ح

تقویٰ

تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت ۱۵۴، ۱۵۳
تقویٰ انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ اور ہر قسم کے فتنہ سے
بچنے کے لئے حصن حصین ہے ۳۴۲

تکذیب

صادق کی تکذیب کرنے والا آنحضرتؐ کا نافرمان ہے ۹۳
راستباز کی تکذیب وہ کرتا ہے جو شیطان کا بھائی ہے ۱۰۳

تنازع

ہندوؤں کی کتب میں بروز کا عقیدہ غلطیوں کے ملنے سے تنازع
سمجھا گیا ۳۸۳

توفیٰ

توفیٰ کے معانی قبض روح اور اس کی تفصیل ۲۷۰
بخاری میں ابن عباس سے توفیٰ کے معنی وفات مذکور ہیں ۲۶۹
جب خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو تو توفیٰ کے معنی بجز
قبض روح اور مارنے کے کوئی نہیں ہوتے ۳۸۴
شہزادہ والا گوہر نے توفیٰ کے معنی ”بھرنے“ کا کئے ہیں
اس کی تردید ۳۸۳ تا ۳۸۸

خلافت

- اسرائیلی نبوتوں کی طرز کا سلسلہ خلافت اسلام میں قائم ہونے کا
قرآنی وعدہ ۲۸۳
سلسلہ خلافت موسویہ اور خلافت محمدیہ کی مشابہتیں ۲۸۴

خواب

- آنحضرت ﷺ کی چند روایات کا ذکر ۲۷۷
مسیح موعودؑ کے رویا (دیکھئے الہامات و رویا حضرت مسیح موعودؑ)
ہر مومن کو معمولی حالت کی خوابیں آتی ہیں ۱۵۷
پیلاطوس کی بیوی کے خواب سے خدا کا منشاء ۱۶۵ ح

خوارق الہی

- الہی خوارق وہی دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر پاک
تبدیلی کرتے ہیں ۳۴۱

د، ر، ز

دجال

- دجال اور قتل دجال سے مراد ۲۹۶
سورۃ الناس کی آیات میں الناس سے مراد دجال ۲۹۶
آنحضرتؐ کا دجال کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھنے کا مطلب ۲۷۵
دجال کو مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں مسیح کہنے کی وجہ ۲۹۴
قرآن کریم کی آخری تین سورتوں میں دجالی زمانہ کی خبر اور اس
زمانہ کے شر سے خدا کی پناہ مانگنے کا حکم ۲۹۷

دروود و سلام

- آنحضرتؐ پر خدا، فرشتوں اور نیک لوگوں کا درود و سلام ۹۶، ۹۷، ۹۸
آنحضرتؐ اور آپ کی آل و اصحاب پر درود و سلام ۱۷

دعا

- دعا کی راہ میں دو بڑے مشکل امر ۲۶۱، ۲۶۰
دعا مسیح موعودؑ کا حربہ ہے ۶۳
سورۃ فاتحہ میں دنیا اور آخرت کے جہنم سے بچنے کی دعا ۳۳۹
مسیح موعودؑ کی گورنمنٹ انگریزی کے لئے دعا ۱۷۷
مسیح موعودؑ کا پادریوں کے لئے دعا کرنے کی نصیحت ۱۰۱ ح

- احادیث میں محدود مسیح موعود کے تین نام ۸۹
احادیث کی رو سے مسیح کے لفظ سے مراد ۹۰ ح
احادیث میں مذکور مہدی اور اس کے ظہور کا نشان ۱۱۵
مسیح موعود کے صلیب توڑنے کی حدیث کے معانی ۱۶۴ ح
مہدی کے بدن کے دو حصوں والی حدیث ۳۹۹، ۳۰۷
بنی فاطمہ سے آنے والے مہدی سے متعلقہ احادیث موضوع
اور بے اصل ہیں ۱۹۳
عیسیٰؑ اور آپ کی ماں کا مس شیطان سے پاک ہونے کی
حدیث کا صحیح مطلب ۳۵۵
حدیث سے عجب کے صلہ لام کا ثبوت ۱۷۵
فوری عذاب کی ضد علم حدیث سے ناواقفی ہے ۱۷۳
اس اعتراض کا جواب کہ کیوں نہ مسیح موعود کے بارہ میں
حدیثیں موضوع قرار دی جائیں اور آنے والا کوئی نہ ہو ۲۷۹

حمد الہی

- حمد الہی کی عظمت اور حمد کے جاری ہونے کے اسباب ۱۲
حمد الہی کرنے والوں کے لئے بشارت ۸
آتش محبت خدا میں جلے بغیر حمد پیدا نہیں ہو سکتی ۱۳
نفس امارہ کے کچلنے اور نفسانی چولہا تارنے سے حمد محقق ہوتی ہے ۱۲

حواری

- عیسائی حواریوں کو مسیح کے رسول یعنی اپیلچی کہتے تھے ۳۴۷
واقعہ صلیب کے وقت حواریوں کی مسیح سے بے وفائی ۱۵۹ ح
واقعہ صلیب کے بعد مسیح کا ان سے ملنا اور زخم دکھانا ۱۶۵ ح، ۳۱۱ ح، ۳۵۴
پادریوں کا خیال کہ یوز آسف کے سوانح میں تحریریں حواریوں
کی ہیں سراسر غلط ہے ۱۷۲
واقعہ صلیب کے وقت غیر حاضر حواریوں کی گواہی قابل
قبول نہیں ۲۱۱ ح
خانہ کعبہ ۴۱
مسیح موعودؑ اور دجال کے خانہ کعبہ کا طواف کرنے کی احادیث
اور ان کا مطلب ۲۷۵
خاتم النبیین (دیکھئے زیر عنوان نبی)

حقیقت و اہمیت دعا

- دعا اور اس میں داخل امور ۲۳۰
 دعا بھی دعا ہوگی جب اس کے اندر ایک قوت کشش ہو ۲۳۱
 نزول بلا پر طبعاً دعا کی طرف مائل ہونے کے متعلق مثال ۲۳۳
 اصل مطلب دعا سے اطمینان اور تسلی پانا ہے ۲۳۷
 اس اعتراض کا جواب کہ دعا سے مراد عبادت ہے ۲۴۱
 دعا سے انکار صفت رحیمیت سے انکار ہے ۲۴۴
 انسان کا دعا کرنا اس کی انسانیت کا خاصہ ہے ۲۴۹
 خاتمہ بالگیرا نہیں کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے اور دعا میں مشغول رہتے ہیں ۲۳۸
 دعا سے فیض نازل ہوتا ہے جو کامیابی کا ثمرہ بخشا ہے ۲۵۹

فرضیت دعا کے اسباب

- دعا کی فرضیت کے چار اسباب ۲۴۲
 صفت رحیمیت دعا کی تحریک کرتی اور صفت مالکیت خشوع و خضوع پیدا کرتی ہے ۲۴۳

عارف و محبوب کی دعا

- عارف کی دعا آداب معرفت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے جب کہ محبوب کی دعا فکر، غور اور طلب اسباب کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے اور ان کی تفصیل ۲۳۰

دعا کرنے اور نہ کرنے والے

- دعا کرنے والا تسلی پاتا اور دعا نہ کرنے والا ہمیشہ اندھا رہتا اور اندھا مہرتا ہے ۲۳۷
 دونوں میں ایمان و عرفان الہی کے لحاظ سے فرق ۲۴۰
 اس اعتراض کا جواب کہ حال و قال سے دعا میں فنا شخص مقاصد میں نامرادر ہوتا اور دعا اور خدا کا منکر فتح پاتا ہے ۲۳۸، ۲۳۷

دعا اور استجاب

- دعا اور استجاب اور ان کا باہمی رشتہ ۲۴۰، ۲۳۹
 انبیاء کی قبولیت دعا کی مثالیں ۲۳۸
 مسیح موعود کی عربی زبان میں کمال ہونے کی دعا اور اس کی قبولیت ۱۰۸
 دنیا کی مشکلات کے لئے مسیح موعود کی قبولیت دعا ۴۰۷
 خدا نے قبولیت دعا کو اپنی ہستی کی علامت ٹھہرایا ہے ۲۵۹
 مقبول کی تمام رات کی دعا کب رد ہو سکتی تھی؟ ح ۱۶۵

دعا کے نتائج اور تاثیر

- دعا سے خدا کا پہچانا جانا، الہام کا ملنا اور خدا سے ہم کلام ہونا اور خدا کا اپنے متلاشی پر تجلی کرنا ۳۳۹
 دعا کے نتیجے میں دو طور سے نصرت الہی کا نزول ۲۴۲
 قبولیت دعا ہستی باری کی علامت اور شناخت ہے ۲۶۰
 دعا ہستی باری کے ثبوت کی دلیل ہے ۲۶۱
 نماز کا مغز اور روح دعا ہی ہے ۲۴۱

دعا اور تدبیر

- تدبیر اور دعا میں تناقض نہیں ۲۳۱
 تدبیر کے باوجود دعا کی حاجت و ضرورت ۲۳۴
 علم طب اور تدبیر و معالجات ظنی ہیں سودعا کی ضرورت ہے ۲۳۵
 بہت سے اسباب جو صحت اور عدم صحت پر اثر ڈالتے ہیں ہمارے اختیار سے باہر ہیں جیسے پانی، ہوا ۲۳۶

دعا اور تقدیر

- یہ خیال کہ دعا کچھ چیز نہیں اور قضا بہر حال وقوع میں آتی ہے کا جواب ح ۲۳۲
 قضا و قدر نے علوم کو ضائع نہیں کیا پس دواؤں کی طرح دعا میں بھی قوت ہے ۲۴۱
 باوجود قضا و قدر و جد و جہد سے ثمرہ مرتب ہوتا ہے اسی طرح دعا کی کوشش ضائع نہیں جاتی ۲۵۹

دین

- قصوں سے کوئی دین ثابت نہیں ہو سکتا ۴۰
 فساد کے وقت تجدید دین کی عادت اللہ ح ۷۸

رحم

- رحم کر دتا تم پر بھی رحم کیا جائے ح ۱۰۱
 خدا ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سواس سے ڈرو ۱۵۶
 اس شخص سے زیادہ قابل رحم کون ہے جو سچائی اور راستی کی راہ کو چھوڑتا ہے ۱۹۵

رضا الہی

- کبھی ممکن نہیں خدا تم سے راضی ہو حالانکہ دل میں اس سے زیادہ کوئی عزیز ہو ۱۵۷

رفع

تمام مومنین کا مرنے کے بعد رفع
مذہب میں روحانی رفع شرط نجات ہے

روح القدس

روح القدس سے بولنے والا اور بد معاش فریبی ایک جیسے نہیں

ریل

مسیح موعود کے وقت اونٹ بے کار ہونا ریل کی طرف

اشارہ ہے

زبان

عربی زبان ۲۰۹، ۱۶۹، ح ۱۶۸، ۱۰۷

عبرانی زبان ۲۰۹، ح ۱۷۰، ۱۶۹، ح ۱۶۸، ۱۶۷

سنسکرت زبان ح ۱۶۷

پالی زبان ح ۱۶۳

رومی زبان ۱۷۲

مسیح موعود کو عربی زبان کا علم و فہم دیا جانا

نبی کا لفظ عبری اور عربی دونوں زبانوں میں مشترک ہے

سنسکرت میں نبی کا لفظ نہیں آیا

س، ش، ص

سکھ دور حکومت

سکھوں کا مسیح موعود کے بزرگوں سے املاک چھیننا اور

انہیں قید کرنا

سکھ اور انگریز دور حکومت میں بلحاظ مذہبی آزادی فرق ۴۰۲، ۳۶۶

سکھ دور حکومت میں اذان پر پابندی اور بلند آواز سے

اذان دینا قابل سزا جرم تھا

سیاح/سیاحت

عیسیٰ کے نام مسیح میں سیاحت کی طرف اشارہ

عیسیٰ سیاح نبی تھے آپ نے واقعہ صلیب کے بعد مرہم عیسیٰ

سے شفا پا کر باقی عمر سیاحت میں گزاری

روسی سیاح نے تبت سے ایک انجیل برآمد کی

شعر/شعراء

عرب شاعر دیدہ دہنی سے عورتوں کی بے عزتی کرتے تھے

دیوان حماسہ سے پانچ اشعار جن میں عجب کا صمد ل آتا ہے

شفاعت

مسئلہ شفاعت صفت رجحیت کی بنا پر ہے رجحیت نے تقاضا کیا

ہے کہ اچھے آدمی بڑے آدمیوں کی شفاعت کریں

مشرکین کا اعتقاد کہ بت شفاعت کرتے ہیں

شیطان

لعین و دجال شیطان کا نام ہے

جو راستہ باز کی تکذیب کرتا ہے وہ شیطان کا بھائی ہے

شیعہ

قبر مسیح کے متعلق شیعوں کا بیان اور ان کے پاس موجود

کتاب میں شہزادہ نبی کے قصے

صادق

صادق کی تصدیق آنحضرتؐ کی تصدیق اور صادق کی

تکذیب آپؐ کی نافرمانی ہے

صبر

صبر کرنے کی نصیحت

جو صبر نہیں کرتا اسے ایمان سے بہرہ نہیں

صحابہ رسولؐ

آنحضرتؐ کے اصحاب پر درود و سلام

دعوت اسلام کے لئے صحابہ کا ممالک کا سفر

صحابہ دن کو میدانوں کے شیر راتوں کو راہب اور دین

کے ستارے تھے

آنحضورؐ کے صحابہ کی تعریف اور ان کی نیک تبدیلی

صحابہ میں روحانی انقلاب محمدؐ کی قوت قدسیہ کا نتیجہ ہے

آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ سے صحابہ میں پیدا ہونے والی

نیک صفات اور پاک تبدیلی

نبیؐ کے سکھائے گئے آداب انسانیت و معاشرت

آنحضرتؐ کا صحابہ کی اصلاح اور انہیں فساد سے

صلاحیت کی طرف منتقل کرنا

جنگوں میں استقامت اور خدا کے لئے دعوت قبول کرنا

صحابہ کی نظیر کسی نبی کے صحابہ میں سے کوئی پیش نہیں کر سکتا

دفع طاعون کے بارہ میں لکھی گئی تدابیر قطعی علاج نہیں ۲۳۴
ترجمین اور ٹیڑھ کی رو سے طاعون پیدا کرتی ہیں ۳۴۰

طاعون سے متعلق الہامات

طاعون کے بارہ میں مسیح موعودؑ کے الہامات ۳۴۱، ۳۴۶، ۳۶۱
اس بات کا جواب کہ الہام اپنے پاس سے بنالیا ہے ۳۴۱
طاعون سے متعلق مسیح موعودؑ کی خواب ۳۶۱

جلسہ دربارہ طاعون

مسیح موعودؑ کا طاعون کے بارہ میں جلسہ کرنے کا مقصد ۳۷۰
جلسہ کے انعقاد پر گورنمنٹ کی طرف سے شکریہ کی چٹھی ۳۷۰، ۳۷۱
جلسہ کے بارہ میں سول ملٹری گزٹ کا مضمون ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴

طب/طبی کتب

علم طب اور تمام تدابیر اور معالجات ظنی ہیں ۲۳۵
مرہم عیسیٰ کے ثبوت میں قلمی طبی کتب اور طبیوں کی عبارتیں ۱۷۲
مسلمان، یہودی، عیسائی اور مجوسی اطباء کی ہزار سے زیادہ
طبی کتب میں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے ۱۵۸ ح

طہارت

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین میں
ظاہری و باطنی طہارت کی طرف ترغیب ۳۳۶، ۳۳۸
والرجز فہجر میں انسان کو حفظانِ صحت کے اسباب کی
رعایت رکھنے کی ہدایت ۳۴۰
قرآن میں جسمانی و باطنی طہارت اور پاکیزگی کی ترغیب ۳۳۶
روحانی پاکیزگی کے لئے روحانی صحت کی ضرورت ہے ایسے
ہی جسمانی صحت کے لئے جسمانی پاکیزگی چاہئے اور جسمانی
پاکیزگی کو روحانی پاکیزگی میں بڑا دخل ہے ۳۳۲، ۳۳۳
ظاہری و باطنی پاکیزگی اختیار کرنے اور نہ کرنے والے اور
دنیا و آخرت میں ان کو ملنے والا نفع اور نقصان ۳۳۷، ۳۳۸
جسمانی طہارت کی طرف قرآن کریم کے توجہ دلانے پر
اعتراض کا جواب ۳۳۲، ۳۳۶

عبادت

حقیقی عبادت و ثواب اور اس کی قبولیت کے آثار ۲۴۱
انسانی غلط کاریوں سے مخلوق کی پرستش کا پیدا ہونا اور
اس کی مثالیں ۳۳۵

صحابہ کا تیرہ برس مکہ میں کفار سے تکلیف اٹھانا ۲۹۰
صحابہ مسیح موعودؑ کی صحابہ رسولؑ سے مشابہتیں ۳۰۶، ۳۰۷
صحابہ دور آخر (دیکھئے مرزا غلام احمد قادیانی)

صفائی

ظاہری و جسمانی پاکیزگی اور صفائی کی اسلامی تعلیم اور
اس کی حکمت ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۷
جسمانی صفائی کے قرآنی احکام پر عیسائی اعتراض کا جواب ۳۳۶، ۳۳۷

صوفیاء

صوفیاء کا بروزی نزول مسیح کا عقیدہ ۱۴۶، ۳۸۲
بروزی نزول مسیح کی نسبت ایک صوفی کی کتاب کی عبارت ۳۸۳
صوفیاء کا ایمان، اعمال اور اخلاق میں انبیاء سے مشابہت
پیدا کرنے کا مذہب ۴۱۱

ط، ع، غ، ف، ق

طاعون

آخری زمانے کی ایک علامت ۱۲۲، ۳۲۵
لوگوں کا برباد طاعون حج کے سفر سے روکے جانا ۲۸۰
طاعون امراض مہلکہ میں سے اول درجہ پر ہے ۲۳۴
اشتبہ ۱۸۹۸ء دربارہ طاعون ۳۵۸، ۳۶۰
طاعون کے متعلق اشتہار کی نسبت ایک اعتراض کا جواب ۲۲۹
یہود پر شامت اعمال کی وجہ سے طاعون کا عذاب ۲۵۳

طاعون کیا چیز ہے

قرآن وحدیث میں طاعون کے نام اور ان کے معانی ۳۳۰، ۳۳۱
طبری اور توریث میں طاعون کا ذکر ۲۲۹
طاعون کے کیڑوں کا دریافت کیا جانا ۳۱۹

طاعون کا علاج

دفع طاعون کے لئے سورۃ فاتحہ کی دعا ۳۳۹
مسیح موعودؑ کا تجویز کردہ روحانی طریق ۳۶۰
طاعون سے نجات کے لئے توبہ واستغفار، ترک معصیت
نیک اعمال بجالانے اور دیگر نیکیوں کی نصائح ۳۶۲، ۳۶۳
علاج طاعون کے لئے تیار کردہ دودوائیں
۱- تریاق الہی ۲- مرہم عیسیٰ ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۵۷

عبودیت

عبودیت اور اس کی حالت کاملہ ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶
انسان کی عبودیت الہی کا حقیقی مقصود ۱۱ تا ۹
مہدی موعود کو آنحضرتؐ کے ذریعہ عبودیت کا مرتبہ دیا جانا
اور غلام کے لفظ سے اس کا ظاہر کرنا ۳۹۵ ح

عذاب

عذاب الہی کے نازل ہونے کی اصل وجوہ ۳۴۶
متکبر، ظالم اور بے خوف خواہ کسی مذہب سے ہوں عذاب
سے نہیں بچ سکتے ۳۴۷
کسوف و خسوف دیکھنے کے بعد توبہ نہ کرنے والوں پر عذاب ۱۲۱
فوری عذاب کی ضد علم حدیث سے ناواقفی ہے ۱۷۳

عرب قوم

عربوں کے قبول اسلام پر نیک تبدیلی کا تفصیلی ذکر اور
ان کے بد اعمال کا نیک اعمال میں بدلنا ۳۱ تا ۲۹
بتوں کی طرف ان کے منسوب کردہ اعتقادات ۲۳، ۲۲
عربوں میں پائے جانے والے گناہ اور بد اعمال ۲۶ تا ۲۴
ان کے قول و فعل فساد سے بھرے ہونا، جہالت کی بنا پر
نبوت سے انکار اور کفر پر اصرار کرنا ۲۷
عربی زبان (دیکھئے زیر عنوان زبان)

عرش

دنیا میں چار اور قیامت کے روز آٹھ فرشتوں کے خدا کے
عرش کو اٹھانے کی وضاحت ۲۵۱

عقیدہ

مسیح موعودؑ کے عقائد اور جماعت کو نصیحت ۳۲۳، ۳۲۴
مسیح موعود کے وقت مسلمانوں میں اختلافی عقائد کا پایا جانا ۱۰۶، ۹۰
یہودیوں سے بچانے کے لئے عیسیٰ کو آسمان پر پہنچانا
لغو عقیدہ ہے ۱۵۵ ح
مسلمانوں کے غلط عقائد و حشیانہ جوش پیدا کرتے اور
تہذیب سے دور ڈالتے ہیں ۱۹۴
مسیح موعودؑ کا خونی مہدی نہ آنے والا عقیدہ ۱۹۳

علامات

آخری زمانہ کی علامات ۸۴، ۲۵۷، ۲۸۰
۲۸۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۲۷، ۴۰۰، ۴۰۱
علماء (دیکھئے زیر عنوان مولوی)

عید

لکھرام کے قتل کا دن عید کے دن سے قریب ہونے کی
پیشگوئی اور عید کے دوسرے روز اس کا قتل کیا جانا ۱۳۸، ۱۳۳

عیسائیت

آخری زمانہ کے پادریوں اور مشرکوں کے اسلام اور
آنحضرتؐ پر فحش گوئی کے متعلق قرآنی پیشگوئی ۳۱۲ ح
عیسائیوں کی آنحضرتؐ کی بے ادبیوں، گالیوں اور افتراء
کرنے کا ذکر ۳۲۸

النفثت فی العقد سے مراد عیسائی عورتیں ۲۹۷
عیسائیوں کی سخت گوئی سن کر حکام سے استغاثہ مناسب نہیں ۳۱۱
نصاری کے چالیس کروڑ انسانوں میں سرایت کردہ خیال ۱۶۶ ح
سچے عیسائی کی نشانی اور عیسائیوں کی اس سے محرومی کی وجہ ۱۷۳ ح
نجران کے عیسائیوں سے مہالہ میں ایک سال میعاد کی شرط ۱۷۳
آہٹم کا عیسائیوں کی دلجوئی کے لئے اخفاء شہادت ۱۶۵
عیاشی اور شراب نوشی کے شوق میں عیسائیت اختیار کرنا ۶۹
عیسائیت میں شامل ہونے والے کے لئے وظیفہ ۶۶
عیسائی مذہب کا تانا بانا ٹوٹنے کا ثبوت ۱۶۴ ح

عیسائی عقائد کو دلوں سے اڑانے اور عیسائیت کی دنیا میں
انقلاب ڈالنے والا امر ۱۶۶ ح
مرہم عیسیٰ کی علمی گواہی کفارہ و تثلیث کا رد کرتی ہے ۱۶۱ ح
صلیب، تثلیث اور کفارہ کے عقائد نابود کرنے کے لئے
ماور کی بعثت ۱۶۴ ح
عیسائی حواریوں کو مسیح کے رسول یعنی ایلیٰ کہتے تھے ۳۴۷
واقعہ صلیب کے وقت حواریوں کی مسیح سے بے وفائی ۱۵۹ ح
مسیح کا حواریوں سے ملنا اور زخم دکھانا ۱۶۵ ح، ۲۱۱ ح، ۳۵۲

پادریوں کا خیال کہ یوز آسف کے سوانح میں تحریریں

۱۷۲

حواریوں کی ہیں سراسر غلط ہے

واقعہ صلیب کے وقت غیر حاضر حواریوں کی گواہی

ح ۲۱۱

قابل قبول نہیں

کفارہ

۳۳۵، ۳۳۴

کفارہ کے تردیدی دلائل

ح ۳۳۸

قانون قدرت کی رو سے کفارہ کا رد

ح ۱۶۲، ۱۶۱

مسح کے صلیب سے زندہ بن جانے سے کفارہ کا بطلان

غار ثور

خدا نے آنحضرتؐ کو مکہ سے دو تین میل فاصلہ پر اس میں

۳۵۲، ۱۵۶

چھپایا اور ڈھونڈنے والے ناکام رہے

۲۹۲، ۲۹۱، ۲۹۰

غزوہ بدر

غیب

غیب ذات باری سے خاص ہے اور فاسد الخیال اور دنیا دار

۶۱

کو وہ غیب کا علم نہیں دیتا

۴۴۳، ۴۴۲

اظہار علی الغیب کی حقیقت

۶۱

مسح موعود کے الہام غیب کی پیشگوئیوں سے مہرے ہیں

فرشتے

۲۵۱

چار اور آٹھ فرشتوں کا خدا کے عرش کو اٹھانے کی وضاحت

جسمانی طور پر مسح کا آسمان سے فرشتوں کے ساتھ اترنا

۳۸۲، ۳۸۱

بمطابق آیات قرآنیہ باطل ہے

۲۸۷

مسح کا فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اترنے کا مطلب

مامور زمانہ کے ساتھ آسمان سے فرشتے یعنی نور اترنے

ح ۲۸۷

کی سنت اللہ

۱۵۶

خدا کے جلال سے فرشتے ڈرتے ہیں

قریش

ح ۲۹۹

قریش علم انساب میں بڑے حریص تھے

ح ۱۵۶

یہودیوں سے زیادہ بہادر، جنگ جو اور کینہ ور تھے

قوت قدسیہ

آنحضرتؐ کی قوت قدسیہ سے صحابہ میں پیدا ہونے والی

۴۳ تا ۴۱

نیک صفات اور پاک تبدیلی

قیامت

قرآن میں مذکور کسوف و خسوف قیامت کے آثار متقدمہ

۱۲۱، ۱۱۹

ہیں قیامت کے ظاہر ہونے کی علامتیں نہیں

۱۲۰

قیامت کے ظہور کے نشان خاتمہ دنیا کے وقت ظاہر ہونا

قرآن کریم

۲۴۶

سورۃ فاتحہ کی لطیف تشریح

۲۵۹

تفسیر سورۃ فاتحہ لکھنے کی غرض

۱۱۹

قرآن میں قرب قیامت کے نشان

۲۳۳

قرآن کریم میں مذکور تمام اندازی پیشگوئیاں شرطی ہیں

۳۸، ۳۷

قرآن کے علمی و عملی معجزہ ہونے پر دلائل قاطعہ

قرآنی تعلیم

۱۲

قرآنی تعلیم کی حمد سے ابتداء

۳۴

قرآنی تعلیم کی تین اقسام

۱۔ وحشیوں کو انسانی آداب سکھا کر انسان بنانا

۲۔ انسانیت سے ترقی دے کر اخلاق کاملہ کے درجہ تک پہنچانا

۳۔ مقام اخلاق سے اٹھا کر محبت الہی کے درجہ تک پہنچانا

۱۸۷

عیسائیوں سے محبت اور خلق سے پیش آنے کی ہدایت

۳۳۶

قرآن کا ظاہری و باطنی طہارت کی طرف توجہ دلانا

۳۴۲

قرآن کریم میں تقویٰ و برہیزگاری کی تاکید

۳۶

انسان کی تکمیل علمی و عملی کو کمال تک پہنچانے کی قرآنی تعلیمات

۳۹

قرآنی تعلیموں کا اپنی تاثیرات سے متعلمندوں کو حیران کرنا

۴۰

اتباع قرآن سے مسیح موعود کا کشف صادق پانا اور تازہ

کرامات اور نشان دکھانا

قرآنی پیشگوئیاں (دیکھئے زیر عنوان پیشگوئی)

حفاظت قرآن

۲۸۸

چاقم کی حفاظت قرآن

۱۔ حفاظ کا ذریعہ ۲۔ ائمہ اور اکابرین کے ذریعہ

۳۔ متکلمین کے ذریعہ ۴۔ روحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ

اس زمانہ میں مخالفین کا چاقم پھلوؤں کی رو سے حملہ کرنا

۲۹۰، ۲۸۹

اور مدافعت کے لئے مسیح موعود کا بھجنا جانا

ک، گ، ل، م

کرامت

- کرامت اور اس کا جاں نثار بندوں کے لئے ظاہر کیا جانا ۱۵۷
ولی کی کرامت نبی موعود کا معجزہ ہے ۳۰۹
اہل کرامت اور اہل معجزہ کی تصدیق ۴۱۰
کرامات معجزات کا دائمی سایہ اور برکات نبوت زیادہ
ہونے کا موجب ہیں ۱۱۴

کسر صلیب

- کسر صلیب سے مراد ۷۷۸
مسیح موعود کو کسر صلیب کیلئے نے نظیر معرفت کا عطا ہونا ۱۰۵
مسیح موعود کے صلیب توڑنے اور آسمانی حربہ سے دجال کو
قتل کرنے کے معنی ۱۶۴

یکسر الصلیب میں عیسائیت کی ترقی کرنے کا اشارہ

- اور مسیح موعود کا اس کا بطلان کرنا ۲۸۷، ۲۸۵
کسر صلیب کے علماء میں مشہور معنی غلط ہیں ۸۲

کسوف و خسوف

- کسوف و خسوف کے ذکر پر مشتمل آیت قرآنیہ ۱۱۹
دارقطنی کی روایت اور اس کی تشریح ۱۱۸، ۱۱۷
مسیح موعود کی کتاب نور الحق میں اس کا مفصل ذکر ۱۲۱، ۱۱۵
صاحب رسالہ حشریہ کا اس کی نسبت بیان ۱۱۸
کسوف و خسوف کے نشان کا ذکر ۴۷۱، ۴۰۰، ۳۲۷
کسوف و خسوف کا ظہور اس دنیا کی پیدائش پر موقوف ۱۲۰
یہ مہدی اور اس کے ظہور کی قطعی دلیل ہے ۱۱۵
اس کے دیکھنے کے بعد توبہ نہ کرنے والوں پر عذاب طاعون ۱۲۲
یہ نشان قیامت کے آثار متقدمہ سے ہے ۱۲۱، ۱۱۹
کسوف و خسوف کی حدیث موضوع نہیں ہے ۴۲۰، ۴۱۹

کشف

کامل کشف جسے قرآن میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا

- ہے صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے ۴۴۲
حدیثوں میں مذکور آنحضرتؐ کے کشفی کلمے ۱۱۱

کشمیر

کشمیریوں کی معزز قوموں کے نام کے ساتھ لفظ حیو اور ڈاکٹر
برنیئر کے سفر نامہ میں ان کے بنی اسرائیلی ہونے کے ثبوت ۱۹۵

کفارہ

- کفارہ کے نزدیک دلائل ۳۳۵، ۳۳۴
قانون قدرت کی رو سے کفارہ کا رد ۳۳۸
مسیح کے صلیب سے زندہ بن جانے سے کفارہ کا بطلان ۱۶۱، ۱۶۴

گالی

- گالیوں کے مقابل گالی نہ دینے اور دعا کی نصیحت ۱۵۳، ۱۰۰
اسلام اور آنحضرتؐ کی نسبت گالیوں اور بہتان سے پُر
ایک لاکھ کتاب کی تالیف ۶۴
علماء کا مسیح موعود کو گالیاں دینا ۹۴

لائبا (لاما)

- مسیح کے ملک ہند میں آنے کا وہ سبب نہیں جو لائبا بیان کرتے
ہیں۔ بقول لائبا نے مسیح نے گوتم بدھ کی تعلیم بطور استفادہ پائی ۱۶۲

لعنت

- لعنت کا معنی و مفہوم ۲۰۹، ۱۵۴
سچائی پا کر انکار کرنے والے دلوں پر خدا لعنت کرتا ہے ۱۶۵
لعنتی سے مراد اور تورات کے مطابق مصلوب کا لعنتی ہونا ۳۳۴، ۲۰۹، ۱۵۴

مامور من اللہ

- مامورین من اللہ کو پہچاننے کا اصول ۱۴۳
علماء کے مقابل مامور من اللہ کے معنوں کو ترجیح دینا ۳۴۳
خدا کے بھیجے ہوؤں کا غالب آنا ۱۴۸

مباحثہ

- مذہبی مباحثات میں مسیح موعود کا اصول ۱۸۶
خوارق سے خالی مباحثہ کچھ فائدہ نہیں دیتا ۷۴
بحث و مباحثہ نہ کرو اس سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں ۱۵۴
مذہبی مباحثات کے لئے ناقابل اعتراض امور ۱۸۷

مہابہ

- مسنون مہابہ اور مسیح موعود کا طریق ۲۰۵

مباہلہ میں فوراً عذاب نازل ہونا خلاف سنت ہے۔ احادیث

۱۷۳ میں ایک سال کی شرط

۱۷۴ مباہلہ میں دونوں طرف سے بدعہ ہوتی ہے

محمد حسین بٹالوی اور دیگر لوگوں کی مسیح موعود سے

درخواست مباہلہ ۱۹۷۷ء، ۲۰۰۳ء، ۲۰۰۵ء، ۲۰۰۷ء

۱۵۳ بٹالوی کی نسبت شائع شدہ اشتہار مباہلہ کا ذکر

محمد حسین بٹالوی اور مباہلہ ۱۷۳، ۱۷۴

بٹالوی کی درخواست مباہلہ کے اصرار پر مسیح موعود کا خدا سے جھوٹے

کی ذلت طلب کرنے کے طور پر مباہلہ ۱۹۷۷ء، ۲۰۰۳ء، ۲۰۰۵ء، ۲۰۰۷ء

متقی

۱۵۵ آنحضرتؐ سید المتقین تھے

متقی کبھی برباد اور ضائع نہیں کیا جاتا ۱۵۵، ۱۵۴

۱۵۴ موتی اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ متقی اور حلیم تھے

محدث

۳۰۹ محدث نبیوں اور رسولوں کی طرح مسرلوں میں داخل ہے

۴۱۰ بموجب حدیث محدث کا الہام بھی خدا کی وحی ہے

مجدد

۸۲، ۸۵ء مجد کی ضرورت زمانہ اور ظہور کی غرض

۸۲، ۸۶ء چودھویں صدی کے مجدد کے ظہور کی اغراض

۸۹ چودھویں صدی کے مجدد کے احادیث میں تین نام

۲۸۹ چودھویں صدی کے مجدد کا نام مسیح رکھنے کی وجہ

۲۵۵، ۸۶ء چودھویں صدی کے سر پر مجدد کا آنا اور مسیح موعود ہونا

مخالفین

۴۰ مخالفوں کے ہاتھ میں بجز قصوں کے کچھ نہیں

۱۸۶، ۱۸۷ مذہبی امور میں مخالفین کے حملوں پر صبر اور غنہ

۱۴۴ مخالفوں نے نشان دیکھنے کے باوجود کہا کہ نشان دکھاؤ

مخالف نا انصافی اور کج روی سے باز نہیں آتے خدا کی باتوں

۱۵۸ کی تکذیب کرتے اور نشانوں کو جھٹلاتے ہیں

مرہم عیسیٰ

۳۵۷ یہ عیسیٰ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے

۳۵۲ یہ عیسیٰ کی صلیبی موت سے نجات کی دلیل ہے

۱۷۲ مرہم عیسیٰ کے بارہ میں طبیعوں کی کھلی کھلی عبارت

بوعلی سینا کی کتاب قانون میں مع وجہ تسمیہ اس کا ذکر اور

۳۴۸ مسیح موعود کے پاس اس کا قلمی نسخہ

طب کی ہزار سے زیادہ کتب میں اس کا ذکر

۱۵۸ء، ۱۶۲ء، ۱۷۲ء، ۲۱۰ء، ۲۷۳ء، ۳۴۸ء

مرہم عیسیٰ سے عیسائی عقائد کفارہ و تثلیث کا رد ۱۶۱ء

صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت شناخت کرنے کے لئے

مرہم عیسیٰ ایک علمی ذریعہ اور معیار حق شناسی ۱۵۷ء

ایک ڈاکٹر کا مرہم عیسیٰ کے نسخہ کا قوموں کی کتب میں

پائے جانے کے انکار کا جواب ۱۶۱ء

مسیح کیلئے اس کا بنایا جانا اور چالیس دن علاج ۱۶۰ء، ۳۵۶ء

اس کے مقابل انجیل نویسوں کی گواہی قابل اعتبار نہ

ہونے کی وجوہات ۱۵۹ء

مسیح موعود کا اسے علاج طاعون کے لئے تیار کروانا ۳۴۷ء

اس کے دو اور نام ۱۔ مرہم حواریین ۲۔ مرہم الرسل ۲۱۰ء، ۳۴۷ء

مرید

مرید کی اپنے مرشد کے قول اور فعل سے مطابقت ہونی چاہئے ۱۸۸

مسلمان

مسلمانوں اور ان میں سے عیسائی ہونے والوں کی حالت

کا ذکر اور اردو کی وجہ ۷۷، ۷۸

۱۰۶ مسلمانوں میں نہایت درجہ کا اختلاف

سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کو یہودیوں کے خلق اور خو سے باز

رہنے کا اشارہ اور اس کی وضاحت ۲۵۵، ۲۵۴

یہود و نصاریٰ کے ابتلاء سے عبرت پکڑنے کی نصیحت ۲۶۵

مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے متعلق ان کا یہود و نصاریٰ سے

مشابہت اختیار کرنا ۲۶۷، ۲۶۸

مسیح موعود

مسیح موعود کی خبر قرآن و حدیث اور تورات و انجیل سے ثابت ۲۸۲

چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہے ۸۶ء

مسیح موعود کا آسمان سے اترنا خلاف واقعہ ہے ۲۰۹

۲۹۴، ۲۹۳ مسیح موعود اور عیسیٰ کا نام مسیح رکھنے کی وجہ
 آئیوے کا نام مسیح اور مہدی رکھنے میں حکمت و غرض ۱۴۵، ۱۳۹
 مہدی موعود کا نام احمد اور محمد ہونے کی وجہ ۲۲۵، ۳۹۸
 مہدی اور عیسیٰ کے نام کی نسبت الہام الہی ۳۹۸
 مسیح موعود کے نام میں غلام کا لفظ اس عبودیت کو ظاہر کرتا ہے
 جو ظلی طور پر مہدی میں ہونی چاہیے ۳۹۵ ح

حکم و عدل ہونا

حکم و عدل ہو کر امت کے اختلاف دور کرنا ۱۴۷، ۱۰۶، ۸۹
 حکم بن کر حق کو اختیار کرنا اور باطل کو چھوڑنا ۹۰
 مسیحیت یا نبوت کے سچے مدعی کا کلام الہی کے معنی کرنے
 میں دوسروں سے اختلاف ضروری ہے ۳۲۱ ح
 مکتوبات مجدد الف ثانی میں علماء وقت کے مسیح موعود سے
 اختلاف کا ذکر ۳۲۱

مسیح موعود اور جہاد

مسیح موعود کا اشاعت دین کیلئے تلوار سے کام نہ لینا ۹۱
 مسیح موعود خون ریزوں کے رنگ میں ہرگز نہیں آئے گا ۲۵۸
 یہ جنگ روحانی کی تحریک کے لئے آیا ۲۹۵
 مسیح موعود کا حربہ تضرع اور دعا ۹۱، ۶۳
 مسلمانوں کا مہدی سے مل کر مخالفین اسلام سے جنگ کرنے
 والے مسیح کا انتظار ۴۶۹، ۲۵۲، ۱۹۳

دو طرح کے مسیح

احادیث کی رو سے مسیح کے لفظ سے مراد دو مسیح ۹۰ ح
 ۱۔ مسیح ظالم ۲۔ مسیح عادل
 مسیح صدیق اور مسیح دجال کی تعریف اور کام ۹۱ ح
 مسیح کا لفظ دو چیزوں میں مشترک ہونا ۹۲ ح
 ۱۔ آسمان کا مسیح ۲۔ زمین کا مسیح

مشابہت و مماثلت

مماثلت امور مشہودہ محسوسہ میں ہونی چاہیے ۲۹۱
 اصل امر میں مشبہ اور مشبہ بہ اشتراک رکھتے ہیں ۳۱۷
 مصر، مکہ، دریائے نیل اور بدر کے واقعات میں مماثلتیں ۲۹۰ تا ۲۹۴

مسیح موعود کا حدیث میں مذکورہ حلیہ ۲۷۹
 لامہدی الاعیسیٰ میں مسیح موعود کے ذوالبروزین ہونے
 کا لطیف اشارہ اور اس کی تفصیل ۳۹۴، ۳۹۳
 یہ خیال کہ مسیح موعود سے متعلق حدیثیں موضوع ہیں اور
 آنے والا کوئی نہیں کا جواب ۲۷۹
 مسیح موعود کے صلیب کو توڑنے کا مطلب ۲۸۷
 مسیح موعود کے طواف کعبہ کا مطلب ۲۷۵
 مسیح موعود کا دفر شتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے
 نازل ہونے کا مطلب ۲۸۷
 احادیث میں ہے کہ مسیح موعود و مہدی معبود کا وجود حقیقت
 عیسویہ اور ماہیت محمدیہ سے مرکب ہے ۱۰۸ ح
 مسیح موعود عیسائی مذہب کی انتہا اور انحطاط کا نشان ۲۸۵
 مسیح موعود کا قبول ورد آخضر ت کا قبول ورد ہے ۳۲۹
 منکرین مسیح کا کہنا کہ آباء و اجداد کا عقیدہ ہمارے لئے کافی ہے ۱۴۷

ضرورت زمانہ

مسیح موعود اور مجدد کے لئے زمانہ کی ضرورت و پکار

۳۲۵، ۲۹۴، ۲۸۹، ۲۸۲، ۱۰۰، ۹۶، ۸۱، ۷۷
 چودہویں صدی کے سر پر ظاہر ہونا ۳۲۵، ۳۱۲، ۲۵۵، ۹۶، ۷۹
 لوگوں کا شدت سے آپ کا انتظار ۸۷

ظہور کی علامات

صلیب کا غلبہ اور بد دین کا پھیلنا ۳۱۰، ۱۰۵، ۸۴، ۶۳
 پادریوں کی خلاف اسلام تصانیف اور مساعی کا ذکر ۳۲۸، ۷۷، ۶۴
 دیگر بہت سی علامات ۲۹۴، ۲۸۲ تا ۲۷۹
 ۴۰۱، ۴۰۰، ۳۲۸، ۳۱۵، ۳۰۶، ۳۰۵، ۲۹۵

مسیح موعود کا ذکر قرآن میں

آیت استخلاف سے استدلال ۲۵۵، ۲۸۵ تا ۲۸۳
 آیت افانحن نزلنا الذکر سے استدلال ۲۸۹، ۲۸۸
 آیت کما ارسلنا الی فرعون رسولا سے استدلال ۲۹۰
 آیت اخبرین منہم لما یلحقو ابہم سے استدلال ۳۰۵، ۳۰۴
 مسیح موعود و مہدی کے نام

مسیح موعود کے تین نام ۹۲ تا ۸۹

کتاب امہات المؤمنین کے سلسلہ میں ان سے اختلاف ۱۹۵
 مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت سے برا سلوک ۹۴
 علماء اور سلسلہ احمدیہ ۳۶۹

علمائے امت کو نبی کا نام دیا جانے کی احادیث ۴۱۱، ۳۰۹
 علماء کا مسیح موعودؑ کے علم کی عیب گیری اور تکلیف جینی کرنا ۱۰۷
مومن

حیا مومن کی لازمی صفت ہے ۲۲۸
 مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں اور ہر ایک کو
 معمولی حالت کی خواہیں آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں ۱۵۷
 مسیح موعودؑ کو حکم ماننے والے سچے مومن ہونگے ۱۴۷
 اہل ایمان کے نفع کی غرض سے مسیح موعودؑ کا شبہات دور
 کرنے والے نشان لکھنا ۱۰۴

مہدی

کامل طور پر مہدی بجز آنحضرتؑ کے کوئی نہیں ۳۹۷، ۷
 آنے والے کا نام مہدی رکھنے میں اشارہ ۳۹۴
 مہدی کی آنحضرتؑ سے مشابہت کی تائیدی حدیث بدن کا
 عربی اور اسرائیلی دو حصوں میں منقسم ہونا ۳۹۹، ۳۹۳، ۳۰۷
 مہدی اور اس کے ظہور کی قطعی دلیل کا نشان ۱۱۵
 مہدی کی شناخت و پہچان کے دو نشان ۱۱۸، ۱۱۷
 مسیح و مہدی کی نسبت مولویوں کے اعتقادات ۲۰۱
 مہدی مسیح سے متعلق روایات متخالف و متناقض ہیں ۱۴۴
 احادیث میں مسیح، مہدی اور حکم نامہ شخص کا آنا ۱۴۵
 مہدی کی نسل سے متعلق روایات ۲۵۸، ۱۹۳، ۱۴۶، ۱۴۵
 مسلمانوں کے نزدیک بنی فاطمہ سے مہدی کا ہونا اور
 مخالفین اسلام سے جنگ کرنا ۲۱۹، ۱۹۳
 بنی فاطمہ سے مہدی آنے والی حدیثیں موضوع، بے اصل
 اور بناوٹی ہیں ۴۵۴، ۲۰۷، ۱۹۳
 مہدی کے ہاشمی یا سیدی ہونے کے بارہ میں احادیث کے
 مجروح ہونے پر علماء کا اتفاق ۲۵۸
 اس اعتراض کا جواب کہ مسیح و مہدی خوریزیاں کرے گا
 ۴۶۰، ۴۵۵، ۳۱۱، ۲۹۵، ۲۷۹، ۲۵۸

بنی اسرائیل اور آنحضرتؑ کے صحابہ میں مشابہتیں ۲۹۰
 صحابہ مسیح موعودؑ کی صحابہ رسولؑ سے مشابہتیں ۳۰۷، ۳۰۶
معتزلہ

معتزلہ سے مراد ۲۸۱
 تمام اکابر علماء معتزلہ کا عقیدہ وفات مسیح کا ہے ۳۸۱
 معتزلہ اور صوفیاء کا نزول مسیح کی بابت عقیدہ ۱۴۶
معجزہ

معجزہ اور کرامت ۳۰۹
 آنحضرتؑ کے معجزات (دیکھئے اسامیہ حضرت محمدؐ)
 قرآن کریم کے علمی و عملی معجزہ ہونے کے دلائل ۳۸، ۳۷

مولوی

مسیح و مہدی کی نسبت مولویوں کے اعتقادات ۲۰۱
 ان کا عہد اعمام کو دھوکہ دینے کی مثالیں ۳۱۸
 مولویوں کے انکار پر اصرار کی وجہ ۱۰۴، ۱۰۳
 گورنمنٹ کے حق میں تحریروں کی وجہ سے مولویوں کا
 مسیح موعودؑ کو کافر قرار دینا ۱۸۵
 فوری عذاب کی ضد کرنا مولویت کی شان کو داغ لگاتا ہے ۱۷۳
 ان کا نور ہدایت اور زیری سے محروم ہونا ۹۴
 ان کا تقویٰ اور خدا ترسی سے خالی ہونا ۳۱۹
 علماء کو آخری نصیحت ۳۲۵
 علمائے زمانہ کی بد حالی کا ذکر ۴۶۹، ۴۶۷، ۴۵۱، ۴۴۹
 مکتوبات مجدد الف ثانی میں علماء کے مسیح موعودؑ سے اختلاف
 کرنے کا ذکر ۳۲۱
 علماء کے مسیح موعودؑ کے خلاف فتوے اور بدزبانی ۲۰۴ تا ۱۹۶
 مسیح موعودؑ کو علماء کا سب و شتم اور تکفیر و تکذیب ۴۷۱
 علماء کا مسیح موعودؑ کو کافر اور عقائد اسلام سے برگشتہ قرار دینا ۳۲۲، ۳۲۱
 اختلاف کی صورت میں علماء سے فیصلہ کا طریق ۳۲۰
 علماء کے مقابل مامور من اللہ کے معنی قبول کیے جانا اور
 اس کی وجہ ۳۴۵، ۳۴۳، ۳۴۲
 ان کا دشمنوں سے انتقام لینے اور وفات مسیح کے امور میں
 مسیح موعودؑ سے اختلاف ۲۱۷، ۱۹۵، ۱۹۴

کیا آنحضرتؐ کے بعد نبی آنے سے آپ کی شان کا استخفاف اور قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے ۴۱۱، ۳۹۲
مسلم میں مسیح موعود کیلئے نبی اللہ کے لفظ کا استعمال ۳۰۹
محدث اور علماء امت کو نبی کا نام دیا جانے کی احادیث ۴۱۱، ۳۰۹
مسیح موعود کو الہام میں نبی اور رسول کا نام دیا جانا ۳۰۹
ختم نبوت کے بعد اسلام میں کوئی اور نبی نہیں آ سکتا ۱۶۸ ح
اسلام میں اپنا سکہ جمانے والی نبوت کا دروازہ بند ہے ۳۰۸
اس وسوسہ کا جواب کہ مسیح ابن مریم کے حکم و عدل بن کر آنے پر ختم نبوت کیونکر قائم رہے گی ۳۹۳

نجات

حقیقی نجات کا ثمرہ ۲۴۲
مغفرت اور نجات محض اللہ کے فضل پر ہے ۲۴۳
مرنے کے بعد نجات اور سچی خوشحالی کا مالک شخص ۲۴۵
نجات کے لئے اکمل و اتم محبت الہی اور اس کے حصول کے لئے ضروری امر ۳۳۷

نزول مسیح

مسلمانوں کا مسیح کے آسمان سے آنے کا اعتقاد ۲۰۱
نزول کے معانی اور نزول مسیح کی حدیث کی تشریح ۲۷۴
مسیح کے لئے لفظ نزول کے استعمال میں حکمت ۱۶۴، ۶۳ ح
قرآن، توریت اور انجیل سے مامورین من اللہ کے لئے نزول آسمان کا محاورہ ۳۱۷، ۳۱۶
قرآن میں آنحضرتؐ کے لئے لفظ نزول کا استعمال ۳۱۶
نزول مسیح کی نسبت احادیث استعارات لطیفہ ہیں ۲۷۷
نواس بن سمرعان سے مروی حدیث سے مسیح کے آسمان سے نازل ہونے کے معنی کرنے کا جواب ۲۷۵، ۲۷۴
نزول مسیح جسمانی ہونا تو نزول کی بجائے لفظ رجوع ہونا چاہئے تھا ۳۹۲
کسی کے دوبارہ آنے سے مراد اس کی خواہر طبعیت کے حامل شخص کا آنا ہے جیسے ایلیا کی جگہ یحییٰ کا آنا ۲۷۹، ۲۷۸
معجزہ اورا کا برصوفیہ نزول مسیح بطور بروز مانتے ہیں ۱۴۶
ایک گروہ صوفیہ کا جسمانی نزول مسیح سے انکار اور اسے بروزی ماننا ۳۸۲

مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا عقیدہ دربارہ مہدی بہ مقابل محمد حسین بٹالوی کا عقیدہ بحوالہ اقرب السانۃ و حج الکرامہ ۴۳۳ تا ۴۲۹
غازی مہدی اور غازی مسیح کے متعلق غیر احمدی عقائد اور ان کا رد ۴۶۹، ۴۶۰، ۴۵۵، ۴۵۳، ۴۵۲
غازی مہدی کے قائل مسلمان اور ان کی بددیہی کا ذکر ۴۵۹، ۴۵۸
مہدی کے بدن سے متعلقہ حدیث اور اس میں اشارہ ۴۰۸، ۳۹۹
حدیث لا مہدی الا عیسیٰ میں اشارہ اور اس کی تفصیل ۳۹۳
مہدی کی تکفیر و تکذیب کے بعد زمین میں قبولیت کا پھیلنا ۱۱۹
مولویوں کی بیان کردہ مہدی کی نشانی کہ اس کے بدن میں خون کی بجائے دودھ ہوگا ۳۱۸
مسیح موعودؑ کا دعویٰ مسیح و مہدی اور علماء کی تکفیر ۴۷۱، ۴۷۰
مہدی موعود میں عبد کی کیفیت کو نام میں غلام کے لفظ سے ظاہر کیا جانا ۳۹۵ ح

ن، و، ہ، ی

نبی/نبوت

نبی کا لفظ عربی اور عبرانی سے مخصوص ہے ۱۶۹، ۲۱۲، ۱۶۸
انبیاء کی بعثت کی اغراض ۲۹۲، ۳۰۱ ح، ۴۱۱، ۴۱۲
مومنوں اور رسولوں کو غالب کرنے کا خدائی عہد ۱۶۶
انبیاء کی علمی و عملی تکمیل کے وسط طریق بلا واسطہ اور بالواسطہ ۳۹۵
انبیاء کا انسانوں سے علم حاصل کرنے کی مثالیں ۳۹۴، ۳۹۷ ح
محدث، نبی یا رسول کا کسی آیت یا حدیث کے اپنی قوم سے مختلف معنی کرنے کی مثالیں ۳۲۱
ہر نبی سے استہزاء کیا جانا اور اس کا ہجرت کرنا ۱۵۵، ۱۴۳
ہر نبی دنیا میں رحمت کا پیغام لے کر آیا ۴۵۴، ۳۳۷
صراط الذین انعمت علیہم میں ہدایت سے غرض تشبہ بالانبیاء اور اس کی تفصیل ۴۱۱

خاتم النبیین

خاتم النبیین سے متعلق آیت قرآنیہ اور قول رسول ۳۹۳، ۳۰۸
آنحضرتؐ کا خاتم الانبیاء ہونا اور اس کی وجوہ ۴

۳۰۹ وحی ولایت اور مکالمات الہیہ کا دروازہ بند نہیں
۴ آنحضرتؐ پر کامل اور جامع طور پر وحی نازل کی گئی

وساوس

شہزادہ والا گوہر کے وساوس اور ان کے جوابات

۱۔ مسیح آسمان پر نہیں گئے بلکہ اسی جہان میں خدا نے اس کو

چھپایا ہے ۳۸۳، ۳۸۱

۲۔ توفیٰ کے معنی بھرنے کے ہیں ۲۸۸، ۲۸۴

۳۔ دو حیلوں کا بیان ایک کشف ہے ۴۰۹

۴۔ ہر نبی کی شہادت نبی ہی دیتا چلا آیا ہے ۴۱۰

۵۔ آنحضرتؐ کی نبوت کے لئے نبی شہد کی ضرورت ۴۱۱، ۴۱۰

۶۔ مسیح امتی ہو کر آئے گا نبوت اس کی شان میں مضمر ۴۱۱

۷۔ نبی کا مثیل نبی ہوتا ہے ۴۱۲، ۴۱۱

۸۔ مسیح کے دوبارہ آنے کی دلیل وجہا فی الدنیا ۴۱۳، ۴۱۲

۹۔ باوجود مقدرت کے حج نہیں کیا ۴۱۵، ۴۱۷

۱۰۔ آتھم کی پیشگوئی غلط نکلی ۴۱۸، ۴۱۷

۱۱۔ لیکھرام کی پیشگوئی میں اس کے قتل کی تصریح نہیں ۴۱۸

۱۲۔ پیشگوئی سے لیکھرام کی بے عزتی نہیں ہوئی بلکہ اسے

شہید قوم کا خطاب ملا ۴۱۸، ۴۱۹

۱۳۔ کسوف و خسوف کی حدیث موضوع ہے ۴۱۹، ۴۲۰

۱۴۔ عربی تصانیف کی بنی نظیری کا دعویٰ غلط ہے ۴۲۰، ۴۲۱

۱۵۔ براہین کا بقیہ نہیں چھاپتے ۴۲۱، ۴۲۲

۱۶۔ گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں ۴۲۲

۱۷۔ راولپنڈی والا بزرگ وہی اور بزدل ہے اس لئے

اس کے حق میں پیشگوئی کی ۴۲۲، ۴۲۳

وفات مسیح

وفات مسیح پر دلالت کرنے والی آیات قرآنیہ ۲۶۹، ۲۷۳، ۲۷۹

۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳،

ہندوؤں کی کتب میں بروز کا عقیدہ غلطیوں کے ملنے سے
 ۳۸۳ تناسخ سمجھا گیا
یا جوج ماجوج
 یا جوج ماجوج کا مطلب، ان کا زمانہ ظہور اور ان سے مراد
 یورپین عیسائی اقوام
 ۴۲۴، ۴۰۰
یقین
 زندہ اور حقیقی نور یقین اور معرفت تا مہ ہے
 ۲۴۵
 شک یقین کو رفع نہیں کر سکتا
 ۲۶۵
یہودیت
 لفظ جیو کے معنی یہودی کے ہیں
 ح ۱۹۵
 بعض یہودی بد مذہب ہیں داخل ہونے کی وجہ
 ح ۱۶۲
 یہود کا آنحضرتؐ سے مغیل موسیٰ کی نسبت جھگڑا
 ۳۴۴
 نبیوں کے نام پر نام رکھنے کی یہودی عادت
 ح ۱۶۹
 یہودیوں کا مسیحؑ کی نسبت منصوبہ اور اس میں ناکامی
 ۱۵۴
 شام کے یہود کا مسیحؑ کی تبلیغ قبول نہ کرنا اور قتل کی کوشش
 ح ۱۶۷
 یہود کا مسیحؑ کے روحانی رفع سے منکر ہونے کی وجہ
 ح ۲۱۱
 مسیحؑ کے آسمان پر جانے سے ان پر حجت پوری نہیں ہوتی
 ح ۱۵۶
 بابل کے تفرقہ کے وقت یہود کا ممالک ہند آنا
 ۱۹۱
 اخبار میں ایک انگریز محقق کا یہود کے ملک ہند آ کر قیام پذیر
 ہونے کا اقرار
 ح ۱۶۲
 کشمیر میں یہود کے آنے کی وجہ سے عیسیٰ کا آنا
 ح ۱۶۹
 یہودیوں پر عذاب طاعون اور دیگر عذابوں کا آنا
 ۲۵۳
 یہود میں مصر اور کنعان کی راہ میں طاعون پھوٹی
 ۳۴۰
 مسیحؑ سے قبل ایلیا کے نزول کے عقیدہ کے بارہ میں مسیح
 کی تاویل سے یہود کا انکار
 ۲۵۴
 مسیحؑ کے ظہور پر یہود کے دوفریق ہونا
 ۲۶۲
 اسلام میں یہودی صفت لوگوں کا مسیح موعود کے متعلق
 یہود کا طریق اختیار کرنا
 ۲۵۵، ۲۵۴

وفات مسیحؑ پر چھ قسم کی شہادتیں
 ۲۷۰
 آپ کے نام مسیحؑ سے آپ کی وفات پر دلیل
 ۲۷۳
 کما قال العبد الصالح سے سمجھا جانا کہ عیسیٰ آنحضرتؐ کی طرح
 فوت نہیں ہوئے کیونکہ مشہد اور مشہدہ میں فرق ہے کا جواب
 ۳۱۷
 مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی بنیاد وفات مسیحؑ پر ہے
 ۲۶۹
 آنحضرتؐ کے خاتم النبیین ہونے سے وفات مسیحؑ اور عدم
 رجوع موتی پر استدلال
 ۳۹۲
ولی/ ولایت
 ولایت کی حقیقت
 ۱۱۴
 ولی کی کرامت نبی متبوع کا معجزہ ہے
 ۳۰۹
 اولیاء کی ولایتوں کے سلوک کا اختتامی مقام
 ۳۵
 نبی یا ولی سے ظاہر ہونے والے نشان درجہ میں برابر ہیں
 ۳۰۹
ہجرت
 ہجرت سنت انبیاء ہے مسیحؑ کا واقعہ صلیب کے بعد
 ہجرت کرنا
 ۱۵۵، ۱۵۷
 قریش کے انتہائی درجہ ظلم کے وقت ہجرت رسولؐ
 ح ۱۶۲
 موسیٰ و عیسیٰ کی طرح ہجرت رسولؐ اور اس کے نتیجہ میں
 فتح و نصرت کا ملنا
 ۱۵۵
ہمدردی
 کوئی آدمی مسلمان نہیں جب تک دوسروں کی اپنے نفس جیسی
 ہمدردی نہیں کرتا اور اس سلسلہ میں مسیح موعودؑ کی نصیحت
 ۱۹۴
ہندو مذہب
 ہندوؤں کے القاب
 ۱۶۸
 دفن کرنا ہندوؤں کا طریق نہیں یہ مردوں کو جلاتے ہیں
 ۱۶۹
 ہندوؤں کا لیکھرام کونشائوں کے مطالبہ پر دلیر کرنا
 ۱۳۰
 لیکھرام کی موت پر ہندوؤں کی حواس باختہ حالت اور
 قاتل کی تلاش میں ناکامی
 ۱۳۰، ۱۳۹
 حکام کو مسیح موعودؑ کی خانہ تلاشی کی ترغیب اور شرمندگی اٹھانا
 ۱۴۱
 ان کا مسلمانوں سے صلح کرنے کے مشورے اور صلح کرنا
 ۱۴۲

اسماء

ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں مسیح موعود کا اسے صفائی کا گواہ کھوانا ۱۹۰ ح

۳۲۰ احمد سرہندی شیخ مجدد الف ثانی

۳۲۲ مسیح موعود سے علماء کے اختلاف پر آپ کی شہادت

۳۰۳ ح احمد شاہ ابدالی (افغان بادشاہ)

۲۹۹ ح اسماعیل علیہ السلام

۳۷۶ ح افتخار احمد صاحبزادہ

افغان

افغان قبائل یوسف زئی، داؤد زئی وغیرہ بنی اسرائیل ہیں

۲۹۷ ح اوران کا مورث اعلیٰ قیس ہے

بخت نصر کے دور میں دس یہود قبائل کی ممالک ہندکو

۲۹۸ ح ہجرت اور خود افغانیوں کا اپنا اسرائیلی ہونا تسلیم کرنا

افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے پر معترضین کے شبہات

۲۹۹ ح اوران کا جواب

۳۰۱ تا ۲۹۹ ح افغانوں کے اسرائیلی ہونے کے سات قرائن

افغانوں کا مثیل موسیٰ آنحضرتؐ پر ایمان لانے سے دکھوں

۳۰۲ ح اور ذلت سے نجات پانا اور انہیں بادشاہت کا ملنا

۳۰۳ ح افغان بادشاہوں کے اسماء اور ذکر

الدین میاں

۳۷۶ انس بن مالکؓ

۳۷۶ انس بن مالکؓ

۳۷۶ انس بن مالکؓ

۳۷۶ انس بن مالکؓ

۳۷۶ انس بن مالکؓ

۳۷۶ انس بن مالکؓ

۳۷۶ انس بن مالکؓ

آ، ا، ب، پ، ت، ط

۳۸۳، ۳۷۹ آدم علیہ السلام

۳ آنحضرتؐ کے نام محمد اور احمد آپ کے سامنے پیش کئے جانا

۳ آتھم (دیکھئے عبد اللہ آتھم)

۱۶۱ آصف (اسرائیلی امیر سلیمان کا ایک وزیر)

۲۳۱ ابان بن صالح

۲۱۱، ۳۱۷ امراجم علیہ السلام

۳۷۶ ابراہیم نشی

۱۷۰ ابن بابویہ (ایک شیعہ عالم و مصنف)

ابن حزم امام

۳۸۱، ۳۱۷، ۲۶۹ آپ وفات مسیح کے قائل تھے۔

۲۷۵ ابن عساکر مصنف تاریخ دمشق

۲۳۱ ابن ماجہ امام

۲۳۹، ۱۵۸، ۱۴۷ ابوالحسن تپتی

۲۴۲ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

آنحضرتؐ کی وفات پر آپ کا آیت قد خلت من قبلہ

۲۷۳ الوسل صحابہ کے مجمع میں پڑھنا

۳۸۴ مذکورہ آیت سے تمام نبیوں کی وفات پر استدلال

۲۹۲، ۱۵۶ ابو جہل

آنحضرتؐ کا فرمانا کہ یہ امت کافر عون تھا

۲۹۰ احمد بیگ مرزا

۳۲۷، ۳۱۴ احمد خان سرسید

۲۰۲، ۱۸۹ مسیح موعودؑ کی نسبت آپ کی شائع کردہ شہادت

۲۳۸، ۱۸۹

باقرا امام (دیکھئے محمد باقر امام)

بخت نصر باہلی

اس کی غارت گری کے زمانہ میں یہود کی بلاد ہند

کی طرف ہجرت ج ۱۶۲، ج ۱۶۷، ج ۱۹۵، ج ۲۹۷

بر عباس

یہ مسیح کا ایک بزرگ حواری تھا ج ۲۱۱

برنیز ڈاکٹر (فرانسیسی سیاح) ج ۲۹۸، ج ۳۰۰

اس نے سفر نامہ میں اہل کشمیر کے بنی اسرائیل ہونے کے

زبردست دلائل دیئے ہیں۔ ج ۱۶۸، ج ۱۹۵

بلعم بعور

اس نے حضرت موسیٰ کے پہچاننے میں دھوکہ کھایا ج ۴۳۳

بن یامین (حضرت یعقوب کا سب سے چھوٹا بیٹا) ج ۲۹۸

بنی اسرائیل۔ نیز دیکھئے افغان

افغان بنی اسرائیل ہیں بخت نصر کے دور میں ان کا بلاد ہند

آتا اور بعض کا بدھ مذہب میں داخل ہونا ج ۱۶۲

ممالک ہند میں موجود بنی اسرائیل کا مسلمان ہونا اور یہو جب

وعدہ تورات حکومت پانا ج ۱۶۵، ج ۱۶۶

کشمیری قوموں کے بنی اسرائیل ہونے کے ثبوت

ج ۱۶۸، ج ۱۹۵، ج ۲۹۸

بنی اسرائیل میں سلسلہ خلافت ج ۲۸۴

بوعلی سینا شیخ الرئیس ج ۳۴۸

بہلول لودی

اس کے دور میں ہندوستان میں عام افغانوں کی حکومت

کی بنیاد پڑی ج ۳۰۳

بیہقی امام ج ۱۱۸

پیلطوس ج ۱۹۱، ج ۱۹۲، ج ۳۵۰، ج ۳۵۱

اس کا یہودی کے خواب کو سن کر گھبراتا اور یسوع کو قتل سے

پچانے کی تدبیر کرنا ج ۳۴۸، ج ۳۴۹

اس کی یہودی کے خواب سے خدا کا منشا ج ۱۶۵

تیور شاہ سد وزنی (افغان بادشاہ) ج ۳۰۳

ٹھاکر داس پادری ج ۳۲۸

ج، ج، ج، ج

جبریل علیہ السلام

ان امور کا جہید جو آپ نبی ﷺ کی طرف لائے ج ۹

جعفر بن علقہ (نامی عرب شاعر) ج ۱۷۵

جعفر زلی (دیکھئے محمد بخش جعفر زلی)

جے۔ ایم ولسن ج ۱۸۱

چن شاہ (سادات کے نام غیر عربی ہونے کے ثبوت میں تحریر کردہ نام) ج ۲۹۹

حاکم امام ج ۲۸۰، ج ۳۳۱

حسن بصری ج ۴۳۱

حسین حضرت امام رضی اللہ عنہ ج ۱۹۳، ج ۲۵۵

خالد بن ولید ج ۲۹۷

خواجہ علی قاضی ج ۷۶، ج ۳۷

د، ڈ، ر، ز

دارقطنی امام

ج ۱۱۷

داؤد علیہ السلام ج ۲۶۲، ج ۳۴۴

دوست محمد خان امیر (افغان بادشاہ) ج ۳۰۳

ڈگلز کپتان مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

مسیح موعود پر ڈاکٹر کلارک کا اقدام قتل کا الزام اس کی

عدالت میں ثابت نہ ہونا ج ۱۹۴

رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور ج ۱۸۲

رابعہ بصری ج ۱۸

رحمت اللہ شیخ سوداگر ج ۳۷۰، ج ۳۷۱، ج ۳۷۲

عبدالرحمن امیر (افغان بادشاہ) ح ۳۰۳

عبدالعزیز مولوی ح ۳۷۵

عبدالحمید شہزادہ لدھیانوی ح ۳۲۳

آپ نیک چلن، راست گواور متقی آدمی ہیں

شہزادہ والا گوہر کے وساوس، آپ کے احمدیت سے توبہ

کے الزام کی تردید اور مسیح موعود سے نہایت اخلاص کے

اظہار پر مشتمل آپ کے خط کی نقل ح ۳۸۰ تا ۳۷۴

عماد الدین پادری ح ۳۲۸

عمر فاروق رضی اللہ عنہ ح ۴۴۲

آپ کا فرمانا حَسْبُنَا كِتَابُ اللَّهِ ح ۳۲۳

آپ کے وقت میں شام میں طاعون پھوٹی ح ۳۲۹

آنحضرتؐ کی قیصر و کسری کے خزانوں کی کنجیوں والی

پیشگوئی کا آپ کے دور میں پورا ہونا ح ۲۶۵

عنایت اللہ ملّا (مولوی عبداللہ کشمیری کا مرشد) ح ۱۷۲

عیسیٰ علیہ السلام

ح ۴۴۲، ۴۳۶، ۴۱۵، ۴۱۲، ۴۱۹، ۴۱۸، ۴۱۷، ۴۱۶، ۴۱۵، ۴۱۴، ۴۱۳، ۴۱۲، ۴۱۱، ۴۱۰، ۴۰۹، ۴۰۸، ۴۰۷، ۴۰۶، ۴۰۵، ۴۰۴، ۴۰۳، ۴۰۲، ۴۰۱، ۴۰۰، ۳۹۹، ۳۹۸، ۳۹۷، ۳۹۶، ۳۹۵، ۳۹۴، ۳۹۳، ۳۹۲، ۳۹۱، ۳۹۰، ۳۸۹، ۳۸۸، ۳۸۷، ۳۸۶، ۳۸۵، ۳۸۴، ۳۸۳، ۳۸۲، ۳۸۱، ۳۸۰، ۳۷۹، ۳۷۸، ۳۷۷، ۳۷۶، ۳۷۵، ۳۷۴، ۳۷۳، ۳۷۲، ۳۷۱، ۳۷۰، ۳۶۹، ۳۶۸، ۳۶۷، ۳۶۶، ۳۶۵، ۳۶۴، ۳۶۳، ۳۶۲، ۳۶۱، ۳۶۰، ۳۵۹، ۳۵۸، ۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱، ۳۵۰، ۳۴۹، ۳۴۸، ۳۴۷، ۳۴۶، ۳۴۵، ۳۴۴، ۳۴۳، ۳۴۲، ۳۴۱، ۳۴۰، ۳۳۹، ۳۳۸، ۳۳۷، ۳۳۶، ۳۳۵، ۳۳۴، ۳۳۳، ۳۳۲، ۳۳۱، ۳۳۰، ۳۲۹، ۳۲۸، ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۲۵، ۳۲۴، ۳۲۳، ۳۲۲، ۳۲۱، ۳۲۰، ۳۱۹، ۳۱۸، ۳۱۷، ۳۱۶، ۳۱۵، ۳۱۴، ۳۱۳، ۳۱۲، ۳۱۱، ۳۱۰، ۳۰۹، ۳۰۸، ۳۰۷، ۳۰۶، ۳۰۵، ۳۰۴، ۳۰۳، ۳۰۲، ۳۰۱، ۳۰۰، ۲۹۹، ۲۹۸، ۲۹۷، ۲۹۶، ۲۹۵، ۲۹۴، ۲۹۳، ۲۹۲، ۲۹۱، ۲۹۰، ۲۸۹، ۲۸۸، ۲۸۷، ۲۸۶، ۲۸۵، ۲۸۴، ۲۸۳، ۲۸۲، ۲۸۱، ۲۸۰، ۲۷۹، ۲۷۸، ۲۷۷، ۲۷۶، ۲۷۵، ۲۷۴، ۲۷۳، ۲۷۲، ۲۷۱، ۲۷۰، ۲۶۹، ۲۶۸، ۲۶۷، ۲۶۶، ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳، ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۴۹، ۲۴۸، ۲۴۷، ۲۴۶، ۲۴۵، ۲۴۴، ۲۴۳، ۲۴۲، ۲۴۱، ۲۴۰، ۲۳۹، ۲۳۸، ۲۳۷، ۲۳۶، ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۳۳، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۳۰، ۲۲۹، ۲۲۸، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰

آپ آنحضرتؐ سے چھ سو برس پہلے گزرے ہیں ح ۲۱۲، ۱۶۷

تجلی کا بطور وفات یافتہ آپ کے ساتھ ذکر ح ۳۵۳

واقعہ صلیب تینتیس برس کی عمر میں پیش آیا ح ۱۵۵

آپ نے ایک یہودی استاد سے توریت پڑھی ح ۳۹۷، ۳۹۶

بمطابق انجیل آپ مال دار آدمی تھے ح ۳۸۵

یہودی آپ کے بعد ہمیشہ مغضوب علیہم رہے ح ۲۵۳

بنی اسرائیل کا نظام خلافت آپ پر ختم ہوا ح ۲۸۴

آپ کا حدیث میں مذکور حلیہ ح ۲۷۹

عیسا یوں میں بگاڑ آپ کی وفات کے بعد ہوا ح ۲۶۹

آپ کی بددعا کی قوت واثر ح ۲۳۸

مسیح موعود کا آپ کے کمالات بطور ورثہ پانا ح ۱۰۹

مسیح موعود آپ کو سچائی مانتے ہیں اور آپ کی کتب میں

آپ کی شان کے خلاف کوئی لفظ نہیں ح ۲۲۸

مسیح موعود کا براہین احمدیہ میں آپ کے واپس آنے کا

اعتقاد ظاہر کرنے پر اعتراض کا جواب ح ۲۷۲

آپ کی امت کا دنیوی برکات کی وجہ سے دنیوی علوم میں

بے نظیر ہونا ح ۴۰۴

صلیب سے نجات

الہی وعدہ اور قبولیت دعا کے سبب صلیب سے بچایا جانا

ح ۱۶۵، ۱۶۷، ۲۰۹

پیلاطوس کا یہودی کے خواب کی بنا پر مسیح کو صلیبی موت سے

بچانے کی تدبیر کرنا اور اس میں کامیاب ہونا ح ۳۲۸ تا ۳۲۹

مسیح کے صلیبی موت سے بچائے جانے کے ثبوت ح ۱۶۵، ۱۷۲

اناجیل سے آپ کے صلیب پر فوت نہ ہونے کے نو دلائل ح ۳۵۱، ۳۵۲

آپ کی صلیب سے اتارنے پر ہڈیاں نہیں توڑی گئیں ح ۳۵۰

یہود کا آپ کو ملعون ثابت کرنے میں ناکام و نامراد رہنا ح ۱۵۴

مسیح کی صلیب سے نجات کے خلاف اہل انجیل کی گواہی

لائق اعتبار نہیں اور اس کی تین وجوہ ح ۱۵۸

مرہم عیسیٰ (دیکھئے مضامین میں مرہم عیسیٰ)

مسیح اور سیاحت

بمطابق حدیث آپ سیاح نبی تھے اور آپ کا نام مسیح

بوجہ سیاحت ہونا ح ۱۵۵، ۲۷۳، ۳۹۱

ہجرت مسیح

سنت الہی کے مطابق ہجرت ح ۱۹۱

مسیح کی ہجرت کی اصل حقیقت ح ۱۶۲

حضرت عیسیٰؑ کا مملاک ہند آنے کا سبب ح ۱۶۷

مسیح کا واقعہ صلیب کے بعد مملاک ہند کی طرف ہجرت اور کشمیر

میں قیام کرنا ح ۱۵۵، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳،

مسیح اور فرض تبلیغ

- ملک شام میں تین برس تک یہود کو تبلیغ ۱۵۵
آپ کا ملک ہند آ کر قوموں کو وعظ کرنا ح ۱۶۲
ممالک ہند کے یہود کو پیغام پہنچانے کی خواہش ح ۱۶۷

مسیح اور مسلمان

- عام مسلمانوں کے آپ کی طرف منسوب کردہ معجزے ۳۹۰
مسلمانوں کے ان عقائد کا ذکر جن سے آنحضرت پر آپ کی
فضیلت ظاہر ہوتی ہے ۳۹۱، ۳۹۰

مسیح کا آسمان پر جانا

- مسیح کے آسمان پر جانے سے مراد ح ۲۱۱
آپ مع جسم عصری ہرگز آسمان پر نہیں گئے ۲۰۹، ۱۷۶

آپ کا رفع

- قرآن وحدیث میں عیسیٰ کے لئے صعود کا لفظ نہیں آیا
بلکہ توفیٰ کے بعد رفع آیا ہے ۳۵۳
قرآن میں عیسیٰ کے رفع کے ذکر کی حکمت ۳۵۳

مسیح کی آمد ثانی

- مسیح کی بنفس نفیس آمد ثانی کے رد میں قرآن وحدیث اور
توریت کے دلائل ۲۷۹، ۲۷۸
یہ قول کہ عیسیٰ نے آنحضرت کو کہا تھا کہ پھر میں دنیا میں
آؤں گا کا جواب ۳۸۹
براہین احمدیہ میں مسیح موعود کا آپ کے واپس آنے کا اعتقاد
ظاہر کرنا اور اس کی وضاحت ۲۷۲
مسیح کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کو ظاہری معنوں پر محمول کرنا
آپ کی نبوت سے انکار کرنا ہے ۲۷۸
نزول مسیح (دیکھئے مضامین میں نزول مسیح)

الوہیت مسیح کا رد

- عیسیٰ انسان تھے خدا نہیں تھے ۳۶۹
عقلی دلائل سے الوہیت مسیح کی تردید ۳۳۵، ۳۳۴
آپ کی بن باپ پیدائش اور زندہ آسمان پر موجود ہونا آپ
کی خدا کی دلیل نہیں بن سکتی ح ۳۸۲
وفات مسیح (دیکھئے مضامین میں وفات مسیح)

قبر مسیح

- سری نگر محلہ خانیار میں شہزادہ یوز آسف نبی اللہ کے مزار سے متعلق
تحقیقات کے بعد ملنے والی تفصیلی معلومات اور مزار کا نقشہ ان سے
ثابت ہوتا ہے کہ بلاشبک وشہرہ عیسیٰ کی قبر ہے ۱۷۱ تا ۱۶۷
آپ کا ایک سو بیس برس عمر پا کر کشمیر میں مدفون ہونا
۱۵۳، ۱۵۵، ۱۶۱، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۹۱، ۱۹۲

- عیسیٰ کے کشمیر آنے اور فوت ہونے کے قطعی دلائل ح ۱۷۰

آپ مثیل موسیٰ نہیں

- یہ دعویٰ کہ یسوع موسیٰ کی طرح مٹی تھا اس لئے مثیل موسیٰ
ہے کا تفصیلی جواب ۲۹۱، ۲۹۲

آپ اور پیشگوئیاں

- یہود کا آپ سے اختلاف کرنے کی پیشگوئی ۳۲۲
توریت میں سیلا کے آنے کی پیشگوئی اور اس سے مراد ۲۸۵
پہلی کتب میں آپ کے متعلق دو طور کی پیشگوئیاں ۲۶۲
مسیح یہود کی امیدوں کے مطابق بادشاہ ہو کر نہ آئے اور
نہ غیر قوموں سے لڑے ۱۹۴
یونس کے مچھلی کے قصہ کو اپنے قصہ سے مشابہت دینے
میں حکمت ح ۱۶۵، ح ۲۱۰، ح ۲۱۱
ایلیا کی آمد ثانی کی پیشگوئی اور آپ کی تاویل (دیکھئے ایلیا)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام

- ۱۴۹، ۱۵۳، ۱۷۷، ۱۸۹، ۲۰۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴

۸۶ ح کسر صلیب اور قتل خنزیر کرنا

اہل صلیب کی بنیاد توڑنا اور اسلام کو تمام دینیوں پر غلبہ دینا ۸۲
حکم بن کرا اختلافات دور کرنا، صلیب توڑنا اور قوت الہی

سے زمین میں تبدیلی پیدا کرنا ۵۹

ہمدردی اور نیک نیتی سے لوگوں کو سچے خدا کی طرف بلانا

اور پادریوں کا پیدا کردہ تفرقہ دور کرنا ۲۷۰، ۹

کسرتن صلیبیہ اور صلیب کے حامیوں کے حملوں کا جواب دینا

اور صلیب کی طرف منسوب کردہ نجات کا بطلان ۲۵۶

یورپ کے فلسفہ اور دجال کے حملوں اور اسلام اور بانی اسلام

پر اعتراضات کو نیست نابود کرنا اور نبوت محمدیہ کو حق کے

طالبوں کے لئے چمکانا ۳۰۸

آپ کے دعاوی

آپ کے دعویٰ کی بنیاد و فوات مسیح پر ۲۶۹

دعویٰ کی صداقت پر پانچ قسم کی شہادتیں ۳۱۵

دعویٰ مسیحیت اور مہدویت ۷۸، ۵۹، ۷، ۹۵، ۱۹۳، ۲۰۱، ۲۷۰

آیت اللہ اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۲۵۱

مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ۱۹۳

الہام پا کر مسیح کے مشابہ مامورین اللہ ہونے کا دعویٰ ۱۹۱

قرآن اور حدیث کا علم دیا جانے کا دعویٰ ۲۰۸، ۹۷

عربی زبان کا علم دیا جانے کا دعویٰ ۲۰۸

فتنوں کی اصلاح کے لئے مامور ہونے کا دعویٰ ۲۵۶

الہام اور علوم ولایت عطا ہونے اور حکم بن کر صدی کے

سر پر تجدید دین کے لئے مبعوث ہونے کا دعویٰ ۵۹

مسیح موعود کا مشن (حکومت برطانیہ کی اطلاع کیلئے)

آپ کے مشن کی پانچ شاخیں اور ان کی تفصیل

۱۔ ذاتی اور خاندانی تعارف ۱۸۶ تا ۱۷۹

۲۔ آپ کی پیش کردہ تعلیم ۱۹۰ تا ۱۸۷

۳۔ مذہب کے متعلق آپ کے الہامی دعوے ۱۹۵ تا ۱۹۱

۴۔ دعاوی کے بعد علماء قوم کا آپ سے سلوک ۱۹۹ تا ۱۹۶

۵۔ دعاوی سے قبل آپ کی نسبت مخالف علماء کا نظن اور

بعد میں عداوت کی وجہ ۲۰۰

۴۸ سکھ عہد میں املاک پر قبضہ اور خاندان کی ہجرت

انگریز دور میں خاندان کی مراجعت، کچھ دیہات اور مال کا دیا

جانا اور امن اور مذہبی آزادی کا میسر آنا ۵۰، ۴۹

آپ کو والد اور بھائی کا دنیا کی طرف متوجہ کرنا مگر آپ کی طبیعت

میں خدا کی جستجو ہونا، شہرت سے نفرت اور گناہی کو پسند کرنا ۵۴ تا ۵۱

مسیح موعود بنانے کا الہی فرمان اور علماء کی مخالفت ۵۷، ۵۵

خاندان کا تعارف، والد اور بھائی کا گورنمنٹ کا وفادار ہونا

اور مدد کرنا ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۸۰، ۱۷۹

آپ کی سیرت

شر کے مقابلہ پر شرنا پسند کرنا اور اس کی مثالیں ۱۹۵، ۱۹۴

صد ہا معزز اور شریف انسان آپ کی پاک زندگی پر گواہ ۲۰۵

بوجہ بشر ہونے کے بشری عوارض کا اقرار اور خدا کا آپ کو کسی

غلطی پر قائم نہ رکھنا ۲۷۲، ۲۷۱

بعثت کی اغراض

تجدید دین کرنا ۳۰۵، ۵۹

آپ کے ٹھہور سے صلح کاری کی بنیاد پڑنا ۱۹۴

روحانی طور پر غافل لوگوں کی اصلاح ۲۰۱

دلوں میں حقیقی پاکیزگی کی تخریبی کے لئے کھڑا کیا جانا ۱۹۱

لوگوں کو مکام اخلاق اور رب کریم کی طرف بلانا ۴۷۱

اسلام کے پیغام کو دوسری قوموں تک پہنچانا ۵۷، ۴۷

آپ کے دل کو امتوں اور قوموں کے روشن کرنے کیلئے منور کیا جانا ۵۵

آپ کو بھیجا گیا تا امت کی بزرگی ظاہر ہو ۷۷

حفاظت قرآن کے لئے بطور مجدد بھیجا جانا ۲۸۹

نوع انسان سے ہمدردی سے پیش آنا اور لوگوں کے دھوکے

اور عقائد کی غلطیاں دور کرنا ۴۶۰، ۴۵۵، ۳۱۱، ۲۹۵، ۲۵۸

دنیا میں توحید اور ایمان کا جلال ظاہر کرنا ۴۱۰

حضرت عیسیٰ کو سچا نبی ماننے پر مامور ہونا ۲۲۸

دلائل قاطعہ سے اہل صلیب اور کفار پر اتمام حجت اور

خدا کے متلاشیوں کو خوشخبری دینا ۹۵

صلیبی فتنوں کی اصلاح کرنا ۲۹۰

صدقات کے نشانات

- ۹۷ الٰہی نشانات کے متواتر نزول پر آپ کا مطمئن ہونا
 کسوف و خسوف کا نشان (تفصیل کیلئے دیکھئے کسوف و خسوف)
 لیکھرام کی بلاکت کا نشان (تفصیل کیلئے دیکھئے لیکھرام)
 عربی زبان میں خارق عادت ملکہ دیا جانا اور اس کی تفصیل ۱۱۳ تا ۱۰۷
 بطور مدعی الہام و ماموریت آپ کا عرصہ الہام ۲۶۸، ۲۶۷
 صلیبی غلبہ کے وقت مبعوث ہونا اور کسر صلیب کے لئے
 بے نظیر معرفت کا دیا جانا ۱۰۵
 صدقات پر پانچ قسم کی گواہیاں ۳۱۵
 اتمام حجت اور کامل تسلی کے چار طریق اور ان سے اپنے
 دعویٰ کا ثبوت ۲۶۸، ۲۶۷
 نشان دکھانے کیلئے کسی عیسائی کا آپ کے مقابل کھڑے نہ ہونا ۳۷۳
 آپ کا بخوف طوالت بہت سے نشان بیان نہ کرنا ۱۴۳
مسح موعود اور الہام
 آپ کے الہامات و رویا (دیکھئے الہامات حضرت مسیح موعود)
 الہام سے مشرف کئے جانے کا مقام و مرتبہ ۶۱، ۶۰
 الہامات کی پیروی کیلئے تین شرائط ۶۰
 ۱۔ بار بار ہو ۲۔ قرآن وحدیث کے موافق ہو
 ۳۔ ساتھ تائیدی خوارق ہوں
 اپنے مامور نہ ہونے تک الہامات کو ظاہر نہ کرنا ۶۲
 آپ کے الہام میں غیب کی پیشگوئیاں ۶۱
 الہام کی ضرورت اور اس سے متعلق قانون الٰہی ۱۹۱
معارف قرآنیہ اور علم لدنی
 مہدی نام میں علم دین خدا سے ہی حاصل کرنے کا اشارہ ۳۹۴
 ظلیت محمدیہ میں بلاغت کلام کا اعجاز دیا جانا ۴۲۱، ۴۰۸
 دقائق قرآن اور حدیث کا علم دیا جانا ۳۹۴، ۳۹۷
 عوام کو بیزار کرنے کیلئے علماء کی آپ کے علم کی عیب گیری ۱۰۷
 مسح موعود کا علم علماء سے نہیں بلکہ خدا سے پانا ۹۰
 مخالفین کے اس اعتراض کا جواب کہ علم دیا جانے کا دعویٰ
 قرآن کے دعویٰ سے مشابہ ہے ۱۱۴

مسح موعود اور عربی زبان

- عربی میں کامل ہونے کی دعا ۲۰۸
 فصیح و بلیغ عربی زبان کا علم دیا جانا ۲۰۹
 فصیح عربی میں کتاب لکھنے کا علماء کو چیلنج ۱۱۲
 فصیح و بلیغ عربی کتب و رسائل کی تالیف ۱۰۹
 آنحضرت کی روحانیت سے فصیح عربی میں کتب لکھنے کا
 نشان عطا ہونا ۱۱۳
 عشق الٰہی سے پُر عربی تصدیہ حب لنا فبحبہ نحب ۵۴، ۵۳
عیسیٰ بن مریم سے مشابہت
 مسح کا لفظ آپ پر اطلاق پانے کی وجہ ۲۹۴
 برطانی حدیث مسح موعود کے وجود کی دو مشابہتیں ۳۰۷
 ۱۔ عیسیٰ سے بوجہ مسح ۲۔ آنحضرت سے بوجہ مہدی
 عیسیٰ کے ہر رنگ اور مشابہ ہونا ۱۹۲
 مسح موعود اور عیسیٰ میں مشابہتیں ۳۰۷، ۲۹۳
 علما وقت کے اختلاف کرنے میں مشابہت ۳۲۲
 مسح کی طرح غربت اور مسکینی کے رنگ میں
 ظاہر ہونا ۳۲۸، ۲۰۳، ۱۹۲
 مسح کی طرح امن اور نرمی سے روحانی زندگی بخشنا ۴۵۱، ۱۹۳
 براہین احمدیہ میں عیسیٰ کے واپس آنے کا اعتقاد ظاہر کرنے
 کی وضاحت ۲۷۲
 آپ کا عیسیٰ کے کمالات بطور ورثہ پانا ۱۰۹
مسح موعود کی تعلیم
 آپ کے عقائد و ہدایات اور تعلیم ۳۲۳، ۲۱۳
 بنی نوع انسان کی ہمدردی اور غفور و درگزر کی تعلیم ۱۹۴
 اشتہارات میں شائع کردہ تعلیم کا خلاصہ ۱۸۸، ۱۸۷
مسح موعود کا وقت
 اپنے دور کی برکات اور اہمیت کا ذکر ۹۲
 آپ کا وقت قبول اور رد کا زمانہ اور اس کی تفصیل ۹۳
 اس زمانے میں تجرید ایمان کے لئے خوارق کی ضرورت ۷۴
مسح موعود اور گورنمنٹ (دیکھئے مضامین میں انگریزی گورنمنٹ)

دشنام دہی پر صبر

خالفین کی گندی دلا زار باتیں اور آپ کا صبر ۲۰۳
مولویوں کا لعنتوں اور گالیوں سے آپ کی ذلت چاہنا ۱۷۴
نرم زبانی اختیار کرنے اور سختی اور افر و خیز ہونے کو چھوڑنے
کی الہی وصیت ۷۷۸

لیکھرام کی بد زبانی پر حاضرین کو صبر کی وصیت ۱۲۶
آنحضرتؐ کو گالیاں دینے اور ہتک عزت کرینوالے کے
مقابل آپ کا طریق ۷۷۹

آپ کی تکفیر و تکذیب

مسح موعودؑ کو کافر و دجال ٹھہرایا جانے کا آثار میں لکھا ہونا ۳۲۹
مسح موعودؑ کی بات سننے اور تکفیر میں جلدی نہ کرنے کی نصیحت ۵۸
آپ کی تکذیب نئی بات نہیں ہرنی سے استہزا کیا گیا ۱۴۳
علماء کی آپ کی تکفیر و تکذیب ۲۷۱، ۹۹، ۵۶

بٹالوی کافتوی کفر اور آپ کو واجب القتل ٹھہرانا ۱۹۶
آپ اور آپ کے خاندان اور جماعت کے بارہ میں
مولویوں کے فتوے ۲۰۲

آپ کا انکار خدا اور رسول کے فرمودہ کا انکار ہے ۳۱۵
آپ کی تصدیق و تکذیب اور قبول و رد ۳۲۹، ۹۳

آپ کی پیشگوئیاں

مسح موعودؑ کا دعویٰ کہ میری کوئی پیشگوئی نہیں جو پوری نہیں
ہوئی۔ شک کرنے والے کو تشفی کرنے کا چیلنج ۴۴۱
خدا نے مسح موعودؑ کی پیشگوئیوں کو اپنے فضل و کرم سے پورا کیا ۱۲۳
مسح موعودؑ کی پیشگوئیوں میں کوئی امر ایسا نہیں جس کی نظیر
پہلے انبیاء کی پیشگوئیوں میں نہیں۔ ۴۴۲

پیشگوئیاں پوری نہ ہونے کے اعتراض کا جواب ۴۴۱
مسح موعودؑ کی پیشگوئیاں نظری اور بدیہی دونوں طور سے
پوری ہوئیں ۲۵۷

آپ پر غیب کے بھید اور آنے والی باتیں ظاہر کیا جانا ۱۹۳
ترقی سلسلہ احمدیہ کے متعلق آپ کی پیشگوئیاں

۲۴۶، ۴۴۳، ۴۲۶، ۴۲۵، ۲۹۶، ۲۹۵
پنڈت لکھرام کے قتل کی پیشگوئی ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۱۲، ۱۶۵، ۱۳۳

عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۱۲، ۱۵۹

ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں فتح کی پیشگوئی ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۱۲

مرزا احمد بیگ کی موت کی پیشگوئی ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۱۲

مہتسو کے جلسہ میں مضمون بالا رہنے کی پیشگوئی ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۱۲

لوگوں کے دور دور سے آکر جماعت میں داخل ہونے اور تین قوموں

کی طرف سے تین فتنوں کے برپا ہونے کی پیشگوئیاں ۳۱۲

الہام اتعجب لاہری میں بٹالوی کیلئے پوشیدہ پیشگوئی ۱۷۶

تین ہزار سے زیادہ الہامات کی مبارک پیشگوئیاں ۴۴۱

آپ کے بارہ میں پیشگوئیاں

ایک فارسی الاصل کے ایمان شریا سے واپس لانے کی پیشگوئی ۳۰۴

آپ کے متعلق اہل کشف کی پیشگوئیاں ۳۱۵

آپ کے متعلق پنڈت لکھرام کی جھوٹی پیشگوئی ۲۰۵، ۱۳۳

صحابہ مسح موعودؑ

صحابہ کے مشابہ آخری زمانہ میں ایک گروہ کی قرآنی پیشگوئی ۳۰۴

ہدایت اور حکمت پانے والے دو گروہ ۳۰۵

۱۔ صحابہ آنحضرتؐ ۲۔ صحابہ کی مانند مسح موعودؑ کا گروہ

صحابہ مسح موعودؑ کی صحابہ رسولؐ سے مشابہتیں ۳۰۷، ۳۰۶

نجم الہدیٰ کا فارسی اور انگریزی ترجمہ کرنا ۱۹

افراد جماعت نیک انسان اور نیک چلتی میں شہرت یافتہ ہیں ۱۸۹

جماعت کے اکثر افراد عقل مند، تعلیم یافتہ، گورنمنٹ کے معزز

عہدیدار، رئیس اور شریف ہیں ۲۰۵، ۱۹۰، ۱۸۸، ۱۷۹

آپ کا منظوم کلام

منظوم عربی کلام

مسح موعودؑ کا عربی قصیدہ حب لنا فحبہ نتحبب ۵۴، ۵۳

منظوم فارسی کلام

اے خدا اے چشمہ نور ہدیٰ ۱۵۱

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے ۳۶۳

اے قدیر و خالق ارض و سما ۴۳۴

آپ کی کتب اور مکتوب

کتب مسح موعودؑ کی تالیف کی اغراض ۱۸۶

۲۷۱ براہین احمدیہ میں توفیٰ کے معنی پورا دینے کے کرنا
 ۲۷۲ براہین احمدیہ میں عیسیٰ کے واپس آنے کا اعتقاد ظاہر کرنا
 ۲۴۱ پیشگوئیاں پوری نہ ہونے کا اعتراض
 ۳۳۶، ۳۳۲ جسمانی صفائی کے قرآنی احکام پر عیسائی اعتراض
 حدیث کما قال العبد الصالح سے سمجھا جاتا ہے کہ عیسیٰ
 ۳۱۷ آنحضرتؐ کی طرح فوت نہیں ہوئے
 اعتراض کہ تقدیر معلق نہیں ہو سکتی اور شرطی الہامی پیشگوئی
 ۲۳۲ خدا کی عادت کے خلاف ہے

XXXXXXXXXXXX

غلام قادر مرزا (برادر اکبر حضرت مسیح موعودؑ)

۱۸۰ آپ کا تریوں کے پتن کی لڑائی میں شریک ہونا
 ۱۸۴ فاضل کمشنر پنجاب کی آپ کے نام چٹھی کی نقل
 غلام مرتضیٰ مرزا (والد بزرگوار حضرت مسیح موعودؑ)

۲۳۵، ۲۰۰، ۷۹، ۵۸

آپ نیک نام نہیں اور اعلیٰ درجہ کے طیب تھے ۱۸۰، ۱۵۷
 آپ نے طبی کتابوں کا بڑا ذخیرہ جمع کیا تھا ۱۵۸
 آپ گورنمنٹ کے تخلص اور وفادار تھے ۱۸۵ء میں پچاس
 ۱۸۰ گھوڑے اور سواروں سے گورنمنٹ کی مدد کی
 حکام کی آپ کے نام چٹھی کی نقول ۱۸۴، ۱۸۱
 دوسو روپے انعام بطور خلعت دیا جانا ۱۸۳
 آپ کی وفات پر حکام کا اظہار افسوس ۱۸۴

غلام مصطفیٰ شیخ

۲۳۲ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا
 مسلمانوں کا آپ کی اولاد سے مہدی کا منتظر ہونا ۲۰۱، ۱۹۳
 آپ کی نسل سے مہدی ہونے کی احادیث ضعیف و مجروح
 اور موضوع ہیں ۲۵۵

فرعون

۳۰۲، ۳۰۱، ۲۹۷، ۲۹۲، ۲۹۰، ۲۳۸
 موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا مگر مع لشکر ہلاک ہوا ۱۵۴
 فرعون کفر کے باعث نہیں بلکہ بوجہ ظلم اور زیادتی کے
 ہلاک ہوا ۳۴۶

فضل احمد قاضی

۳۷۵

کتب میں مسلمانوں کو گورنمنٹ کی خدمت و اطاعت کی تلقین ۱۸۵
 کسر صلیب پر آپ کی کتابیں شہادت قاطعہ ہیں ۱۰۵
 کتب میں معارف و بلاغت کا بے نظیر نمونہ ۴۰۶، ۱۰۹
 عربی اور فارسی میں کتب اور دیگر مالک میں انکی اشاعت ۱۸۵
 اشتغال انگیز کتب کے مقابل اپنی کتب میں نرمی کا طریق ۲۲۸
 خواص اور اقوام کے برگزیدوں کے نام آپ کا مکتوب ۵۸

مسیح موعودؑ کے اشتہارات

۳۶۳ تا ۳۵۸ اشتہار بعنوان ”طاعون“
 ۲۲۸ اشتہار عام اطلاع کے لئے
 ۳۶۴ اشتہار بعنوان قابل توجہ گورنمنٹ
 ۲۲۹ اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۶ء طاعون کے متعلق ضروری بیان
 اشتہار ۲۵ جون ۱۸۹۷ء
 اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء دربارہ طاعون
 ۳۵۸ تا ۳۵۷ بنا لوی اور اس کے رفقہاء کو اشتہار مہبلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء
 ۴۳۹، ۲۰۷، ۲۰۳، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۷۷، ۱۷۳، ۱۵۸، ۱۵۳
 اشتہار ۳ نومبر ۱۸۹۸ء ۴۳۹، ۲۰۷، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۶۶ تا ۱۵۳
 حاشیہ اشتہار ۳ نومبر ۱۸۹۸ء ۱۷۳
 جماعت کے لئے اشاعت اشتہار اور نصائح ۱۵۳
 مسیح موعودؑ کا سلطان روم کے مقابل سلطنت انگریزی کی
 وفاداری اور اطاعت کا اشتہار ۲۰۲

مخالفین کے اشتہار

۱۹۷ محمد حسین بنا لوی کے مسیح موعودؑ کے خلاف چار اشتہارات
 ۱۹۶ محمد حسین بنا لوی کا اشتہار ۲۹ رمضان ۱۳۰۸ھ
 بنا لوی اور جعفر زٹلی کے گندے اشتہار مع خلاصہ مضمون ۲۰۴، ۲۰۳
 جعفر زٹلی کا اشتہار ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء ۱۵۹
 لیکچر ام کا مسیح موعودؑ کی نسبت پیشگوئی کے اشتہار بھیجنا ۱۳۴
 ایک ڈاکٹر کا مرہم عیسیٰ کے نسخہ سے انکار کا اشتہار ۱۶۰

اعتراضات اور ان کے جوابات

شہزادہ والا گوہر کے سترہ وساوس (دیکھئے عنوان وساوس)
 محمد حسین بنا لوی کے اعتراضات (دیکھئے اسماء میں محمد حسین بنا لوی)
 گورنمنٹ سے متعلقہ جعفر زٹلی کے دو اعتراض ۴۲۴، ۳۶۹، ۳۶۴

فضل الدین بھیروی حکیم

فضل دین مولوی

ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں مسیح موعودؑ کے وکیل ۱۹۵ ج

قریش

قریش علم انساب میں بڑے حریف تھے ۲۹۹ ج

یہودیوں سے زیادہ بہادر، جنگ جوار کینہہ ورتھے ۱۵۶ ج

قیس (افغان کا مورث اعلیٰ) ۳۰۰ ج

یہ بنی اسرائیل میں سے تھا ۲۹۷ ج

قیصر روم

اس کے کتب خانہ میں کتاب قریبا دین موجود تھی ۷۲

ک، گ، ل، م

کسری ایران

۲۶۵

کشتیا

۳۳۵

کلارک ڈاکٹر

۱۶۳، ۱۹۵ ج، ۲۰۶، ۳۲۷ ج

اس کا مسیح موعودؑ پر اقدام قتل کا الزام چھوٹا ثابت ہونے کے

باوجود حضورؐ کا اس پر نالاش نہ کرنا ۱۹۴

گلاب شاہ

مسیح موعودؑ کے بارہ میں آپ کی پیشگوئی ۳۱۵

گوتم بدھ

آپ کی سوانح میں لکھا ہے کہ آپ منہ کی راہ سے پیدا ہوئے ۲۹۹ ج

لیپل گریشن سر (مصنف کتاب ریسان پنجاب) ۱۸۰

لیکھرام پشاور پینڈت

۳۱۴، ۳۲۶، ۳۸۰، ۴۰۱، ۴۳۹، ۴۴۰ ج

بڑا کینہہ ورنہ شخص تھا اسلام پر اعتراض کرتا اور نبیؐ کو گالیاں

دیتا تھا ۱۲۳، ۱۲۸

اس کا قادیان آنا اور ایک ماہ قیام کرنا ۱۲۳، ۱۳۱ ج

محفل میں مسیح موعودؑ کو تحقیر تو ہیں سے یاد کرنا ۱۲۸

مسیح موعودؑ کے متعلق تین سال تک بیضہ سے مرنے کی پیشگوئی ۴۵۱، ۴۳۳ ج

قادیان کے ہندوؤں کا اسے طلب نشان پر دلیر کرنا ۱۳۰

قادیان سے جانے سے قبل نشان دیکھنے کا اصرار ۱۲۵

ٹھٹھے سے مسیح موعودؑ کو نشان کے متعلق خط لکھنا ۱۲۹

مسیح موعودؑ کی اسے نشان کیلئے ایک سال قیام کی نصیحت اور

انکار پر الہام کے انتظار کرنے کا مشورہ ۱۲۷

لیکھرام کے قتل کا الہام اور اسے مطیع کیا جانا ۱۳۳

اس کی موت کے بارہ میں مسیح موعودؑ کی خواب ۱۳۲

لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی اور پانچویں برس اس کا وقوع

پذیر ہونا ۱۲۳، ۱۳۵، ۱۶۶، ۲۰۶ ج

اس کی نسبت پیشگوئی کا اختتام والی پیشگوئی کے بعد پورا ہونے میں حکمت ۶۵

لیکھرام کے پاس قاتل کا ٹھہرنا ۱۳۵ تا ۱۳۸ ج

کیفیت قتل و موت لکھرام ۱۳۸، ۱۳۹ ج

لیکھرام کے قتل کے سلسلہ میں مسیح موعودؑ کی خانہ تلاشی اور

مخالفین کی ناکامی ۱۴۱

لیکھرام اور اس کی پیشگوئی کے متعلق شہزادہ والا گوہر کے دو

اعتراضات اور ان کے جوابات ۱۸۸، ۲۱۹ ج

مالک امام

آپ وفات مسیح کے قاتل تھے ۲۶۹، ۳۸۱ ج

متوشاہ (سادات کے نام غیر عربی ہونے کے ثبوت میں تحریر کردہ نام) ۲۹۹ ج

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۱، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۶۴ ج، ۱۶۷، ۱۷۷، ۲۲۸، ۲۳۳، ۲۵۵ ج

۲۵۷، ۲۶۶، ۲۸۹، ۲۹۳، ۲۹۷، ۳۰۲ ج، ۳۰۳ ج، ۳۱۷ ج

۳۱۸، ۳۲۰، ۳۴۴، ۳۷۹، ۳۸۳ ج

آپ سید المستقین تھے ۱۵۵

آپ اور آپ کی مطہر اولاد پر درود و سلام ۱۳، ۱۷، ۹۶ ج

آپ کے عظیم الشان اصلاحی کام کا تفصیلی ذکر ۴۱ تا ۴۴ ج

آپ کا اہل مکہ کے مظالم کے مقابل حسن سلوک ۲۷، ۲۸ ج

آپ کا فصیح و بلیغ ہونا اور اعجازی کلام ۴۲ ج

وما محمد الا رسول سے وفات مسیح پر استدلال ۳۸۴ ج

تیرہ برس تک مکہ میں کفار کے مظالم برداشت کرنا ۲۸۳ ج

خدا نے آپ کو قریش کے حملہ سے بچایا ۱۵۶ ج

آپ کی فتح و ظفر کی وجہ صدق اور پاکدامنی تھی ۱۵۶ ج

قرآن کریم میں آپ کے لئے لفظ ذول ۳۱۶ ج

آپ نے قریش کے اس شجرہ کو صحیح قرار نہیں دیا جو وہ

اسماعیل تک پہنچاتے تھے ۲۹۹ ح

آپ کے وقت میں یہودیوں کو پیش آنے والا ابتلاء ۲۶۳

آپ کی بددعا کے اثر سے شریک ظالموں کا انجام ہوا ۲۳۸

آپ کی بعثت

ہر سفید و سیاہ کی طرف آپ کا بھیجا جانا اور بوقت

ضرورت بعثت ۴۵، ۴

آپ کے معجزات اور نبوت

نبی ﷺ کا علمی و عملی معجزہ اور اس کی تفصیل ۳۷

قرآن کریم آپ کو ایک دائمی معجزہ دیا گیا ۴۰۴ ح

آپ کے معجزات بے شمار ہیں اور تا حال جاری ہیں ۴۶، ۴۵

آپ کے سات معجزات کا ذکر ۳۰۶

آپ کا معجزہ اور صدق نبوت کی گواہی ۱۳۳

آنحضرت کی صداقت نبوت کی ایک دلیل ۱۶۵ ح

آپ کی صداقت کی دلیل آپ کا بوقت ضرورت مبعوث

ہونا اور تکمیل شریعت ہے ۴۵

مقام خاتم الانبیین

مقام خاتم الانبیین سے متعلق آیت قرآنیہ اور قول رسول ۳۹۳، ۳۹۸

آنحضرت کا خاتم الانبیاء ہونا اور اس کی وجوہ ۴

کیا آنحضرت کے بعد نبی آنے سے آپ کی شان کا استخفاف

اور قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے ۴۱۱، ۳۹۲

مسلم میں مسیح موعود کیلئے نبی اللہ کے لفظ کا استعمال ۳۰۹

محدث اور علماء امت کو نبی کا نام دیا جانے کی احادیث ۴۱۱، ۳۰۹

مسیح موعود کو الہام میں نبی اور رسول کا نام دیا جانا ۳۰۹

ختم نبوت کے بعد اسلام میں کوئی اور نبی نہیں آ سکتا ۱۶۸ ح

اسلام میں اپنا سکہ جمانے والی نبوت کا دروازہ بند ہے ۳۰۸

اس وسوسہ کا جواب کہ مسیح ابن مریم کے آنے پر آنحضرت

کی ختم نبوت کیونکر ہے گی ۳۹۳

آپ کی حمد الہی

حمد الہی کے واجب ہونے کے اسباب اور اسے کمال تک پہنچانا ۵

آپ کا حمد کا مرتبہ دوسرے انبیاء، ابدال اور اولیاء کو عطا

نہیں ہوا اور اس کی وجہ ۶

آپ کا سب سے زیادہ حمد الہی کرنے کی وجہ ۷

خدا کی حمد کرنے اور صاحب تعریف ٹھہرانے کا سر ۶

حمد الہی کے بطور انعام خدا نے آپ کو حامد سے محمود یعنی

محمد بنا دیا ۸

آپ کے دونام محمد و احمد

آپ سے پہلے کسی نبی یا رسول کا حمد نام سے موسوم نہ ہونے کی وجہ ۷

آپ کے حمد نام کے معنی اور اس کی منفرد خصوصیات ۱۷

یہ دونوں نام پیدائش عالم کی علت غائی اور آپ بوجہ ان کے

تمام انبیاء سے اول درجہ پر ہیں ۴

اسم محمد اور احمد تمام اسماء سے پہلے آدم کو پیش کئے گئے ۳

یہ دونوں اسم آپ کے لئے ابتدائے دنیا سے وضع کئے گئے ۱۴

بینام امت کے لئے تبلیغ اور مقام احمدیت و محمدیت کے لئے

یاد دہانی ۱۶

آپ کا خدا سے علم پانا

آپ نے محض خدا سے علم اور ہدایت کو پایا ۹۰، ۴

آپ نے ظاہری علم کسی سے نہیں پڑھا خدا آپ کا استاد تھا ۳۹۴

آپ نے کسی انسان سے نہیں پڑھائی لئے نبی امی کہلائے ۳۹۷ ح

آپ کا مثیل موسیٰ ہونا

آپ کے مثیل موسیٰ ہونے پر دلالت کرنے والی آیت قرآنیہ

اور مشابہتوں کا تفصیلی ذکر ۲۹۲، ۲۹۰

توریت کی مثیل موسیٰ کی پیشگوئی کا مصداق ہونا ۳۰۱ ح، ۳۰۳ ح، ۳۲۲

آپ کی قوت قدسیہ

آپ کی قوت قدسیہ سے صحابہ میں غیر معمولی تبدیلی اور آپ

کے طریق تربیت کا تفصیلی ذکر ۳۵، ۳۲

آپ کے ذریعہ عربوں میں ایک عظیم روحانی انقلاب کا ذکر ۲۱

آپ کی ہجرت

قریش کے انتہائی ظلم یعنی ارادہ قتل پر آپ نے ہجرت فرمائی ۱۶۲ ح

موسیٰ اور آپ کی ہجرت میں مشابہت ۲۹۰

آپ کا موسیٰ عیسیٰ کی طرح ہجرت کرنا فتح و نصرت کے مبادی
اپنے اندر رکھتا تھا ۱۵۵

آپ کی مہدویت و عبودیت

خدا کا آنحضرتؐ کا نام عبد رکھنے کی وجہ ۳۹۴
آپؐ کا اعلیٰ کمال جو آپؐ کی خصوصیت تھی مہدویت اور

عبودیت ہے اور اس سے مراد ۳۹۶، ۳۹۵

مہدویت کے لحاظ سے آپؐ کو ایسے معارف و اسرار دیئے
گئے جو جن و انس میں بے نظیر ہیں ۳۹۵، ۴۵۱

آپؐ کو والدین سے مادری زبان سیکھنے کا موقع نہ ملنے میں

شان مہدویت کا راز ۳۹۶

خالص مہدویت آپؐ کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوئی ۳۹۷

مہدی موعودؑ کو آپؐ سے ظلی طور پر عبودیت کا ملنا اور اس

کا لفظ غلام سے ظاہر کیا جانا ۳۹۵

آنحضرتؐ کی پیشگوئیاں

آنحضرتؐ کی آخری زمانہ سے متعلق پوری ہونے والی

پیشگوئیاں ۸۴، ۲۵۷، ۲۸۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۲۷، ۴۰۰، ۴۰۱

ایک فارسی الاصل کا شیا سے ایمان واپس لانے کی پیشگوئی ۴۰۲

قیصر و کسری کے خزانوں کی کنجیاں آپؐ کے ہاتھ پر رکھا جانا ۲۶۵

آنحضرتؐ کے رویا

دو چھوٹے نبیوں کو دو کڑوں کی شکل میں دیکھنا، گائیں ذبح

ہوتے دیکھنا، لمبے ہاتھوں والی بیوی کا سب بیویوں سے پہلے

فوت ہونا، مدینہ کی واپرا گندہ عورت کی شکل میں نظر آنا ۲۷۷

آپؐ کی ہتک عزت

پادریوں کا آپؐ کو گالیاں دینا اور ایک لاکھ کتاب گالیوں اور

بہتان کی تالیف کرنا ۶۴

پنڈت لیکھرام کا آپؐ کو گالیاں دینا ۱۲۴

آنحضرتؐ کو گالیاں دینے اور ہتک عزت کرنے والوں کے

مقابل مسیح موعودؑ کا طریق ۷۹

XXXXXXXXXXXX

محمد اکرم صابری شیخ

۳۸۲

محمد باقر امام علیہ السلام

محمد بخش ابوالحسن متقی

۳۱۵، ۱۱۷

۱۹۹

محمد بخش جعفر زلی لاہوری ۱۵۸، ۱۷۷، ۱۹۷، ۱۹۸، ۳۳۹

بٹالوی نے چار اشتہار لکھ کر اس کے نام پر چھپوائے ۱۹۷، ۱۹۶

اس کے گندے اشتہار مع خلاصہ مضمون ۱۵۹، ۲۰۳، ۲۰۴

اس کے الزام کہ مسیح موعودؑ نے دروغ گوئی کے طور پر گورنمنٹ

کی تعریف کی ہے کا جواب ۳۶۴

اس کے اعتراض کہ مسیح موعودؑ نے انگریزوں کی باوجود خوشامد

کے ان کے مذہب پر حملہ کیا ہے کا جواب ۳۶۹

محمد بن اسماعیل بخاری امام ۳۸۲، ۴۳۱، ۴۵۵

وفات مسیح پر آپؐ کی شہادت ۲۶۹

محمد بن خالد جندی ۴۳۱

محمد حسین بٹالوی مولوی ۱۵۳، ۱۵۸، ۱۷۷، ۱۷۸، ۲۳۹، ۴۳۲

۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۵، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۷

اس کی عربی وحدیث دانی کی حقیقت اور اسے پیش آمدہ دلائل ۱۷۵

اس کا مہدی موعودؑ کے متعلق عقیدہ ۱۹۶

الہام اتعجب لامری میں اس کے لئے پوشیدہ پیشگوئی ۱۷۶

قبل از دعاوی مسیح موعودؑ کی نسبت تعریفی عبارات ۲۰۰

مسیح موعودؑ کے خلاف اس کا فتویٰ کفر، آپؐ کو گالیاں

دینا اور واجب القتل ٹھہرانا ۱۹۶

مسیح موعودؑ سے تمسخر اور گندے فقرات ۱۹۸

اس نے پانچ اشتہارات مباہلہ شائع کئے ۱۹۸، ۱۹۷

اس کے گندے اشتہار مع خلاصہ مضمون ۲۰۳، ۲۰۴

ڈاکٹر کلارک کی طرف سے بطور گواہ عدالت میں آنا ۱۹۵

سلطان روم کی تعریف میں مضمون لکھنا ۱۹۰، ۲۰۲

مسیح موعودؑ کا بٹالوی اور اس کے رفیقوں سے ملاقات کرنے

سے منع فرمانا ۱۵۴

بٹالوی اور مباہلہ (دیکھئے مضامین میں عنوان مباہلہ)

مسیح موعودؑ پر قتل کی دھمکی کا الزام اور اس کا جواب ۱۹۹

الہام اتعجب لامری میں نحوی غلطی ہے کا جواب ۱۷۷، ۱۷۵

جزاء سبیۃ بمثلھا کی پیشگوئی کا بٹالوی کے حق میں پورا ہونا ۲۲۲

نواس بن سمعان

آپ سے مروی نزول مسیح کی حدیث ۲۷۴

نوح علیہ السلام ۲۳۳

آپ کی بددعا کا اثر ۲۳۸

نور الحسن خان سید ۲۲۹

نور الدین حکیم مولوی ۳۷۳، ۳۷۲

مزار عیسیٰ کی علمی تفتیش کے قافلہ کے پیشرو ۱۶۳ ح

علاج طاعون کے لئے دو ہزار روپے کے یا قوت رمانی دینا ۳۳۶

نیر (بنی اسرائیل کے شجرہ نسب میں مذکور نام) ۳۰۰ ح

وکتوریہ قیصرہ ہند ۱۷۹، ۱۷۷

مسیح موعودؑ کی آپ کے لئے دعا ۲۷۲، ۲۱۳

ولی اللہ شاہ (دہلوی)

مسیح موعودؑ کے بارہ میں آپ کی پیشگوئی ۳۱۵

ہیر و دوس ۳۰۲ ح

مکملی علیہ السلام نیز دیکھئے یوحنا

۲۱۴، ۲۱۲، ۲۰۰، ۳۸۸، ۳۸۳، ۳۷۹، ۲۵۴

آپ کا بطور وفات یافتہ عیسیٰ کے ساتھ ذکر ۳۵۳

یزید بن معاویہ ۲۵۴

یعلیٰ

آنحضرتؐ سے آپ کی روایت کہ مسیح موعودؑ کے وقت حج سے

روکا جائے گا ۲۸۰

یوحنا (مکملی) ۳۸۹، ۲۷۹، ۲۷۸

ایلیا کے دوبارہ آنے سے مراد یوحنا یعنی مکملی ہے ۲۷۰، ۲۵۴

یوز آسف شہزادہ نبی ۳۵۶

مسلمانوں کی پرانی کتب میں آپ کے پیغمبر اور شہزادہ ہونے

نیز کسی اور ملک سے آنے کا بیان ۱۶۳ ح درج

یوز آسف کے متعلق لکھے گئے واقعات ۱۶۹ ح

آپ سے مراد عیسیٰ ہیں بطور ثبوت قرآن کا ذکر ۲۱۴ ح ۱۷۰

اس کے الزام کہ مسیح موعودؑ نے عیسیٰ کی توہین کی ہے کا جواب ۲۳۶ ح

اس کے الزام کا جواب کہ مسیح موعودؑ کو رنمنٹ کے باغی ہیں ۲۳۵، ۲۳۳

آ تھم و لکھرام کی پیشگوئیاں پوری نہ ہونے کا اعتراض اور

اس کا جواب ۲۴۰، ۲۳۹

مریم صدیقہ (والدہ حضرت عیسیٰ) ۳۳۵، ۳۰۰ ح

مسلم بن حجاج امام ۲۵۵

مشتاق احمد مولوی ۳۷۵

گھمن شاہ (سادات کے نام غیر عربی ہونے کے ثبوت میں تحریر کردہ نام) ۲۹۹ ح

ملا کی نبی ۲۸۳، ۳۴۲، ۲۷۸، ۲۷۷

موسیٰ علیہ السلام ۲۴۲، ۱۵۵، ۲۹۰، ۲۹۷، ۳۰۱ ح،

۳۰۲ ح، ۳۰۳ ح، ۳۰۷، ۳۳۵، ۳۷۹، ۳۴۳ ح

اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ حلیم اور متقی تھے تقویٰ کی برکت

سے فرعون پر فتح یاب ہوئے ۱۵۴

موسیٰؑ بنی اسرائیل کے منجی تھے ۲۹۱

آپ کے بعد بنی اسرائیل میں خلافت کا اجراء ۲۸۴

آپ زیر بیت فرعون کتب میں بیٹھے اور علوم مروجہ پڑھے ۲۹۷

آپ کی دعا اور تضرع سے بنی اسرائیل کا عذاب ٹلنا ۲۵۰

آپ کی بددعا کا اثر ۲۳۸

مہدی سوڈانی ۲۳۷، ۲۳۵

ن، و، ہ، ی

نھوشاہ (سادات کے نام غیر عربی ہونے کے ثبوت میں تحریر کردہ نام) ۲۹۹ ح

نذیر حسین دہلوی ۲۳۸

نصیر الدین سید

یوز آسف نبی کے مزار کے ساتھ آپ کی قبر ہے ۱۷۴، ۱۷۱

نعمت اللہ ولی

مسیح موعودؑ کے بارہ میں آپ کی پیشگوئی ۳۱۵

آپ کی تعلیم کی انجیل کی اخلاقی تعلیم سے مشابہت ج ۲۱۲
 یوسف (حضرت مریمؑ کا منگیترا) ج ۳۰۰
 یونس علیہ السلام ج ۲۳۴
 مسیح کا آپ کے مچھلی کے قصہ کو اپنے قصہ سے مشابہت دینا ج ۱۶۵، ج ۲۱۰، ج ۳۵۱
 یہودا (پسر حضرت یعقوبؑ) ج ۲۸۴، ج ۲۹۸
 یہودا اسکر یوٹی ج ۳۸۵
 آپ مسیح کے خزانچی تھے ج ۳۰۰
 یہوئتن (بنی اسرائیل کے شجرہ نسب میں مذکور نام) ج ۳۰۰

یسوع کا یوز (آسف) بننا قرین قیاس ہے جیسے انگریزی میں جیٹرس ۱۹۶، ج ۱۶۷
 اس بات کی تردید کہ یوز آسف سے مراد زوجہ آصف ہے ج ۱۶۱ درج
 خان پار سری نگر میں آپ کی قبر کا پایا جانا اور تبت سے ایک انجیل کا ملنا ج ۱۶۱، ج ۲۱۱
 آپ کے مزار کے متعلق تحقیق پڑنی مولوی عبداللہ کشمیری کا خط جس میں ان علامات کا ذکر ہے کہ یوز آسف مسیح ہیں ج ۱۶۷ تا ۱۷۰، ج ۱۹۵
 نقشہ مزار یوز آسف نبی ج ۱۷۱
 قبر کا ہونا آپ کے اسرائیلی نبی ہونے کی دلیل ج ۱۶۹
 آپ کی قبر سے متعلق تاریخ کشمیر اعظمی کا حوالہ کہ یہ پیغمبر کی قبر ہے کسی حواری کی نہیں ج ۱۷۲



مقامات

ج، چ، ح، خ	ا، ب، پ، ت
چین ۱۶۲، ۴۳	افغانستان ۲۹۹
حیدرآباد ۱۷۹	امرتسر ۱۶۳
خان یار (سری نگر کا محلہ) ۱۷۵، ۱۹۵، ۲۰۹، ۲۱۱، ۳۵۶، ۳۳۳، ۱۷۲	امریکہ ۲۸۱
یہاں مسیح علیہ السلام مدفون ہیں۔ ۱۶۱	انارکلی (لاہور) ۱۸۲
خیبر ۲۹۹، ۳۰۰ ح	انزمرہ (محلہ خانیاں سری نگر کا ایک حصہ) ۱۹۲
جاوا ۳۰۶، ۳۱۳، ۴۰۱، ۴۰۹	ایران ۴۴۷
جہلم ۳۷۵	ایشیا ۱۷۲
د، ر، س، ش	بابل ۱۶۱ ح، ۱۹۱، ۲۹۷ ح
دریائے نیل ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲	بنالہ ۱۹۶، ۲۲۷، ۴۳۵
دمشق ۱۴۶، ۲۷۰، ۲۷۱، ۳۱۶	بخارا ۱۷۹، ۱۸۵
عالم کشف میں مسیح موعود کو دمشق کے منارہ پر نازل ہوتے دیکھنے والی حدیث اور اس کی تاویل ۲۷۵	برطانیہ ۴۹، ۶۵، ۱۰۱ ح، ۲۱۳، ۲۵۵، ۲۹۳ ح، ۴۴۷، ۴۷۲
راولپنڈی ۱۶۰ ح، ۱۹۶، ۲۰۲ ح، ۳۸۰، ۴۲۲	بسمبی ۱۷۹، ۳۵۸
روس ۴۲۴	بنارس ۱۶۳ ح، ۴۳۵
روم ۴۳، ۱۸۹ ح، ۱۹۰ ح، ۱۹۱، ۱۹۲، ۲۰۲، ۲۱۷، ۲۲۳، ۲۲۴	پشاور ۴۱۹
سری نگر ۱۵۵، ۱۶۷، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۹۵، ۲۱۱، ۳۵۶، ۴۵۷	پنجاب ۵۸، ۱۴۹، ۱۷۹، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۷، ۱۸۸، ۲۱۸، ۲۱۹
مسیح نے یہاں انتقال فرمایا ۱۶۱ ح	۲۲۴، ۲۲۶، ۲۷۰، ۲۸۰ ح، ۳۲۵، ۳۵۸، ۳۶۱، ۳۶۸، ۴۰۸، ۴۷۱، ۴۷۲
روضہ بل۔ سری نگر کشمیر ۱۷۱	پیراکوئی (نیپال) ۲۱۲
سمرقند ۴۸	تبت ۱۵۵، ۱۶۱ ح
	۱۶۲ ح، ۱۶۳ ح، ۱۶۴ ح، ۱۷۲، ۱۹۵، ۲۱۱، ۳۵۶ ح

کشمیریوں کی معزز قوموں کے نام کے ساتھ لفظ جیوا اور
ڈاکٹر برنیئر کے سفر نامہ میں ان کے بنی اسرائیلی ہونے کے ثبوت ۱۹۵ ج

۳۴۰

کنعان

۱۹۱

گلیل (فلسطین)

۲۱۶، ۱۹۶، ۱۹۴، ۱۷۷، ۱۴۹، ۵۸

گور داسپور

۲۷۶، ۲۱۴، ۲۰۳، ۱۹۷، ۱۹۵، ۱۸۲، ۵۸

لاہور

۳۸۳، ۳۷۲، ۳۷۱، ۳۷۰، ۳۷۰ ج

۳۸۰، ۲۰۲، ۱۹۶

لدھیانہ

۱۶۱ ج، ۱۶۹ ج

لندن

کثرت شراب خوری کی وجہ سے شراب کی دکانوں کی کثرت ۳۰۱ ج

م، ن، د، ی

۴۴۳

ماسکو

۱۷۹ ج، ۱۶۳ ج

مدراں

۴۴۹، ۴۴۸، ۴۴۷، ۴۷۷

مدینہ منورہ

۴۴۹ ج، ۳۹۷، ۳۶۸، ۳۴۰، ۲۹۲، ۲۹۱، ۲۹۰

مصر

۴۸۳ ج، ۲۸۰ ج، ۱۵۶، ۱۱۸، ۹۹، ۲۸، ۲۷

مکہ معظمہ

۴۴۹، ۴۴۸، ۴۴۷، ۴۱۵، ۴۱۳، ۳۵۳، ۲۹۲، ۲۹۰

۱۷۳

نجران

۲۱۴ ج، ۱۶۳ ج، ۱۶۱ ج

نیپال

۲۵۵، ۱۷۹، ۱۷۷، ۱۶۵ ج، ۱۶۴ ج، ۱۶۳ ج

ہند

۱۷۲ ج، ۱۶۱ ج، ۱۵۵ ج، ۱۶۴ ج، ۱۶۳ ج، ۱۶۲ ج، ۱۷۷ ج، ۱۷۶ ج، ۱۷۵ ج

ہندوستان

۲۲۶، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۱۹۵، ۱۹۱، ۱۸۷، ۱۷۹

۲۵۷ ج، ۲۳۸ ج، ۲۳۰ ج، ۲۲۷ ج، ۲۳۰ ج، ۲۳۰ ج، ۲۳۰ ج

۲۲۴، ۲۱۴، ۳۶۸، ۳۰۸، ۳۰۷

یورپ

۲۸۶ ج، ۲۸۵ ج

یورپ میں نام کے عیسائی اور منکر تثلیث

۱۶۳ ج

سوات

۱۷۴ ج، ۱۶۷ ج، ۱۶۹ ج، ۱۷۹ ج، ۱۷۹ ج

شام

۴۴۹، ۴۴۸، ۴۳۴، ۳۶۸، ۱۸۵

۳۲۹

حضرت عمرؓ کے دور میں یہاں طاعون کا پھوٹنا

۳۷۱، ۳۷۰

شملة

ع، غ، ف، ق

۲۸۱

عدن

۳۳۲ ج، ۳۰۰ ج، ۲۰۸ ج، ۱۸۵ ج، ۱۷۹ ج، ۱۷۵ ج، ۲۶

عرب

۴۴۷ ج، ۴۳۲ ج، ۳۹۶ ج، ۳۹۴ ج، ۳۹۲ ج

غارثور

خدا نے آنحضرتؐ کو مکہ سے دو تین میل فاصلہ پر اس میں

۳۵۲ ج، ۱۵۶ ج

چھپایا اور ڈھونڈنے والے ناکام رہے

۴۴۹ ج، ۴۴۷ ج، ۳۰۴ ج، ۱۹۵ ج، ۴۳

فارس

۱۸۱ ج، ۱۷۹ ج، ۱۷۷ ج، ۱۵۱ ج، ۱۳۱ ج، ۱۳۰ ج، ۱۲۴ ج، ۵۸ ج، ۱

قادیان

۳۶۷ ج، ۳۶۶ ج، ۲۲۸ ج، ۲۲۷ ج، ۲۲۶ ج، ۲۱۳ ج، ۲۰۶ ج، ۱۸۴ ج، ۱۸۲ ج

۴۴۸ ج، ۴۳۳ ج، ۴۲۷ ج، ۴۲۶ ج، ۳۷۷ ج، ۳۷۶ ج، ۳۷۵ ج

۳۱۶ ج، ۲۷۶ ج

قادیان دمشق کے مشرق میں واقع ہے۔

۳۷۰

قادیان میں طاعون کے بارہ میں جلسہ کا انعقاد

۳۶۸ ج، ۳۶۷ ج

قسططنیہ

۲۹۸ ج

قدھار

ک، گ، ل

۴۳۲ ج، ۳۰۳ ج، ۲۹۸ ج، ۱۸۵

کابل

۴۴۹ ج، ۴۴۸ ج، ۴۴۷ ج، ۴۳۶

۱۶۹ ج، ۱۶۸ ج، ۱۶۷ ج، ۱۶۶ ج، ۱۶۵ ج، ۱۶۴ ج، ۱۶۳ ج، ۱۶۲ ج، ۱۶۱ ج، ۱۵۵

کشمیر

۴۵۷ ج، ۴۴۳ ج، ۳۵۶ ج، ۳۰۰ ج، ۲۱۳ ج، ۲۰۹ ج، ۱۹۵ ج، ۱۹۴ ج، ۱۷۹ ج، ۱۷۸ ج، ۱۷۷ ج، ۱۷۶ ج، ۱۷۵ ج، ۱۷۴ ج، ۱۷۳ ج، ۱۷۲ ج، ۱۷۱ ج، ۱۷۰ ج

۱۶۳ ج

عیسیٰ کی آمد کا کشمیر کی پرانی تحریروں میں ذکر

کتابیات

تبیق انجیل

روسی سیاح اور فاضل نے اسے لکھا اور چھپوایا ج ۱۶۹، ج ۳۵۶

تبت کے غار سے برآمد شدہ انجیل مسیح کی کشمیر آمد کی تائید

کرتی ہے ج ۱۶۱

یہ بد مذہب کی پرانی کتاب کا گویا حصہ ہے ج ۱۶۲

اس کا انجیل کی اخلاقی تعلیم سے توارد ج ۱۶۹

ایام الصلح (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۲۲۷

کتاب کا نام ایام الصلح رکھنے کی وجہ ۲۸۶

اہمیت کتاب اور اتمام حجت کا ذکر ۴۲۴

بائبل ۲۵۴

بخاری صحیح ۱۷۶، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۸۵، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۷، ۳۲۸، ۳۵۴

صح الکتب بعد کتاب اللہ ہے ۲۷۹، ۲۲۹

برائین احمدیہ ۲۰۰، ۲۱۵، ۲۲۳، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۴، ۳۲۹، ۳۸۰

برائین احمدیہ میں تونی کے معنی پورا دینے اور عیسیٰ کے واپس

آنے کا اعتقاد ظاہر کرنے کا جواب ۲۷۲، ۲۷۱

برائین احمدیہ کا یقینہ نہ چھاپنے کے اعتراض کا جواب ۴۲۱

بید (وید) سے بد مذہب کا انکار ج ۱۶۳

پیدائش (بائبل) ۲۸۴

تاریخ برنیز (از ڈاکٹر برنیز) ج ۲۹۸

تاریخ طبری ۳۲۹

تاریخ کشمیر اعظمی ۱۷۲

اس میں قبر مسیح کا ذکر ہے ج ۳۰۰

توریت ۲۸۸، ۲۹۷، ۲۵۳، ج ۲۱۱، ج ۳۵

توریت ۳۲۱، ۳۱۶، ۳۰۸، ۳۰۷، ۳۰۳، ۳۰۰، ج ۲۹۹، ۲۹۴، ۲۹۲

۲۲۰، ۳۹۹، ۳۸۰، ۳۵۵، ۳۵۳، ۳۴۹، ۳۴۵، ۳۴۴، ۳۲۹

ا، ب، ت

ابن بابویہ ۱۷۰

ابن عساکر ج ۲۷۵

ابن ماجہ ۴۳۱

اتمام العمت ۱۷۰

احوال الآخرت ۴۳۲

اخبار عام

بباعث طاعون لوگوں کو حج کے سفر سے ممانعت کے اعلان ج ۲۸۰

ازالہ اوہام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ج ۴۱۶

استثناء (بائبل) ۳۴۴، ج ۳۰۱

اشیاء السنۃ (رسالہ مولوی محمد حسین بٹالوی) ۱۹۸، ۱۹۶، ۱۵۳

۴۲۷، ۴۳۵، ۴۲۹، ۴۲۷، ۲۲۶، ۲۲۳، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۰۴، ۲۰۳

مسیح موعودؑ کی نسبت تعریفی عبارات ۲۰۰

اقتباس الانوار (از شیخ محمد اکرم صابری) ۳۸۲، ۳۷۹

اقترب الساعۃ (از سید نور الحسن خان) ۴۳۱، ۴۳۰، ۴۲۹

اکمال الدین ۱۷۰

البلاغ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۴۰۶

امہات المؤمنین ۳۲۸، ج ۳۱۰، ۲۲۸

مولف سے انتقام لینے کی بجائے کتاب کا رد لکھنے کی تجویز ۱۹۵

مسلمانوں کا اس کے مصنف کو سزا دلانے کے لئے گورنمنٹ

کو میموریل بھیجنا۔ ۱۸۶

انجیل ۲۱۱، ۲۱۲، ج ۲۱۱، ۱۷۲، ج ۱۶۷، ج ۱۶۰، ۱۵۸

۲۶۳، ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰

انجیلوں میں بکثرت اختلاف ہے ۱۵۹

برغاس کی انجیل ج ۱۵۹

اس میں عیسیٰ کے صلیب پر فوت ہونے سے انکار کا ذکر ج ۲۱۱

فریاد درد (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۲۰۶، ۲۲۸
قانون (از شیخ بعلی سینا)

اس میں مرہم عیسیٰ کا نسخہ مع وجہ تسمیہ موجود ہے ۳۲۸
قربادین (طب کی مشہور کتاب) ۱۷۲
اس کے امراض الجلد میں مرہم عیسیٰ کا نسخہ لکھا ہے ۳۵۲

ک، م، ن، و، ہ

کرامات الصادقین (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۲۴۳
کشف الغطاء (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)

اس کی غرض تالیف ۱۷۹، ۱۷۷
گزٹ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ ۱۹۰ ج

مائیت بالسنة ۳۸۸
مخزن افغانی

اس میں تفصیل سے لکھا ہے کہ افغان اسرائیلی ہیں ۲۹۸ ج
مستدرک حاکم ۴۳۱

مسلم صحیح ۳۹۲، ۳۳۱، ۳۰۹، ۲۷۹، ۲۷۴، ۲۷۱، ۲۷۰، ۲۶۹، ۳۹۳

مشکوٰۃ شریف ۳۳۲، ۱۷۶، ۱۷۵

مظاہر حق (مشکوٰۃ کی شرح) ۴۳۲

مکتوبات مجدد الف ثانی ۴۱۳، ۳۲۱

ملاکی (بائبل)

ایلیا کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی ۳۸۳

میگزین مجنن اینگلو اورینٹل کالج ۱۷۲

نجم الہدیٰ (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۲۰۱

اس کی غرض تالیف ۲۰، ۱۸

مسیح موعودؑ نے یہ عربی اور اردو میں لکھی فارسی اور انگریزی ۱۹

ترجمہ آپ کے دوستوں نے کیا ۱۲۱

نور الحق (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۱۱۵

اس میں خوف و کوف کا مفصل ذکر ہے ۳۰۰

وقائع عالمگیر (از ڈاکٹر برنیر فرانسسی) ۱۷۵

ہدایہ الخو

بنی اسرائیل کی نسبت حکومت پانے کا وعدہ ۱۶۶ ج

موسیٰ کی دعا اور قنصرع سے بنی اسرائیل سے عذاب کا ٹلنا ۲۵۰

مصلوب یعنی صلیب پر مارا جانے والا لغتی ہے ۲۰۹، ۱۵۴ ج

تہذیب الاخلاق (سر سید احمد خان کا رسالہ) ۱۹۰ ج

ح، د، ر، ز

حج الکرامہ (از نواب صدیق حسن خاں)

۳۳۲، ۴۳۱، ۴۳۰، ۴۲۹، ۴۱۳، ۴۰۱، ۳۹۹

۳۲۸، ۳۱۵، ۳۰۵، ۲۸۰

دار قطنی

دیوان حماسہ (عرب جاہلیت کا منظوم سرمایہ)

اس کی فصاحت و بلاغت مسلم و مقبول ہے ۱۷۵

راز حقیقت (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۴۳۲

عیسیٰ کے صحیح سوانح اور مبالغہ کے متعلق نصاب پر مشتمل کتاب ۱۵۱

رسالہ حشریہ ۱۱۸

ریکسان پنجاب (از سر لیبل گر لیفٹن) ۱۸۰

زبور ۴۲۰، ۳۸۰

س، ش، ط، ع، ف، ق

سراج الاخبار (اخبار) ۳۷۵

سفر نامہ (از ڈاکٹر برنیر فرانسسی) ۱۶۸ ج

سول ملٹری گزٹ (اخبار) ۳۷۲، ۳۷۰

یہودیوں کے ہندوستان آکر سکونت اختیار کرنے اور افغان ۱۶۲ ج

کے بنی اسرائیل ہونے کا ذکر ۲۰۲ ج

سیف المسلول ۱۹۶

محمد حسین بٹالوی کی تحریک سے لکھا جانے والا رسالہ ۱۷۲

شہزادہ یوز آصف (از مرزا صفدر علی) ۳۸۸

طبرانی ۱۷۰

عین الحیات ۳۰۵

مولوی عبداللہ کو یہ کتاب کشمیری شیعوں کا دکھانا ۳۱۵

فتاویٰ ابن حجر

خفیوں کی ایک معتبر کتاب